حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شخصیت

اور

فقہی مسائل میں ان کی آراء

(تحقیقی اور تحلیلی جائزہ)

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار:

فرزانہ شاہد

(جلد دوم)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

دسمبر ۲۰۰۹ء

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شخصیت اور فقہی مسائل میں ان کی آراء
(تحقیقی اور تحلیلی جائزہ)

مقالہ نگار

فرزانہ شاہد

پی ایچ ۔ڈی (علوم اسلامیہ) نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز' اسلام آباد ۲۰۰۹ء

یہ مقالہ

پی ایچ ۔ڈی (علوم اسلامیہ)

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لئے پیش کیا گیا

فیکلٹی آف ایڈوانس انٹگریٹڈ سٹڈیز اینڈ ریسرچ

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز' اسلام آباد

سنہ دسمبر ۲۰۰۹ء

باب چہارم

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی روایات کا تحقیقی جائزہ

۱۔۴ طہارت

۱۔۱۔۴ لغوی مفہوم

لغت میں طہارت بفتح الطاء اس پانی کو کہتے ہیں جس سے پاکی حاصل کی جائے۔ بکسر الطاء آلہ نظافت کا نام ہے اور بضم الطاء مصدر ہے(۱)۔

طہارت نجاست سے صاف ہونے کو کہتے ہیں۔ نجاست کبھی حقیقی ہوتی ہے۔ جیسے گندگی، اشیاء بول وبراز وغیرہ اور حکمی جیسے بے وضو ہونا یا جنابت کا پیش آنا(۲)۔

۲۔۱۔۴ اصطلاحی مفہوم

شریعت کی اصطلاح میں طہارت نجاست و کثافت سے پاک ہونے کو کہتے ہیں خواہ وظاہری ہو یا باطنی۔ قرآن مجید اور حدیث میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے(۳)۔

ارشاد ربانی ہے: ترجمہ: اور اپنے کپڑے کو پاک رکھو(۴)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے مقاربت نہ کرو(۵)۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مریض کی مزاج پرسی کے لئے جاتے تو فرماتے کہ: کوئی بات نہیں یہ مرض ان شاء اللہ گناہوں سے پاک کرنے کا سبب ہوگا(۶)۔

۳۔۱۔۴ طہارت کی اقسام

شرعاً طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ازالہ حدث۔ حدث کے معنی بدلنا، متغیر ہونا۔ آدمی جب بے وضو ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں وہ حادث ہو گیا یا اسے حدث لاحق ہو گیا۔ یہ ایک کیفیت کا نام ہے جو کسی حصہ بدن پر یا تمام بدن پر طاری ہو۔ اور وضو اور غسل سے زائل ہو جائے۔ اسی کو نجاست حکمیہ بھی کہتے ہیں۔

۲۔ ازالہ خبث۔ خبث کے معنی وہ گندگی جس کو زائل کرنے کا حکم شارع نے دیا ہو۔ یعنی ظاہری گندگی۔ مثلاً خون پیشاب پاخانہ وغیرہ۔ پس ازالۃ الخبث سے مراد ہے کپڑا بدن وغیرہ کو ظاہری نجاست سے پاک کرنا۔

۱۔۳۔۱۔۴ حدث کی اقسام

۲۔۳۔۱۔۴ حدث اصغر۔ اصغر چھوٹے کو کہتے ہیں۔ حدث اصغر سے مراد چھوٹی ناپاکی جو وضو کرنے سے ختم ہوجاتی ہے۔

۳۔۳۔۱۔۴ حدث اُکبر۔ اکبر کے معنی بڑے کے ہیں۔ حدث اکبر سے مراد بڑی ناپاکی ہے جو غسل کرنے سے ختم ہوجاتی ہے۔

ان دونوں کا بدل تیمم میں ہے۔ خبث سے طہارت تین طریقوں سے حاصل ہوتی ہے۔

(۱) پانی سے دھونا۔
(۲) مسح کرنا۔
(۳) پانی کی چھینٹیں ڈالنا۔

۴۔۱۔۴ طہارت کا وجوب قرآن مجید میں

حدث اور خبث سے طہارت حاصل کرنے کے لئے ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: اگر تم جنابت کی حالت میں ہوتو اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرو۔(۷)

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: حیض کی حالت میں عورتوں سے عمل تزویج نہ کرو۔ حتی کہ وہ پاک ہوجائیں۔ جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں (غسل کرلیں) تو اس محل میں ان سے زوجیت کرو جس محل میں عمل کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔(۸)

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اور مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔(۹)

اس آیت میں طہارت کے معنی پانی سے استنجاء کرنا ہے۔ یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ

جب وضو توڑتے تو پتھر سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ فضیلت میں یہ آیت نازل فرمائی۔

ترجمہ: اور جنت میں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی۔ (۱۰)

یعنی جنتی مسلمانوں کی ازواج حیض اور بول و براز سے پاک ہوں گی۔ مطہرہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی وہ تمام انواع طہارت کی جامع ہوں گی۔

سورۃ الواقعہ میں آتا ہے:

ترجمہ: بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔ جو ایک محفوظ کتاب میں ہے۔ اس کو صرف پاکیزہ لوگ چھوتے ہیں۔ (۱۱)

اس آیت میں طہارت سے نفس کی طہارت مراد ہے۔ جو اپنے نفس کو فساد، جہالت اور احکام شرعیہ کی مخالفت کے میل سے پاک رکھے۔

بظاہر اس آیت میں بدن کی طہارت مراد ہے۔ یعنی جب تک کوئی شخص باوضو نہ ہو۔ قرآن مجید کو نہیں چھو سکتا۔

مطلقہ عورتوں کے اولیاء کو حکم دیا گیا کہ عدت پوری ہونے کے بعد ان عورتوں کو نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔

ترجمہ: اس نصیحت کو قبول کرنا تمہارے لئے بہت صاف ستھرا اور پاکیزہ عمل ہے۔ (۱۲)

اس آیت میں بھی طہارت کا اطلاق طہارت نفس اور طہارت بدن دونوں پر کیا گیا ہے۔

۵۔۱۔۴ طہارت کا وجوب حدیث نبویؐ میں

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں بھی طہارت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

ابو مالک اُشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے۔ (۱۳)

اس حدیث میں شطر کا لفظ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایمان کے دو جزء ہیں۔

ایک دل سے یقین کرنا۔ دوسری ظاہری اطاعت کرنا۔ اور طہارت مقدمہ ہے نماز کا۔ اور نماز اطاعت ہے۔ اس لئے طہارت شطر ایمان ٹھہری۔ (۱۴)

دوسری جگہ آتا ہے: مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ ابن عامر کے پاس آئے اور وہ بیمار تھے ان کو پوچھنے کو۔ ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لئے دعا نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے۔(۱۵)
امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر۔(۱۶)

۶۔۱۔۴ طہارت کے مراتب اور درجات

امام غزالی فرماتے ہیں۔طہارت کے چار مراتب ہیں۔

۱۔ ظاہری بدن کو ظاہری نجاست اور باطنی نجاست (جنبی ہونا یا بے وضو ہونا) سے پاک کرنا۔ یہ عام مسلمانوں کی طہارت ہے۔

۲۔ ظاہری اعضاء کو جرائم اور معاصی (مثلاً شراب نوشی، زنا کاری، چوری، ڈاکہ وغیرہ) سے پاک کرنا۔ یہ خاص مسلمانوں کی طہارت ہے۔

۳۔ دل کو اخلاق مذمومہ (مثلاً بخل، تکبر، ریا کاری، تصنع، ناشکری، اترانے، کینہ، بغض سے پاک کرنا) یہ عباد الصالحین میں سے خواص مومنین کی طہارت ہے۔

۴۔ باطن قلب کو ماسوی اللہ کے پاک کرنا بایں طور کہ دل میں غیر اللہ کا خیال تک نہ آئے۔ یہ انبیاء وصلوات اللہ علیہم اور صدیقین کی طہارت ہے۔ جب تک انسان نچلے درجے کو حاصل نہ کرے۔ اس سے اوپر والے درجے میں نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک نہ کرے۔ دل کی پاکیزگی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور جب تک دل کی پاکیزگی حاصل نہ کرے۔ باطن قلب کی پاکیزگی حاصل نہیں کرسکتا۔(۱۷)

۷۔۱۔۴ استنجاء

مفہوم:

استنجاء کے معنی ہے پلیدی کو اس کی جڑ سے کاٹ دیا جائے۔

شرعی مفہوم:

شرعی اصطلاح میں استنجاء سے مراد اس گندگی کو جو آگے یا پیچھے کی راہ یعنی پیشاب پاخانہ کے مقام سے خارج ہوئی ہو۔ اس کو دور کرنا ہے۔(۱۸)

۴۔۱۔۷۔۱ استنجاء کے اُرکان

استنجاء کے چار ارکان ہیں۔

۱۔ مستنجی: استنجاء کرنے والا شخص۔

۲۔ مستنجی منہ: وہ گندگی جس سے پیشاب یا پاخانہ کی جگہ آلودہ ہو۔

۳۔ مستنجی بہ: وہ شے جس سے گندگی کو دور کیا جائے۔یعنی پانی اور ڈھیلے۔

۴۔ مستنجی فیہ: وہ جگہ جس کو صاف کرنا ہے۔یعنی پیشاب پاخانہ کا مقام۔

یہ چار امور ہیں جن کے بغیر استنجاء نہیں ہوسکتا۔(۱۹)

۴۔۱۔۷۔۲ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۴۔۱۔۷۔۲۔۱ پانی سے استنجاء کرنا:

استنجاء کا اصل طریقہ تو یہ ہے کہ پانی استعمال کیا جائے۔سب سے پہلے جس نے پانی سے طہارت کی وہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

پہلی امتوں میں شرعاً پانی سے طہارت کرنے کا حکم تھا۔لیکن اسلام نے سہولت کے پیش نظر ڈھیلے وغیرہ اشیاء سے جن میں کوئی ضرر نہ ہو طہارت کی اجازت دے دی۔

ترجمہ: حضرت معاذہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے فرمایا کہ:

اپنے شوہروں کو پانی سے استنجاء کرنے کا کہو۔کیونکہ مجھے ان سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔اس لئے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔(۲۰)

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔جب بھی آپؐ بیت الخلاء سے تشریف لاتے۔تو پانی ضرور لیتے۔(۲۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشاب فرمایا۔تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپؐ کے

پیچھے پانی کا لوٹا لیکر کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یہ پانی ہے۔ آپ اس سے وضو فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ جب بھی پیشاب کروں وضو کروں۔ اگر ایسا کروں تو سنت بن جائے گا۔ (۲۲)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں سے فرماتی ہیں کہ:

ان کے خاوند پانی کا استعمال کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے:

مجھ پر واجب نہیں کہ پیشاب کے بعد پانی سے طہارت کروں۔ دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونوں سے استنجاء جائز ہے۔ جس سے کرے گا کافی ہو جائے گا۔ اور افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے۔ (۲۳)

اس حدیث میں وضو سے مراد استنجاء مراد ہے۔ (۲۴)

۲۔۲۔۷۔۱۔۴ پتھر سے استنجاء کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء کی طرف جائے۔ تو اپنے ساتھ تین پتھر لے جائے۔ ان کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرے۔ وہ اس کے لئے کافی ہے۔ (۲۵)

یہ اس وقت ہے جب نجاست مخرج سے متجاوز نہ ہو۔ ورنہ پانی سے استنجاء ضروری ہے۔ تین کے عدد کی علت خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے پاکیزگی اور صفائی کا حصول ہے۔ عام طور پر اس عدد سے کفایت ہو جاتی ہے۔ گویا عدد مقصود نہیں طہارت مقصود ہے۔ اگر کسی وجہ سے تین سے مقصد حاصل نہ ہو تو زیادہ تعداد واجب ہے۔ (۲۶)

۳۔۲۔۷۔۱۔۴ مقعد کو تین بار دھونا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مقعد کو تین بار دھوتے۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم نے اس پر عمل کیا تو ہم نے اس سے دوا اور پاکی پایا۔ (۲۷)

پتھر بھی تین استعمال کیئے۔اور پانی سے تین بار دھویا۔جس سے اچھی طرح صفائی ہوجاتی ہے۔

ا۔ مٹی اور پانی سے طہارت کا مشروع ہونا فطرت مستقیمہ وعقول سلیمہ کے موافق ہے۔خدا تعالیٰ نے پانی اور مٹی کے درمیان قدرۃً وشرعاً اخوت ڈالی۔لہذا ان دونوں کو طہارت کے لئے جمع کیا۔وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو خدا تعالیٰ نے ان ہی سے پیدا کیا۔گویا ہمارے والدین اور ان کی ذریت کے لئے مٹی اور پانی والدین ہیں۔

۲۔ خدا تعالیٰ نے ہر زندہ چیز کی زندگی پانی اور مٹی سے ٹھہرائی۔لہذا ان ہی سے بنی آدم اور چرندوں، پرندوں، درندوں کی قوت بنائی۔کیونکہ مٹی اور پانی کا وجود عام ہے۔ہر جگہ مل سکتے ہیں۔

۴۔۱۔۸ مسواک

۴۔۱۔۸۔۱ مسواک کا مفہوم

یہ لفظ ساک۔یسوک سوکاً سے نکلا ہے۔جس کا معنی رگڑنا ہے۔

اس لفظ کو مطلق دانت مانجھنے کے لئے بھی بولتے ہیں۔لفظ سواک آلہ اور فعل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔علماء کی اصطلاح میں لکڑی یا اس کی مثل کسی چیز سے دانت صاف کرنے کو مسواک کہتے ہیں۔جس سے دانتوں کا میل یا پیلاہٹ زائل ہوجائے۔(۲۸)

۴۔۱۔۸۔۲ مسواک کی اہمیت وفضیلت

طہارت کے سلسلے میں رسولؐ نے جن چیزوں پر خاص طور پر زور دیا ہے۔اور بڑی تاکید فرمائی ہے ان میں سے مسواک ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر بہت مشقت پڑجائے گی۔

تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا ان پر لازم کردیتا۔(۲۹)

اس سے مسواک کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہمیشہ مسواک کی اتنی تاکید فرماتے تھے کہ ہمیں ڈر ہوا کہ اس کا ذکر قرآن میں اترے گا۔(۳۰)

مسواک کے جو طبی فوائد ہیں۔اور بہت سے امراض سے اس وجہ سے تحفظ ہوتا ہے۔دینی نقطہ نگاہ سے اس کی

اصل اہمیت یہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ راضی کرنے والا عمل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سواک منہ کو بہت زیادہ صاف کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوش کرنی والی چیز ہے۔(۳۱)

کسی چیز میں حسن کے دو پہلو ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ حیاۃ دنیا کے لحاظ سے فائدہ مند اور عام انسانوں کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور اجر اخروی کا وسیلہ ہو۔

اس حدیث سے دونوں فوائد ظاہر ہیں کہ منہ کی صفائی ہوتی ہے۔ اور اخروی فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کا وسیلہ ہے۔

۱۔۲۔۸۔۱۔۴ مسواک کے خاص اُوقات اور مواقع

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کا پانی اور مسواک رکھ دی جاتی تھی۔ جب آپ رات کو اٹھتے تو قضائے حاجت کرتے پھر مسواک کرتے۔(۳۲)

دوسری روایت ہے:

حضرت شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام کیا کرتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مسواک۔(۳۳)

مقدام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے اماں! حضور علیہ السلام جب آپ کے گھر تشریف لاتے تو کونسے عمل سے آپ کی ابتداء اور انتہاء ہوتی فرمایا: مسواک سے ابتداء کرتے اور صبح کی دو رکعت پہ انتہاء ہوتی۔(۳۴)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نیند سے جاگنے کے بعد خاص کر رات کو تہجد کے لئے اٹھنے کے وقت پابندی اور اہتمام سے مسواک فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسواک صرف وضو کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ سو کر اٹھنے کے بعد بھی مسواک کر لینی چاہیے۔

مسواک کرنا یوں تو ہر وقت مستحب ہے اور باعث اجر و ثواب ہے لیکن پانچ موقعوں پر مسواک کی اہمیت زیادہ ہے۔

۱۔ وضومیں۔

۲۔ نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت۔(اگر وضواور نماز کے درمیان فصل ہوگیا ہو۔)

۳۔ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے۔

۴۔ سونے سے اٹھنے کے وقت۔

۵۔ منہ میں بدبو پیدا ہوجانے یا دانتوں کے رنگ میں تغیر آجانے کے وقت صفائی کے لئے۔

۲۔۲۔۸۔۱۔۴ مسواک سنت انبیاء اور تقاضائے فطرت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جوامور فطرت میں سے ہیں۔مونچھوں کا ترشوانا، داڑھی کا چھوڑنا،مسواک کرنا،
ناک میں پانی لیکر اس کی صفائی کرنا۔ناخن ترشوانا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا،
بغل کے بال لینا،موئے زیر ناف کی صفائی کرنا اور پانی سے استنجاء کرنا۔

حدیث کے راوی زکریا کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ صاحب نے بس یہی نو چیزیں ذکر کی ہیں اور فرمایا کہ دسویں چیز بھول گیا ہوں۔اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔(۳۵)

حدیث میں فطرت سے مراد سنت ہے۔اس سے مرادانبیاء علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔اس کی تائید اس سے ہوتی ہے۔کہ اس حدیث کی مستخرج اَبی عوانہ کی روایت میں فطرۃ کی جگہ سنت کا لفظ ہے۔یعنی اس میں ''عشرۃ من الفطرۃ'' کی بجائے عشر من السنۃ کے الفاظ ہیں۔

بعض شارحین نے الفطرۃ سے دین فطرت یعنی دس دین اسلام مرادلیا ہے۔

ترجمہ: پس سیدھا کرواپنا رخ سب طرف سے یکسو ہوکر دین حق کی طرف۔اللہ کی بنائی ہوئی فطرت جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔اللہ کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں۔یہ دین ہے سیدھا پکا۔(۳۶)

یعنی دس چیزیں دین فطرت یعنی اسلام کے اجزاء یا احکام میں سے ہیں۔

۳۔۲۔۸۔۱۔۴ نماز کو قیمتی بنانے میں مسواک کا اثر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ نماز جس کے لئے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلہ میں جو بلامسواک پڑھی جائے ستر گنا

فضیلت رکھتی ہے۔(۳۷)

عربی زبان اور محاورہ میں ستر کا عدد مطلق کثرت اور بہتات کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔غالبًا اس حدیث میں سبعین کا لفظ اس محاورہ کے مطابق کثرت اور بہتات ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔اس بناء پر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی جائے وہ اس نماز کے مقابلے میں جو بلا مسواک پڑھی جائے بدرجہا اور بہت افضل ہے۔

جب کوئی بندہ مالک الملک اور احکم الحاکمین کے دربار عالی میں حاضر ہونا چاہے اور وہ مسواک کر کے حاضر ہو تو اس کی نماز اس نماز کے مقابلے میں جس کے لئے مسواک نہ کی گئی ہو ستر درجے افضل ہے۔

بالعموم دانتوں کو صاف اور اجلا بنانا بڑے فوائد پر مبنی ہے۔عام طور پر جب کسی عالیشان دربار میں جانا ہو تو قبل از ظہور دربار ظاہری شکل و شباہت کا سنوارنا اور دانتوں کو صاف کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔کیونکہ بات چیت کرتے وقت دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے طبائع سلیمہ کو نفرت ہوتی ہے۔پس اللہ تعالیٰ کے دربار سے بڑھ کر کس کا دربار عالیشان ہوسکتا ہے۔اور خاص طور پر جب یہ بات ہے کہ اللہ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے تو وہ کب دانتوں کے میل اور بوئے دہن کو پسند کرسکتا ہے۔اس لئے نماز پڑھنے سے پہلے دانتوں کے میل منہ اور مسوڑھوں کی عفونت کو رفع کرنا مستحسن ہے۔کیونکہ تعظیم شعائر اللہ کے جو امور بجالائے جاتے ہیں ان سے جسمانی فوائد حاصل ہونے کے علاوہ اخروی اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔

اگر بہت دنوں تک مسواک نہ کی جائے تو مسوڑھوں اور دانتوں میں بقیہ غذا کے رہنے اور میل جم جانے سے منہ میں تعفن اور بدبو ہو جاتی ہے۔اور جب انسان مسجد جاتا ہے تو اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔یہ امر عنداللہ اور عندالناس مکروہ ہے۔

۴۔۱۔۹ وضو

۴۔۱۔۹۔۱ معنی و مفہوم

وضو کا لفظ وضاءۃ سے ماخوذ ہے۔جس کا معنی ہے۔حسن اور نظافت۔نماز کے لئے وضو کو وضو اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے وضو کرنے والا صاف ستھرا اور حسین ہو جاتا ہے۔(۳۸)

وُضو واؤ کے ضمے کے ساتھ اس فعل کو کہتے ہیں۔اور وَضو واؤ کے فتحے کے ساتھ اس پانی کو کہتے ہیں

جس سے وضو کیا جائے۔

شریعت کی اصطلاح میں منہ، دونوں ہاتھ، پاؤں اور سر کے مسح کو کہتے ہیں۔(۳۹)

۲۔۹۔۱۔۴ مشروعیت کی دلیل

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کا ارادہ کرو تو اپنے مونہوں کو اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ۔ اور اپنے سروں کا مسح کرو۔ اور دونوں ٹخنوں تک پیر دھوؤ۔(۴۰)

یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ لیکن وضو مکہ میں فرض ہوا۔(۴۱)

۳۔۹۔۱۔۴ وجوب حدیث کی روشنی میں

احادیث سے وضو کا وجوب ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے

بغیر طہارت کے کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور مال حرام سے کوئی صدقہ قبول نہیں ہوتا۔(۴۲)

ان احادیث میں طہارت کے وجوب کی تصریح ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ نماز کی صحت کے لئے طہارت شرط ہے۔ وضو کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جب انسان بے وضو ہو۔ اور ایسی عبادت کا ارادہ کرے جو بغیر وضو کے صحیح نہیں ہوتی۔ مثلاً نماز پڑھنے، سجدہ تلاوت کرنے یا سجدہ شکر کرنے، قرآن مجید چھونے یا طواف کعبہ کرنے کا ارادہ کرے۔

۴۔۹۔۱۔۴ فضیلت حدیث کی روشنی میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح امت کو وضو کا طریقہ اور اس کے متعلق احکام بتلائے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے فضائل و برکات بھی بیان فرمائے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے وضو کیا۔ اور بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق خوب اچھی طرح وضو کیا تو

اس کے سارے گناہ نکل جائیں گے حتی کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔(۴۳)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کے مطابق باطنی پاکیزگی

حاصل کرنے کے لئے آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ اچھی طرح وضو کرے گا تو اس سے صرف اعضاء وضو کی میل کچیل اور حدث والی باطنی ناپاکی ہی دور نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی برکت سے اس کے سارے جسم کے گناہوں کی ناپاکی بھی نکل جائے گی۔ اور وہ شخص حدث سے پاک ہونے کے علاوہ گناہوں سے بھی پاک صاف ہو جائے گا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی تم میں سے وضو کرے۔ اور پورے آداب کے ساتھ خوب اچھی طرح اور مکمل وضو کرے پھر وضو کے بعد کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ تو لازمی طور پر اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھل جائیں گے۔ وہ جس دروازے سے بھی چاہے گا۔ جنت میں جا سکے گا۔ (۴۴)

سنن ترمذی کی روایت میں

"أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله"

کے بعد "اللّٰهم اجْعَلْنِي من التَّوابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ" کا بھی اضافہ ہے۔ (۴۵)

وضو کرنے سے بظاہر صرف اعضاء وضو کی صفائی ہوتی ہے۔ اس لئے مومن بندہ وضو کرنے کے بعد محسوس کرتا ہے کہ میں نے حکم کی تعمیل میں اعضاء وضو تو دھو لئے اور ظاہری طہارت اور صفائی حاصل کر لی۔ لیکن اصل گندگی تو ایمان کی کمزوری، اخلاص کی کمی اور اعمال کی خرابی کی گندگی ہے۔ اس احساس کے تحت وہ کلمہ شہادت پڑھ کر ایمان کی تجدید اور اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی اور رسول اللہ ﷺ کی پوری پیروی کا گویا نئے سرے سے عہد کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کامل مغفرت کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے امتی قیامت کے دن بلائیں جائیں گے۔ تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہوں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی وہ روشنی اور نورانیت بڑھا سکے اور مکمل کر سکے تو ایسا ضرور کرے۔ (۴۶)

وضو کا اثر اس دنیا میں تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ چہرے، ہاتھ اور پاؤں صاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن قیامت

کے دن اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن اور تاباں ہوں گے۔آپؐ نے فرمایا کہ جس سے ہو سکے وہ اپنی نورانیت کو مکمل کرنے کی امکانی کوشش کرتا ہے جس کی صورت یہی ہے کہ وضو ہمیشہ فکر و اہتمام کے ساتھ مکمل کیا کرے۔اور آداب کی پوری نگہداشت کرے۔

وضو ایمان کی نشانی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وضو کی پوری نگہداشت صرف بندہ مومن ہی کر سکتا ہے۔(۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:

جس نے وضو کیا۔اپنا وضو عمدگی سے کیا۔پھر نماز کا ارادہ کر کے نکل آیا۔جب تک وہ نماز کی طرف عازم رہے گا۔اس وقت تک وہ نماز میں ہی رہے۔۔اس کے ایک قدم پر اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔دوسرے قدم پر ایک برائی محو کر دی جاتی ہے(۴۸)۔

وضو کرنے کے بعد جب مسجد کی طرف چل پڑا تو وہ نماز کے حکم میں ہوگا۔یہ سب وضو کی فضیلتیں ہیں۔

۴۔۱۔۱۰ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۴۔۱۔۱۰۔۱ وضو کے لئے پانی کی مقدار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مد (☆) پانی سے وضو فرماتے اور ایک صاع (☆) سے غسل فرمالیا کرتے تھے(۴۹)۔

حضرت عائشہؓ کی قول کی تصدیق حضرت جابرؓ کی روایت سے ہوتی ہے(۵۰)۔

حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ پانی قدرت کی عظیم نعمت ہے۔جس کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا(۵۱)۔

لہذا وضو اور غسل میں اس کا خرچ اور مصرف فضول نہیں کرنا چاہیے۔

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب مقدار کا متعین کرنا نہیں۔کہ اس سے زیادہ یا کم جائز نہیں۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر کفایت کرتا ہے۔اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وضو اور غسل کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار شرعاً مقرر نہیں بلکہ اسراف سے بچتے ہوئے جتنا پانی کافی ہو اس کا استعمال جائز ہے۔نیز اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام

کا عام معمول ایک مد سے وضو اور ایک صاع سے غسل کرنے کا تھا۔

۲۔۱۰۔۱۔۴ وضو میں مکمل پیروں کو دھونے کا وجوب

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر گئے۔ جس دن سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا۔ تو انہوں نے وضو کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے عبدالرحمٰن وضو کو پورا کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

وضو سے رہ جانے والی ایڑیوں کے لئے آگ کی وادی ہے۔ (۵۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد گرامی کی تصدیق حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی مرویات سے ہوئی ہے۔

وضو میں پیروں کو دھونا فرض ہے۔ اور مسح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ جس شخص کا وضو میں ایک ناخن کے برابر خشک رہ گیا تھا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا۔ (۵۳)

۳۔۱۰۔۱۔۴ وضو کے بعد پانی سے داڑھی میں خلال کرنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تو پانی سے داڑھی میں خلال کرتے۔ (۵۴)

اس کی تائید حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔

- اکثر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا یہی قول ہے کہ داڑھی کا خلال کیا جائے۔
- امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔
- اِمام اُحمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر خلال کرنا بھول جائے تو وضو جائز ہے۔
- اِمام اسحاق فرماتے ہیں۔ اگر جان بوجھ کر خلال چھوڑ دے تو دوبارہ وضو کرے۔ (۵۵)

داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں چلو بھر پانی لیکر ٹھوڑی کے نیچے پہنچائے۔ پھر دائیں ہاتھ کی پشت گیلی کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے کیطرف اوپر کی طرف تین دفعہ لے جائے۔

بیت الخلاء سے باہر آنے پر وضو کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو وضو کرتے۔(۵۶)

۴۔۱۔۱۰۔۴ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام غسل فرمانے کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔(۵۷)

ابن ماجہ کی روایت میں غسل جنابت کے بعد وضو نہ کرتے۔(۵۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کرتے فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔اور فجر کی نماز پڑھتے اور میں آپ کو غسل کے بعد نیا وضو کرتے نہیں پاتی تھی۔(۵۹)

وضو جو غسل سے قبل کیا تھا اس پر اکتفاء کرنا اجماعی مسئلہ ہے۔یعنی اس میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں۔

۔ امام اُحمد بن حنبل کے نزدیک غسل سے قبل اور بعد میں وضو کرنا واجب ہے۔

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ غسل میں دو وضو پسندیدہ فعل نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص غسل کے بعد وضو کرے۔وہ ہم میں سے نہیں۔(۶۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر پہلے وضو کر لیا تھا تو دوبارہ نہ کیا جائے۔

۵۔۱۰۔۱۔۴ بوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا۔اور پھر وضو نہیں کیا۔(۶۱)

دوسری روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے ایک کا بوسہ لیا۔پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔اور وضو نہیں کیا۔عروہ (حضرت عائشہؓ کے بھانجے) نے کہا کہ وہ عورت آپ کے سوا کون ہو سکتی ہے۔تو ام المومنین ہنس پڑیں۔(۶۲)

ایک اور روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے۔ پھر پیار لیتے۔ اور بغیر
وضو کئے نماز پڑھاتے۔ اور اکثر میرے ساتھ ایسا ہوا کرتا۔(۶۳)

مگر ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ

جس نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا اور اسے اپنے ہاتھ سے چھوا۔ اس پر وضو لازم ہے۔(۶۴)

- حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ لمس سے بوسہ کے بعد وضو کیا جائے۔(۶۵)
- حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔ جب شہوت کے ساتھ بوسہ لیا جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۶۶)
- امام زہریؒ سے بوسہ کے بعد وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا۔
علماء کے نزدیک وضو کرنا چاہیے۔(۶۷)
- امام شعبی فرماتے ہیں کہ بوسہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۶۸)

۱۔۵۔۱۰۔۱۔۴ فقہاء کا نقطہ نظر

دونوں طرح کی روایات ملتی ہیں۔ مگر دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں اگر شہوت کے بغیر چھوا جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کی تصدیق ان کی دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے۔ فرماتی ہیں کہ:

ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو بستر میں نہ پایا۔ تو میں آپ کی تلاش
میں نکلی اور آپ کو مسجد میں پا لیا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کے پاؤں کے تلووں
پر رکھ دیا۔ جب کہ آپ سجدے میں پڑے تھے۔ اور آپ کے دونوں پاؤں اٹھے
ہوئے تھے۔ اور آپ دعا مانگ رہے تھے اے میرے معبود! میں پناہ طلب کرتا
ہوں تیری رضا کی تیرے غصے سے۔ اور پناہ طلب کرتا ہوں تیرے ہی تیرے جلال
سے۔ میں تیری ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثنا کی۔(۶۹)

☆...... احناف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

☆...... مالکیہ ان کے ہم خیال ہیں۔

☆...... شافعیہ کہتے ہیں کہ غیر محرم کو چھونے سے وضوٹوٹتا ہے۔اور محرم کو چھونے سے نہیں ٹوٹتا۔

☆...... حنابلہ کے نزدیک عورت کو بلاواسطہ چھونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔اس سے فرق نہیں پڑتا کہ عورت اجنبی ہو یا محرم۔(۷۰)

۶۔۱۰۔۱۔۴ وضو کے بعد رومال کا استعمال کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کپڑا تھا جس سے وضو کے بعد اعضاء (مبارکہ) خشک کرتے تھے۔(۷۱)

ایک ایسی روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔(۷۲)

☆...... صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں سے بعض اہل علم نے وضو کے بعد کپڑے سے اعضاء خشک کرنے کی اجازت دی ہے۔(۷۳)

☆...... وضو کے بعد رومال یا تولیہ کا استعمال جائز ہے۔یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

☆...... سعید بن مسیب اور امام زہری کے نزدیک مکروہ ہے۔ان کا کہنا ہے کہ وضو کا وزن کیا جاتا ہے۔

۷۔۱۰۔۱۔۴ بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا

ام داؤد بن صالح کا بیان ہے کہ اس کی مالکہ نے اسے کھیر دیکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ام داؤد نے انہیں نماز میں پایا۔ام المومنین نے اشارہ کیا کہ اسے رکھ دو۔پس ایک بلی آئی اور اس میں سے کھا گئی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نماز کے بعد وہیں سے کھایا۔جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ پلید نہیں کیونکہ یہ ہر وقت تمھارے اردگرد گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہیں۔''

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتے دیکھا ہے۔(۷۴)

اس کی تائید کبشہ بنت کعب بن مالک (ابوقتادہ کے بیٹے کی منکوحہ) کی روایت سے ہوتی ہے۔وہ کہتی ہے کہ ابوقتادہ میرے پاس آئے۔میں نے ان کے لئے وضو کا پانی بھرا۔بس ایک بلی آ گئی۔اور پانی پینے

گئی۔ ابوقتادہ نے برتن کو جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے خوب پانی پی لیا۔ کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوقتادہؓ نے مجھے اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو کہا اے بھتیجی کیا تمہیں اس پر تعجب ہے! میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ بلی ناپاک نہیں۔ یہ تو تمہارے گرد گھومنے پھرنے والی ہے۔

طوافین فرمایا یا طوافات۔ راوی کو اس میں شک ہے۔(۷۵)

۱۔۷۔۱۰۔۱۔۴ آئمہ فقہاء کا نظریہ

☆۔ آئمہ اُمت کا اجماع ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے۔ اختلاف صرف کراہیت اور عدم کراہیت میں ہے۔

☆۔ اِمام شافعیؒ کے نزدیک اس کا جھوٹا پاک ہے۔ اور یہی قول اِمام اُبویوسف کا ہے۔

☆۔ اِمام اُبوحنیفہؒ اسے طاہر مگر مکروہ ٹھہراتے ہیں۔ پھر یہ کراہیت تحریمی ہے یا تنزیہی۔ حنفی روایات دونوں طرح کی ہیں۔ وہ ضرورت کی بناء پر طاہر مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور یہی قول سب سے بہتر ہے۔(۷۶)

۸۔۱۰۔۱۔۴ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کر لیا کرو(۷۷)۔

صدر اول میں اس مسئلے میں کچھ اختلاف تھا۔ مگر بعد میں سب لوگ اس پر متفق ہو گئے کہ آگ چھوئی ہوئی چیز سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور ان اس کے استعمال سے وضو واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس پر حیرانگی کا اظہار کرتے۔ جو کہے کہ آگ دکھائی ہوئی چیز سے وضو واجب ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم گرم پانی سے نہاتے اور وضو کرتے ہیں۔ تیل کا استعمال کرتے ہیں۔ کیا اس سے بھی وضو واجب ہوگا۔

اِمام شافعی رحمہ اللہ نے صراحت سے فرمایا کہ آگ چھوئی ہوئی چیزوں سے وضو کرنا منسوخ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت پہلا حکم ہے۔ اور آخری حکم ترک وضو تھا۔ (۷۸) لہٰذا اس میں تضاد نہیں ہے۔

۹۔۱۰۔۱۔۴ جنبی کھانے اور سونے سے پہلے وضو کرے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حالت جنابت میں کھانے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرتے تھے۔ (۷۹)

دوسری روایت ہے:

حضور علیہ السلام جب حالت جنابت میں کھانا چاہتے تو ہاتھ دھوتے تھے۔ (۸۰)

اس حدیث میں صرف ہاتھ دھونے کا ذکر ہے۔ یہ مختلف احوال وواقعات کا ذکر ہے۔ کیونکہ اس معاملے میں شرعاً توسیع ہے۔ وضو کے لفظ کو لغوی معنی پر محمول کرنے کی گنجائش ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت ہے۔ جس میں وضاحت ہے کہ نماز کی مانند وضو کر لیتے تھے۔ (۸۱)

اس کی تائید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سوال کے جواب میں فرمایا: ہاں جنبی سو سکتا ہے۔ اگر وضو کرے تو بہتر ہے۔

لہٰذا اگر سو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر وضو کرے تو بہتر ہے۔ دونوں طرح جائز ہے۔

۱۰۔۱۰۔۱۔۴ سجدہ کی حالت میں سونا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو جاتے۔ حتیٰ کہ خراٹے لینے لگتے پھر اٹھ کر وضو کیے بغیر نماز شروع کر دیتے اور وضو نہ کرتے۔ (۸۲)

نماز میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ سجدہ خواہ نماز کا ہو۔ یا تلاوت کا۔ یا شکرانہ کا۔

اونگھنے سے وضو نہ جائے گا۔

۔ **احناف کہتے ہیں:**

صحیح بات یہ ہے کہ نیند بذات خود ناقض وضو نہیں ہے۔ دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

ترجمہ: سونے سے وضواس حالت میں واجب ہوتا ہے جب کوئی لیٹ کر سو جائے۔ کیونکہ لیٹنے سے اعضاء بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

- شافعیہ کہتے ہیں:

اونگھ آ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اونگھ سے مراد سماعت کی وہ گرانی ہے جس میں حاضرین کی بات تو کان میں آتی رہتی ہے لیکن اس کو سمجھ نہ سکیں۔

- حنابلہ کہتے ہیں:

ہلکی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۸۳)

- ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے۔ اور سو جاتے۔ اور خراٹے مارتے تھے۔ پھر اٹھتے تو نماز پڑھتے۔ اور وضو نہ کرتے۔ تو میں نے آپ سے کہا کہ آپ ﷺ نے وضو کئے بغیر نماز پڑھی ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ سو گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

((وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے))۔

یہ معاملہ حضور علیہ السلام کے ساتھ خاص تھا۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((میری آنکھیں سوتی ہیں۔ دل نہیں سوتا))۔ (۸۴)

۱۱۔۱۰۔۱۔۴   نماز میں قے اور نکسیر نواقض وضو ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جسے نماز میں قے، نکسیر آ جائے وہ لوٹ کر وضو کرے۔ اور جہاں چھوڑا تھا۔ وہیں سے شروع کر دے۔ لیکن اس کے درمیان کلام نہ کرے۔ (۸۵)

اس روایت کی تائید حضرت ابو درداءؓ کی روایت سے ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی۔ اور وضو کیا۔ پھر جب میری ملاقات ثوبانؓ سے دمشق کی مسجد میں ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ سچ ہے۔ کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے لئے پانی ڈالا تھا۔ (۸۶)

☆۔   خون اور پیپ جب بدن سے نکل کر ایسے حصے تک تجاوز کر جائے جسکو پاک کرنے کا حکم

ہے۔یا منہ بھر قے کرے۔تو وضوٹوٹ جائیگا۔(۸۷)

امام اَبوحنیفہ کا مذہب یہی ہے۔(۸۸)

☆۔ حنابلہ کے نزدیک زیادہ قے کرنے اور بدن سے زیادہ خون بہنے کی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۸۹)

☆۔ شافعیہ، مالکیہ اور جعفریہ کے نزدیک خون اور قے ناقض وضو نہیں۔(۹۰)

۴۔۱۔۱۱ تیمم

۴۔۱۔۱۱۔۱ لغوی مفہوم

اس کا مادہ ''اُمّ'' ہے۔لغت میں معنی ارادہ کے ہیں۔(۹۱)

یہ لفظ قرآن مجید میں انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ: یعنی اس میں سے بری چیز کے خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو۔(۹۲)

۴۔۱۔۱۱۔۲ شرعی مفہوم

شرعی اصطلاح میں تیمّم کے معنی چہرے اور بازو پر پاک صاف مٹی کے ساتھ ہاتھ پھیرنا ہے۔(۹۳)

مالکیہ اور شافعیہ نے تیمّم کی تعریف میں ایک لفظ ''بنیۃ'' کا اضافہ کیا ہے۔

(یعنی ہاتھ پھیرنا نیت تیمّم کے ساتھ)

۴۔۱۔۱۱۔۳ مشروعیت

اس کا مشروع ہونا قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا رفع حاجت کر کے آئے ہو، یا عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو۔یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں کو مٹی (لگے ہاتھوں) سے مسح کرو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تمہیں تنگی میں ڈالا جائے۔(۹۴)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت نے پانی نہ ہونے یا اس کے استعمال سے معذور ہونے کی

صورت میں انسان کو (ادائے عبادت کے لئے) تیمم کرنے کا حکم دیا ہے۔

۴۔۱۱۔۱۔۴ وجوب از روئے حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔

- ایک مہینے کی مسافت تک میرے مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی۔
- میرے لئے پوری زمین نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔ میری امت کے جس شخص پر جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لے۔
- میرے لئے اموال غنیمت حلال کر دیئے گئے وہ پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے۔
- اور مجھے شفاعت کبریٰ عطا کی گئی۔
- پہلے نبی کو خاص ان کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۹۵)

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک الگ تھلگ شخص کو دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ جماعت میں شامل ہو کر نماز نہیں پڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے فلانے کیا بات ہے کہ تو نے لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔

اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ناپاکی کی حالت میں ہوں۔ اور (وضو یا غسل کے لئے) پانی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا: یعنی تجھے مٹی استعمال کرنا تھی۔ وہی تجھے کافی ہے۔ (۹۶)

تمام مسلمان کا اجماع ہے۔ کہ تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہے۔

۴۔۱۔۱۱۔۵ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۴۔۱۔۱۱۔۵۔۱ تیمم کی اجازت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیقہ حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا

ہار ٹوٹ کر گر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے تلاش کرنے کے لئے ٹھہر گئے۔ اور لوگ بھی رک گئے۔ نہ تو لوگ پانی پر تھے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور یہ شکایت کی کہ آپ دیکھتے نہیں عائشہ نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ کو روک لیا۔ اور لوگوں کو بھی۔ حالت یہ ہے کہ نہ تو لوگ پانی پر ہیں اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ یہ سن کر ابو بکرؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ اور لوگوں کو تو نے روک لیا؟ اور حال یہ ہے کہ لوگ پانی پر نہیں اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا۔ اس پر ابو بکرؓ مجھے سرزش کرنے لگے۔ اللہ نے جو چاہا کہا اور میری کوکھ میں اپنے ہاتھ سے کونچے مارنے لگے۔ مجھے ہلنے سے صرف یہ چیز مانع تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس میرے زانو پر تھا۔ رسول صبح کو اٹھے تو پانی نہیں تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔ اس کے بعد لوگوں نے تیمم کیا۔ اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابو بکرؓ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ جب ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں تھی تو ہار اس کے نیچے ملا۔ (۹۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت ہے:

جب میرے ہار کا جو قصہ ہونا تھا۔ وہ ہو چکا اور اہل افک کو جو کہنا تھا کہہ چکے تو اس کے بعد میں ایک دوسرے غزوہ میں رسولؐ کے ساتھ نکلی تو پھر میرا ہار گر گیا۔ اور لوگوں کو اس کے تلاش کرنے کے لئے رکنا پڑا۔ اور فجر طلوع کرائی۔ تو اللہ نے جو چاہا مجھے ابو بکرؓ سے تکلیف پہنچی اور انہوں نے یہ بھی کہا اے بیٹی تم ہر سفر میں مصیبت اور بلا ہو جاتی ہو۔ لوگوں کے ساتھ پانی نہیں۔ اب اللہ عزوجل نے تیمّم کی اجازت نازل فرمائی تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا تم نے جو کچھ کیا برکت والی ہو۔ (۹۸)

اس روایت سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ واقعہ افک الگ واقعہ تھا اور یہ دوسرا واقعہ ہے۔ لیکن دونوں میں ہار ٹوٹ کر گرا تھا۔ لیکن اس واقعے میں ہار گم ہونے کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی۔ حضور علیہ السلام نے ہار تلاش کرنے کے لئے خود بھی قیام فرمایا اور پورا لشکر رکا۔ حتی کہ نماز فجر تک رکا رہا۔ آیت تیمم نازل ہوئی۔ سب نے تیمّم کر کے نماز پڑھی۔

تیمم کا حکم دو آیتوں میں ہے۔ ایک سورہ النساء میں اور دوسرا سورہ المائدہ میں۔ دونوں سورتوں میں الفاظ ایک ہی ہیں۔

سورہ نساء میں ہے:

ترجمہ   اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔ جب تک جو کہو اسے سمجھنے نہ لگو۔ اور نہ ناپاکی کی حالت میں جب تک غسل نہ کرو۔ مگر یہ کہ راستہ چل رہا ہو۔ اور اگر تم بیمار ہو۔ یا عورتوں سے ہمبستری کی ہو اور پانی نہ پاؤ۔ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ اور اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو ملو۔ (۹۹)

سورۃ المائدہ میں آتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ کو دھوؤ۔ اور اپنے اپنے سروں کا مسح کرو۔ اور اپنے اپنے پاؤں کو ٹخنے تک دھوؤ۔ اور اگر جنبی ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو لو۔ (۱۰۰)

سورۃ المائدہ میں وأیدیکم کے بعد منہ ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ اس حدیث میں آیت تیمم سے مراد سورۃ المائدہ ہے۔

اس حدیث سے مندرجہ مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

۱۔ شادی شدہ لڑکی کی شکایت اس کے باپ سے کرنی چاہیے۔ اگر چہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں رہتی ہو۔

۲۔ باپ لڑکی کو بھی تنبیہ وتأدیب کر سکتا ہے۔ اس طرح بیٹے کو بھی۔

۳۔ لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ جس گھر میں ہو باپ اس میں جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ میاں بیوی راضی ہوں۔

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کتنا احترام اور کتنی محبت تھی کہ کونچے کھانے کے بعد بھی ذرا حرکت نہ کی۔ کہ حضور ﷺ کی نیند میں خلل پڑے۔

۵۔ بارگاہ الوہیت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجاہت معلوم ہوئی۔ کہ اللہ عزوجل نے تیمم کی صورت میں میں اتنی بڑی نعمت سے امت محمدیہ کو ان کے ذریعے نوازا۔

۶۔ سفر میں اگر ساتھیوں میں سے کسی ساتھی کا سامان غائب ہو جائے تو اس کی تلاشی دوسرے رفقاء سفر کو کرنی چاہیے۔

۷۔ عورتوں کا زیب وزینت کے لئے زیور پہننا جائز ہے۔

۲۔۵۔۱۱۔۱۔۴ طریقہ تیمم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ

تیمم میں دو ضربیں ہیں۔ایک ضرب چہرے کے لئے
اور دوسری ضرب ہاتھوں سے لیکر کہنیوں تک کے لئے۔(۱۰۱)

☆۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ حدث اصغر ہو یا حدث اکبر تیمم صرف چہرے اور ہاتھوں پر کیا جاتا ہے۔

☆۔ جمہور کا اس پر اجماع ہے کہ تیمم کے لئے دو ضربیں دو بار پاک مٹی پر ہاتھ مارنا ضروری ہے۔ایک ضرب سے چہرے پر مسح کیا جائے۔اور ایک ضرب سے کہنیوں سمیت ہاتھوں پر مسح کیا جائے۔

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر اور نیت کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کو کسی ایسی مٹی پر جسکو نجاست نہ پہنچی ہو یا نجاست اس کی دھو کر زائل کر دی گئی ہو۔اپنے ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی جانب سے کشادہ کر کے مار کر ملے۔اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر ان کو جھاڑ ڈالے۔پھر پورے دونوں ہاتھوں کو اپنے پورے منہ پر ملے۔اس طرح کہ کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہے جہاں ہاتھ نہ پہنچے۔پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر ملے۔اور پھر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے۔اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں سوا کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک کھینچ لائے۔اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی لگ جائے۔اور کہنیوں کا مسح ہو جائے۔پھر باقی انگلیوں کو اور ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچا جائے۔اسی طرح بائیں ہاتھ پر بھی مسح کرلے۔وضو اور غسل کے تیمم کا یہی طریقہ ہے۔اور ایک ہی تیمم دونوں کے لئے کافی ہے۔اگر دونوں کی نیت کی جائے۔(۱۰۲)

۳۔۵۔۱۱۔۱۔۴ بیمار کا تیمم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

حضور علیہ السلام کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کبھی اپنی ازواج مطہرات میں سے
کسی کے ساتھ ملتے اور پھر اٹھ کر پاکی حاصل کرنے میں گرانی محسوس ہوتی تو دیوار
پر اپنے ہاتھ پھیر کر تیمم کر لیتے۔(۱۰۳)

۴۔۱۔۱۲۔۶ غسل کی تعریف

۴۔۱۔۱۲۔۶۔۱ مفہوم

غُسل (بضم الغین) کے معنی وہ عمل جو کوئی شخص اپنے بدن پر پانی بہانے اور ملنے کی صورت میں کرتا ہے۔اس عمل کو لغت میں غسل کہتے ہیں۔

لفظ غِسل (بکسر الغین) اس شے کے لئے بولا جاتا ہے جو دھونے کے لئے استعمال کیا جائے۔مثلاً صابن وغیرہ۔

غَسل (بفتح الغین) پانی لینے کے ہیں۔(۱۰۴)

۴۔۱۔۱۲۔۶۔۲ اصطلاحی مفہوم

شرع اصطلاح میں اس کے معنی آب طہور کا تمام بدن پر ایک خاص طریقے سے استعمال کرنا ہے۔(۱۰۵)

۴۔۱۔۱۲۔۷ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۴۔۱۔۱۲۔۷۔۱ غسل کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر کو بتایا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار چیزوں سے غسل فرماتے تھے۔

جنابت سے، جمعہ کے دن، سینگی لگوانے سے، اور غسل میت سے۔(۱۰۶)

ان چاروں میں پہلا غسل واجب ہے باقی سب مستحب ہیں۔

☆۔ جمعہ کے دن غسل کا حکم ہے۔آپ خود بھی نہاتے تھے اور اس کی ترغیب بھی دیتے تھے۔ یہ حکم استحبابی تھا۔

☆۔ حجامت (سینگی اور پچھنے لگوانا) سے جو غسل ہے وہ الآئش دور کرنے کے لئے ہے۔

☆۔ غسل میت کے بعد غسل کرنا۔اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ واجب نہیں ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل انہی چار پر منحصر نہیں تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام

کے لئے اور دخول مکہ کے لئے غسل فرماتے تھے۔

۲۔۷۔۱۲۔۱۔۴ غسل کب واجب ہوتا ہے؟

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مہاجرین اور انصار کا اس بات میں اختلاف ہوا کہ بغیر انزال کے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں۔

☆۔ انصاری صحابہ کہتے تھے کہ غسل صرف انزال سے واجب ہوتا ہے۔

☆۔ مہاجرین کہتے تھے کہ صرف صحبت کرنے سے غسل واجب ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں اس معاملے میں تمہاری ابھی تسلی کرا دیتا ہوں۔ میں وہاں سے اٹھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بازیابی کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر میں نے عرض کیا۔ اے میری اور تمام مسلمانوں کی ماں! میں آپ سے ایک مسئلہ حل کرانا چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں تمہاری حقیقی والدہ کی طرح ہوں۔ مجھ سے کوئی بات پوچھنے میں شرم نہ کرو۔ میں نے عرض کیا۔ غسل کس چیز سے واجب ہوتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ تم نے یہ بات اس سے پوچھی ہے۔ جس کو اس کا علم ہے۔ رسولؐ نے فرمایا:

جب آدمی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور دو شرمگاہیں مل جائیں۔ یعنی سر عضو اندام نہانی میں غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔) (۱۰۷)

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے۔ پھر انزال سے پہلے الگ ہو جائے تو کیا اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: میں اور یہ ایسا کرتے ہیں۔ اور پھر غسل کرتے ہیں۔ (۱۰۸)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

جب ختان ختان سے تجاوز کر جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (۱۰۹)

امت کا اس پر اجماع ہے کہ جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کے ساتھ انزال ہو یا نہ ہو۔ بعض صحابہ کرام کا یہ قول تھا۔ کہ غسل صرف انزال سے واجب ہوتا ہے۔ پھر ان میں سے بعض نے رجوع

کرلیا۔اور بعد میں سب کا اس پر اجماع ہوگیا کہ غسل صرف دخول سے واجب ہوجاتا ہے۔اور جس حدیث میں ہے کہ غسل صرف انزال سے واجب ہوتا ہے تو وہ منسوخ ہے۔

مالکیہ،شافعیہ،حنابلہ،ظاہریہ اور جعفریہ کا احناف کے ساتھ اتفاق ہے۔(۱۱۰)

۳۔۷۔۱۲۔۱۔۴ غسل جنابت کا طریقہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے ہاتھ دھوتے۔(۱۱۱)

۴۔۷۔۱۲۔۱۔۴ ہاتھ کتنی بار دھوتے تھے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت کرتے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کو تین بار دھو لیتے۔پھر اس کے بعد مکمل وضو فرماتے۔جس طرح نماز کا وضو کیا جاتا ہے۔(۱۱۲)

مزید وضاحت فرماتی ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے۔پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر استنجاء کرتے۔اس کے بعد مکمل وضو کرتے۔پھر پانی لیکر سر پر ڈالتے۔اور انگلیوں کی مدد سے بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاتے۔پھر جب دیکھتے کہ سر صاف ہوگیا ہے تو تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے۔پھر تمام بدن پر پانی ڈالتے اور پھر پیر دھوتے۔(۱۱۳)

غسل کے وقت استنجاء اور وضو سنت ہیں۔(۱۱۴)

ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ آئے ہیں:

اور ہم اپنے سر کو مینڈھیوں کی بناء پر پانچ بار دھوتیں۔(۱۱۵)

غسل کے حقیقت یہ ہے کہ پورے جسم پر پانی بہا دیا جائے حتی کہ بالوں کی جڑوں میں بھی بلکہ بال کی جڑوں کا خصوصیت سے خیال رکھنا لازم ہے۔پھر پورے جسم پر پانی بہائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غسل کے صحیح ہونے کے لئے پورے جسم پر پانی کا بہہ جانا کافی ہے۔ بدن ملنا فرض نہیں۔
دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ تین مرتبہ سر پر پانی ڈالنا چاہیے۔ اس روایت میں پانچ مرتبہ ہے۔
کم از کم تین مرتبہ اور اگر بال پوری طرح تر نہ ہوں تو پانچ مرتبہ پانی ڈالا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی سنت ہے۔
مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، ظاہریہ اور جعفریہ کا احناف کے ساتھ اتفاق ہے۔ (۱۱۶)

۵۔۷۔۱۲۔۱۔۴ غسل کے لئے پانی کی مقدار

حضرت ابو سلمہؓ کہتے ہیں۔ میں اور ام المومنین کے ایک رضاعی بھائی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کیسے فرماتے تھے۔ تو ام المومنین نے ایک صاع کے قریب برتن منگایا۔ اور غسل فرمایا۔ اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ (۱۱۷)

دوسری روایت میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت کے لئے ایسا برتن استعمال کرتے تھے۔ جس میں تین صاع (ساڑھے تیرہ لیٹر) پانی آتا ہے۔ (۱۱۸)

مزید وضاحت کرتی ہیں:

کہ تین صاع پانی کی مقدار کے ایک برتن سے میں اور رسول ﷺ اکھٹے غسل کرتے۔ (۱۱۹)

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ابو سلمہ کی رضاعی خالہ تھیں۔ ابو سلمہ نے ام المومنین کی بہن ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیقؓ کا دودھ پیا تھا۔ یہ دونوں محرم تھے۔ اس لئے حضرت ام المومنین اتنا پردہ کر کے کہ صرف سر نظر آ رہا تھا بقیہ جسم پردہ میں تھا۔

عملی تعلیم بہ نسبت قول کے زیادہ دل نشین ہوتی ہے۔ صحابہ کرام کا اکثر یہ دستور تھا۔ جب کوئی پوچھتا تو عمل کر کے بتا دیتے۔

اس حدیث پر منکرین حدیث اعتراض کرتے ہیں کہ ابو سلمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھانجے تھے۔ اور دوسرے عبداللہ بن یزید آپ کے رضاعی بھائی تھے۔ غرض دونوں محرم تھے۔ آپؓ نے حجاب کی اوٹ میں غسل کیا۔

اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں نے سر اور جسم کے اس بالائی حصہ میں غسل کا عمل دیکھا جس کا دیکھنا محرم کے لئے جائز ہے۔ اور اگر انھوں نے اس عمل کا مشاہدہ نہ کیا ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کے پانی منگانے اوران کی موجودگی میں غسل کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ستر کاانتظام سراور چہرے کے نچلے حصے کے لئے کیا تھا جسکودیکھنا محرم کے لئے جائز ہے۔

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ عملی طور پر بھی کسی چیز کی تعلیم دینا جائز ہے۔عملی تعلیم قولی تعلیم کے مقابلے میں ذہن میں زیادہ راسخ ہوتی ہے۔ان کا سوال غسل کی کیفیت اور غسل میں پانی کی مقدار دونوں سے متعلق تھا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دونوں چیزوں کی راہنمائی کی۔سر پر پانی بہاکر غسل کی کیفیت کو بتایا۔اورایک صاع پانی سے غسل کرکے بتایا کہ اتنی مقدار غسل کے لئے کافی ہے۔

غسل کے لئے پانی کی کوئی حد مقرر نہیں۔بلکہ جتنے پانی سے طہارت اور نظافت حاصل ہوجائے وہ کافی ہے۔اسراف بہرحال معیوب اورناپسندیدہ ہے۔پانی قدرت کی ایک عظیم نعمت ہے۔

''اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے پیدا فرمایا''

لہٰذا وضو اور غسل میں اس کا مصرف فضول نہیں ہونا چاہیے۔

۶۔۷۔۱۲۔۱۔۴ ایک برتن سے غسل کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک برتن سے
جسکو فرق کہتے ہیں نہایا کرتے تھے۔(۱۲۰)

دوسری روایت میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔(۱۲۱)

ایک اور روایت میں ہے:

ہم اپنے ہاتھ یکے بعد دیگرے اس برتن میں دھوتے۔(۱۲۲)

جنب کے معنی اجنبی ہے۔غسل کی حاجت والا انسان چونکہ غسل کے بغیر عبادات سے دور اور اجنبی رہتا ہے۔اس لئے اس کو جنب کہا گیا ہے۔اور اس حالت کو جنابت سے پکارا گیا ہے۔مرد اور عورت کا اکٹھا ایک برتن میں غسل کرنا ان صحیح احادیث کی بناء پر اجماعاً جائز ہے۔اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی۔(۱۲۳)

دوسری روایت ہے:

میں نے کبھی حضور علیہ السلام کی شرمگاہ دیکھی نہ آپ ؐ نے کبھی میری شرمگاہ دیکھی۔ (۱۲۴)

عورت کا پورا جسم واجب الستر ہے۔ اس لئے جو اکٹھے غسل کرنے کا ذکر ہے تو اس میں لباس پہن کر غسل کرتی تھیں۔

۷۔۷۔۱۲۔۱۔۴ حالت جنابت میں سونا

حضرت عبداللہ بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وتر کا طریقہ پوچھا۔ آپ ؓ نے وہ طریقہ بتلا دیا۔ پھر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنابت میں کیا کرتے تھے۔ نیند سے پہلے غسل کرتے تھے یا نیند کے بعد۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں طرح کرتے تھے۔ کبھی غسل کر کے سوتے۔ اور کبھی وضو کر کے سوتے۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے دین کے ہر معاملے میں آسانی فرمائی۔ (۱۲۵)

یعنی دونوں طرح سونا جائز ہے۔

۸۔۷۔۱۲۔۱۔۴ سونے سے پہلے وضو کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنبی ہوتے
اور سونے کا ارادہ کرتے تو وضو فرماتے۔ (۱۲۶)

دوسری روایت میں ہے فرماتی ہیں:

نماز کی طرح وضو کرتے پھر سوتے۔ (۱۲۷)

ایک روایت کے الفاظ ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنبی ہوتے اور سونا چاہتے تو اپنی شرمگاہ
دھوتے اور نماز کے لئے جیسا وضو ہے ویسا وضو فرماتے۔ (۱۲۸)

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جنبی کے لئے سونے سے پہلے غسل واجب نہیں البتہ وضو کے بارے میں

اختلاف ہے۔ جمہور آئمہ کے نزدیک جنبی کے لئے سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔

۹۔۷۔۱۲۔۱۔۴ پانی کو ہاتھ نہ لگانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنبی ہوتے

اور آپؐ پانی کو چھوئے بغیر سو جاتے۔ پھر اُٹھکر غسل فرماتے۔(۱۲۹)

- بظاہر دونوں حدیثوں میں تضاد نظر آ رہا ہے مگر یہ احادیث جن میں ہے کہ پانی کو نہیں چھوتے تھے یہ ضعیف ہیں۔
- دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کو نہیں چھوتے تھے تو اس سے مراد غسل بھی ہے۔
- تیسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان جواز کے لئے پانی کو نہیں چھوتے تھے۔ کیونکہ اگر آپؐ ہمیشہ سونے سے پہلے وضو کرتے تو اس سے وضو کرنے کے جواز کا وہم ہوتا۔

جنابت کے بعد سونے سے پہلے جو غسل کیا جاتا ہے اس کی حکمت میں علماء شافعیہ نے کہا

تا کہ حدث میں تخفیف ہو۔

علامہ ماذری مالکی نے کہا

تا کہ وہ طہارت پر سوئے۔ اگر اس دوران موت آ جائے تو طہارت پر موت آئے۔(۱۳۰)

۱۰۔۷۔۱۲۔۱۔۴ حالت جنابت میں کھانا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنابت میں کھانے یا سونے

کا اردہ فرماتے تو وضو کرتے تھے۔(۱۳۱)

حالت جنابت میں کھانا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے سے پہلے وضو کرلیا کرتے۔

اسی طرح عورت کے لئے کھانا پکانا بھی جائز ہے۔

۱۱۔۷۔۱۲۔۱۔۴ احتلام کے بعد عورت پر غسل کا وجوب

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے پوچھا کہ جب عورت کو احتلام ہو اور وہ منی کو بھی دیکھے تو کیا اس پر غسل واجب ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے کہا۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود اور زخمی ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں رسول ﷺ نے یہ سنکر فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ اولاد کی مشابہت اسی وجہ سے ہوتی ہے جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو بچہ ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اگر مرد کا پانی عورت پر غالب آ جائے تو بچہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔ (۱۳۲)

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو تری پاتا ہے
مگر اس کو احتلام یاد نہیں۔ فرمایا: وہ غسل کرے۔ اور اس شخص کے متعلق سوال ہوا
جو سمجھتا ہو کہ اسے احتلام ہوا ہے مگر تری نہیں پاتا۔ فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں۔

ام سلیم نے کہا اگر عورت یہ دیکھے تو کیا اس پر غسل ہے۔؟ فرمایا: ہاں۔ عورتیں طبعاً مردوں جیسے ہوتی ہیں۔

یہ حدیث بظاہر احتلام والے پر غسل واجب کرتی ہے۔ بشرطیکہ وہ تری کے نشانات دیکھے۔ اور اگر اسے یقین نہ ہو کہ یہ منی ماءدافق ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں۔ جب تک اسے اس تری کے ماءدافق ہونے کا علم نہ ہو غسل واجب نہیں۔ مگر بطور احتیاط غسل مستحب ہے۔

حدیث میں جو بلل (تری) کا لفظ ہے اس سے مراد منی ہے۔ نہ کہ مذی۔ کیونکہ مذی سے بروئے احادیث صحیحہ غسل واجب نہیں ہوتا۔

ام سلیم انصاریہ جو انس بن مالک کی ماں تھیں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ اگر عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو غسل کرے یا نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غسل کرے بشرطیکہ پانی پائے۔

۱۲۔۷۔۱۲۔۱۔۴ منی کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں پر جس جگہ منی لگی ہوتی آپ اس جگہ کو دھو دیتے۔ اور انہی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنے چلے جاتے۔ اور میں آپؐ کے کپڑوں پر بھیگے ہوئے نشانات کو دیکھتی تھی۔ (۱۳۳)

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے منی دھویا کرتی تھی ۔(۱۳۴)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کپڑے پر منی لگ جائے وہ پورا دھویا جائے یا صرف اتنا حصہ دھولیا جائے۔ اس کا جواب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ملتا ہے۔

سلیمان بن میمون کہتے ہیں۔ میں نے سلیمان بن یسار سے دریافت کیا۔اگر کپڑے پر منی لگ جائے۔تو کپڑے کا اتنا حصہ دھویا جائے یا پورا کپڑا۔انہوں نے جواب دیا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے کو ناپاکی لگ جاتی تو میں اس حصہ کو دھودیتی۔ پھر آپ ﷺ پہن کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔اور میں گیلا نشان دیکھتی رہتی ۔(۱۳۵)

۱۳۔۷۔۱۲۔۱۔۴ منی کو کھرچ دینا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی مل ڈالتی تھی ۔(۱۳۶)

دوسری روایت ہے:

میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے اپنی انگلیوں سے منی کھرچی ہے۔(۱۳۷)

ایک روایت ہے:

میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے خشک منی کو ناخنوں سے کھرچ دیا کرتی تھی ۔(۱۳۸)

دو طرح کی حدیثیں ملتی ہیں۔ کہ کپڑے کو دھویا۔اور منی کو کھرچا۔اگر تری ہو دھونا ضروری ہے۔اور اگر منی خشک ہوگئی ہو تو کھرچنا کافی ہے۔لہذا دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

۱۴۔۷۔۱۲۔۱۔۴ منی کی طہارت اور عدم طہارت میں مذاہب فقہاء

آدمی کی منی کی طہارت یا عدم طہارت میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

☆۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ آدمی کی منی نجس ہے۔

☆۔ اِمام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر منی خشک ہے تو اس کی تطہیر کے لئے کھرچنا کافی ہے۔

☆۔ اِمام اُحمد سے بھی ایک روایت یہی ہے۔

☆۔ اِمام مالک کہتے ہیں کہ منی خشک ہو یا تر منی آلود کپڑے دھونے واجب ہیں۔

☆۔ حضرت علیؓ بن اَبی طالب، حضرت سعدؓ بن اَبی وقاص، حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، داؤد ظاہریہ اور اِمام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ منی پاک ہے۔

☆۔ اِمام اُحمد سے بھی ایک روایت یہی ہے۔

☆...... جو فقہاء منی کی نجاست کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں منی آلود کپڑوں کے دھونے کا بیان ہے۔

☆...... جو فقہاء منی کے طہارت کے قائل ہیں ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں منی کو کھرچنے کا ذکر ہے۔ اگر منی نجس ہوتی تو اس کو صرف کھرچنا کافی نہ ہوتا۔ جسطرح جمے ہوئے خون کو صرف کھرچنا کافی نہیں ہے۔ اور جن احادیث میں منی آلود کپڑوں کو دھونے کا حکم ہے وہ استحباب اور تنزہ اور نظافت کو اختیار کرنے پر محمول ہے۔ (۱۳۹)

☆۔ اِمام شافعی اور اِمام اُحمد منی کو پاک کہتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے۔ اصل اشیاء میں طہارت ہے۔ جب تک دلیل شرعی سے کسی چیز کا ناپاک ہونا ثابت نہ ہو۔ وہ چیز پاک رہے گی۔ اور منی کی ناپاکی پر کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے وہ پاک ہے۔ رہ گیا احادیث میں دھونے کا تذکرہ یہ نجاست کو مستلزم نہیں۔ گھناونی ہونے کیوجہ سے بھی دھویا جاسکتا ہے۔ جیسے رینٹھ دیوار قبلہ پر تھی حضور ﷺ نے اسے خود دور فرمایا۔

بہت سے احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا منی کو کھرچ دیتی تھیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کوئی نجاست لگ جائے تو کھرچنے سے پاک نہ ہوگی۔

ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: وہی ذات پاک ہے جس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا۔ (۱۴۰)

ظاہر ہے۔ منی پانی نہیں۔ اب پانی کہنے کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پانی کیطرح پاک ہے۔

۱۵۔۷۔۱۲۔۱۔۴ احناف کا استدلال

احادیث کے مطابق اگر انحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں پر منی لگی اگر وہ تر تھی تو دھوئی گئی۔ اگر سوکھ گئی تو کھرچ کر دور کر دی گئی۔ اسی پر مواظبت رہی۔ کبھی ایک بار بھی ثابت نہیں کہ دھوئے یا کھرچ کر چھڑائے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ہو۔ اور کسی فعل پر ایسی مواظبت ہمیشگی پابندی کبھی اس کے خلاف نہ ہو۔ دلیل وجوب ہے۔ تو ثابت ہوا کہ کپڑے پر منی لگ جائے تو اسے دور کرنا واجب ہے۔ اور یہ دلیل ہے کہ منی ناپاک ہے۔ ورنہ اس کا دور کرنا واجب نہ ہوتا۔ اس لئے یہ کہنا ساقط کہ منی کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں۔

منی کے دھونے کو رینٹھ پر قیاس کرنا درست نہیں۔ رینٹھ کے بارے میں ثابت ہے کہ اسے نماز کی حالت میں رومال میں لینے کا حکم ہے۔ جو اس کی طہارت کی دلیل ہے۔ مگر منی کے بارے میں ایسی کوئی روایت نہیں۔ علاوہ ازیں رینٹھ سے وضو تک نہیں ٹوٹتا اور منی نکلنے سے وضو تو وضو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

سوکھی منی کے رگڑنے سے کپڑے کی طہارت چونکہ حدیث سے ثابت ہے۔ جو اگرچہ خلاف قیاس ہے۔ مگر حدیث سے ثابت ہونے کی وجہ سے واجب التسلیم ہے۔

طہارت صرف پانی سے دھونے میں منحصر نہیں۔ کبھی طہارت رگڑنے سے بھی ہو جاتی ہے۔ جیسے جوتے اور موزوں میں لگی ہوئی نجاست۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب موزوں تلے ناپاکی آجائے تو اس کو پاک دھول دور کرنے والی ہے۔ (۱۴۱)

اس کے علاوہ طہارت کے مختلف اور طریقے ہیں۔ جیسے شیشے اور لوہے کی چیزوں کو نجاست لگ جائے تو صرف پونچھنے سے پاک ہو جائے گی۔ جلانے سے جیسے جانور کی سری پر خون لگا ہے۔ اسے آگ پر بھونا گیا کہ خون جل گیا اور سری پاک ہوگئی۔ منی کا ملنا اگر ازالہ نجاست کے لئے نہیں تو پھر ملنا بیکار ہو جائے گا۔

چوپاؤں کی منی خصوصا حرام جانوروں کی بالاتفاق ناپاک ہے۔ یہاں منی صرف وہ ناپاک ہے۔ جو اپنے معدن و مستقر سے باہر نکل آئے۔ اپنے معدن اور مستقر میں کوئی چیز نجس نہیں۔ ورنہ انسان کبھی پاک نہ ہو۔ کیونکہ ہمارے جسم میں خون، پیشاب اور پاخانہ بھرا ہوا ہے۔

۱۶۔۷۔۱۲۔۱۔۴ غسل جنابت میں بال کھولنے ضروری نہیں

عبید بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ عورتوں کو غسل کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ عبداللہ بن عمر پر تعجب ہے۔ کہ وہ عورتوں کو غسل کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ حالانکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک برتن سے پانی لیکر غسل کرتی تھی اور اپنے بالوں پر صرف تین بار پانی ڈالتی تھی۔ (۱۴۲)

جمہور فقہاء کا مذہب ہے کہ جب غسل کرنے والی عورت کے سر کے بالوں میں بال کھولے بغیر پانی پہنچ جائے تو اس کے سر کے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔ اگر بالوں کو کھولے بغیر اس کے سر میں پانی نہ پہنچے تو پھر بالوں کو کھولنا واجب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کا اظہار دراصل عورتوں کے ساتھ شفقت کا سلوک ہے۔ تاکہ عورتوں کو ہر روز اس مشکل سے گزرنا نہ پڑے۔ بعض جگہوں میں عورتیں بالوں کی مینڈھیاں بناتی ہیں۔ اس سے دین میں آسانی کا اظہار ہو رہا ہے۔

۱۷۔۷۔۱۲۔۱۔۴ غسل جنابت کے بعد پاؤں دھونا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل خانہ سے باہر نکلتے جہاں غسل جنابت کرتے تھے تو اپنے پاؤں دھوتے تھے۔ (۱۴۳)

اس رائے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکیلی ہیں۔ یہ صفائی کی غرض سے بھی ہوسکتا ہے۔ کہ پاؤں پر پانی بہالیا جائے۔

۱۸۔۷۔۱۲۔۱۔۴ دو جماع کے لئے ایک غسل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے شروع میں اپنے اہل سے ملتے پھر سو جاتے۔ اور پانی کو نہ چھوتے۔ اور جب آخری رات میں جاگتے تو دوبارہ اپنے اہل (یعنی بیوی) سے مباشرت کرتے۔ پھر دونوں کے لئے ایک غسل فرماتے۔ (۱۴۴)

یعنی دو جماع کے لئے ایک غسل جائز ہے۔ اور سنت سے یہ ثابت ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اول رات میں مباشرت کرتے۔اور غسل کے بغیر سوجاتے۔پھر دوبارہ مباشرت کرتے۔اور دونوں کے لئے ایک غسل فرماتے۔ہر جگہ انسانوں کے لئے آسانی مدنظر ہے۔

۸۔۱۳۔۱۔۴ غسل حیض

۱۔۸۔۱۳۔۱۔۴ مفہوم

یہ ''حاض'' سے مصدر ہے۔اس کی جمع المحائض ہے۔(۱۴۵)

لغت میں حیض کے معنی بہنے کے ہیں (۱۴۶)۔چنانچہ جب کسی وادی میں پانی بہنے لگے تو کہتے ہیں ''حاض الوادی.'' یعنی وادی بہنے لگی۔اس طرح جب درخت سے سرخ گوند نکلے تو کہتے ہیں ''حاضت الشجرۃ'' یعنی درخت بہہ نکلا۔اسطرح جب عورت کو حیض کا خون آئے تو کہا جائے گا۔ ''حاضت المرأة''

حیض کو طمث۔ضحک اور اعصاء بھی کہتے ہیں۔

فقہاء کی اصطلاح میں لفظ حیض کے جو معنی ہیں ان میں اختلاف ہے۔

- مالکیہ کی رائے میں حیض وہ خون ہے۔جواز خود (قدرتی طور پر) عورت کی شرمگاہ سے اس عمر میں نکلتا ہے جبکہ اس میں استقرار حمل کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔(۱۴۷)

یعنی وہ خون جو انتیس یا تیس دنوں کے بعد چند روز کے لئے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے۔ حیض کہلاتا ہے۔

۲۔۸۔۱۳۔۱۔۴ حیض کا حکم قرآن میں

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔کہہ دو وہ نجاست ہے۔ سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو۔اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے مقاربت نہ کرو۔ہاں جب وہ پاک ہو جائیں۔تو جسطرح خدا نے ارشاد فرمایا ہے اس کے پاس جاؤ۔کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔(۱۴۸)

اس میں حیض کو "اذیٰ" کہا گیا۔ جس کے معنی گندگی کے ہیں۔ اور بیماری کے بھی۔ حیض صرف گندگی نہیں بلکہ طبی حیثیت سے وہ ایسی حالت ہے، جس میں عورت تندرستی کی نسبت بیماری کے زیادہ قریب تر ہے۔

قرآن مجید اس قسم کے معاملات کو استعاورں اور کنایوں میں بیان کرتا ہے۔ اس کے قریب نہ جاؤ۔ الگ رہو۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ حائضہ عورت کے ساتھ ایک فرش پر نہ بیٹھے یا ایک جگہ کھانا کھانے سے بھی احتراز کیا جائے۔ اسے بالکل اچھوت بنا کر رکھا جائے جیسا کہ یہود اور ہنود کا دستور تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

یہودی حیض والی عورت کو گھر سے باہر نکال دیا کرتے تھے۔ اور کھانے پینے میں اسے اپنے ساتھ شریک نہیں کرتے تھے۔ اور وہ گھر میں دوسرے افرادخانہ کے ساتھ نہ رہ سکتی تھی۔ چنانچہ اہل عرب اور قرب وجوار کے رہنے والوں نے اس سلسلہ میں بنی اسرائیل کے یہی طور طریقے اپنا لئے۔ اور وہ بھی حائضہ عورت کے ساتھ کھانے پینے اور رہنے سہنے سے پرہیز کرنے لگے۔ جب نبی کریمؐ سے اس سلسلے میں دریافت کیا گیا تو قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: وہ آپ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں فرما دیجیے یہ ایک ناپاکی ہے پس تم عورتوں سے کنارہ کش رہو۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حائضہ عورت سے جماع کے سوا سب کچھ جائز ہے۔"

آپؐ کے اس ارشاد کی اطلاع جب یہودیوں کو ہوئی یہ شخص (یعنی رسول ﷺ) کیا چاہتا ہے؟ اس نے ہمارے طور طریقے میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی جسکی مخالفت نہ کی ہو۔ (۱۴۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم کی جو توضیح فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حالت میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ باقی تمام معاملات بدستور برقرار رکھے جائیں۔ انحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔

۳۔۸۔۱۳۔۱۔۴ حائضہ کے ساتھ مباشرت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھے حیض آتا تو مجھے حکم دیتے میں تہبند باندھ لیتی۔ اسکے بعد مجھ سے مباشرت فرماتے۔ (۱۵۰)

ایک روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ایک رات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی۔کہ میں اٹھ گئی۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا ہے۔میں نے کہا مجھے حیض آ گیا ہے۔فرمایا تہبند باندھ کر واپس آ جاؤ۔(۱۵۱)

دوسری جگہ فرماتی ہیں کہ۔

جب ہم میں سے کوئی حالت حیض میں ہوتی۔تو حضور علیہ السلام بہت اچھی طرح تہبند باندھنے کا حکم فرماتے اور اس کے سینے اور چھاتیوں سے پیار فرماتے۔(۱۵۲)

قرآن پاک میں آتا ہے۔حیض کے دنوں میں عورتوں سے مباشرت نہ کرو۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مباشرت کرتے تھے۔مگر اس حدیث سے مباشرت کی وضاحت ہو جاتی ہے۔کہ مباشرت سے مراد ازدواجی تعلقات نہیں ہے۔صرف ملنا ہے۔

۴۔۸۔۱۳۔۱۔۴ حائضہ کے ساتھ سونا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپؓ نے فرمایا:

میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ہی چادر میں سویا کرتی۔اور میں حائضہ ہوتی۔ اگر میرے بدن سے کچھ آپ ﷺ کے بدن میں لگ جاتا تو آپ ﷺ اس مقام کو دھو ڈالتے۔باقی نہ دھوتے۔اس کے بعد آپ ﷺ نماز ادا کرتے۔پھر لیٹتے۔پھر آپ ﷺ پر کچھ لگ جاتا۔تو ایسا ہی کرتے۔اس سے زیادہ نہ دھوتے۔اور پھر اسی کپڑے میں نماز ادا فرماتے۔(۱۵۳)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے۔اس کی تصدیق حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت حیض میں ان کے ساتھ سویا کرتے تھے۔

دوسری بات اگر کچھ داغ دھبہ لگ جائے تو اتنی جگہ دھونا ضروری ہے۔باقی کپڑے پاک ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ انہی کپڑوں میں نماز پڑھتے تھے۔

۵۔۸۔۱۳۔۱۔۴ حائضہ کے ساتھ کھانا پینا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں ہڈی چوسا کرتی تھی۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیتے۔ اور اپنا منہ وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا۔ میں پانی پیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برتن میرے ہاتھ سے لیکر اپنا منہ وہیں رکھتے جہاں میں نے رکھا تھا۔ (۱۵۴)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔ اور حائضہ کے جسم کے اعضاء، ہاتھ، منہ وغیرہ پاک ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل سے ثابت کیا۔

۶۔۸۔۱۳۔۱۔۴ حائضہ کے خاوند کے سر دھونے اور بالوں میں کنگھی کرنے کا جواز

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کی حالت میں مسجد میں اپنا سر میرے حجرے میں داخل فرماتے۔ میں آپ کا سر دھوتی۔ حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ (۱۵۵)

دوسری روایت میں کنگھی کرنے کا ذکر ہے۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر میرے حجرے کے قریب کرتے۔ اور میں آپ کے سر میں کنگھی کرتی۔ حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ (۱۵۶)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر کو دھو بھی سکتی ہے اور کنگھی بھی کر سکتی ہے۔ یعنی حائضہ کا باقی جسم پاک ہے۔

۷۔۸۔۱۳۔۱۔۴ حائضہ کی گود میں ٹیک لگا کر قرآن پڑھنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

میں حائضہ ہوتی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود سے ٹیک لگا کر قرآن پڑھتے تھے۔ (۱۵۷)

دوسری روایت میں ہے۔

حضور علیہ السلام کا سر مبارک ہم میں سے کسی حائضہ عورت کی گود میں ہوتا
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت قرآن فرماتے۔(۱۵۸)

پس ثابت ہوا کہ حائضہ کی گود میں ٹیک لگا کر قرآن پڑھنا جائز ہے۔ جب قرآن جائز ہے تو باقی کاموں میں کیا حرج ہے۔

۸۔۸۔۱۳۔۱۔۴ حائضہ کو مسجد کی کوئی چیز پکڑانا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:
مسجد سے چٹائی پکڑا دو۔ میں نے کہا۔ میں مخصوص ایام میں ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔(۱۵۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجتہاد سے کام لیکر سمجھا کہ جسطرح حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی اس کے لئے کوئی چیز مسجد سے لینا جائز نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔ کہ اگر عورت مسجد سے باہر ہو تو اس حالت میں مسجد سے کسی چیز کے پکڑ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ دخول مسجد کی اس حال میں ممانعت ہے۔ جب سارے اعضاء بدن کا دخول ہو۔ صرف ہاتھ کو داخل کر کے کوئی چیز پکڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لہذا ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ جماع کو چھوڑ کر حالت حیض میں بھی عورت سے دوسرے قسم کے انتفاع جائز ہیں۔

۹۔۸۔۱۳۔۱۔۴ غسل حیض کا طریقہ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے غسل کے بارے میں پوچھا۔ حضورؐ نے بتایا کہ کیسے غسل کرے۔ فرمایا۔ مشک لگے پھائے کو لے۔ اور اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے عرض کیا۔ اس سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا: اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے عرض کی۔ کیسے؟ فرمایا۔ سبحان اللہ! پاکی حاصل کر۔ اس پر میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا۔ اور بتایا اسے خون کی جگہ لگا دے۔(۱۶۰)

ایک روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اسماءؓ نے حضور ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم پانی اور بیری لو۔ اور اس سے خوب اچھی طرح صفائی کرو۔ پھر اپنے سر پر پانی ڈالو اور خوب اچھی طرح ملو۔ حتی کہ جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر ایک مشک کا ٹکڑا لیکر اس سے پاکی حاصل کرو۔ اسماء نے کہا اس سے پاکی کیسے حاصل کروں۔ فرمایا۔ سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اسے چھپالو۔ اور خون کی جگہ رکھ لو۔ (۱۶۱)

دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ دوسری میں مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مشک یا خوشبو کا استعمال کرنے کی حکمت خون کی وجہ سے جو بدبو اور گھناونا پن پیدا ہو گیا تھا اس کا ازالہ مقصود ہے۔ خون آنے سے جلد میں سکڑن پیدا ہو جاتی ہے۔ مشک کا استعمال اس سکڑن کو ختم کر دیتا ہے۔

- بعض علماء نے کہا ہے کہ مشک کا استعمال غسل سے پہلے کرے۔ مگر یہ حدیث کے سیاق کے خلاف ہے۔
- بعض شارحین نے مشک کے استعمال کی حکمت استقرار نطفہ لکھا ہے۔
- مشک کا استعمال ہر عورت کو مستحب ہے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا کنواری۔

مسائل:۔

۱۔ تعجب کے وقت سبحان اللہ پڑھنا سنت ہے۔

۲۔ پوشیدہ عوارض کو کنایہ سے ادا کیا جائے۔

۳۔ یہ بھی درست ہے کہ عالم کے کلام کی تشریح کوئی اس کی موجودگی میں کرے اور عالم سنے۔ نیز عالم کے کلام کی تفسیر جب اس کے سامنے دوسرے نے کی اور عالم نے سن لی تو یہ عالم ہی کی تفسیر ہوگی۔

ثابت ہوا کہ شیخ کو تلمیذ پڑھ کر سنا سکتا ہے۔

۴۔۱۔۱۴ استحاضہ

۴۔۱۔۱۴۔۱ مفہوم

استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو رگ سے نکلتا ہے۔ (۱۶۲)

عورت کی ماہواری کے مقررہ ایام کے بعد جو خون جاری رہے وہ استحاضہ ہے۔ استحاضہ میں نماز اور روزہ دونوں لازم ہیں۔

جوخون عورتوں کے ساتھ مختص ہے اس کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ حیض۔

۲۔ نفاس۔

۳۔ استحاضہ

۔ حیض وہ خون جسکو اسکا رحم چھوڑتا ہے۔

۔ نفاس وہ خون ہے جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد جاری ہوتا ہے۔

۔ استحاضہ وہ خون ہے جوان دونوں کے ماسوا ہے۔(۱۶۳)

جوخون کسی رگ سے آرہا ہے اور حیض نہیں ہے۔(۱۶۴)

۲۔۱۴۔۱۔۴ استحاضہ والی عورت نماز پڑھے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت اَبی حبیش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔اور عرض کرنے لگی۔یارسول اللہ! میں حائضہ رہتی ہوں۔(یعنی ہر وقت ماہواری کا خون جاری رہتا ہے۔) اور کبھی پاک نہیں رہتی۔کیا میں نماز چھوڑ دوں۔؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ ایک رگ سے خون نکلتا ہے۔اور جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز شروع کردو۔(۱۶۵)

ایسی عورت ہر ماہ اپنی حیض کی عادت کے لحاظ سے حائضہ شمار ہوگی۔اور اگر کسی عورت کو پہلی مرتبہ خون حیض آیا ہے اور اس کی عادت مقرر نہیں ہے۔تو اسے ہر ماہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت کے برابر(جو کہ ان کے نزدیک دس دن ہے) حائضہ سمجھا جائے گا۔اور باقی دنوں میں مستحاضہ ہوگی۔(۱۶۶)

اس روایت کے مطابق غسل کر کے نماز شروع کردے۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔اور اپنا مسئلہ بیان کیا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔پھر غسل کر اور ہر نماز سے پہلے وضو کر۔اور نماز پڑھ۔(۱۶۷)

غسل سے مراد حیض کی پاکیزگی کا غسل ہے۔

تیسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے زمانے میں ایک عورت کو استحاضہ ہوا۔ تو اسے حکم دیا گیا کہ عصر کی نماز میں جلدی کرے۔ ظہر میں تاخیر کرے۔ اوران دونوں کے لئے ایک غسل کرے۔ اور مغرب میں تاخیر کرے اور عشاء میں جلدی کرے۔ اوران دونوں کے لئے ایک غسل کرے۔ اور صبح کی نماز کے لئے ایک غسل کرے۔ (۱٦٨)

ان احادیث میں بظاہر اختلاف ہے۔ ان میں سے پہلی حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ اور تین کی صحت مختلف فیہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استحاضہ والی عورت ہر نماز سے پہلے غسل کرے۔ یا صرف ایک بار غسل کرے۔ یا وضو پر اکتفاء کرے۔

- پہلی روایت کے مطابق جس غسل کا اس میں ذکر ہے وہ حیض سے پاک ہونے کے لئے ہے۔
- اسماء بنت عمیس کی روایت کے مطابق آنحضور ﷺ نے فاطمہ بنت اُبی حبیش کو ظہر اور عصر کے لئے ایک غسل، مغرب اور عشاء کے لئے ایک غسل اور فجر کے لئے ایک غسل یعنی تین مرتبہ غسل کا حکم دیا۔ اس روایت کی تصدیق سہلہ بنت سہیل سے بھی ہوتی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی اسکا حکم دیا۔
- ام حبیبہ بنت جحش جو کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی بیوی تھیں انہیں استحاضہ کا خون آنے لگا۔ تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر نماز کے لئے غسل کریں۔

شروع میں ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا۔ مگر اس پر عمل مشکل تھا۔ پھر تین بار غسل کا حکم دیا۔

- آخری حکم ہر نماز سے پہلے وضو کرے۔ لہٰذا دوسرا حکم بھی منسوخ ہے۔ اور مضبوطی سے کس کر لنگوٹ باندھ لے۔ ہر فرض نماز کے لئے نیا وضو فرض ہے۔
- جن لوگوں نے ایک بار غسل کے لئے کہا ہے ان کا کہنا ہے کہ ایک ظہر کی نماز کے لئے ایک غسل کرے۔ پھر دوسرے دن بھی ظہر کی نماز کیوقت غسل کرے۔ (١٦٩)
- حیض اور نفاس کے آنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔ (١٧٠)
- شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، ظاہریہ اور جعفریہ کا احناف کے ساتھ اتفاق ہے۔ (١٧١)

حوالہ جات

فصل اوّل/ باب چہارم

۱ محمد بن مکرم بن منظور الإفریقی المصری . لسان العرب ، ج:۴، بیروت ، دار صادر،ص: ۵۰۴

۲. شیخ محمد آمین بن عابدین. رد المختار در المختار، ج:۱، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیة، ص: ۷۹

۳. عبد الرحمن الجزیری. الفقہ علی المذاہب الأربعة، ج:۱، ص:۷

۴. ﴿وثیابک فطھر﴾سورۃ المدثر:۵

۵. ﴿ولا تقربوھن حتی یطھرن﴾ سورۃ البقرۃ: ۲۲۲

۶. "لا بأس طھور إنشاء اللّٰہ"

عبد الرحمن الجزیری. الفقہ علی المذاہب الأربعة، ج:۱، ص:۷

۷. ﴿وإن کنتم جُنُباً فطھَّروا﴾. سورۃ المائدۃ: ۶

۸. ﴿ولا تقربوھنَّ حتی یطھرن فإذا تطھرن فأتوھن من حیث أمرکم اللّٰہُ﴾.

سورۃ البقرۃ:۲۲۲

۹. ﴿فیہ رجال یحبون أن یتطھروا واللّٰہ یحب المطھرین.﴾سورۃ التوبة:۱۰۸

۱۰. ﴿ولھم فیھا أزواج مطھرۃ﴾. سورۃ البقرۃ: ۲۵

۱۱. ﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾.

سورۃ الواقعة:۷۷،۷۸،۷۹.

۱۲. ﴿ذلکم ازکی لکم وأطھر﴾. سورۃ البقرۃ: ۲۳۲

۱۳. "عن أبی مالک الأشعری قال قال رسول اللّٰہ ﷺالطھور شطر الإیمان. "

صحیح مسلم، ج:۱، کتاب الطھارۃ. باب فضل الوضوء.

حدیث:۲۲۳،ص: ۲۰۳

۱۴. أبو زکریا یحیی بن شرف بن مری النوی . المنھاج شرح صحیح مسلم بن

الحجاج، ج:۳، بیروت، دار إحیاء التراث العربی ، ص:۱۰۰،۱۰۱

۱۵. "عن مصعب بن سعد قال دخل عبد اللّٰہ بن عمر علی ابن عامر یعودہ وھو مریض فقال لہ تدعو اللّٰہ لی یا ابن عمر قال إنی سمعت رسول اللّٰہ یقول لا تُقبل صلوۃ بغیر طھور. " أیضا: حدیث:۲۲۴

۱۶. علامہ وحید الزمان. صحیح مسلم شریف مع شرح النووی (مختصر). مترجم، ج:۱، ص: ۳۶۴، مشتاق بک کارنر.

۱۷. إمام محمد بن محمد الغزالی. إحیاء علوم مع الاتحاف، ج:۲، مصر، مطبعۃ میمنہ، ص:۳۰۶..۳۳۶ . ملخصاً

۱۸. عبد الرحمن الجزیری. الفقہ علی المذاھب الأربعۃ، ج:۱، ص:۷۳

۱۹. أیضا.

۲۰. "عن معاذ عن عائشۃ قالت مرن أزواجکن أن یستطیبوا بالماء فإنی استحییھم فإن رسول اللّٰہ ﷺ کان یفعلہ. "

سنن الترمذی. ج:۱، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء فی باب الاستنجاء بالماء. حدیث:۱۹، ص:۳۰

سنن نسائی، ج:۱، کتاب الطھارۃ، باب الاستنجاء بالماء. حدیث:۴۶، ص: ۴۲

۲۱. "عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت ما رأیت رسول اللّٰہ ﷺ خرج من غائط قط إلا مس ماء. "

سنن ابن ماجہ. ج:۱، کتاب الطھارۃ، باب الاستنجاء بالماء. حدیث:۳۵۴، ص:۱۲۷

۲۲. "عن عائشۃؓ قالت بال رسول اللّٰہ ﷺ فقام عمر خلفہ بکوز من ماء فقال ما ھذا یا عمر؟ فقال ھذا ماء تتوضأ بہ قال ما أُمرت فی کلما بلتُ أن أتوضأ ولو فعلت لکانت سنۃ. "

سنن أبی داؤد. ج:۱، کتاب الطھارۃ، باب الاستبراء. حدیث:۴۲، ص: ۵۸

۲۳. فتاوی ھندیہ، ج:۱، الفصل الثالث فی الاستنجاء. پشاور نورانی کتب خانہ،

ص:۳۸،

۲۴. إمام أحمد رضا بریلوی. فتاوی رضویه ،ج:۴، لاهور، رضا فاؤنڈیشن، ص: ۵۷۹

۲۵. "عن عائشة رضی اللّٰه عنها قال إن رسول اللّٰه صلی الله علیه وآله وسلم قال: إذا ذهب أحدکم إلی الغائط فلیذهب معه بثلاثة أحجار یستطیب بهن فإنها تجزئی عنه."

سنن أبی داؤدد، ج:۱،کتاب الطهارة،باب الاستنجاء بالاحکام، حدیث:۴۰،ص:۵۷

سنن نسائی ، ج:۱، کتاب الطهارة، حدیث:۴۴، ص: ۳۱

إمام إحمد بن حنبل . مسند، ج:۶، حدیث:۲۴۸۱۵، ص: ۱۰۸،

حدیث: ۲۵۰۵۶، ص:۱۳۳

۲۶. محمد بن علی بن محمد الشوکانی . نیل الأوطار من أحادیث سید الأخیار، شرح منتقی الأخبار، ج:۱، إدارة الطباعة المنیریة ، ص:۱۱۱

۲۷. عن عائشة رضی الله عنها أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان یغسل مقعده ثلاثاً قال ابن عمر فعلناه فوجدنا دواء وطهوراً.

سنن ابن ماجه ،ج:۱، کتاب الطهارة، باب الاستنجاء بالماء. حدیث:۳۵۶، ص:۱۲۷

۲۸. علامه غلام رسول سعید، شرح صحیح مسلم،ج:۱،لاهور فرید بک سٹال، ص:۹۱۱

۲۹. "عن علیؓ قال قال رسول الله ﷺ لولا أشق علی أمتی لأمرتهم بالسواک مع کل وضو." الهیثمی ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج:۱، کتاب الطهارة، باب فی السواک، حدیث:۱۱۱۷،ص:۵۱۴

۳۰. أیضا:حدیث:۱۱۲۲، ص: ۵۱۵

۳۱. "السواک مطهرة للفم مرضاة للرب."

إمام أحمد بن حنبل . مسند، ج:۶، حدیث: ۲۴۲۴۹، ص:۴۷

أیضا: حدیث:۲۴۳۷۷، ص: ۶۲

أیضا: حدیث:۲۶۰۵۶، ص: ۲۳۸

سنن نسائی، ج:۱، کتاب الطهارة ، باب الترغیب فی السواک، حدیث: ۵، ص:۱۰

الهیثمی . مجمع الزوائد، ج: ۱ ،کتاب الطهارة، باب فی السواک، حدیث:۱۱۱۲ ، ص:۵۱۳

۳۲. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها أن النبی صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم کا ن یوضع له وضوء ه وسواکه فإذا قام من اللیل تخلی ثم استاک. "

سنن أبی داؤد، ج: ۱ ، کتاب الطهارة ، باب السواک لمن قام من اللیل، حدیث: ۵۶، ص: ۲۲

۳۳. عن المقدام بن شریح عن أبیه قال سألت عائشة رضی اللّٰہ عنها قلت بأئی شیء کان یبدأ النبیﷺ إذا دخل بیته؟ قالت بالسواک.

صحیح مسلم، ج: ۱ ، کتاب الطهارة ، باب السواک، حدیث: ۲۵۳، ص: ۲۲۰

سنن نسائی ، ج: ۱ ، کتاب الطهارة، باب السواک فی کل حین، حدیث:۸، ص:۱۳

ابن ماجه، ج: ۱ ، کتاب الطهارة، باب السواک، حدیث: ۲۹۰، ص:۱۰۶

۳۴. عن المقدام بن شریح عن أبیه قال سألت عائشة رضی اللّٰہ عنها قلت لعائشة یا أم بأئی شیء کان یبدأ النبیﷺ إذا دخل علیک بیتک؟ وبأئی شیء کان یختم؟ قالت کان یبدأ بالسواک ویختم برکعتی الفجر.

إمام أحمد بن حنبل ،مسند، ج: ۶، حدیث: ۲۶۰۳۹، ص:۲۳۷

أیضا: حدیث: ۲۴۸۳۹، ص: ۱۱۰

أیضا: حدیث: ۲۵۵۲۶، ص: ۱۸۲ .

۳۵. عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ عشر من الفطرة قص الشارب وإعفاء اللحیة ط والسواک واستنشاق الماء وقص الأظفار وغسل البراجم ونتف الإبط وحلق العانة وانتقاص الماء قال زکریا قال مصعب ونسیت العاشرة إلا أن تکون المضمضة.

صحیح مسلم، ج: ۱ ، کتاب الطهارة ،باب خصال الفطرة، حدیث: ۲۶۱، ص:۲۲۳

سنن أبی داؤد، ج: ۱ ، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، حدیث: ۲۶۱، ص:۲۲۳

سنن نسائی، ج:۸،کتاب الزینة ، باب من سنن الفطرة، حدیث: ۵۰۴۰، ص:۱۲۶

سنن ابن ماجة ، ج: ۱ ، کتاب الطهارة وسننها، باب الفطرة، حدیث: ۲۹۳، ص:۱۰۷

إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:٦، حديث: ۲۵۱۰۴، ص:۱۳۷

أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقى ، شعب الإيمان، ج:۳، بيروت،دار الكتب العلمية ۱۴۱۰، باب الطهارة باب فضل الوضو وفى ذلک تنبيه على فعل الغسل لأنه أكمل، حديث: ۲۷٦۰، ص:۲۳

۳٦. ﴿فاقم وجهک للدين حنيفا فطرة الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلک الدين القيم﴾. سورة الروم: ۳۰

۳۷. "عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآ له وسلم تفضل الصلوٰة التى يستاک بها على الصلوٰة التى لا يستاک بها سبعين درجة.

أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقى ، شعب الإيمان، ج: ١، بيروت،دار الكتب العلمية ۱۴۱۰، باب الطهارة باب فضل الوضو وفى ذلک تنبيه على فعل الغسل لأنه أكل، حديث: ۲۷۷۴، ص:۲٦

۳۸. أبو غدوة 'فقه العبادات، حنفى ، ج: ١، ص:۳۳

...... فقه العبادات، مالكى ، ج: ١، ص:۵۵

...... فقه العبادات، شافعى ، ج: ١، ص:۸۱

...... فقه العبادات، حنبلى ، ج: ١، ص:۱۷

علامه غلام رسول سعيدى، شرح صحيح مسلم، ج:١، ص: ۸۵۹

۳۹. مولانا محمد شريف الحق ، نزهة القارى شرح صحيح بخارى ، ج: ١، لاهور فريد بک سٹال، ص:۴۹۸

۴۰. ﴿يآيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلوٰة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق وامسحوا برؤوسكم وأرجلكم إلى الكعبين﴾. سورة المائدة : ٦

۴۱. حنفى . فقه العبادات، ج: ١، ص: ۳۳

۴۲. صحيح مسلم، ج: ١ ، كتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلوٰة حديث: ۲۲۴، ص:۲۰۳

۴۳. صحيح مسلم ، ج: ١ ، كتاب الطهارة ، باب خروج الخطايا مع ماء الوضو ،

حدیث: ۲۴۵، ص: ۲۱٦

۴۴. صحیح مسلم، ج: ا، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضو،
حدیث: ۲۳۴، ص: ۲۰۹

۴۵. سنن ترمذی، ج: ا، کتاب الطهارة، باب فیما یُقال بعد الوضو، حدیث: ۵۵، ص: ۷۸

۴٦. صحیح بخاری، ج: ا، کتاب الوضو، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء، حدیث: ۱۳٦، ص: ٦۳

صحیح مسلم، ج: ا، کتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجیل،
حدیث: ۲۴٦، ص: ۲۱٦

۴۷. إمام مالک. مؤطأ، ج: ا، کتاب الطهارة، باب جامع الوضو، حدیث: ٦۲، ص: ۳۴

۴۸. إمام مالک. مؤطأ، ج: ا، کتاب الطهارة، باب جامع الوضو، حدیث: ٦۳، ص: ۳۳

(☆) حدیث میں رطل، کلوک، مد۔ پیمانوں کے بیاں مراد حجازی ہیں۔
رطل۔ دو پاؤ۔ تقریباً آدھے کلو کے برابر ہوتا ہے۔
کلوک۔ اہل حجاز کے نزدیک گیارہ چھٹانک سے بنتا ہے۔ اہل عراق کے نزدیک تقریباً ایک سیر۔

(☆) صاع کی مقدار چار کلو کے قریب ہے۔ مد ایک کلو کے برابر ہے۔

۴۹. "عن عائشةؓ کان رسول الله ﷺ یتوضأ بالمد ویغتسل بالصاع.
سنن ابن ماجه، ج: ا، کتاب الطهارة وسننها، حدیث: ۲٦۸، ص: ۹۹

۵۰. أیضا: حدیث: ۲٦۹

۵۱. ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ط اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ﴾' سورة الأنبیاء: ۳۰

۵۲. "عن سالم مولی شداد قال دخلتُ علی عائشةؓ زوج النبیؐ یوم توفی سعد بن وقاص فدخل عبد الرحمن بن أبی بکر فتوضأ عندها فقالت یا عبد الرحمن أسبغ الوضوء فإنی سمعتُ رسول اللّٰه صلی الله علیه وآله وسلم یقول ویل للأعقاب من النار"
صحیح مسلم، ج: ا، کتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلین بکمالهما،
حدیث: ۲۴۰، ص: ۲۱۳

إمام مالک، مؤطأ، ج: ا، کتاب الطهارة، باب العمل فی الوضو، حدیث: ۳۵،

ص:۱۹

۵۳. علامہ یحی بن شرف نووی، شرح مسلم،ج:۱، ص: ۱۲۵

۵۴. "عن عائشة أن رسول ؐ کان إذا توضأ ......خلال لحیته بالماء"

إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:۶، حدیث:۲۶۰۱۲،ص:۲۳۴

۵۵. جامع ترمذی مترجم اردو مع مختصر شرح ، ج:۱، مترجم ، مولانا ناظم الدین لاهور، مکتبة العلم، ص: ۲۵

۵۶. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها أن رسول اللّٰہ ﷺ کان إذا خرج من الخلاء توضأ.

إمام أحمد بن حنبل . مسند ، ج:۶، حدیث: ۲۵۶۰۲، ص: ۱۸۹

۵۷. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ لا یتوضأ بعد الغسل . "

سنن نسائی، ج:۱ ، کتاب الطهارة باب ترک الوضو من بعد الغسل، حدیث:۲۵۲، ص:۱۳۷

إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:۶ ، حدیث:۲۴۴۳۴، ص:۶۸

أیضا: حدیث:۲۵۶۳۶، ص: ۱۹۲

سنن ترمذی ، ج:۱ ، کتاب الطهارة ، باب الوضوء بعد الغسل ، حدیث: ۱۰۷، ص:۱۷۹

۵۸. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ لا یتوضأ بعد الغسل من الجنابة. "

سنن ابن ماجة ، ج:۱ ، کتاب الطهارة، باب فی الوضو بعد الغسل، حدیث: ۵۷۹، ص:۱۹۱

۵۹. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ یغتسل ویصلی الرکعتین وصلوٰة الغداة آراه للحدث وضو بعد الغسل."

إمام أحمد بن حنبل . مسند ، ج:۶، حدیث: ۲۵۲۴، ص:۱۵۴

سنن أبی داؤد . ج:۱ ، کتاب الطهارة ، باب فی الوضو بعد الغسل، حدیث: ۲۵۰، ص: ۱۱۵

۲۰. مولانا منظور أحمد. فضل المعبود شرح سنن أبی داؤد شریف، ج: ۱، لاهور المصباح، ص: ۲۰۲

۲۱. "عن عائشة رضی اللّٰه عنها أن النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم قبلها ولم یتوضأ."
سنن أبی داؤد ج: ۱، کتاب الطهارة، باب الوضو من القبلة، حدیث: ۱۷۸، ص: ۹۴

۲۲. "عن عائشة رضی اللّٰه أن النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم قبل إمرأة من نسائه ثم خرج إلی الصلوٰة ولم یتوضأ، قال عروة فقلت لها من هی إلا أنت؟ فضحکت."
أیضا: حدیث: ۱۷۹

سنن ابن ماجه، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب الوضو من القبلة. حدیث: ۵۰۲، ص: ۱۶۸
دار قطنی، سنن دار قطنی، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب صفة ما ینقض الوضو وما روی فی الملامسة والقبلة، حدیث: ۵، ص: ۱۳۵.
ابن أبی شیبه. المصنف فی الأحادیث والآثار، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب من قال لیس فی القبلة وضوء، حدیث: ۴۸۵، ص: ۴۸

۲۳. سنن ابن ماجه. ج: ۱، کتاب الطهارة، باب الوضو من القبلة، حدیث: ۵۰۳، ص: ۱۶۸

۲۴. ابن أبی شیبه. المصنف فی الأحادیث والآثار، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب من قال فیها الوضو، حدیث: ۴۹۱، ص: ۴۹
البیهقی. سنن البیهقی الکبری، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب الوضوء من الملامسة، حدیث: ۶۰۰، ص: ۱۲۴

۲۵. ابن شیبه، المصنف، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب من قال فیها الوضوء، حدیث: ۴۹۲، ص: ۴۹۲، ص: ۴۹

۲۶. أیضا: حدیث: ۴۹۳

۲۷. أیضا: حدیث: ۴۹۶

۲۸. أیضا: حدیث: ۴۹۸

۲۹. "عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت فقدت رسول اللّٰه ﷺ ذات لیلة فانتهیت إلیه وهو ساجد وقدماه منصوبتان وهو یقول اللّٰهم إنی أعوذ برضاک من سخطک...."

اسحاق بن راھویہ ۔ مسند اسحاق بن راھویة. ج: ۲، حدیث: ۵۴۴، ص: ۷۵

۷۰. عبد الرحمن الجزیری ، کتاب الفقه، ج: ۱، ص: ۱۰۰، ۱۰۱

۷۱. "حدثنا سفیان بن وکیع بن الجراح ، حدثنا عبد اللّٰه بن وھب عن زید بن حباب عن أبی معاذ عن الزھری عن عروة عن عائشة قالت کان لرسول اللّٰه ﷺ خرقة ینشف بھا بعد الوضوء.

سنن ترمذی ، ج: ۱ ، کتاب الطھارة، باب التمندل بعد الوضوء. حدیث: ۵۳، ص: ۷۳

۷۲. حدثنا قتیبة حدثنا رشد بن سعد عن عبد الرحمن بن زیاد بن أنعم عن عتبة بن حمید عن عبا دة بن نسی عن عبد الرحمن بن غنم عن معاذ بن جبل قال رأیتُ النبی ﷺ إذا توضأ مسح وجھه بطرف ثوبه. "

۷۳. جامع ترمذی مترجم اردو مع مختصر شرح ، ج: ۱ ،ص: ۷۴/۷۵

۷۴. عن داؤد بن صالح بن دینار التمار عن أمه أن مولاتھا أرسلتھا بھریسة إلی عائشة رضی اللّٰه عنھا فوجدتھا تصلی فأشارت إلی أن ضعیھا فجاء ت ھرة فأکلت منھا فلما انصرفت أکلت من حیث أکلت الھرة فقالت إن رسول اللّٰه ﷺ قال إنھا لیست بنجس إنما ھی من الطوافین علیکم. وقد رأیت رسول اللّٰه ﷺ یتوضأ بفضلھا. "

سنن أبی داؤد ، ج: ۱ ، کتاب الطھارة ، باب سؤر الھرة، حدیث: ۷۶، ص: ۷۶

۷۵. سنن ترمذی ، ج: ۱ ، کتاب الطھارة، باب ما جاء فی سؤر الھرة ، حدیث: ۹۲، ص: ۱۵۳

۷۶. مولانا منظور أحمد، فضل المعبود فی شرح سنن أبی داؤد. ج: ۱ ، ص: ۸۳

۷۷. "عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰه ﷺ توضؤا مما مست النار. "

سنن ابن ماجه ، ج: ۱ ،کتاب الطھارة ، باب الوضو ما غیرت النار، حدیث: ۴۸۶، ص: ۱۶۴

إمام أحمد بن حنبل . مسند، ج: ۶ ، حدیث: ۲۴۶۲۴ ،ص: ۸۹

۷۸. "عن جابر کان آخر الأمرین من رسول اللّٰه ﷺ ترک الوضوء مما غیرت النار. "

سنن أبی داؤد، ج: ۱ ، کتاب الطھارة، باب فی ترک الوضوء مما مست النار،

حدیث:۱۹۲، ص:۹۸

۷۹. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها أن النبی صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم کان إذا أراد أن یأکل أو ینام توضأ تعنی وهو جنب. "

سنن أبی داؤد، ج: ۱، کتاب الطهارة باب الجنب یأکل، حدیث:۲۲۴، ص: ۱۰۷

إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:۶، حدیث: ۲۵۶۲۵، ص: ۱۹۱

أیضا: حدیث: ۲۵۶۳۸، ص: ۱۹۲

۸۰. سنن أبی داؤد، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب الجنب یأکل، حدیث: ۲۲۳، ص: ۱۰۷.

۸۱. أیضا: حدیث: ۲۲۲، ص:۱۰۶

۸۲. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم ینام حتی ینفخ ثم یقوم فیصلی ولا یتوضأ. "

سنن ابن ماجه، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب الوضوء من النوم، حدیث: ۴۷۴، ص: ۱۶۰

۸۳. عبد الرحمن الجزیری. کتاب الفقه. ج: ۱، ص:۹۸/۹۹

۸۴. سنن أبی داؤد، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب فی الوضو من النوم، حدیث: ۲۰۲، ص: ۱۰۱

۸۵. "عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم: من أصابه قیء أو رعاف أو قلس أو مذی فلینصرف فلیتوضأ ثم لیبن علی صلاته وهو فی ذلک لا یتکلم. "

سنن ابن ماجه، ج: ۱، کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیها. باب ما جاء فی البناء علی الصلوٰة، حدیث: ۱۲۲۱، ص:۳۸۵

۸۶. سنن ترمذی، ج: ۱، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی الوضو من القیء.

۸۷. الکاسانی' البدائع، ج: ۱، ص: ۲۴.

. ابن همام' فتح القدیر، ج: ۱، ص:۳۳.

. ابن عابدین' رد المختار، ج: ۱، ص: ۹۱

۸۸. محمد بن الحسن، کتاب الحجة علی أهل المدینة، ج: ۱، لاهور.
دار المعارف النعمانیة، ۱۹۸۱، ص: ۲٦

۸۹. ابن قدامه، الشرح الکبیر علی المغنی، ج ۱، بیروت لبنان، دار الفکر ۱۹۸۳ء، باب نواقض الطهارة، ص: ۲۰۸

۹۰. ابن رشد، بدایة المجتهد، ج: ۱، باب نواقض الوضو. ص: ۲۹

۹۱. فقه العبادات، حنفی، ج: ۱، ص:۵۵
فقه العبادات، مالکی، ج: ۱، ص:۸۸
فقه العبادات، شافعی، ج: ۱، ص: ۱۵۱
فقه العبادات، حنبلی، ج: ۱، ص:۱۰٦
عبد الرحمن الجزیری. الفقه علی المذاهب الأربعة، ج: ۱، ص: ۱۴۱

۹۲. ﴿ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم بآخذیه إلا أن تغمضوا فیه﴾.
سورة البقرة: ۲٦۷

۹۳. عبد الرحمن الجزیری. الفقه علی المذاهب الأربعة، ج: ۱، ص: ۱۴۱

۹۴. ﴿وإن کنتم مرضی أو علی سفر أو جاء أحد منکم من الغائط أو لامستم النساء فلم تجدوا ماء فیتمموا صعیداً طیباً﴾سورة النساء: ۴۳

۹۵. "عن جابر بن عبد الله أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال أعطیتُ خمساً لم یُعطهن أحد قبلی نصرتُ بالرعب مسیرة شهر وجعلت لی الأرض مسجدا وطهورا فأیما رجل من أمتی أدرکته الصلاة فلیصل وأحلت لی الغنائم ولم تحل لأحد قبلی وأعطیتُ الشفاعة وکان النبی یُبعث إلی قومه خاصة وبُعثتُ إلی الناس عامة."
صحیح بخاری، کتاب التیمم، ج: ۱، حدیث: ۳۲۸، ص: ۱۲۸
أیضا: أبواب المساجد، باب قول النبی ﷺ جُعلتْ لی الأرض مسجدا وطهورا، حدیث: ۴۲۷، ص: ۱٦۸
. صحیح مسلم، ج ۱، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، حدیث: ۵۲۱، ص: ۳۸۰

۹٦. حدثنا عمران بن حصین الخزاعی أن رسول الله ﷺ رأی رجلا معتزلاً لم یصل فی

القوم فقال (یا فلان ما منعک أن تصلی فی القوم) فقال یا رسول اللّٰہ ﷺ أصابتنی جنابۃ ولا ماء قال : "علیک بالصعید فإنہ یکفیک . "

صحیح بخاری، ج: ا ، کتاب التیمم ، باب التیمم ضربۃ ، حدیث: ۳۴۱، ص:۱۳۴

۹۷. صحیح بخاری، ج: ا ، کتاب التیمم، باب إذا لم یجد ماء ولا تراباً . حدیث: ۳۲۹، ص: ۱۲۸

أیضا: ج: ۲ ، کتاب فضائل الصحابۃ ، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلاً، حدیث: ۳۴۶۹، ص: ۱۳۴۲

أیضا، ج۴، کتاب التفسیر ، باب قولہ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً، ص: ۱۶۸۳

صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم ، حدیث: ۳۶۷، ص: ۲۷۹

سنن نسائی ، ج: ا ، کتاب الطھارۃ، باب بدء التیمم ، حدیث: ۳۱۰، ص: ۱۶۳

إمام مالک. مؤطأ، کتاب الطھارۃ، باب التیمم ، حدیث: ۱۲۰ ، ص: ۵۳

۹۸. سلیمان بن أحمد بن أیوب ، ابو القاسم الطبرانی ، المعجم الکبیر، ج۲۳، الموصل مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ ھ . حدیث: ۱۵۹ ، ص: ۱۲۱

۹۹. ﴿یٰٓأیھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وأنتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ولا جنباً إلا عابری سبیل حتی تغتسلوا وإن کنتم مرضی أو علی سفر أو جاء أحد منکم من الغائط أو لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا بوجوھکم وأیدیکم﴾. سورۃ النساء: ۴۳

۱۰۰. ﴿یٰٓأیھا الذین اٰمنوا إذا قمتم إلی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وأیدیکم إلی المرافق وامسحوا برؤسکم وأرجلکم إلی الکعبین وإن کنتم جنباً فاطھروا وإن کنتم مرضی أو علی سفر أو جاء أحد منکم من الغائط أو لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا بوجوھکم وأیدیکم منہ﴾ .سورۃ المائدۃ : ۶

۱۰۱. الھیثمی مجمع الزوائد، ج: ا ، کتاب الطھارۃ، باب التیمم ، حدیث: ۱۲۱۸، ص: ۵۹۱

۱۰۲. مولانا عبد الشکور. علم الفقہ، ج: ا ، کراچی، دار الإشاعت، ص: ۱۳۷

۱۰۳ . " عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت کان النبیؐ إذا وقع بعض أهله فکسل أن یقوم ضرب یده علی الحائط فتیمم. "

أیضا:باب التیمم علی الجدار ، حدیث: ۱۴۲۷ ، ص: ۵۹۳

۱۰۴ . ابن منظور . لسان العرب، ج: ۱۱ ، ص: ۳۹۳

۱۰۵ . عبد الرحمن الجزیری. کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة، ج: ۱، ص: ۸۵

۱۰۶ . إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:۶، حدیث: ۲۵۲۳۱، ص: ۱۵۲

سنن أبی داؤد . ج: ۱ ، کتاب الطهارة باب فی الغسل یوم الجمعة، حدیث: ۳۴۸، ص: ۱۴۹

أیضا: ج:۲، کتاب الجنائز ، باب فی الغسل من غسل المیت. حدیث: ۳۱۶۰، ص: ۲۱۸

۱۰۷ . صحیح مسلم، ج: ۱ ، کتا ب الحیض ، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین. حدیث: ۳۴۹، ص: ۲۷۱

۱۰۸ . أیضا: حدیث: ۳۵۰، ص: ۲۷۲

۱۰۹ . إمام أحمد بن حنبل . مسند، ج:۶ ، حدیث: ۲۵۰۸۱، ص: ۱۳۵

۱۱۰ . ابن رشد' بدایة المجتهد، ج: ۱ ، کتاب الغسل ، الباب الثانی فی معرفة النواقض.. ص: ۳۳.

ابن قدامة. المغنی، ج: ۱ ، باب ما یوجب الغسل، ص: ۲۳۴

ابن حزم ' المحلی. ج: ۱ ، ص: ۲۷۴ ، مسئلة : ۱۷۰

أبو جعفر محمد بن حسن الطوسی 'الاستبصار فیما اختلف من الأخبار' ج ۱ ' ایران دار الکتب الإسلامیه ۱۳۰۶هـ، باب إن التقا الختانین یوجب الغسل، ص:۱۰۸

۱۱۱ . صحیح بخاری، ج: ۱ ، کتاب الغسل، باب هل یدخل الجنب یده فی الإناء قبل أن یغسلها. حدیث: ۲۵۹، ص: ۱۰۳

۱۱۲ . صحیح مسلم، ج: ۱ ،کتاب الحیض، باب صفة غسل الجنابة ، حدیث: ۳۱۶، ص: ۲۵۳

١١٣ . أيضا: حديث: ٣١٦، ص: ٢٥٣

١١٤ . هداية . دفعه: ٢١، ص: ٣٠، رد المختار على در المختار ، ج: ١، ص:١١٦
الكاسانى 'بدائع الصنائع. ج: ١، ص: ٣٥

١١٥ . سنن ابن ماجه ، ج: ١،كتاب الطهارة وسننها ، باب ما جاء فى الغسل من الجنابة،
حديث: ٥٧٤، ص: ١٩٠

١١٦ . ابن رشد' بداية المجتهد، ج: ١ ، كتاب الغسل ، باب فى معرفة العمل فى هذه الطهارة،
ص: ٣١
أبو عبد الله محمد بن ادريس شافعى 'الأم. ج ١' باب كيف الغسل ' ص:٥٦.
ابن حزم ' المحلى. ج ١،ص: ٣١٠' مسئله:٢٠٥
أبو جعفر محمد بن حسن الطوسى ' الإستبصار، ج: ١، باب وجوب غسل الجنابة
الحيض، ص: ٩٧

١١٧ . صحيح بخارى ، ج: ١، كتاب الغسل ، باب الغسل باصاع ونحوه، حديث: ٢٤٨،
ص: ١٠٠
صحيح مسلم، ج: ١، كتاب الحيض، باب القدر المستحب من الماء فى غسل
الجنابة وغسل الرجل والمرأة، حديث: ٣٢٠، ص: ٢٥٦

١١٨ . أيضا: حديث: ٣١٩، ص: ٢٥٥

١١٩ . أيضا.

١٢٠ . صحيح مسلم، ج: ١، كتاب الحيض، باب القدر المستحب من الماء فى غسل
الجنابة وغسل الرجل والمرأة فى إناء واحد، حديث: ٣١٩، ص: ٢٥٥

١٢١ . أيضا: حديث: ٣١٩، ص: ٢٥٥
إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:٦، حديث: ٢٥٨٠٥، ص:٢١٠

١٢٢ . ابن سعد ' طبقات ابن سعد ' ج٨' ص: ٢٧٤

١٢٣ . محمد بن عبد الله خطيب التبريزى ' مشكاة المصابيح ' ج٢' باب النظر إلى
المخطوبة وبيان العورات' بيروت المكتب الإسلامى ' حديث ٣١٢٣' ص:٢٠٨

١٢٤ . ملا علی بن سلطان محمد القاری .جمع الوسائل ، ج:٢، کراچی،
نور محمد أصح المطالع، ص: ٢١٧

١٢٥ . صحيح مسلم، ج: ١ ، كتاب الحيض ، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له
وغسل الفرج إذا أراد أن يأكل ، حديث: ٣٠٧، ص: ٢٤٠

١٢٦ . إمام أحمد بن حنبل . مسند، ج:٦، حديث: ٢٦٢٧٩، ص: ٢٦٠

١٢٧ . أيضا. حديث: ٢٦٣٨٥، ص:٢٧٣
أيضا: حديث: ٢٤٦٥٢، ص: ٩١
صحيح مسلم، ج: ١ ، كتاب الحيض ، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له
وغسل الفرج إذا أراد أن يأكل ، حديث: ٣٠٥، ص: ٢٤٨، سنن نسائی ، ج: ١ ،
كتاب الطهارة، باب وضو الجنب إذا أراد أن ينام، حديث:٢٥٨، ص: ١٣٩
سنن ابن ماجه، ج: ١ ، كتاب الطهارة وسننها ، باب من قال لا ينام الجنب حتى
يتوضأ وضوء ة الصلاة، حديث: ٥٨٤، ص: ١٩٣

١٢٨ . صحيح بخارى، ج: ١ ، كتاب الحيض، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، حديث: ٢٨٤،
ص: ١١٠

١٢٩ . سنن ابن ماجه، ج: ١ ، كتاب الطهارة وسننها ، باب فی الجنب ينام كهيئته لا يمس
ماء، حديث: ٥٨١، ص: ١٩٢
إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:٦، حديث: ٢٤٢٠٧، ص: ٤٣
أيضا: حديث: ٢٥٤١٦، ص: ١٧١
أيضا: حديث: ٢٥١٧٨، ص: ١٣٦

١٣٠ . غلام رسول سعیدی . شرح صحیح مسلم، ج: ١، لاهور ، فريد بک سٹال ،
ص:١٠٠٥

١٣١ . سنن أبی داؤد، ج: ١، كتاب الطهارة ، باب من قال يتوضأ الجنب، حديث: ٢٢٤،
ص:١٠٧

١٣٢ . صحيح مسلم، ج: ١، كتاب الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المنى

منها ، حدیث: ۳۱۴، ص: ۲۵۱

۱۳۳ . صحیح مسلم، ج: ۱ ، کتاب الطهارة، باب حکم المنی ، حدیث: ۲۸۹ ، ص: ۲۳۹
سنن نسائی ، ج: ۱ ، کتاب الطهارة ، باب غسل المنی یصیب الثوب ، حدث : ۲۹۵
ص: ۱۵۶
إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:۶ ، حدیث: ۲۶۰۲۷ ، ص: ۲۳۵

۱۳۴ . أیضا : حدیث: ۲۵۳۲۲ ، ص: ۱۶۲
أیضا: حدیث : ۲۴۲۵۳ ، ص:۴۷

۱۳۵ . سنن ابن ماجه ، ج: ۱ ، کتاب الطهارة وسننها ، باب المنی یصیب الثوب،
حدیث: ۵۳۶ ، ص: ۱۷۸

۱۳۶ . سنن نسائی ، ج: ۱ ، کتاب الطهارة، باب فرک المنی من ثوب حدیث: ۲۹۶ ،
ص: ۱۵۶

۱۳۷ . سنن ترمذی ، ج: ۱ ، کتاب الطهارة، باب المنی یصیب الثوب، حدیث: ۱۱۶ ،
ص: ۱۹۸

۱۳۸ . صحیح مسلم، ج: ۱ ، کتاب الطهارة ، باب حکم المنی ، حدیث: ۲۹۰ ، ص: ۲۳۹

۱۳۹ . إمام نووی . شرح صحیح مسلم، ج: ۱ ، ص: ۱۴۰

۱۴۰ . ﴿وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بشراً﴾ 'سورة الفرقان:۵۴

۱۴۱ . سنن أبی داؤد ، ج: ۱ ، کتاب الطهارة ، باب فی الأذی یصیب النعل، حدیث: ۳۸۶،
ص: ۱۵۸

۱۴۲ . صحیح مسلم ، ج: ۱ ، کتاب الحیض، باب حکم ضفائر المغسلة، حدیث: ۳۳۱،
ص: ۲۶۰
إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:۶ ، حدیث:۲۴۲۰۶ ، ص: ۴۳
سنن ابن ماجه، ج: ۱ ، کتاب الطهارة وسننها ، باب ما جاء فی غسل النساء من الجنابة
حدیث: ۶۰۴ ، ص: ۱۹۸

۱۴۳ . سنن ترمذی ' ج ۱ ' ابو اب الطهارة ' باب الغسل من الجنابة ' حدیث ۱۰۴ ' ص:۱۷۴

۱۴۴ . إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:٦ ، حديث: ٢٤٧٩٩، ص: ١٠٦

۱۴۵ . ابن منظور. لسان العرب، ج:۷، ص:۱۴۲

۱۴٦ . ابو الفضل. عبد الحفيظ. مصباح اللغات،ص: ۱۸٦

۱۴۷ . عبد الرحمن الجزيرى. كتاب الفقه على المذاهب الأربعة' ج ۱' ص: ۱۰۳

۱۴۸ . ﴿يسئلونک عن المحيض قل هو أذى فاعتزلوا النساء فى المحيض ولا تقربوهن حتى يطهرن فإذا تطهرن فأتوهن من حيث أمركم اللّٰه إن اللّٰه يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾. البقرة: ۲۲۲

۱۴۹ . صحيح مسلم، ج: ۱ ، كتاب الحيض ، باب جواز غسل الرأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها والاتكاء فى حجرها، حديث: ۳۰۲، ص: ۲۴٦

۱۵۰ . صحيح بخارى، ج: ۱ ، كتاب الحيض، باب مباشرة الحائض ،حديث: ۲۹۵، ص: ۱۱۵

أيضا: حديث: ۲۹٦، ص: ۱۱۵

صحيح مسلم ، كتاب الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، حديث: ۲۹۳، ص: ۲۴۲

سنن أبى داؤد، ج: ۱ ، كتاب الطهارة ، باب فى الرجل يصيب منها ما دون الجماع، حديث: ۲٦۸، ص: ۱۱۹

سنن ترمذى ، ج: ۱ ، كتاب الطهارة، باب ما جاء فى مباشرة الحائض، حديث: ۱۳۲، ص: ۲۳۹

سنن نسائى ، ج: ۱ ، كتاب الحيض، حديث: ۳۷۳، ص:۱۸۹

سنن ابن ماجه ، ج: ۱ ، كتاب الطهارة وسننها ، باب فالرجل من امرأته إذا كانت حائضا، حديث: ٦۳۵، ص: ۲۰۸

۱۵۱ . إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:٦ ، حديث: ۲۴۴۰۹، ص: ٦۵

۱۵۲ . سنن نسائى ج: ۱ ، كتاب الحيض و الاستحاضة ، باب ذكر ما كان النبى ﷺ يصنعه إذا حاضت إحدى نسائه ، حديث: ۳۷۵، ص: ۱۸۹

۱۵۳ . أيضا: باب نوم الرجل مع حليلته فى الشغار الواحد وهى حائض، حديث: ۳۷۲،
ص: ۱۸۸
سنن أبى داؤد، ج: ۱، كتاب الطهارة ، باب فى الرجل يصيب منها ما دون الجماع،
حديث: ۲۶۹، ص: ۱۲۰
إمام أحمد بن حنبل . مسند، ج:٦، حديث: ۲۴۲۱۹، ص: ۴۴

۱۵۴ . سنن ابن ماجه، ج: ۱ ، كتاب الطهارة وسننها ، باب ما جاء فى مواكلة الحائض
وسؤرها، حديث: ۶۴۳، ص: ۲۱۱
سنن أبى داؤد ، ج: ۱ ، كتاب الطهارة، باب فى مواكلة الحائض ومجامعتها ،
حديث: ۲۵۹، ص:۱۱۷
إمام أحمد بن حنبل ، مسند، ج:٦، حديث: ۲۵۸۰۶، ص:۲۱۰
أيضا: حديث: ۲۵۸۳۴، ص: ۲۱۴
أيضا: حديث: ۲۴۹۹۸، ص: ۱۲۷
أيضا: حديث: ۲۴۳۷۳، ص: ٦۲

۱۵۵ . صحيح مسلم، ج: ۱ ، كتاب الحيض، باب جواز غسل رأس زوجها وترجيله وطهارة
سؤرها والاتكاء فى حجرها، حديث: ۲۹۷، ص: ۲۴۴

۱۵٦ . أيضا: حديث: ۲۹۷، ص: ۲۴۴
سنن نسائى، ج: ۱ ، كتاب الحيض والاستحاضة ، باب غسل الحائض رأس زوجها،
حديث: ۳۸۷، ص: ۱۹۳

۱۵۷ . صحيح مسلم، ج: ۱ ، كتاب الحيض، باب جواز غسل رأس زوجها وترجيله وطهارة
سؤرها والاتكاء فى حجرها وقرأة القرآن فيه. حديث: ۳۰۱، ص: ۳۴٦

۱۵۸ . سنن نسائى ، كتاب الطهارة، باب فى الذى يقرأ القرآن ورأسه فى حجر إمرأته وهى
حائض ، حديث: ۲۷۴، ص: ۱۴۷

۱۵۹ . سنن أبى داؤد ، ج: ۱ ، كتاب الطهارة ، باب فى الحائض تناول فى المسجد،
حديث: ۲٦۱، ص : ۱۱۸

سنن ابن ماجه ، ج: ا ، کتاب الطهارة وسننها باب الحائض ، تناول الشئی من المسجد، حدیث: ۶۳۲، ص:۲۰۷

إمام أحمد بن حنبل . مسند، ج:۶، حدیث: ۲۶۱۲۶، ص: ۲۴۵

أیضا: حدیث: ۲۴۸۵۱، ص: ۱۱۱

۱۲۰ . صحیح بخاری، ج: ا ، کتاب الحیض، باب غسل المحیض، حدیث: ۳۰۹، ص: ۱۱۹

أیضا: حدیث: ۳۰۸، ۱۱۹

أیضا: ج:۶، کتاب الاعتصام بالکتاب ، باب الأحکام التی تعرف بالدلائل و کیف معنی الدلالة وتفسیرها. حدیث: ۶۹۲۴، ص: ۲۶۷۸

صحیح مسلم، ج: ا ، کتاب الحیض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحیض فرصة من مسک فی موضع الدم، حدیث:۳۳۲، ص: ۲۶۰

سنن نسائی، ج: ا ، کتاب الغسل والتیمم ' باب العمل فی الغسل من الحیض، حدیث: ۴۲۷، ص:۲۰۷

۱۲۱ . سنن ابن ماجه، ج: ا ، کتاب الطهارة وسننها ، باب فی الحائض کیف تغتسل ، حدیث: ۶۴۲، ص: ۲۱۰

۱۲۲ . ابن منظور . لسان العرب، ج:۷، ص: ۱۴۲

علامه نووی . شرح صحیح مسلم، ج: ا ، ص: ۱۴۱

علامه أبو عبد الله محمد بن خلف دشنانی، اکمال اکمال المعلم، ج: ا ، بیروت دار الکتب العلمیة، ص: ۱۴۰

۱۲۳ . علامه جلال الدین خوارزمی ، کفایة مع فتح القدیر ، ج: ا ، سکهر ، مکتبه نوریة رضویة، ص: ۱۴۱

۱۲۴ . صحیح مسلم، ج: ا ، کتاب الحیض، باب الاستحاضة ، حدیث: ۳۰۰، ص:۱۱۷

۱۲۵ . أیضا.

سنن أبی داؤد، ج: ا ، کتاب الطهارة ، باب من قال توضأ لکل صلاة، حدیث:۳۰۴،

ص:۱۳۴

إمام أحمد بن حنبل. مسند، ج:٦، حديث: ٢٥٩٠٢، ص: ٢٢٢

١٢٦. محمد عطيه حسين. فقه النساء مترجم. سيد شبير أحمد، لاهور، ميٹرو پرنٹرز،

ص:٨٨

١٢٧. سنن أبی داؤد، ج:١، كتاب الطهارة، باب من قال توضأ لكل صلاة، حديث: ٣٠٤،

ص: ٨٨

١٢٨. سنن أبی داؤد، ج:١، كتاب الطهارة، باب من قال تجمع بين الصلاتين وتغتسل بهما

غسلاً. حديث:٢٩٤، ص: ١٣٠

أيضا: حديث: ٢٩٥

أيضا: حديث: ٢٩٦

١٢٩. فقه النساء، ص:٩٣/٩٢

١٧٠. الهداية .دفعه ٢٣، ص: ٣٢

ابن همام ،فتح القدير، ج:١، ص: ٥٦، ابن عابدين ،رد المختار، ج:١

١٧١. النووی ، المجموع شرح المهذب، ج:٢، ص: ١٤٧.

ابن رشد ، بداية المجتهد، ج:١ ص:٤٠.

ابن حزم ،المحلی، ج:١، ص:٢٨٣، مسئلة : ١٨٤.

أبو جعفر محمد بن الحسن الطوسی ، الاستبصار. باب وجوب غسل الجنابة

والحيض، ج:١، ص: ٩٧

۴۔۲ عبادات

۴۔۲۔۱ عبادت کا لغوی مفہوم:

عبادت عَبَدَ سے ہے۔اس کی جمع عبادات ہے۔لغت میں عاجزی اور درماندگی کو کہتے ہیں(۱)۔

۴۔۲۔۲ اصطلاحی مفہوم: اصطلاح شریعت میں اللہ عزوجل کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت کے نذرانہ پیش کرنا اور اس کے احکام بجالانا ہے۔قرآن مجید میں عبادت کے مقابل لفظ استکبار اور غرور استعمال ہوا ہے(۲)۔

سعادت مند باایمان لوگوں کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ: ''میری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جن کو ان آیتوں سے سمجھایا جائے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے پروردگار کی پاکی بیان کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے''(۳)۔

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت اور غرور واستکبار باہم مقابل کے متضاد معنٰی ہیں۔غرور کے معنی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے آپکو بڑا سمجھنا۔اور خدا کے سامنے اپنی گردن جھکانے سے عار کرنا ہے۔

۴۔۲۔۳ عبادت کی غرض وغایت:

عبادت بندے کا وہ کام ہے جس سے مقصود خدا کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار اور خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اے لوگو!اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔تاکہ تم کو تقوی حاصل ہو''(۴)۔

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ عبادت کی غرض وغایت محض حصول تقوی ہے۔اس کیفیت کا پیدا کرنا اسلام میں عبادت کی اصل غرض ہے۔نماز،روزہ،زکوۃ،حج غرض تمام عبادتیں سب اس کے حصول کی خاطر ہیں۔اب ہم عبادات (نماز،روزہ،زکوۃ اور حج) کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء کا جائزہ پیش کریں گے۔

۴۔۲۔۴ صلٰوۃ

۱۔۴ صلٰوۃ کالغوی معنٰی:

صلٰوۃ کا مادہ (ص۔ل۔و) ہے۔اور بعض کے نزدیک (ص۔ل۔ی) ہے۔جمع صلٰوت ہے۔اس کے معنٰی دعا، تسبیح، استغفار، رحمت، ثنا اور ترحم کے ہیں (۵)۔

قرآن مجید میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

بمعنی دعا:

ترجمہ: ''اوران کے حق میں دعائے خیر کریں کیونکہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے'' (۶)۔

بمعنی درود بھیجنا:

ترجمہ: ''اللہ تعالٰی اور اس کے ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود بھیجو'' (۷)۔

بمعنی رحمہ:

ترجمہ: ''ان پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں ہیں'' (۸)۔

لفظ صلٰوۃ جب اللہ تعالٰی سے منسوب ہو تو اس کے معنٰی رحمت ہیں جب مخلوق یعنی ملائکہ اور جن وانس سے منسوب ہو تو اس کے معنٰی قیام اور رکوع وسجود ہیں۔اور جب پرندوں اور کیڑے مکوڑوں سے نسبت ہو تو اس کے معنٰی تسلیم کے ہیں (۹)۔

۲۔۴ صلٰوۃ کا اصطلاحی معنٰی:

اصطلاح فقہ میں اس کے معنٰی ان اقوال وافعال کے مجموعے کے ہیں جو تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتے ہیں اور سلام پر ختم ہوتے ہیں (۱۰)۔

۳۔۴ فرضیت صلٰوۃ قرآن کی روشنی میں:

نماز اسلامی عبادات میں سب سے پہلا رکن ہے۔تمام عبادات میں صرف نماز کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ امیر وغریب بوڑھے اور جوان مرد اور عورت صحت مند اور بیمار مسافر اور مقیم ہر ایک پر یکساں فرض ہے۔یہی وہ عبادت ہے جو کسی بھی حال میں ساقط نہیں ہوتی۔اگر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو۔اگر

بیٹھ بھی نہیں سکتے تو لیٹ کر پڑھو۔ اگر بول نہیں سکتے تو اشاروں سے پڑھو۔ اگر ٹھہر نہیں سکتے تو چلتے ہوئے پڑھو حالت جنگ یا سفر میں اگر سواری سے اتر نہیں سکتے تو سواری پر پڑھو۔ بہر حال نماز کسی حال میں مسلمانوں سے ساقط نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''پس نماز قائم کرو۔ بے شک نماز مومنین پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے'' (۱۱)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو، دن کے دونوں کناروں اور رات کے حصوں میں'' (۱۲)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو۔ بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روک دیتی ہے'' (۱۳)۔

سورۃ طٰہٰ میں آتا ہے:

ترجمہ: ''میری یاد کے لئے نماز قائم کرو'' (۱۴)۔

ان آیات میں فعل امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو وجوبِ صلوٰۃ پر دلالت کرتا ہے۔ یہ وہ فریضہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں سو مرتبہ سے زیادہ اس کی تعریف اور بجا آوری کا حکم اور تاکید آئی ہے۔ یہ اسلام کے ساتھ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل اس شبستان میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں۔

۴۔۴ فرضیت صلوٰۃ حدیث کی روشنی میں:

نماز اپنی عظمت شان اور مقتضائے عقل وفطرت ہونے کے لحاظ سے تمام عبادات میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا

''کونسا عمل اللہ کے ہاں سب سے پیارا ہے''؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا'' (۱۵)۔

حضرت عبادۃ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر

ان کو پڑھا اور رکوع وسجود بھی جیسے کرنے چاہیے ویسے ہی کیے اور خشوع کی صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا (اور نماز کے بارے میں اس نے کوتاہی کی) تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا" (۱۶)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"اللہ عزوجل نے جب نماز فرض کی تو دو دو رکعتیں سفر اور حضر دونوں میں فرض کیں۔ سفر کی نماز دو رکعت باقی رکھی گئی اور حضر کی نماز میں زیادتی کر دی گئی (۱۷)۔

حدیث الاسراء میں بھی نبی کریم ﷺ نے نماز کے فرض ہونے کا ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں" (۱۸)۔

ان تمام احادیث سے نماز کی فرضیت واضح ہو جاتی ہے۔ نماز دراصل ایک مرکزی عبادت ہے۔ نماز انسان کے باطن میں ایک پاسبان کی حیثیت رکھتی ہے جو بدی کے خلاف رکاوٹ بن سکتی ہے بشرطیکہ آداب کے لحاظ سے مکمل ہو۔

۵۔۲۔۴ حضرت عائشہ صدیقہ کی فقہی آراء

صلوٰۃ فجر

۵۔۱ طلوع آفتاب سے قبل جس شخص نے نماز فجر کی رکعت پائی:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے فجر کی ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پائی تو اس نے فجر پائی" (۱۹)۔

اگر کسی وجہ سے نماز فجر میں دیر ہو جائے تو نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اگر ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پڑھ لی جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔

ایک نکتہ یہ نکلتا ہے کہ یہ حکم تمام نمازوں کے لے ہے کہ اگر ایک رکعت پالی تو ساری نماز ہوگی۔ ایک رکعت سے مراد پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا۔ اگر کسی نے سورج نکلنے سے پہلے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تو اس کی نماز فوت ہوگی۔

۲۔۵ فجر کی دوسنتوں میں قراءت:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی آپ ﷺ فجر کی دوسنتوں کو اتنا ہلکا پڑھتے ہیں۔ میں کہتی تھی کیا سورہ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں''؟ (۲۰)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دوسنتوں میں ہلکی قرأت کرتے تھے، یعنی چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے۔ ام المؤمنین کے قول کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دو رکعتوں میں قرأت کرنے میں شک تھا۔ بلکہ یہ بات انہوں نے بطور مبالغہ فرمائی تاکہ نوافل کی لمبی قرأت کے مقابلے میں ان رکعتوں کی ہلکی قرأت کو بیان کریں۔

امام مالکؒ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ ان سنتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے (۲۱)۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان سنتوں میں سورۃ الکافرون اور اخلاص پڑھنا مسنون ہے تاکہ حدیث پر عمل ہو اور جمہور کا بھی یہی مذہب ہے (۲۲)۔

۳۔۵ فجر کی دوسنتوں کے بعد گفتگو کرنا:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر مجھ سے کوئی کام ہوتا تو بات کر لیتے ورنہ نماز کے لئے چلے جاتے (۲۳)۔

بعض علماء طلوع فجر کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تک ذکر اللہ اور ضروری گفتگو کے علاوہ گفتگو کرنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کا بھی یہی قول ہے۔

۶۔۲۔۴ صلوٰۃ الظہر

۱۔۶ ظہر کی چار رکعتیں:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی چار رکعتیں اور فجر کی پہلی دو رکعتیں ترک نہیں فرماتے (۲۴)۔

اس حدیث میں ظہر کی پہلی چار رکعتوں اور فجر کی پہلی دو رکعتوں کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں گھر پڑھتے تھے جنہیں ام المؤمنینؓ ملاحظہ فرماتی تھیں گویا سنتیں گھر میں پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی پہلی دو رکعتوں سے شدید تر کسی اور نفل کی پابندی نہ فرماتے تھے'' (۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ سنن میں ان کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جب آپ ﷺ نے نہیں پڑھی ہوتی تھیں تو آپ ان کو ظہر سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے تھے (۲۶)۔

اگر کسی وجہ سے پہلے والی چار رکعتیں رہ جاتی تو بعد والی دو رکعتوں کے بعد ضرور پڑھتے۔

۷۔۲۔۴ صلوٰۃ عصر

۷۔۱ (درمیانی نماز) نماز عصر:

حضرت ابو یونس (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غلام) سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

''ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایک مصحف لکھنے کا حکم فرمایا۔ پھر فرمایا جب اس آیت پر پہنچو تو مجھے آگاہ کرنا ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے آپ کو بتایا۔ انہوں نے مجھے اس طرح سکھایا ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ((صلوٰة العصر)) وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾۔ مجھے ام المؤمنین نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے (۲۷)۔

اس سے ثابت ہوا کہ درمیان والی نماز نماز عصر ہے۔ نماز وسطیٰ کے تعین میں علماء کے متعدد اقوال ہیں لیکن چونکہ آنحضور ﷺ نے صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر صلوٰۃ عصر سے فرمادی اس وجہ سے آپ ﷺ کی تفسیر کے مقابلہ میں باقی اقوال غیر مقبول ہیں۔ اس کی تصدیق اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

''صلوٰۃ وسطیٰ نماز ظہر ہے (۲۸)۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ''صبح کی نماز صلوٰۃ وسطیٰ ہے'' (۲۹)۔

احناف کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ جنہوں نے اس سے مراد نماز فجر اور نماز ظہر مراد لی

ہے ان کا اپنا اجتہاد ہے حضور علیہ السلام سے کوئی روایت نہیں جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق کے دن فرمایا:

''کفار نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر سے روکا ہے اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے'' (۳۰)۔

۸۔۲۔۴ صلوٰۃ مغرب

۸۔۱ مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا بیان:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز پڑھ کر میرے گھر لوٹ آتے اور دو رکعت پڑھتے (۳۱)۔

اس سے سنت گھر میں پڑھنے کا جواز ملتا ہے کیونکہ سنت نبوی سے ثابت ہے۔

۸۔۲ مغرب کے بعد بیس رکعتیں:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں نوافل پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے (۳۲)۔

مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے نوافل پڑھنا جائز ہے اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص انہیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ ان کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا۔ یعنی یہ نوافل ان کی مغفرت کا سبب ہیں۔

۹۔۲۔۴ صلوٰۃ عشاء

۹۔۱ وتر کا وقت:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھا صبح صادق ہونے تک (۳۳)۔

دوسری روایت ہے: مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کب پڑھتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہر طرح سے کیا ہے۔ پہلی رات میں وتر پڑھے ہیں۔ درمیان میں اور آخر میں بھی لیکن اواخر عمر میں آپ کا وتر سحر تک

ختم ہوتا تھا (۳۴)۔

ایک روایت میں اس طرح ہے:

آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں سو رہتے۔ جب سحری کا وقت ہو جاتا۔ آپ اٹھتے وتر ادا فرماتے (۳۵)۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وتر کا وقت صبح صادق تک ہے۔ کل اللیل سے مراد عشاء کے بعد کا حصہ ہے جس شخص کو اعتماد ہو کہ اخیر رات میں جاگ جائے گا اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وتر اخیر رات میں پڑھے ورنہ عشاء بعد پڑھ لے۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کب وتر پڑھتے ہو۔ عرض کیا سونے سے پہلے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کب پڑھتے ہو تو انہوں نے عرض کیا سوتا ہوں پھر اٹھ کر وتر پڑھتا ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا تم نے احتیاط کو اختیار کیا اور حضرت عمرؓ سے فرمایا تم نے قوت کو اختیار کیا (۳۶)۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اس کا اندیشہ ہو کہ رات کے اخیر پہر میں اٹھ نہیں سکے گا وہ اول لیل میں وتر پڑھ کر سو جائے اور جس کو امید ہو کہ آخر رات جاگ جائے گا تو اخیر رات میں وتر پڑھے۔ اس لئے کہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے (۳۷)۔ گویا وتر کا وقت صبح ہونے تک رہتا ہے۔

۲۔۹ وتر میں تلاوت:

حضرت عبدالعزیز بن جریج کہتے ہیں کہ میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر میں کیا پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ پہلی رکعت میں ''سبح اسم ربک الأعلی'' اور دوسری رکعت میں ''قل یآیھا الکفرون'' اور تیسری رکعت میں ''قل ھو اللہ أحد'' اور ''معوذتین'' پڑھتے تھے (۳۸)۔

یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ پچھلی رکعت کو پہلی رکعت سے طویل

نہ کرتے تھے(۳۹)۔

اس کی تصدیق ابن مسعودؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔حضرت ابن مسعودؓ نے اپنی والدہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وتر کے مشاہدے کے لئے بھیجا تو انہوں نے آکر بتایا کہ حضورﷺ نے تین وتر پڑھے پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الأعلیٰ" اوردوسری رکعت میں "قل یآیھاالکفرون" اور تیسری رکعت میں" قل ھو اللّٰہ أحد" اوررکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔اسی طرح ابن عباسؓ نے ذکر کیا جب انہوں نے اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں حضورﷺ کے وتر کے مشاہدے کے لئے رات گزاری(۴۰)۔

۳۔۹ وتر کے بعد سونے کا جواز:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے آخری حصے میں ہمیشہ اپنے پاس لیٹے دیکھا(۴۱)۔

یعنی وتر کے بعد سونا جائز ہے۔

۴۔۲۔۱۰ صلوٰۃ التہجد:

۱۔۱۰ تہجد شروع کرنے کا طریقہ:

عاصم بن حمید نے کہا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد کسطرح شروع کرتے تھے توام المؤمنین نے فرمایا:

تو نے مجھ سے وہ چیز پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تھی۔جب آپﷺ رات کو اٹھتے تو دس بار تکبیر کہتے ،دس بار الحمدللہ کہتے ،دس بار لا الٰہ الا اللہ کہتے' دس بار استغفر اللہ کہتے اور کہتے اللّٰھُمَّ اغْفِرْلی واھْدِنی وارْزُقنی وعافِنی. اے اللہ مجھے بخش دے۔اور میری راہنمائی فرما اوررزق عطا کر اور عافیت بخش۔اور آپﷺ قیامت کے دن تنگی سے پناہ مانگتے(۴۲)۔

دوسری روایت ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کی نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو کسطرح نماز شروع کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا رسول اللہ ﷺ رات کی نماز اس دعا سے شروع کرتے ۔اے اللہ! جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کے خالق، غیب اور شہادت کے عالم، جب بندے آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو تو انکا فیصلہ کرنے والا ہے۔اے اللہ! حق کی جن باتوں میں اختلاف ہوگیا ہے تو ان میں مجھ کو راہ استقامت پر رکھ اور تو جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے (۴۳)۔

گویا ان احادیث میں نماز تہجد کے لئے اٹھتے وقت کیا پڑھنا ہے اور شروع کرتے وقت کیا الفاظ ادا کرنے ہے کا بیان ہے۔

۲۔۱۰ تہجد کی قراءت:

سیدنا حضرت عبداللہ بن ابی قتیس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ رات کی قرأت کیسے فرماتے تھے بلند آواز سے یا آہستہ۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دونوں طرح، کبھی بلند آواز سے کبھی آہستہ (۴۴)۔

نماز تہجد میں دونوں طرح قرأت کرنا درست ہے۔یعنی چاہے اونچی آواز سے کریں، چاہے نیچی آواز سے اور کتنی قرأت کرنی چاہیے؟

فرماتی ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو صرف ایک آیت کے ساتھ قیام فرمایا (۴۵)۔

یعنی قیام میں قرآن کی ایک ہی آیت بار بار پڑھ کر رات گزار دی۔اس سے جواز ملتا ہے کہ قرآن پاک کی ایک آیت بھی بار بار تلاوت کی جاسکتی ہے۔

۳۔۱۰ تہجد کی قضاء:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب بیماری وغیرہ کی وجہ سے حضور ﷺ کی نماز تہجد فوت ہوجاتی تو آپ ﷺ دن کو اس کی بجائے بارہ رکعتیں پڑھتے تھے (۴۶)۔

نماز تہجد اگر کسی مجبوری کی وجہ سے رہ جائے تو اس کی قضا دن کے وقت پڑھی جاسکتی ہے۔

۴۔۱۰ اگر کوئی نیند کی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکے:

نماز تہجد پڑھنا جس شخص کی عادت ہو اگر اس پر نیند کا غلبہ ہوجائے تو اللہ رب العزت اس کو اس کی نماز کا اجر عطا فرما دیتا ہے اور نینداس کے لئے صدقہ بن جاتی ہے (۴۷)۔

اگر نماز نہ بھی پڑھ سکے پھر بھی اس کی نیت کا اس کو ثواب مل جائے گا۔

۱۰۔۵ تہجد کا وقت:

حضرت اسودؓ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رات میں حضور ﷺ کیسے نماز پڑھتے تھے۔ تو فرمایا:

رات کے اول میں سوتے اور آخر میں اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ پھر اپنے بچھونے پر تشریف لے جاتے جب مؤذن اذان کہتا تو تیزی سے اٹھتے اگر غسل کی حاجت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرماتے اور نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے (۴۸)۔

دوسری روایت میں ہے:

میں نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کس وقت اٹھتے آپ نے فرمایا جب مرغ اذان دیتا ہے (۴۹)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ حضور ﷺ نماز کس وقت پڑھتے تھے۔ فرمایا جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ جاتے نماز پڑھتے تھے (۵۰)۔

حجاز میں اکثر مرغ نصف رات کے بعد بولتا ہے۔

۱۰۔۶ تہجد کی رکعات:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ رکعت پڑھتے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز تھی۔ اس میں سجدہ اتنا طویل فرماتے کہ اس میں تم میں سے کوئی پچاس آیت پڑھ لیتا۔ اور نماز فجر سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے۔ اور پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹتے یہاں تک مؤذن نماز کے لئے حاضر ہوتا (۵۱)۔

اِن گیارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے۔ چھ نفل تین وتر دو فجر کی سنت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو رات کی نماز پڑھتے تھے اس میں روایات مختلف ہیں، سات، نو، گیارہ، تیرہ، سترہ، یہ مختلف اوقات کے لحاظ سے ہیں۔ کبھی سات رکعت پڑھتے اور کبھی نو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مختلف روایتیں منقول ہیں۔

اَبو داؤد میں حضرت اِمام مالک سے بطریق ہشام بن عروہ جو روایت ہے اس میں تیرہ رکعت

مذکور ہے۔صحیح مسلم (۵۳) اور ابوداؤد (۵۴) میں ابوسلمہ سے جو روایت ہے اس میں بھی تیرہ مذکور ہے۔ نیز ابو داؤد (۵۵) میں بطریق قاسم بن محمد بھی تیرہ کا ذکر ہے۔

سعد ابن ہشام سے ایک طویل حدیث مروی ہے۔انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ قیام اللیل کے بارے میں فرمایئے تو انہوں نے بیان فرمایا۔ پھر عرض کیا کہ وتر کے بارے میں بیان فرمایئے۔تو یہ بھی بیان فرمایا۔ آٹھ رکعتوں کے ساتھ ملا کر وتر پڑھتے تھے۔اور صرف آٹھویں اور نویں رکعت پر بیٹھتے اور صرف نویں رکعت پر سلام پھیرتے۔اس کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے یہ کل گیارہ رکعت ہوئیں۔ جب عمر زیادہ ہوگئی اور بدن بھاری ہوگیا تو سات رکعتیں وتر پڑھتے ۔صرف چھٹی اور ساتویں رکعت پر بیٹھتے اور صرف ساتویں پر سلام پھیرتے اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے یہ نو رکعتیں ہوئیں۔ اے بیٹے۔

حضرت ابن عباسؓ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت حضورﷺ نے تہجد کی نماز پڑھی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو روایتیں آئی ہیں ان میں اختلاف کیوجہ یہ ہے کہ اس کی تعداد مقرر نہ تھی۔مختلف احوال میں مختلف تعداد رہی۔مرض، تکان، عمر، وقت کے لحاظ سے تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی۔اور یہی بات رکعات کی تعداد میں اختلاف کا باعث بن گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے (۵۶) سنت فجر کے علاوہ ہوسکتا ہے۔بعض راویوں نے اسے جوڑ کر تیرہ کر دیا ہو۔

۷۔۱۰ تہجد کی کیفیات:

حضرت ابوسلمہؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان کی رات کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرمﷺ رمضان اور اس کے علاوہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔چار رکعتیں اس طرح پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور ان کی تطویل کے بارے میں مت پوچھو پھر اس کے بعد چار رکعتیں پڑھتے ان کے حسن اور ان کی طوالت کے بارے میں مت پوچھو اس کے بعد تین رکعتیں پڑھتے تھے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپﷺ نے فرمایا: اے عائشہ

میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے (۵۷)۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد آنحضور ﷺ سو جاتے تھے پھر اٹھتے تہجد پڑھتے اور پھر وتر ادا کرتے۔

۱۱-۲-۴ باب الجنائز

۱-۱۱ جنازہ کے ساتھ جانے کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ گیا اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے۔ حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسی احادیث بکثرت روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر پوچھوایا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ابو ہریرہ کی تصدیق کر دی۔ تب ابن عمر نے کہا ہم نے بہت قیراطوں میں کمی کر دی (۵۸)۔

۲-۱۱ نماز جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت اور اہمیت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس میت پر مسلمانوں کا گروہ نماز پڑھے اور وہ سب اس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (۵۹)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سو مسلمانوں کے نماز جنازہ پڑھنے پر اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں چالیس آدمیوں کا ذکر ہے (۶۰)۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ باتیں منکشف ہوئیں۔ غالباً پہلے آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اگر کسی بندے کی نماز جنازہ سو بندے پڑھیں اور اس نماز میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے حق میں ضرور ان کی دعا قبول فرمائے گا۔ اس کے بعد اور تخفیف کر دی گئی اور صرف چالیس مسلمانوں کے نماز پڑھنے پر یہی بشارت سنا دی گئی۔

بہر حال دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ نماز جنازہ میں کثرت مطلوب اور باعث برکت اور رحمت ہے۔ اس لئے مناسب حد تک اس کا اہتمام اور اس کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

۳۔۱۱ بچوں کی نماز جنازہ پڑھنے کا جواز:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضورﷺ کی خدمت میں انصار کے ایک بچے کا جنازہ لایا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا اس چڑیا کے لئے مبارک ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی گناہ کی عمر کو پہنچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! اس پر مزید بھی کچھ کہنا ہے اللہ جل شانہ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اس کے لئے لوگ پیدا کیے اور وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے لہٰذا دنیا میں آنے سے قبل اللہ جل مجدہ نے مقرر فرمایا دیا ہے کہ یہ جنتی ہے یا دوزخی اور جہنم کو پیدا فرمایا اس کے لئے لوگ پیدا کیے اور وہ اپنے آباء واجداد کی پشتوں میں تھے (۶۱)۔

بچوں پر جنازہ کی تصدیق دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

''اور چھوٹے بچوں پر نماز جنازہ پڑھی جائے'' (۶۲)۔

۴۔۲۔۱۲ صلوۃ جمعہ

۱۔۱۲ جمعہ کے لیے علیحدہ کپڑوں کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے جمعہ کا خطبہ دیا تو لوگوں کو روزمرہ کپڑے پہنے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو صاحب حیثیت ہے کیا وہ جمعہ کے لیے دو کپڑے علیحدہ نہیں بنا سکتا (۶۳)۔

اس حدیث سے یہ جواز ملتا ہے کہ جمعہ کے اجتماع کے لیے علیحدہ صاف ستھرے کپڑے ہوں تا کہ جب انسان آئے تو پسینے کی بدبو سے دوسرے تکلیف میں مبتلا نہ ہوں۔

اس کی تصدیق ابوداؤد کی روایت سے ہوتی ہے محمد بن یحیٰ بن حبان نے یحیٰ بن سعید انصاری کو بتایا کہ رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی پر کوئی حرج نہیں اگر وہ گنجائش پائے یا یہ فرمایا کہ تم میں سے کسی پر حرج نہیں اگر تم گنجائش پاؤ۔ تو اپنے کام کاج کے کپڑوں کے سوا دو اور کپڑے جمعہ کے دن کے لیے بنا رکھے (۶۴)۔

یعنی جمعہ کے دن صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہیے اگر کسی کی استطاعت ہو تو علیحدہ کپڑے بنا لے۔

۱۳۔۲۔۴ صلوٰۃ المسافر

۱۔۱۳ سفر کی نماز دو رکعت:

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ سفر اور حضر میں نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی سفر میں نماز اپنے حال پر قائم رکھی گئی اور حضر میں زیادہ کردی گئی (۶۶)۔

دوسری روایت ہے: ''اور سفر میں فرضیت سابقہ پر قائم رکھی گئی'' (۶۷)۔

اصطلاح میں مسافر کی نماز کو قصر کرنا کہتے ہیں جس کے معنٰی چھوٹا کرنے کے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''جب تم سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز قصر کرو'' (۶۸)۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قصر کی نماز کا حکم شرع میں خوف کی حالت میں ہے اگر چہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ (نماز قصر) امن کی حالت میں بھی مشروع ہے لیکن صحیح حدیثوں اور اجماع سے یہ امر ثابت ہے۔

یعلی بن امیہ سے مروی ہے:

میں نے عمرؓ سے پوچھا کہ امن کی حالت میں ہمارے لیے قصر کا کیا حکم ہے انھوں نے فرمایا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کیا تھا۔ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرمایا ہے تو اس کے صدقہ کو قبول کرو (۶۹)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میں آنحضور ﷺ کا ہمسفر رہا ہوں حضور ﷺ نے کبھی دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا حضرت ابو بکر وعمر وعثمانؓ بھی ایسا کرتے تھے''۔

اس پر سب متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے بعد اہل مکہ کے ساتھ بحیثیت امام کے چار رکعت والی نماز پڑھی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا پھر لوگوں کے طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم لوگ اپنی اپنی نمازیں پوری کرو۔ میں مسافر ہوں''۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ سفر میں نماز دو رکعت ہے یہ حکم ۴ھ میں نازل ہوا اور سب سے پہلی نماز جسے قصر فرمایا وہ صلوۃ عصر تھی۔

۲۔۱۳ قصر واجب ہے یا مستحب:

اس میں آئمہ فقہاء کا اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک:

''سفر شرعی میں قصر کرنا واجب ہے اور اس کا ترک گناہ ہے(۷۰)۔

امام شافعی کے نزدیک:

''سفر شرعی میں نماز پوری پڑھنا اور قصر کرنا دونوں جائز ہیں لیکن قصر کرنا افضل ہے''(۷۱)۔

امام مالک(۷۲) اور امام احمد بن حنبل(۷۳) کے نزدیک:

''سفر شرعی میں قصر کرنا مباح ہے''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر کی نماز دو رکعت ہے۔

۱۴۔۲۔۴ صلوٰۃ الکسوف

۱۴۔۱ صلوٰۃ الکسوف کا طریقہ:

نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ کے عہد میں سورج کو گہن لگا۔ رسول ﷺ مسجد میں گئے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی لی رسول ﷺ نے طویل قراءت کے بعد رکوع کیا اور کافی لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا فرمایا اور کھڑے ہو کر دوسری رکعت شروع کی پھر رکوع کیا جو پہلے سے کم تھا پھر سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا پھر فرمایا یہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں جب انھیں گرہن میں دیکھو تو نماز پڑھو اللہ تمھارے لیے کشادگی کر دے گا پھر فرمایا میں نے اپنی نماز میں ہر وہ چیز دیکھ لی جس کا وعدہ تم سے فرمایا گیا ہے حتی کہ بالیقین میں نے دیکھا کہ میں جنت کے خوشوں کو توڑ رہا ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور یقیناً میں نے دیکھا کہ جہنم کا بعض حصہ بعض کو پاش پاش کر رہا ہے میں نے عمر بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے ساتھ نامزد اونٹوں کے کھانے کو حرام قرار دیا تھا(۷۴)۔

تین امام اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی دو رکعتیں ہیں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں اگر یہ نماز گہن دور ہونے سے پہلے ختم ہو جائے تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہنا چاہیے جب کہ سورج گہن سے نکل

آئے نماز کی ہر رکعت میں ایک قیام ایک رکوع کا اضافہ کیا جائے چنانچہ ہر رکعت دو رکوعوں اور دو قیاموں پر مشتمل ہوگی (۷۵)۔

حنیفہ کو اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ نماز کسوف دو رکوعوں اور دو قیاموں کے ساتھ درست نہیں ہے بلکہ اس میں ایک ہی قیام اور ایک ہی رکوع ہونا چاہیے اس میں اور نفل نماز میں کوئی فرق نہیں ان کا کہنا ہے کہ کسوف کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور جائز ہیں کہ چار رکعتیں یا اس سے زیادہ پڑھی جائیں اور افضل یہ ہے کہ ایک تسمیہ یا دو تسمیوں سے چار رکعتیں پڑھی جائیں۔

حنیفہ کے نزدیک سنت یہ ہے کہ گہن کے پورے وقت میں نماز اور دعا میں مصروف رہنا چاہیے پس اگر ایک شے میں اختصار سے کام لیا گیا تو دوسری شے کو طول دیا جائے تا کہ گہن چھٹنے تک انسان خوشوع وخضوع میں مصروف رہے۔

حنیفہ کے نزدیک دونوں رکعتوں میں رکوع اور سجود طویل کرنا سنت ہے اس کی کوئی حد مقرر نہیں (۷۶)۔
حنابلہ کے نزدیک دونوں رکعتوں میں رکوع کو طویل کیا جائے اس کی کوئی حد نہیں لیکن پہلی رکعت میں رکوع اول میں بمقدار سو آیتوں کے تسبیح پڑھی جائے تو رکوع ثانی میں بمقدار ستر آیتوں کے ہو۔ اس طرح دوسری رکعت میں کیا جائے البتہ ان میں جو کچھ کیا جائے وہ رکعت اول کے افعال سے کم ہو لیکن سجدہ دونوں رکعتوں میں بمقدار معروف طویل کرنا سنت ہے۔

شافعیہ کے نزدیک رکعت اولی کے پہلے رکوع کو سورہ بقرہ کی سو آیتوں کے برابر لمبا کیا جائے دوسرے رکوع کو اسی ۸۰ آیات کے برابر اور رکعت ثانیہ کے رکعت اول کو بمقدار ستر آیات کے اور رکوع ثانی کو بمقدار پچاس آیات کے طویل کیا جائے۔ اور ہر رکعت کے سجدہ اولی میں اتنی دیر رہا جائے جتنی دیر اس کے رکوع ثانی میں رہا گیا (۷۷)۔

مالکیہ کے نزدیک ہر رکوع میں تقریبا اتنی دیر رہنا چاہیے جتنی دیر میں وہ سورت پڑھی گئی جس کے بعد رکوع کیا لہذا رکوع اول میں اتنی دیر ٹھرنا چاہیے جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی گئی اور رکوع ثانی میں تقریبا اتنی دیر میں سورہ آل عمران پڑھی جاتی ہے (۷۸)۔

سورج گرہن کے وقت نماز سنت موکدہ ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں کسی کی موت اور یا زندگی سے اس گہن کا کوئی تعلق نہیں البتہ اگر تم اس حال میں دیکھو تو نماز

پڑھواور دعا کرو یہاں تک کہ کیفیت دور ہو جائے (۷۹)۔

مشرکین عرب سورج اور چاند کی پرستش کرتے تھے نبی کریم نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے ہیں یعنی سورج اور چاند اپنی ذات کے اندر سلب نور کے تغیر و تبدیل کو قبول کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ کسی ذات کی تخلیق اور قدرت کی دلیل اور نشان ہیں خود قادر و مطلق نہیں ہیں۔

آنحضورﷺ نے سورج گرہن کے وقت اصلاح عقائد پر زور دیا اور بتایا کہ سورج گرہن میں جس چیز کا مسلمانوں کے عمل کے ساتھ تعلق ہے وہ ہے توبہ استغفار، یاد الٰہی اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس کے غضب کو ٹھنڈا کرتے ہوئے اس کو راضی کرنا۔ اسی کا نام اصطلاح تصوف میں معرفت ہے کہ اللہ تعالٰی کے افعال اور آثار قدرت کو دیکھ کر اللہ تعالٰی کی صفات کی معرفت حاصل کی جائے اور معرفت کے مطابق عمل کیا جائے (۷۹)۔

۱۵۔۲۔۴ صلوٰۃ الخوف

۱۔۱۵۔ نماز خوف کا طریقہ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ زوجہ رسول ﷺ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ذات الرقاع میں نخل کے مقام پر صلوٰۃ خوف پڑھائی۔ نبی کریمﷺ نے لوگوں کو دو گروھوں میں تقسیم کیا ایک گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا دشمن کے سامنے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا نبی کریم نے تکبیر تحریمہ کہی۔ اور ان لوگوں نے بھی جو آپ ﷺ کے ساتھ صف بستہ تھے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا تو انھوں نے بھی رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو انھوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا تو انھوں نے بھی سر اٹھایا پھر رسول ﷺ برابر بیٹھے رہے تو انھوں نے بھی دوسری رکعت پڑھی اور کھڑے ہوئے اور انہی ایڑیوں پر الٹے پاؤں چلتے ہوئے گئے حتی کہ وہ میدان والوں کے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے اور دوسرا گروہ آ گیا تو انھوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی پھر اپنے لیے رکوع کیا پھر رسولﷺ نے سجدہ کیا تو انھوں نے بھی حضورﷺ کے ساتھ سجدہ کیا پھر رسولﷺ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنے لیے دوسری رکعت کا سجدہ کیا پھر یہ دونوں گروہ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے حضورﷺ کے ساتھ نماز پڑھی حضورﷺ نے رکوع کیا تو انھوں نے بھی کیا آپﷺ نے سجدہ کیا

تو انھوں نے بھی کیا پھر دوبارہ آپ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا اور انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نہایت جلدی سے سجدہ کیا اتنا کہ تیزی کی حد نہ تھی پھر رسول ﷺ نے سلام کیا ان سب نے سلام کیا پھر رسول اٹھے اور سب لوگ پوری نماز میں آپ کے ساتھ شریک ہو چکے تھے (یعنی آپ کے سلام میں سب لوگ شریک تھے تو گویا پوری نماز میں شامل رہے (۸۰)۔

اس حدیث میں نماز خوف کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلوٰۃ خوف کی جتنی صورتیں بھی جناب رسول ﷺ سے ثابت ہیں سب جائز ہیں۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر ان میں صلوٰۃ خوف کا تعلق اس حالت کے ساتھ ہے جب کہ کفار سے بالفعل تو لڑائی نہ ہو رہی ہو مگر ان کے حملے کا حقیقی خطرہ موجود ہو (یہ حقیقی خوف دشمن کے علاوہ کسی درندے) اژدھا، طوفان یا آگ کا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے۔

ترجمہ: اور جب آپ ﷺ ان کے درمیان ہوں اور نماز میں ان کی امامت کریں تو ان کی جماعت ہتھیاروں سمیت آپ کے ساتھ ہو۔ ایک رکعت پڑھ کر وہ پیچھے چلی جائے اور جس طرح دوسری جماعت نے نماز نہیں پڑھی ہے وہ آپ کی اقتداء میں مسلح ہو کر نماز پڑھے۔ کافروں کی یہ تمنا ہے کہ تم اپنے اسباب اور ہتھیاروں سے غافل ہو اور وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں (۸۱)۔

اس آیت میں اللہ عزوجل نے اصولی طور پر نماز خوف کا طریقہ بتایا ہے۔ جس پر عمل کیا جائے درست ہے لیکن اختلاف صرف فضیلت اور ترجیح کا ہے کہ کون سی صورت سب سے بہتر ہے۔ نماز خوف کے طریقوں کی بہت سی تعداد ثابت ہے بعض علماء نے ۱۶ طریقے گنوائے ہیں۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے:

کہ حضور ﷺ سے ثابت شدہ طریقوں میں سے جس طریقے سے چاہو پڑھ لو نماز درست ہوگی۔

حضور ﷺ نے دو رکعت سے کم صلوٰۃ خوف نہیں پڑھی۔ ابن عباسؓ نے جو ایک رکعت کہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مقتدیوں کا ہر فریق امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھتا ہے۔

امام ابو یوسف کا نظریہ:

تمام آئمہ کرام کے نزدیک نماز خوف مشروع ہے البتہ امام ابو یوسف اور امام مزنی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نماز خوف مشروع نہیں ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے (۸۲)۔

''جب آپ ان میں ہوں تو نماز پڑھائیں''۔

آیت میں چونکہ آپ ﷺ سے خطاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز خوف کا پڑھانا آپ کے ساتھ خاص ہے۔جمہور کا موقف ہے کہ رسول ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نماز خوف پڑھتے رہے اور خود آپ ﷺ نے فرمایا۔''جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اس طرح نماز پڑھو'' اس وجہ سے تا حال نماز خوف مشروع ہے(۸۳)۔

۱۶۔۲۔۴ صلوۃ الضحی

۱۔۱۶ آنحضور سفر سے واپسی پر نماز ضحیٰ پڑھتے:

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب آنحضور ﷺ سفر سے واپس آتے تو دو رکعت پڑھتے (۸۴)۔

معاذہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ رسول ﷺ چاشت کی کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے فرمایا چار رکعت اور جس قدر زیادہ پڑھنا چاہتے پڑھ لیتے تھے(۸۵)۔

۲۔۱۶ چاشت کی نماز میں بلحاظ عدد تطبیق:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دونوں قسم کی روایات سامنے ہیں کہ سفر سے واپسی پر دو رکعت پڑھتے پھر فرمایا چار رکعت چاشت پڑھتے اور جس قدر زیادہ چاہتے پڑھ لیتے۔عدد کے لحاظ سے بھی ان روایات میں تعارض ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ دو رکعت سفر کے بعد پڑھتے پھر فرمایا چار رکعات پڑھتے تھے۔ام ہانی کی روایت کے مطابق آٹھ رکعتیں پڑھتیں (۸۶)۔

ان متعارض روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ رسول ﷺ نے نماز چاشت کی متعدد رکعات پڑھی ہیں تا کہ امت کو عمل کرنے میں آسانی اور سہولت ہو اور ہر راوی نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے(۸۷)۔

۳۔۱۶ صلوۃ الضحی آئمہ کی نظر میں:

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نماز چاشت سنت ہے۔امام مالک کے نزدیک چاشت کی نماز مستحب تاکیدی ہے سنت نہیں ہے(۸۸)۔

۱۷۔۲۔۱۴: متفرق مسائل

۱۔۱۷ تحیۃ الوضو:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا رسول ﷺ جب وضو فرماتے تو دو رکعت پڑھتے پھر نماز کے لیے تشریف لے جاتے (۸۹)۔

حدث اصغر سے پاک ہونے کے بعد دو رکعتوں کو پڑھنا مستحب ہے (۹۰)۔

۲۔۱۷ نابینا کے اذان دینے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابن اُم مکتوم رسول ﷺ کے لیے اذان دیتے تھے اور وہ نابینا تھے (۹۱)۔

نابینا کی اذان بالاتفاق جائز ہے مگر اس سے بہتر ہے کہ مؤذن بصیر ہو تو افضل ہے۔ مدینہ میں رسول ﷺ کے دو مؤذن تھے حضرت بلالؓ اور حضرت ابن اُم مکتوم جو مسجد میں اذان دیتے تھے مکہ میں ابو محذورہ مؤذن تھے اور قبا میں سعد قرظیؓ۔

ابن ام مکتوم کا پورا نام عمرو بن ام مکتوم ہے زیادہ مشہور یہی نام ہے۔ بعض حضرات نے عبداللہ بن ام مکتوم بھی ذکر کیا ہے ابن ام مکتوم ان صحابہ میں سے تھے جو مکہ میں ابتداء اسلام لائے تھے حضور ﷺ جب کسی غزوہ میں جاتے حضرت ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے لیے اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کر جاتے۔ ابن عبداللہ نے کہا رسول ﷺ نے تیرہ غزوات میں حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا (۹۲)۔

حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ میں شہید ہو گئے۔ بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ جنگ قادسیہ سے آپؓ واپس آ گئے تھے اس کے بعد آپ وفات پا گئے۔ آپ کے بارے میں سورۃ عبس اور غیر اُولی الضرر ایک آیت نازل ہوئی (۹۳)۔

۳۔۱۷ عشا کی نماز سے پہلے سونے اور عشا کے بعد باتیں کرنے کی ممانعت:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا رسول ﷺ نہ تو کبھی عشاء سے پہلے سوئے اور نہ اس کے بعد کبھی باتیں فرمائیں (۹۴)۔

اس حدیث جیسی روایت عبداللہ بن مسعود سے بھی مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ہمیں عشاء کے بعد

باتیں کرنے کی ممانعت فرمائی یعنی سختی سے منع فرمایا ہے۔

۴۔۱۷ گھروں میں مسجدیں بنانا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے گھروں میں مسجدیں بنانے، ان کی صفائی رکھنے اور خوشبودار کرنے کا حکم دیا تھا (۹۵)۔

ان مسجدوں سے مراد گھروں کے اندر کی نماز گاہیں ہیں اس حدیث میں مسجد کی صفائی، پاکیزگی اور اسے خوشبودار رکھنے کا حکم معلوم ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اے ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کے لیے پاک اور صاف ستھرا کرو (۹۶)۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کو خود خوشبو لگائی (صحیح مسلم)۔

عبداللہ بن عمر اس وقت مسجد میں خوشبو دہکاتے تھے جب جمعہ کے دن جناب عمر منبر پر رونق افروز ہوتے تھے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو اس کی دیواروں کو مشک ملا تھا۔

۵۔۱۷: نماز میں ادھر اُدھر دیکھنے کی ممانعت:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے نماز میں التفات کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز میں التفات کرتا ہے یہ شیطان کی اچک ہے (۹۷)۔

لیکن گردن موڑے بغیر التفات کرنا جائز ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے نماز میں دائیں اور بائیں دیکھتے لیکن اپنی گردن نہ پھیرتے تھے (۹۸)۔

۶۔۱۷ نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک بچھو نے نماز میں رسول ﷺ کو کاٹ لیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے۔ کہ وہ نمازی اور بغیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا اسے حل (غیر حرم) میں بھی قتل کرو اور حرم میں بھی (۹۹)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول کی وضاحت ابورافع کی حدیث سے ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کی حالت میں بچھو کو قتل فرمایا(۱۰۰)۔

حضرت ابوھریرہ سے بھی ایسی روایت نقل کی گئی ہے(۱۰۱)۔

لہٰذا نماز میں موذی جانور کو مارنے کی اجازت ہے تاکہ خلق خدا کو تکلیف نہ ہو، خواہ نماز چھوڑ کر دور سے ڈانڈا یا جوتا وغیرہ مارنے والا اوزار لانا پڑھے۔

۱۷۔۷ عورت کے لیے قمیض اور دوپٹے میں نماز پڑھنے کی رخصت:

حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ قمیص اور دوپٹے میں نماز پڑھ لیتی تھیں(۱۰۲)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس عمل کی تصدیق ام المومنین سلمہ کے اس قول مبارک سے ہوتی ہے۔ محمد بن زید اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ نے ام المومنین سے پوچھا کہ عورت کن کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا عورت دوپٹے اور اتنی لمبی قمیص میں نماز پڑھ سکتی ہے جو اس کے قدموں کے ظاہر کو چھپائے(۱۰۳)۔

حضرت عبیداللہ بن اسود الخولانی جو ام المومنین حضرت میمونہؓ کی آغوش شفقت میں تھے سے روایت ہے کہ حضرت میمونہؓ قمیص اور دوپٹے میں نماز ادا فرما لیتی تھی ان پر ازار نہ ہوتا تھا(۱۰۴)۔

لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ قمیص کافی لمبی ہو۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا ''ازار باندھنا مجھے شاق گزرتا ہے کیا میں قمیص اور دوپٹے میں نماز پڑھ سکتی ہو؟ انھوں نے فرمایا ہاں جب کہ قمیص کافی لمبی ہو(۱۰۵)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ قمیص اور دوپٹے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۷۔۸: سوئے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھنے کا جواز:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور رات کو نماز ادا فرماتے اور میں آپ کے سامنے آپ کے بستر پر قبلہ کی جانب لیٹی رہتی جب آپ نماز وتر ادا فرمانے لگتے تو مجھے جگا دیتے میں اٹھ کر وتر

پڑھتی (۱۰۶)۔

ام المؤمنین کی روایت سے یہ فقہی نکتہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سوکر اٹھ کر وتر پڑھے جاسکتے ہیں اور اگر جگہ تنگ ہو تو کوئی سویا ہوا ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

۹۔۱۷: جن چیزوں کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضورﷺ کو دیکھا آپ کھڑے ہو کر پانی پیتے اور بیٹھے ہوئے بھی جوتوں سمیت اور ان کے بغیر نماز ادا فرماتے تھے اور یہ کہ آپ نماز کے دائیں اور بائیں پھرتے تھے (۱۰۷)۔

۱۰۔۱۷ بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا جواز:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا رسول ﷺ نے اپنے گھر میں علالت کی حالت میں نماز بیٹھ کر پڑھی اور حضورﷺ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر تو حضورﷺ نے ان کی جانب اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تم بھی اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا و لک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو (۱۰۸)۔

امام شافعی کا مذہب ہے کہ اگر کسی عذر کیوجہ سے امام بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے تو مقتدی بیٹھیں گے نہیں کھڑے ہو کر پڑھیں گے۔

یہ واقعہ ۵ھ کا ہے اور مرض وصال میں حضورﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور تمام صحابہ کرام کھڑے تھے اس وقت حضورﷺ نے صحابہ کرام کو کھڑے ہونے کا حکم نہیں دیا اور اعتبار آخری قول کا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث منسوخ ہے لیکن نسائی میں حضرت انسؓ سے بھی یہی مروی ہے (۱۰۹)۔

لہٰذا یہ نماز فرض نہیں نفل ہوگی کیونکہ ان دنوں مسجد میں نماز ہوتی ہوگی۔ جب صحابہ کرام آنحضورﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے تو حصول برکت کے لیے بہ نیت نفل شریک ہو گئے اگر چہ حضورﷺ فرض پڑھ رہے تھے مگر صحابہ کرام کی نماز نفل تھی اور نفل قیام پر قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر پڑھنا بالاتفاق جائز ہے۔ حدیث سے جبکہ ظاہر ہے کہ جب امام کے پیچھے نفل پڑھو اور امام بیٹھا ہو تو تم بھی بیٹھ

کر پڑھو دوسرے آئمہ سے جو اختلاف ہے وہ فرض کے بارے میں ہے اس طرح دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے نسخ کے قول کی حاجت نہیں رہی۔

۱۷۔۱۱ سفر میں جمع بین الصلوٰتین کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ سفر میں ظہر کو موخر اور عصر کو مقدم کرتے اور مغرب کو موخر اور عشاء کو مقدم کرتے (۱۱۰)۔

اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں دو نمازیں جمع کرتے تو صورۃ جمع کرتے تھے یہی احناف کا مذہب ہے۔

''حسن اور محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں ہمارے علم میں سنت یہی ہے کہ سفر اور حضر میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہیں کیا جا سکتا سوا اس کے کہ عرفہ میں ظہر اور عصر کو اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا جاتا ہے (۱۱۱)۔

۱۷۔۱۲ اوڑھنی کے بغیر عورت کی نماز نہیں ہوتی:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز کو بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا (۱۱۲)۔

صفیہ بنت الحارث سے روایت ہے:

جب عورت بالغ ہو جائے اور نماز پڑھے تو ننگے بالوں سے نماز جائز نہ ہوگی (۱۱۳)۔

امام شافعی کا یہ قول ہے کہ عورت کے جسم لیے کچھ حصہ بھی ننگا ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ اگر اس کے پاؤں کھلے رہ جائیں تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی۔

گویا نماز میں ستر کو ڈھانپنا اس کی شرائط میں سے ہے۔

۱۷۔۱۳ عورتوں کے شعاروں میں نماز پڑھنے کی ممانعت:

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ ہمارے اندرونی کپڑوں یا لحافوں میں نماز نہ پڑھتے تھے عبید اللہ نے کہا کہ میرے باپ کو شک ہے کہ حدیث کا لفظ شعرِنَا یا لحیفنا ہے (۱۱۴)۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ اپنی بیویوں کی چادروں میں نماز نہیں پڑھتے تھے (۱۱۵)۔
آپ ﷺ سے اس کی اجازت بھی مروی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ رات کو نماز پڑھتے میں آپ کے پاس ہوتی۔
مجھ پر ایک چادر ہوتی جس کا کچھ حصہ رسول ﷺ پر ہوتا۔

۱۴۔۱۷: نماز میں چلنے کا بیان:

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند تھا میں آئی اور دروازہ کھٹکھٹایا آپ ﷺ چلے میرے لیے دروازہ کھولا اور پھر مصلّٰی پر تشریف لے گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ دروازہ قبلہ کے طرف تھا (۱۱٦)۔

جامع ترمذی میں روایت ابوسلمہ یحیٰ بن خلف بشر بن المعفل بردہ بن سنان الزہری اور عروہ سے ہے (۱۱۷)۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے دروازہ کھلوایا اور رسول نماز نفل ادا کر رہے تھے اور دروازہ قبلہ کے طرف تھا تو حضور و دائیں یا بائیں طرف چلے اور دروازہ کھولا پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے (۱۱۸)۔

ثابت ہوا قبلہ روبوقت ضروری چلا جا سکتا ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ:

قبلے کے طرف سے رخ پھر جائے تو نماز باطل نہ ہوئی جب تک کہ قدم کا رخ قبلے سے نہ مڑے۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ:

اگر منہ قبلے کی جانب سے ہٹ جائے تو دیکھنا چاہیے کہ ایسا مجبوری سے ہوا یا اپنے ارادے سے ہوا؟ اگر مجبوری سے ہوا تو نماز باطل نہ ہوگی البتہ اگر کوئی اسی حالت میں اتنی دیر سے کہ نماز کا کوئی رکن ادا کیا جا سکے تو نماز باطل ہو جائے گی لیکن اگر نمازی نے اپنے اختیار سے ایسا کیا یا بلا سبب کیا تو نماز باطل ہو جائیگی اگر کسی سبب سے کیا تو نماز باطل نہ ہوگی (۱۱۹)

۱۵۔۱۷: کھانے کے وقت نماز کی کراہیت:

حضرت عروہؓ نے کہا میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سنا ہے کہ رسول نے فرمایا جب رات کا کھانا رکھا جائے

اور اقامت کہی جائے تو پہلے کھانا کھالو (۱۲۰)۔

صحاح ستہ کی دوسری روایات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے (۱۲۱)۔

اس حدیث میں عشاء (شام کا کھانا) کا ذکر آیا ہے تو بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ روزہ دار کھانے کو نماز پر مقدم کرسکتا ہے لیکن حدیث سے کہیں معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اس سے مراد رمضان میں نماز ہے کیونکہ دوسری احادیث میں مطلق طعام کا ذکر ہے اس سے مراد یہی ہے کہ ہر شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ کھانے کے وقت نماز کو موخر کردے خواہ کسی وقت کا کھانا ہو۔

امام شافعی کہتے ہیں:

اگر شدید بھوک لگی ہو تو نماز کو موخر کردے ورنہ نہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ اہل ظاہر اور علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ:

اگر کھانے کے وقت نماز پڑھی تو نماز باطل ہو جائے گی۔

امام مالک کہتے ہیں:

اگر کھانا کم ہو تو کھانا شروع کرے ورنہ نماز (۱۲۲)

ایک موقع پر آنحضور ﷺ بکری کی دستی کھا رہے تھے اور کھانے کے دوران نماز کی اقامت (تکبیر) ہوگئی تو آپ ﷺ نے کھانا چھوڑ دیا اور جا کر نماز پڑھا دی اور وضو نہیں کیا (۱۲۳)۔

اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کو نماز پر مقدم کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس موقع پر آپ ﷺ نے کھانا موخر کردیا اس لیے علامہ ابن حزم کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اگر کھانا کھانے کے وقت نماز پڑھ لی تو نماز باطل ہو جائے گی۔

احناف کے نزدیک:

اگر جماعت کھڑی ہو اور کھانا تیار ہو تو مستحب ہے کہ پہلے کھانا کھالیا جائے تا کہ دل پوری طرح نماز کی طرف متوجہ ہو۔

ابوداؤد کی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، نماز کو کھانے یا کسی اور وجہ سے موخر نہ کیا جائے (۱۲۴)۔

یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے جب نماز کے وقت کے ختم ہونیکا خطرہ ہو (۱۲۵)۔

۱۶۔۱۷ سترہ کے طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا استحباب:

حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا پالاں کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو دوسری حدیث میں ہے(۱۲۶)۔

غزوہ تبوک میں رسول ﷺ سے نماز کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ ﷺ نے فرمایا پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو(۱۲۷)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس فرمان کی تصدیق ابوذر کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

دوسری احادیث سے سترہ کے بغیر عورت کا نمازی کے آگے ہونا ثابت ہے اس لیے جمہور فقہاء کے نزدیک ان احادیث کے معنٰی یہ ہیں کہ چیزوں کے گزرنے سے نماز کا خضوع اور خشوع جاتا رہتا ہے بشرطیکہ نمازی ان چیزوں کے طرف متوجہ ہو ورنہ وہ بھی نہیں۔

۱۷۔۱۷: نماز میں بے وضو ہو جانا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں بے وضو ہو جائے تو وہ اپنی ناک پکڑے اور پھر چلا جائے (۱۲۸)۔

سنن ابن ماجہ نے عمر بن شیبہ بن عبیدہ بن زید عمر بن علی المقدمی ہشام بن عروہ اور عروہ سے روایت کیا ہے(۱۲۹)۔

اس حدیث میں یہ ادب ہے کہ ستر عورت اور اخفائے قبیح پر حتی الامکان عمل ہونا لازم ہے۔ کیونکہ ناک پکڑ لینے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو اس دھم میں ڈالا جائے کہ ایسے شخص کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے یہ توریہ ہے اس میں ریاکاری اور کذب وفریب نہیں ہے کیونکہ اس میں حیا کی تعلیم ہے۔

۱۸۔۱۷ مقتدی اور امام کے درمیان دیوار حائل ہونا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے حجرے میں نماز پڑھائی اور لوگ حجرے کے پیچھے آپ کی اقتداء کر رہے تھے(۱۳۰)۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجرہ سے مراد آپ ﷺ کے گھر کا حجرہ ہے اور حجرہ کی دیوار کا ذکر اس پر دلالت کرتے ہیں۔

۱۹۔۱۷: حالتِ عذر میں فرض سواری پر پڑھنے کا جواز:

عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ کیا عورتوں کو سواریوں پر نماز پڑھنے کی رخصت دی گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں تنگی اور آسانی کسی حال میں بھی عورتوں کو اجازت نہیں دی گئی۔ محمد بن شعیب راوی حدیث کا بیان ہے یہ حکم فرض نماز میں ہے (تنگی اور آسانی سے مراد محض مبالغہ ہے اور اس سے حالت عذر مراد نہیں ہے ورنہ عذر میں تو عورتیں کیا مرد بھی فریضہ سواری پر ادا کر سکتے ہیں (۱۳۱)۔

ثابت ہوا کہ حالت عذر میں سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۲۰۔۱۷: سجدہ سہو:

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سہو کا سجدہ نقصان اور زیادتی کی صورت میں واجب ہے (۱۳۲)۔

لغت میں سہو مطلق غفلت کو کہتے ہیں۔ شریعت میں سہو کے معنٰی نماز میں بھول کر کسی بات کا رہ جانا ہے نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کے ترک کرنے سے یا فرض کی تاخیر سے نماز میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے مثلاً نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے رہ گئی یا سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا رہ گیا یا قعدہ اولیٰ رہ گیا یا تین رکعات کے بعد بیٹھ کر چوتھی رکعت میں کھڑا ہوا اور اس طرح فرض میں تاخیر ہوئی۔ ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص کو سجدہ سہو میں سہو لاحق ہو تو اس پر مزید سجدہ سہو نہیں ہے۔

۱۸۔۲۔۴ تفردات حضرت عائشہ صدیقہؓ

۱۔۱۸ فجر کی اذان کے بعد دو ہلکی رکعتیں پڑھنے کا جواز:

عروہ سے روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں جب مؤذن صبح کی نماز (اذان) سے خاموش ہوتا نبی کریم ﷺ دو خفیف رکعتیں پڑھتے (۱۳۳)۔

اس سے مراد فجر کی سنت ہیں اس کے بعد آنحضور ﷺ دائیں کروٹ لیٹ جاتے تھے یہاں تک کہ مؤذن اقامت کی اجازت کے لیے حاضر ہوتا اس کی تصدیق حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ہوتی ہے۔ فرماتی ہیں:

جب فجر کی اذان کہہ کر مؤذن چپ ہو جاتا تو رسول کھڑے ہوتے۔ اور نماز فجر سے پہلے فجر کے ظاہر ہو

جانے کے بعد دو رکعت مختصر پڑھتے اس کے بعد داہنی کروٹ رہتے یہاں تک کہ اقامت کی اجازت کے لیے مؤذن حاضر ہو جاتا (۱۳۴)۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سنتیں گھر میں پڑھنی چاہیے گھر میں رہ کر بھی نماز کا انتظار درست ہے۔ خواہ وہ امام ہو یا مقتدی، لیکن گھر پر انتظار کرنے میں اگر صف اول میں جگہ ملنا مشتبہ ہو تو مسجد میں آ کر انتظار کرے۔ جو شخص تہجد کا عادی ہو وہ فجر کی سنت پڑھ کر کچھ دیر لیٹ لے تو بہتر ہے۔

۲۔۱۸ فجر کی نماز میں تلاوت:

حضرت عروہ سے روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب فجر طلوع ہوتی تو آنحضورﷺ دو رکعتیں پڑھتے اس میں سورۃ فاتحہ پڑھتے (۱۳۵)۔

سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، سورۃ فاتحہ ہر طرح کی نماز میں پڑھنی ضروری ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضورﷺ یہ رکعتیں اتنی ہلکی پڑھتے کہ میں پوچھتی کہ سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں۔ اس حدیث میں خود فرماتی ہیں کہ آپؑ سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

نماز فرض ہو یا نفل سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔

۳۔۱۸ فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنے کا جواز:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ جب فجر کی سنتیں گھر میں پڑھتے تو دائیں پہلو لیٹ جاتے (۱۳۶)۔

دوسری روایت ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ مؤذن جب فجر کی پہلی اذان دیکر چپ ہو جاتا تو حضورﷺ سرورِ کونین اُٹھ کر دو ہلکی پھلکی رکعتیں فرض سے پہلے ادا فرماتے لیکن فجر کی روشنی ہو جانے کے بعد پھر آپ دائیں پہلو پر لیٹتے (۱۳۷)۔

فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹنا آنحضرتﷺ سے ثابت ہے لیکن حنفیہ اور جمہور کے نزدیک یہ لیٹنا حضورﷺ کے عادیہ میں سے ہے نہ کہ سنن تشریعیہ میں سے۔ یعنی تہجد کی نماز سے تھک جانے کی وجہ سے آپ کچھ دیر آرام فرما لیتے تھے۔

۱۸۔۴ عصر کی نماز جلدی پڑھنا:

عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جب دھوپ ان کے حجرے میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھی ہوتی (۱۳۸)۔

یہاں سورج سے مراد سورج کی دھوپ ہے عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی جائے کہ سورج خوب بلند اپنی حرارت اور روشنی کے لحاظ سے بالکل زندہ ہو مطلب یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہ آفتاب میں زردی آجائے۔

سنن ابوداؤد کی روایت کے الفاظ ہیں: (قبل أن تظهر .....) (۱۳۹)۔

ام المومنین کے ارشاد کا اسلوب بتا رہا ہے کہ دھوپ شرقی دیوار تک پہنچی ہوتی ابھی دیوار پر چڑھی نہیں ہوتی۔

۱۸۔۵ دو رکعتیں نماز عصر کے بعد پڑھنا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے عصر کے بعد کبھی وہ دو رکعتیں نہ چھوڑیں جو آپ میرے ہاں تشریف لا کر ادا فرماتے (۱۴۰)۔

یہ بات صحیح ہے کہ عصر کے بعد نفل مطلقاً مکروہ ہے اور حضور ﷺ کا پڑھنا حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دوسری روایت اس کی وضاحت کرتی ہے۔

ام المومنین نے فرمایا اس ذات کی قسم جو حضور ﷺ کو دنیا سے لے گئی۔ عصر کے بعد کی دو رکعتیں حضور ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑی یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملاقات کی اور اللہ عزوجل سے ملاقات اس وقت کی جب آپ نمازیں پڑھنے سے تکان محسوس فرمانے لگے تھے۔ اور حضور ﷺ اکثر نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے یعنی عصر کے بعد کی دو رکعتیں۔ نبی کریم ﷺ انھیں پڑھتے تھے اور مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اس اندیشے کی وجہ سے کہ امت پر گراں نہ ہو جائے اور یہ پسند فرماتے تھے کہ امت پر تخفیف رہے (۱۴۱)۔

یہی دلیل تخصیص ہے

حضرت ذکواں مولی عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھتے تھے اور اس سے منع فرماتے صوم وصال رکھتے تھے اور اس سے منع فرماتے تھے (۱۴۲)۔

احناف کے یہاں طلوع، استواء، غروب کے وقت کوئی بھی نماز جائز نہیں نہ فرائض نہ واجبات نہ

نوافل بقیہ اوقات مکروہ میں صرف نوافل مکروہ ہیں۔

فرائض اور واجبات مثلاً نماز جنازہ وسجدہ تلاوت مکروہ نہیں۔ تینوں اوقات میں نماز کی ممانعت کی علت خود شارع علیہ السلام نے بیان فرما دی ہے۔ بخلاف ازیں دیگر اوقات میں شارع علیہ السلام نے ممانعت نہیں بتائی۔ خود حضور ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھی اس لیے ان اوقات میں فرائض وواجبات جائز اور نوافل ممنوع۔

ان احادیث میں تطبیق کی صورت احناف نے یہ پیدا کی ہے کہ احادیث اجازت کو فرائض وواجبات کے ساتھ خاص کیا اور احادیث ممانعت کو نوافل کے ساتھ (۱۴۳)۔

۱۸۔۶ عشاء کی نماز میں تاخیر کا جواز:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا رسول ﷺ نے ایک بار عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کو آواز دی نماز۔ عورتیں اور بچے سو گئے اب حضور ﷺ باہر تشریف لائے فرمایا تمھارے سوا کوئی بھی روئے زمین پر اس کا انتظار نہیں کر رہا ہے۔

راوی نے کہا اس وقت سوائے مدینہ کے کہیں نماز نہیں پڑھی جاتی تھی۔ راوی نے کہا لوگ شفق ڈوبنے اور رات کی پہلی تہائی تک نماز پڑھتے تھے (۱۴۴)۔

نسائی کی روایت میں ارشاد ہے۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اس نماز کو شفق ڈوبنے سے لیکر تہائی رات تک پڑھا کرو (۱۴۵)۔

یہ واقعہ اسلام کے ابتدائی ایام کا ہے اسلام ابھی تک پھیلا نہیں تھا اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کہیں علانیہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں ہوتی تھی۔

ایک حدیث میں ہے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو انہیں حکم دیتا کہ اسی طرح یعنی اس وقت عشاء پڑھیں (۱۴۶)۔

مراد یہ ہے کہ یہی عشاء کا وقت مقرر کر دیتا اس سے ثابت ہوا کہ عشاء میں تاخیر مستحب ہے۔

۱۸۔۷ عشاء کے وقت میں مذاہب اربعہ:

عشاء کا وقت شفق کی سفیدی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک باقی رہتا ہے (۱۴۷)۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک:

- عشاء کی نماز کو تہائی رات تک موخر کرنا مستحب ہے۔
- امام مالک بن انسؒ اور امام محمد محمد بن ادریس شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے (۱۴۸)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کے مطابق رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا آپ کا یہ قول مبالغہ پر محمول ہے نصف شب کے بعد عشاء کی نماز تاخیر کرنے کا استحباب کسی بھی مذہب میں نہیں ہے (۱۴۹)۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کا افضل وقت اگرچہ وہ ہے جب کہ تہائی رات گزر جانے لیکن اس وقت نماز پڑھنے میں چونکہ عام نمازیوں کے لیے زحمت اور مشقت ہے اور روزانہ تنی دیر جاگ کر نماز کا انتظار کرنا بڑا سخت مجاہدہ ہے اس لیے رسول ﷺ مقتدیوں کی سہولت کے خیال سے عموماً اس سے پہلے ہی نماز پڑھ لیتے تھے اس طرز عمل سے نہایت قیمتی اصول معلوم ہوا کہ اگر کسی اجتماعی عمل کے افضل وقت پر اور افضل شکل میں ادا کرنے کیوجہ سے عوام کو قابل لحاظ زحمت اور مشقت ہوتی ہو تو ان کی سہولت کے خیال سے وہاں اس افضل وقت اور افضل شکل کو ترک کر دینا افضل اور بہتر ہوگا اور عوام کے ساتھ شفقت اور رعایت کا ثواب انشاءاللہ اس ثواب سے زیادہ ہوگا جو ترک افضل کیوجہ سے فوت ہوگیا۔

۸۔۱۸ نماز تراویح:

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر آئندہ رات بھی آپ ﷺ مسجد نبوی میں نماز پڑھی اس میں اجتماع پہلے دن سے زیادہ تھا اس طرح تیسری رات یا چوتھی رات بھی نماز پڑھی پھر آپ نماز کے لیے نہ آئے لوگ آپ کو نماز کے لئے بلاتے رہے جب صبح ہوئی حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول ﷺ لوگ آپ کا رات کو انتظار کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے معاملے کا مجھے خوف نہیں ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ ان پر فرض نہ کر دی جائے (۱۵۰)۔

بخاری شریف کے روایت میں صلاۃ اللیل کے الفاظ ہیں (۱۵۱)۔

بخاری شریف کی دوسری روایت وضاحت کرتی ہے کہ یہ واقعہ رمضان میں ہوا (۱۵۲)۔

سنن ابی داؤد کی روایت کے مطابق تیسری رات آنحضور ﷺ باہر تشریف نہ لائے (۱۵۳)۔

۹۔۱۸ یہ نماز کون سی تھی:

یہ نماز تراویح تھی جیسے نبی کریم ﷺ نے زیادہ سے زیادہ تین دن باجماعت پڑھا۔ کتنی رکعتیں پڑھیں یہ کسی حدیث میں مذکور نہیں۔

حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں بیس رکعت پڑھی جاتی تھی اور یہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عہد مبارک میں بھی ہوتا تھا (۱۵۴)۔

ارشاد نبویؐ ہے:

"تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرو جو ہدایت یافتہ ہیں اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ رکھو" (۱۵۵)۔

صلوۃ تراویح باجماعت مسجد میں ہونے پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو چکا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے بخوف فرضیت ترک فرما دیا تھا اور یہ خوف اس وقت نہیں رہا تھا جب جناب عمرؓ کے دور خلافت میں ازسر نو قائم کیا گیا۔ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ رمضان المبارک کا ہے کیونکہ قیام رمضان کا تعلق سال بھر کے فقط ایک مہینے سے اور وہ ہر روز نہیں ہے۔ بلکہ یہ نماز پنجگانہ پر کوئی زائد فریضہ نہ ہوتا بلکہ اس کی حیثیت وہی ہوتی جو کچھ علماء کے نزدیک عید کی ہے۔

رسولؐ نے نماز تراویح جو جماعت کے ساتھ پڑھائی اس سے نوافل کی جماعت کا جواز معلوم ہوا اور صحابہ کرام کے وفور اشتیاق کے باوجود آپ چوتھے دن تراویح پڑھانے تشریف نہیں لائے اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں یہ کہ کسی حرج اور نقصان کے خطرہ کے پیش نظر منفعت والے کام کو بھی ترک کر دینا چاہیے۔

دوسرا یہ کہ رسول ﷺ نے صحابہ کرام کی بہ نسبت ہم بعد کے مسلمانوں کا زیادہ خیال رکھا ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ تو زیادہ عبادت کرنے پر حریص تھے اور رسول ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا ان کے نزدیک سب سے بڑی سعادت اور عبادت اور سب سے زیادہ خوشی کا باعث تھی اور ظاہر ہے کہ فرض کا اجر نفل سے کہیں زیادہ ہوتا ہے اگر آپ اسی طرح نفل پڑھاتے رہتے اور تراویح فرض ہو جاتی تو یہ صحابہ کرام کا عین مقصود اور دلی تمنا تھی لیکن آپ ﷺ کی نظر ہم لوگوں کے طرف تھی کہ اگر تراویح فرض ہوگی اور یہ لوگ نہ پڑھ سکے تو ان کو فرض کے ترک کا گناہ ہوگا۔

۱۸۔۱۰ صلوٰۃ الضحیٰ:

عروہ سے روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
کہ آنحضور ﷺ نے چاشت کی نماز نہ سفر میں پڑھی اور نہ حضر میں (۱۵۶)۔

دوسری روایت میں فرماتی ہیں:

میں نے کبھی آنحضورؐ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا میں چاشت کی نماز پڑھتی ہوں ہر گاہ رسول ﷺ کسی کام کو کرنا پسند کرتے تھے لیکن اس خدشہ سے نہیں کرتے تھے کہ آپ کو دیکھ کر مسلمان بھی وہ کام کرنے لگیں اور وہ ان پر فرض ہو جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ باقاعدگی سے نہیں پڑھتے تھے لیکن یہ مطلب لینا ٹھیک نہیں کہ آپ نے یہ کبھی نہیں پڑھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ گھر میں ہوتی تھیں اور اس وقت آنحضور ﷺ مسجد میں ہوتے تھے۔

آنحضور ﷺ چاشت کی نماز چار رکعات پڑھتے اور اس سے زیادہ جتنی چاہتے پڑھ لیتے (۱۵۸)۔

یعنی جب چاہتے چار رکعات پڑھتے یا اس سے جتنی زیادہ رکعات چاہتے پڑھ لیتے لیکن آپ ﷺ نے سفر اور حضر میں کبھی باقاعدگی سے یہ نماز نہیں پڑھی۔

۱۸۔۱۱ ممنوع اوقات:

مقدام بن شریح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عصر کے بعد نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا فرمایا عصر کے بعد نماز پڑھنے سے آنحضور ﷺ نے منع فرمایا اپنی قوم کو اور اہل یمن کو جب سورج طلوع ہو رہا ہو (۱۵۹)۔

سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں سوائے اس دن کی عصر کے اور سورج کے دوپہر کو قیام کے وقت بھی نماز جائز نہیں اور ان وقتوں میں نہ نماز جنازہ پڑھے نہ تلاوت کا سجدہ کرے اور نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نفل پڑھنا مکروہ ہے اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے اور ان دو وقتوں میں فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور طلوع فجر سے بعد فجر کی دو سنت سے زیادہ کوئی نفل پڑھنا مکروہ ہے اور نماز مغرب سے پہلے بھی نفل نہ پڑھے (۱۶۰)۔

امام قدوری نے پہلے تین اوقات میں لا تجوز کا لفظ اور دوسری قسم کے دو وقتوں میں یکرہ کا لفظ استعمال کر کے اس فرق کو ظاہر کر دیا ہے چونکہ مغرب سے پہلے نفل پڑھنا دلائل شرع سے نا جائز ثابت نہیں ہوا بلکہ اصلاً مباح ہے۔اہم مصلحت کیوجہ سے متروک ہو چکا ہے اس وقت نفل نہ پڑھے تین اوقات ایسے ہیں کہ حضورعلیہ السلام نے ان میں ہمیں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفنانے سے منع فرمایا ہے جب سورج چڑھے حتی کہ بلند ہو جائے اور جب دوپہر کے وقت سورج کے نصف النہار میں کھڑا ہونے کا وقت ہو اور جب سورج غروب کے لیے چلا جائے حتی کہ ڈوب جائے۔

۱۲۔۱۸ دو اوقات میں فرض نماز کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے:

دوسری قسم کے دو وقت ایسے ہیں جن میں نفل ادا کرنا مکروہ ہے نماز جنازہ، فوت شدہ نماز کی قضاء اور سجدہ تلاوت میں کوئی حرج نہیں وہ وقت یہ ہیں:

۱۔ فجر کی نماز کے ابتدائی وقت سے لیکر طلوع آفتاب تک۔

۲۔ عصر کی نماز کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک۔

ان دو وقتوں میں بذات خود کراہت نہیں بلکہ فرض وقت کے حق کی وجہ سے ہے۔اگر بالفرض فجر اور عصر کی نماز کو لمبا کر دیں یا اسے آخری وقت میں ادا کریں تو جائز ہوگا۔حدیث میں حضورعلیہ السلام کی طویل قرائتیں بھی ان اوقات میں ثابت ہیں پس ان میں کراہت فی نفسہ وقت کیوجہ سے نہیں ہے ورنہ آخری اوقات میں فجر اور عصر کی نماز جائز نہ ہوتی۔

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب تک نماز کی ممانعت حدیث سے ثابت ہے۔

۱۳۔۱۸ سجدہ کی حالت میں دعا:

صالح بن سعید سے روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے نبی کریم کو بستر پر نہ پایا میں نے انہیں ہاتھ سے تلاش کیا۔آپ علیہ السلام سجدہ کی حالت میں تھے اور فرماتے رہے اے میرے رب میرے نفس کو تقوی عطا فرما۔اور پاک کر جس کو تو نے پاک کیا وہ شخص بہتر ہے تو ہی اس کا دوست اور مولا ہے(۱۶۱)۔

دوسری روایت اس طرح ہے:۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک رات میں گھبرا گئی رسول علیہ السلام کو بستر پر نہ پا کر میں نے اپنے

ہاتھوں کو لمبا کیا میرے ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں پر جا پڑے وہ دونوں پاؤں کھڑے تھے آپ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے اور فرما رہے تھے۔

''میں پناہ چاہتا ہوں تیرے رضا مندی کے ساتھ تیری ناراضگی سے' اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے' اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری تجھ سے' میں شمار نہیں کر سکتا تیری تعریف جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی (۱۶۲)۔

۱۴۔۱۸ بیل بوٹے والے کپڑوں میں نماز کر کراہت:

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے ایک نقیش چادر میں نماز پڑھی پھر فرمایا:

''اس چادر کے نقوش میرے انہاک میں خلل انداز ہوئے یہ چادر ابوجہم کو دے دو اور اس کی چادر مجھے لا دو'' (۱۶۳)۔

دوسری روایت ہے: ''کیونکہ اس چادر نے میری توجہ میں خلل ڈال دیا'' (۱۶۴)۔

ایک اور روایت میں الفاظ اس طرح ہیں:

جس کے نقوش کیوجہ سے آپ کی توجہ میں خلل ہوتا تھا آپؐ نے وہ چادر ابوجہم کو دے دی اور اُس سے سادہ چادر لے لی (۱۶۵)۔

یہ شامی چادر تھی حضرت ابوجہم نے نذر کی تھی یہ واپس کرنے انبجانیہ منگا لیا تا کہ دل شکنی نہ ہو خمیصۃ کا مادہ خمص ہے جس کے معنیٰ پیٹ کا دبلا ہونا تپلی ریشمی یا اونی کالی منقش چادر کو کہتے ہیں۔

انبجانیہ، غیر منقش سادے، موٹے اون کے کمبل کو کہتے ہیں انبجان ایک بستی ہے جس کی طرف یہ منسوب ہے۔

مسائل:

۱۔ منقش پھولدار کپڑے پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے جو چیز بھی حضور قلب میں خارج ہو اس سے نماز میں بچنا افضل ہے۔

۲۔ ''اس چادر نے میری نماز میں خلل ڈال دیا'' سے مراد یہ ہے کہ یہ مجھے خلل میں ڈال دیتی۔ اس کا اندیشہ پیدا ہوا تھا اس لیے چادر واپس کر دی یہ امت کی تعلیم کے لیے تھا حضور ﷺ کی حیثیت شارع کی ہے۔

۱۵۔۱۸ چٹائی پر نماز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں آنحضور ﷺ چٹائی پر نماز پڑھتے تھے (۱۶۶)۔

خمرہ اس چٹائی کو کہتے ہیں جس کا تانا کھجور کا ہو اور حصیر اس چٹائی کو کہتے ہیں جس کا تانا بانا دونوں کھجور کے ہوں بعض حضرات کے نزدیک خمرہ چھوٹی چٹائی کو اور حصیر بڑی چٹائی کو کہتے ہیں خمرہ کو مصلّیٰ بھی کہا جاسکتا ہے لہٰذا جائے نماز کا تصور اسی حدیث سے لیا گیا ہے۔

۱۶۔۱۸ نیند آنے پر سونے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو نماز میں اونگھ آئے تو وہ سو جائے حتیٰ کہ اس کی نیند جاتی رہے کیونکہ جب تم میں سے کسی شخص کو نماز کے دوران اُونگھ آئے گی تو ممکن ہے کہ بجائے اپنے لیے دعا کرنے کے خود کو بُرا بھلا کہنے لگے (۱۶۷)۔

یہ حدیث مختلف اسناد سے ابوداؤد (۱۶۸) اور جامع ترمذی بھی ہے (۱۶۹)۔

مطلب یہ ہے کہ اگر اونگھ آئے تو سو جائے کیونکہ اگر کہہ رہا ہو (اللّٰھم اغفر اور اور زبان سے نکل جائے اللّٰھُمَّ اعفر" (اے اللہ خاک آلود۔ ذلیل کر معاذ اللہ) اب غ اور ع کے فرق میں زمین آسمان کا فرق پڑ گیا کیونکہ بے اختیاری کی حالت میں شعور نہیں ہوتا اور بروئے حدیث خطاء ونسیان تو معاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لغو قسمیں کھانے کی معافی دے دی ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہاری پکڑ تمہاری بے ہودہ قسموں پر نہیں کرے گا'' (۱۷۰)۔

سو اس حالت کے اقوال وافعال کی مذمت فرمائی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک اس حالت کے قول وفعل معاف ہیں مگر یہ کسی ضرر کا سبب تو بن سکتے ہیں جیسا کہ کوئی بھول چوک سے زہر پھانک لے تو مادی نتیجہ ضرور مرتب ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ اپنے لیے اپنی اولاد اور مال کے لیے بددعا مت کرو اب کوئی انسان بددعا سے اپنی یا اولاد کی ہلاکت تو نہیں چاہتا محض حالت غضب میں ان کلمات کا صدور ہوتا ہے لیکن اگر اتفاق سے وہ اجابت کا وقت ہو اور دعا قبول ہو جائے تو باعث ضرر تو ہوگی۔

۱۷۔۱۸ ائمہ اربعہ کا نقطہ نظر:

آئمہ اربعہ کا نظر یہی ہے کہ جب کسی شخص کو نیند آ رہی ہو تو نیند پوری کرنے کے بعد نماز پڑھے خواہ فرض نماز ہو یا نفل لیکن فرض نماز میں یہ حکم اس صورت میں ہے جب فرض کا وقت نکل جانے کا خطرہ نہ ہو۔

۱۸۔۱۸ صف بندی کی فضیلت:

ترجمہ: عروہ سے روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں آنحضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملائے رکھتے ہیں (۱۷۱)۔

مقصد یہ ہے کہ جب نماز کے لیے صفیں بنائی جائیں اوران کے درمیان خالی جگہ نہ چھوڑی جائے اللہ اوراس کے فرشتے ایسے لوگوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

۱۹۔۱۸ بڑھاپے میں بیٹھ کر نماز پڑھنا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بتایا کہ انھوں نے رسول کو سن رسیدہ ہونے سے پہلے صلوۃ اللیل بیٹھ کر پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ کا جب سن مبارک زیادہ ہو گیا تو بیٹھ کر پڑھتے رہتے جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہوتے اور تیس چالیس آیت کے قریب پڑھتے پھر رکوع کرتے (۱۷۲)۔

عبداللہ بن شفیق نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ کیا آنحضرتؐ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے فرمایا (حین حطمہ الناس) ہاں جب لوگوں نے آپ کو پس دیا تھا (۱۷۳)۔

حطم کے لفظی معنی کسی سوکھی چیز کو توڑنا ہے۔ حطمہ النا س کا مطلب ہے جب کوئی آدمی اپنی قوم میں بڑھاپے کر پہنچ جائے۔

بات واضح ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی تو تہجد بیٹھ کر پڑھنے لگے یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ نماز کا کچھ حصہ بیٹھ کر ادا کیا جا سکتا ہے اور کچھ کھڑے ہو کر۔

ائمہ کرام کا کہنا ہے کہ اگر اتنی قدرت ہو کہ صرف تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ سکے تو فرض ہے۔ کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے پھر بیٹھ جائے اگر اتنی قدرت کے باوجود تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر نہیں کہا تو نماز نہ ہوگی۔

دوسری روایت ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا آنحضور ﷺ نماز کا طویل حصہ کھڑے ہوکر پڑھتے تھے اور طویل حصہ بیٹھ کر پڑھتے تھے پس جب کھڑے ہوکر نماز پڑھتے تو حالت قیام سے ہی رکوع میں جاتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو بیٹھ کر ہی رکوع کرتے (۱۷۴)۔

بظاہر یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف ہے مگر اس میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ مختلف احوال پر مبنی ہے کبھی یوں کیا اور کبھی دوسری طرح۔

جب نبی کریم ﷺ کا بدن بھاری ہوگیا تو اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

۲۰۔۱۸ نماز میں اعتدال کا حکم:

عروہ سے روایت ہے کہ عثمان بن مطعون کی بیوی جن کا نام خولہ تھا حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئیں دیکھا کہ وہ ہر قسم کا زنانہ زیب وآرائش سے خالی ہیں۔سبب دریافت کیا۔کیا کہہ سکتی تھیں پردہ پردہ میں بولیں کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نماز پڑھا کرتے ہیں آنحضرت تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے باتوں باتوں میں اس کا تذکرہ کیا آپ حضرت عثمان کے پاس گئے اور فرمایا کہ عثمان ہم کو رہبانیت کا حکم نہیں ہوا ہے۔کیا میرا طرز زندگی پیروی کے لائق نہیں (۱۷۵)۔

میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور اس کے احکام کی سب سے زیادہ نگہداشت کرتا ہوں۔

دوسری روایت میں مزید وضاحت ملتی ہے (یعنی بیویوں کے فریضہ کو ادا کرتا ہوں)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے حضرت عثمان بن مطعون کو بلا بھیجا عثمان آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان تو نے میری سنت سے منہ پھیر لیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ میں تو آپ کی سنت کی طلب میں رہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پھر میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں روزہ رکھتا ہوں اور نہیں رکھتا اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔سوائے عثمان! تو اللہ کا خوف کر کیونکہ یقیناً تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کی بھی تجھ پر حق ہے پس روزہ رکھ اور افطار بھی کر نماز بھی پڑھ اور سویا بھی کر (۱۷۶)۔

عثمان بن مطعونؓ ایک عابد اور زاہد صحابی تھے جب آنحضور کو معلوم ہوا کہ وہ افراط وتفریط میں مبتلا ہونے والے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں اصلاح تربیت کے لیے طلب فرمایا اور یہ سنہری اصول بتائے کہ رہبانیت اسلام کے خلاف ہے ہر کسی کو اس کا حق دینا عبادت اور عمل بالسنّت ہے۔

۱۹۔۲۔۴ استدراکات عائشہؓ علی الصحابہؓ

۱۹۔ا نماز فجر اندھیرے میں پڑھنے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ عورتیں (نماز سے فارغ ہوکر) اپنی چادروں لپٹی واپس جاتیں تو اندھیرے کیوجہ سے پہچانی نہ جاسکتیں (۱۷۷)۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں صبح کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھتیں پھر اپنے گھروں کو واپس ہوتیں تو اندھیرے کیوجہ سے ہم کو کوئی پہچان نہ سکتا تھا (۱۷۸)۔

مطلب یہ ہے کہ رسول ﷺ فجر کی نماز سویرے ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ نماز ختم ہونے کے بعد بھی اتنا اندھیرا رہتا تھا کہ مسجد سے گھر کو واپس جانے والی خواتین جو اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی لوٹتی تھیں تھیں ان کو کوئی جاننے والا ان کے قدوقامت اور انداز رفتار سے پہچان نہیں سکتا تھا۔

لیکن حضرت رافع بن خدیج کی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ صبح کا اجالا پھیل جانے پر فجر کی نماز پڑھ کیونکہ اس میں زیادہ اجر وثواب ہے (۱۷۹)۔

اکابر علماء نے ان دونوں حدیثوں کی توجیح یہ کہ ہے کہ اس حدیث کے مطابق فجر کے لیے افضل وقت اسفار ہی تھے لیکن رسولؐ کے زمانے میں زیادہ تر لوگ تہجد پڑھنے والے اور فجر کے لیے اول وقت اٹھنے والے تھے اس لیے ان کے لیے سہولت اس میں تھی کہ نماز فجر تاخیر سے نہ پڑھی جائے دیر کر کے اسفار میں پڑھنے کی صورت میں ان کو طویل انتظار کی زحمت اٹھانی پڑتی اس لیے رسول ﷺ زیادہ تر سویرے غلس ہی میں پڑھتے تھے آج کل تہجد گزار اور فجر کے لیے اول وقت میں اٹھنے والے کم ہیں اس لیے سہولت کے پیش نظر اسفار میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس کی تصدیق پھر حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ساری عمر دو دفعہ بھی کوئی نماز اس کے آخری وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھالیا (۱۸۰)۔

اس حدیث سے مقصود یہی ہے کہ نماز کو موخر کر کے آخری وقت میں پڑھنا حضور ﷺ کا طریقہ نہیں تھا۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک صبح کی نماز روشنی اور سفیدی میں پڑھنا حدیث کے مطابق ہے۔

امام طحاوی نے اس کے ایک معنی یہ بیان کیے ہیں کہ نماز فجر اندھیرے میں شروع کرنی چاہیے لیکن اس میں قراءت اتنی ہو نماز مکمل ہوتے ہی روشنی ہو جائے۔

۱۹۔۲ آیا فجر کی نماز میں اسفار افضل ہے یا تغلیس؟

امام شافعی اور جمہور نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ اسفار اور تغلیس دونوں رسولؐ سے ثابت ہیں اور بحث صرف افضلیت میں ہے اگر کہیں تغلیس افضل ہے اس کا استدلال اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے۔

ترجمہ: ''اور خدا کی مغفرت یعنی بخشش کی طرف دوڑ لگاؤ'' (۱۸۱)۔

نماز کو جلدی پڑھنا مسارعت میں داخل ہے اور اللہ تعالیٰ نے سستی اور کاہلی پر کچھ لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔

ترجمہ: ''اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر'' (۱۸۲)۔

اور تاخیرِ نماز کسل میں داخل ہے۔ رسول ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے تو جواب یہ تھا اول وقت پر نماز پڑھنا۔

۱۹۔۳ نماز فجر آئمہ کرام کی نظر میں:

امام حنیفہ کے نزدیک:

نماز فجر میں اسفار افضل ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے۔ فجر کو خوب روشن کر کے پڑھو اس میں بڑا اجر ہے (۱۸۳)۔

مالکیہ کے نزدیک:

بہتر وقت ابتداء کا ہوتا ہے (۱۸۴)۔

۱۹۔۴ عصر جلدی پڑھنی نہیں چاہیے:

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ تمھاری نسبت ظہر بہت جلد پڑھا کرتے تھے اور تم رسول ﷺ کی نسبت عصر بہت جلد پڑھتے ہو (۱۸۵)۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول ﷺ عصر کی نماز وقت شروع ہونے کے کافی دیر بعد پڑھا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا نبی کریم ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ دھوپ ان کے حجرے سے باہر نہیں ہوتی (۱۸۶)۔

اس حدیث سے شوافع نے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ عصر کی نماز مثل اول میں پڑھتے تھے اس لیے کہ حجرہ مبارکہ بہت چھوٹا تھا مثل ثانی کے بعد دھوپ ضرور دیوار پر چڑھ جاتی۔

دوسری روایت ہے:

دھوپ ان کے حجرے میں رہتی اس کا سایہ حجرے (کی زمین سے) اوپر نہ چڑھا ہوتا (۱۸۷)۔

۵۔۱۹ عصر کے بعد نماز پڑھنا ممنوع ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کو عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے میں وھم ہوا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تم اپنی نماز کو سورج نکلتے یا ڈوبتے وقت پڑھو (کیونکہ سورج شیطان کی دس سینگوں پر طلوع ہوتا ہے) (۱۸۸)۔

طلوع آفتاب، غروب آفتاب، اور آفتاب کا استواء جس کو عرف میں زوال کہتے ہیں ان اوقات میں نماز پڑھنا ناجائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل، ادا ہو یا قضا' طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک اور نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک ان اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے قضا نماز، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور نماز وطواف ان اوقات میں بلا کراہت جائز ہے۔

قرن شیطان سے مراد شیطان کی ایک جماعت ہے اور اس کے پیروکار ہیں اور بعض علماء کے نزدیک قرن شیطان سے مراد شیطان کی قوت اس کا غلبہ اور اس کا فساد ہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں: قوی بات یہ ہے کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کے سر کا کنارا ہے اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے بالمقابل سر کر کے کھڑا ہو جاتا ہے تاکہ جو کفار اس وقت سورج کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت کو اپنی عبادت پر محمول کرے (۱۸۹)۔

رسول نے مسلمانوں کی عبادات اور معاملات کو کفار کی عبادات سے علیحدہ کر کے شروع کیا آپ ﷺ نے مسلمانوں کی عبادت کے اوقات کو بھی کفار کی عبادات کے اوقات سے ممتاز کیا ہے اور جن اوقات میں کفار عبادت کرتے ہیں ان اوقات میں انہیں عبادت کرنے سے منع کیا ہے اسی حکمت کے پیش نظر آپ نے مسلمانوں کو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت عبادت سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس وقت آفتاب پرست آفتاب کی عبادت کرتے ہیں۔

۱۹۔۶ مغرب جلدی پڑھنی چاہیے:

حضرت ابوعبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ دونوں اکابر صحابہ کرام میں سے تھے ان میں افطار کی نسبت اختلاف تھا حضرت عبداللہ بن مسعود افطار کرتے تھے اور پھر خود اپنی نماز مغرب کو کھڑے ہو جاتے تھے حضرت ابوموسیٰ اشعری دونوں میں تاخیر فرماتے لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فتوی چاہا دریافت کیا ان میں تعجیل کون صاحب کرتے ہیں۔

لوگوں نے کہا عبداللہ بن مسعود۔ فرمایا آنحضرت کی عادت شریفہ یہی تھی (۱۹۰)۔

گویا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے عمل کو ٹھیک فرمایا یعنی آنحضور ﷺ کا طریقہ یہی تھا لہٰذا ثابت ہوا کہ نماز مغرب جلدی پڑھنی چاہیے۔

۱۹۔۷ وتر کا وقت صبح تک رہتا ہے:

ابوالدرداءؓ فتوی دیتے تھے کہ اگر اتفاقاً کسی نے وتر تہجد کے خیال سے نہیں پڑھی اور صبح ہوگئی تو وتر کا وقت نہیں رہتا لوگوں کو تسلی نہ ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا آنحضرت صبح ہو جاتی تب بھی وتر ادا فرمالیتے تھے (۱۹۱)۔

گویا وتر کا وقت صبح تک رہتا ہے (۱۹۲)۔

۱۹۔۸ نماز میں عورت سامنے آجانے سے نماز باطل نہیں ہوتی:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((عورت، کتا اور گدھا نماز کو قطع کر دیتے ہیں)) (۱۹۳)۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((جب نمازی کے آگے کجاوے کے پچھلے حصے کے مثل نہ ہو تو اس کی نماز گدھا، عورت کالا کتا توڑ ڈالے گا)) (۱۹۴)۔

حضرت عباسؓ سے مروی ہے:

''کالا کتا، اور حائضہ عورت نماز کو توڑتی ہے'' (۱۹۵)۔

جب یہ بات حضرت عائشہ صدیقہؓ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا یہ بُری بات ہے کہ تم نے ہمیں گدھے

اور کتے کے برابر کر دیا۔ میں نے رسول ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور میں آپ ﷺ کے سامنے عرضاً لیٹی ہوئی تھی پھر جب آپ سجدہ کا ارادہ فرماتے تو میرے پاؤں کو چھوتے اور میں پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے (۱۹۶)۔

اس حدیث سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ استدلال فرمایا ہے کہ جب عورت مرد کے سامنے ہو یا آگے سے گزر جائے تو مرد کی نماز میں کوئی خلل نہیں پڑتا کیونکہ عورت کا سامنے پڑا ہونا تو گزر جانے سے شدید تر ہے سو جب اس سے نماز قطع نہیں ہوتی تو صرف گزرنے سے بدرجہ ادنیٰ قطع نہیں ہوتی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ''عورت نماز کو قطع کرتی ہے'' تو اس سے مراد قطع خشوع ہے لہٰذا احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔ اگر عورت سامنے سے گزر جائے تو نماز قطع نہیں ہوتی۔

۹۔۱۹ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے:

عبداللہ بن زبیر بیان کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا جنازہ مسجد میں لایا جائے۔ تاکہ وہ بھی اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ صحابہ کرام نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔

لوگ کس قدر جلد بھول گئے۔ کہ رسولؐ نے سہل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی (۱۹۷)۔

بخدا رسولؐ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی (۱۹۸)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے۔

اس حدیث میں شوافع کی دلیل ہے جو مسجد میں نماز جنازہ جائز قرار دیتے ہیں (۱۹۹)۔

اگر میت کی کسی چیز کے ساتھ مسجد کے نجس ہونے کا خطرہ نہ ہو تو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے (۲۰۰)۔

صحابہ کرام کا انکار اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سہل بن بیضاء کی مسجد میں نماز پڑھانے کا جو جواز ثابت ہوا تھا وہ منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ صحابہ کرام اس چیز سے انکار کرتے تھے جس کے خلاف وہ کوئی حکم سن چکے تھے (۲۰۱)۔

جنازہ اگر مسجد سے باہر ہو تو نمازیوں کا مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے کراہت صرف جنازے کو مسجد میں لانے میں ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

((مسجد کو بچوں اور مجنونوں سے دور رکھو اور جب مسجد کو مجنونوں سے دور رکھا جاتا ہے

تو مسجد کو میت سے بطریق اولیٰ دور رکھنا چاہیے))(۲۰۲)۔

۱۹۔۱۰ مسجد میں جنازہ پڑھنا کراہت تحریمی یا تنزیہی؟

علامہ ابن ہمام نے کراہت تنزیہی کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے یہ افضل اور اولیٰ کا خلاف ہے یعنی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مباح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ خارج مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جائے (۲۰۳)۔

علامہ شامی نے بھی کراہۃ تنزیہی کو ترجیح دی ہے (۲۰۴)۔

۱۹۔۱۰۔۱ مکروہ تحریمی:

وہ کام جس کے ارتکاب پر رسول ﷺ نے عذاب کی وعید سنائی ہو اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے پر آپ ﷺ نے کسی عذاب کی وعید نہیں فرمائی بلکہ یہ فرمایا ہے اس شخص کو اجر نہیں ملے گا۔

اگر مسجد میں نمازہ جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہوتا تو بعد میں صحابہ کرام مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے حالانکہ ان کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا احادیث اور آثار سے ثابت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی (۲۰۵)۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک

میت کا نماز کے علاوہ بھی مسجد میں لانا مکروہ ہے۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ

اگر مسجد کے نجاست آلود ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو مسجدوں کے اندر نماز جنازہ جائز ہے ورنہ مسجد میں میت پر نماز حرام ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں

مسجد کے اندر نماز جنازہ مستحب ہے (۲۰۶)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ مسجد میں نمازہ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے نماز جنازہ دعا اور ذکر ہے مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ کیسے ہوگا۔

۱۹۔۱۱ گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا:

حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((میت پر قبر میں نوحہ کیے جانے کیوجہ سے عذاب ہوتا ہے))(۲۰۷)۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ زندہ کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن کی مغفرت فرمائے انھوں نے جھوٹ نہیں بولا وہ بھول گئے یا سمجھ نہیں سکے بات صرف اتنی ہے کہ رسول کا گزر ایک یہودی پر ہوا جس پر رویا جارہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس پر رورہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہورہا ہے(۲۰۸)۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کو بوجھ نہیں اٹھائے گا(۲۰۹)۔

اور رسول ﷺ کا فرمان قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتا رسول نے یہ بات کافروں کے لیے فرمائی تھی کہ لوگ دنیا میں اس پر نوحہ کررہے ہیں اور انھیں قبر میں عذاب ہورہا ہے۔

میت کے پسماندگان کے رونے پیٹنے کا فعل حرام ہے میت پر عذاب نہ گا اگر میت نے رونے کی وصیت کی تو عذاب ہوگا(۲۱۰)۔

حضرت عائشہ صدیقہ کا مذہب:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ موت کے بعد ادارک اور علم کی قائل ہیں۔

ارشاد نبوی ہے: ((بے شک یہ اس وقت ضرور جانتے ہیں کہ جو میں کہتا تھا حق ہے))(۲۱۱)۔

وہ بھی ایسا عظیم الشان ادراک کہ ان کافروں نے دنیا میں جو کچھ سنا وہ اب بھی ان کو یاد ہے۔

فرماتی ہیں اس مکان عرش آستان میں جہاں حضور ﷺ دفن ہیں میں بے لحاظ ستر وحجاب خصوصی چلی جاتی اور جو جی میں کہتی یہاں کون ہے میرے شوہر یا میرے باپ جب حضرت عمرؓ دفن ہوئے خدا کی قسم میں پورا بدن چھپائے گئی حضرت عمرؓ سے حیاء کیوجہ سے(۲۱۲)۔

اس سے ثابت ہوا کہ جب نظر آنا ثابت ہے تو سننا بدرجہ اولی ثابت ہے لہٰذا ام المومنین دفن کے بعد دیکھنے کی بھی قائل ہیں تو سننے سے انکار کیسا ام المومنین نے ملاحظہ فرمایا کہ نہلاتے وقت ایک عورت کے سر میں زور زور سے کنگھی کررہی تھیں۔فرمایا کیوں اپنی میت کے بال کھینچتی ہو؟(۲۱۳)۔

یہ فرمانا اس بناء پر تھا کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے اور تکلیف کا احساس ادراک علم سے ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ

مردے سنتے ہیں۔

۱۲۔۱۹ آنحضور ﷺ کا کفن کتنے کپڑوں پر مشتمل تھا؟

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول ﷺ رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو آپ ﷺ پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی (۲۱۴)۔

حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ

رسول ﷺ کو علاقہ سحول کی بنی ہوئی تین سوتی چادروں میں کفن دیا گیا ان میں قمیص تھی اور نہ عمامہ اور حلہ (ایک قسم کی دو چادریں) کے بارے میں لوگوں کو اشتباہ ہے میں نے اس کو صرف اس لیے خریدا تھا کہ آپ کو اس میں کفن دیا جائے (پھر حلہ چھوڑ دیا گیا اور آپ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا پھر اس حلہ کو عبداللہ بن ابی بکر نے لے لیا اور کہا میں اس کو سنبھال کر رکھوں گا تا کہ مجھے اس میں کفن دیا جائے پھر کہا اگر اللہ تعالیٰ کو یہ کپڑا پسند آتا تو اس کے نبی ﷺ کے کفن میں کام آتا پھر انہوں نے اس خلہ کو بھیج کر اسکی قیمت صدقہ کر دی (۲۱۵)۔

آنحضور ﷺ کے کفن کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کا کفن تین کپڑوں کا ہونا چاہیے (۲۱۶)۔

۴۔۲۔۲ روزہ

۴۔۲۔۲۔۱ روزے کا لغوی مفہوم: روزے کو عربی زبان میں صوم کہتے ہیں۔

صوم کے لغوی معنی کسی امر سے باز رہنا، چنانچہ اگر کوئی شخص بولنے یا کھانے سے باز رہے اور بولنا یا کھانا چھوڑ دے تو اسے لغت میں صوم کہتے ہیں (۲۱۷)۔

اس کی مثال قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: ''میں نے اللہ سے صوم کی منت مانی ہے'' (۲۱۸)۔

یعنی میں خاموش رہوں گی اور کلام نہ کروں گی۔

۴۔۲۔۲۔۲ روزے کا اصطلاحی مفہوم:

اصطلاح میں اس سے مراد دن بھر روزہ توڑنے والی چیزوں (کھانے' پینے اور مباشرت) سے باز رہنا، دن کی میعاد صبح صادق کے ظاہر ہونے سے آفتاب کے غروب ہوجانے تک ہے (۲۱۹)۔

۳۔۲۔۲۔۴ فرضیت روزہ قرآن کی روشنی میں:

روزہ اسلام کا دوسرا بڑا رکن ہے۔ ہجرت مدینہ کے ڈیڑھ سال بعد ۱۰ شعبان المعظم ۲ ھ کو ماہ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کیے گئے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ'' (۲۲۰)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے۔ جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور فرقان یعنی (حق و باطل کو الگ کرنے والا) ہے۔ تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو۔ اسے چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے جو بیمار یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں رکھ کر شمار پورا کرے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور تم روزوں کے شمار کو پورا کرلو۔ اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی اسی طرح بیان کرو جیسے اس نے رہنمائی کی ہے تا کہ تم شکر ادا کرسکو' (۲۲۱)۔

یہ آیات روزے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۔۲۔۲۔۴ فرضیت روزہ احادیث کی روشنی میں:

طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ایک پراگندہ سر اعرابی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ نے ہم پر کونسی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں البتہ اگر تو نفل پڑھے وہ فرض نہ ہوں گے۔ اس نے سوال کیا اللہ نے مجھ پر روزے کونسے فرض کیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماہ رمضان کے، البتہ یہ اور بات ہے کہ تو نفلی روزے رکھے (وہ فرض نہ ہوئے)۔ اس نے پوچھا اللہ نے مجھ پر زکوۃ کونسی فرض کی ہے؟ الغرض آپ ﷺ نے اسے تمام شرائع اسلام بتائے۔ اعرابی نے آخر کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی اللہ تعالیٰ نے جو فرض کیا ہے میں نہ اس میں اضافہ کروں گا نہ اس میں کمی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر اس نے صداقت سے بات کی ہے تو کامیاب ہوگا یا فرمایا جنت میں داخل

ہوگا (۲۲۲)۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے علاوہ سب کی عبادت کا انکار کرنا۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا'' (۲۲۳)۔

ان احادیث سے روزے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

۴۔۲۔۲۔۵ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۴۔۲۔۲۔۵۔۱ چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا جواز:

ترجمہ: ''عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس قدر ماہ شعبان کا تحفظ اور نگرانی فرماتے کسی اور مہینے کی نہ کرتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے۔ اور اگر چاند نظر نہ آتا تو شعبان کے تیس دن پورے کرتے اور پھر روزہ شروع فرماتے'' (۲۲۴)۔

اس حدیث سے یہ فقہی نکتہ نکلتا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اگر مطلع ابر آلود ہو۔ چاند نظر نہ آئے تو تیس دن شعبان کے پورے کرو۔ شعبان کی تیسویں رات کو رمضان کا چاند دیکھنا مستحب ہے۔ اگر وہ اس رات کو چاند نہ دیکھ لیں تو ان پر اگلے دن کا روزہ رکھنا اجماعاً واجب ہے۔ اگر مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو اگلے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ماسوا اس شخص کے جو کسی اور وجہ سے اس دن کا روزہ رکھتا ہو۔

۴۔۲۔۲۔۵۔۲ تعجیل افطار کا استحباب:

ترجمہ: ''ابو عطیہ نے کہا میں اور مسروق دونوں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ام المؤمنین! محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص ہیں۔ ان میں ایک افطار اور نماز پڑھنے میں تعجیل کرتا ہے اور دوسرا افطار میں تاخیر کرتا ہے اور نماز میں بھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا کہ افطار اور نماز میں جلدی کرنے والا کونسا ہے؟ ہم نے کہا عبداللہ بن مسعود۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے'' (۲۲۵)۔

دوسری روایت میں ہے: ''دوسرے شخص کا نام ابو موسیٰ اشعریؓ آیا ہے'' (۲۲۶)۔

نماز سے مراد غالباً نماز مغرب ہے۔ کیونکہ افطار کے ساتھ ذکر کی مناسبت اس میں پائی جاتی ہے۔ حضرت عبد

اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عزیمت پر عمل کیا۔ اور ابو موسی اشعریؓ نے رخصت پر۔ اور یہ اس وقت ہے جبکہ اختلاف کو فقط فعلی لیا جائے۔ اگر یہ قولی اختلاف ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول مبالغے پر مبنی ہوگا۔ اور ابو موسی اشعریؓ کا عدم مبالغہ پر۔ ورنہ رخصت پر تو سب کا اتفاق ہے۔

اور احسن یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے عمل کو سنت پر اور حضرت ابو موسی اشعری کے عمل کو جواز پر محمول کیا جائے۔

۳۔۵۔۲۔۲۔۴ حیض ونفاس والی عورتوں پر روزوں کی قضا فرض ہے:

ترجمہ: ''معاذہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کیا سبب ہے کہ حائضہ پر روزوں کی قضا واجب ہے اور نماز کی قضا واجب نہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: کیا تم خارجی ہو؟ معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا میں خارجی تو نہیں ہوں۔ البتہ میں یہ بات پوچھ رہی ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا: وجہ کیا ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ہمیں حیض کا خون آتا تھا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا۔ اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا'' (۲۲۷)۔

تمام فقہی مسالک کے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حیض اور نفاس والی عورت پر حیض ونفاس کے دنوں میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا فرض نہیں ہے۔ اور اس پر بھی اجماع ہے کہ حیض ونفاس والی عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔ اور روزوں کی قضا واجب ہے۔ غالباً اس کی حکمت یہ ہے کہ نمازیں ایک دن میں پانچ بار فرض ہیں۔ جو حیض ونفاس کے دنوں میں جمع ہوکر تعداد میں بہت زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی قضا پڑھنے میں مشقت ہے جبکہ روزے سال میں صرف ایک ماہ کے فرض ہیں اور حیض ونفاس کی وجہ سے قضا روزں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی کیونکہ حیض بسا اوقات ایک یا دو دن آتا ہے لہٰذا ان کی قضا مشکل نہیں۔

۴۔۵۔۲۔۲۔۴ روزے کی حالت میں عمل ازدواج کی حرمت اور کفارے کا وجوب:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا میں تو جل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیونکر؟ اس نے کہا میں رمضان میں دن کے وقت اپنی بیوی سے عمل ازدواج کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ کرو۔ صدقہ کرو۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ بیٹھ جائے۔ اس اثنا میں آپ ﷺ کے پاس کھانے کے دو ٹوکرے آئے۔

آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ ان کو صدقہ کردے'' (۲۲۸)۔

دوسری روایت میں ہے:

''ابھی وہ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص گدھا ہانکتا ہوا لایا جس پر کھانا لدا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جلنے والا کہاں گیا؟ وہ شخص کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو صدقہ کردو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے علاوہ؟ بخدا ہم بھوکے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو تم ہی کھالو' (۲۲۹)

اس حدیث سے جو فقہی مسئلہ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رمضان میں دن کے وقت عمداً جماع کرنے والے پر قضا اور کفارہ ہر دو واجب ہیں۔ یہی جمہور اہل علم کا قول ہے۔

افلاس کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا:

حدیث میں جس اعرابی کا ذکر کیا گیا اس سے کفارہ ساقط نہیں ہوا تھا حالانکہ وہ شخص مضطر تھا۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے اپنے پاس سے کھجوریں دیں۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ تجھ سے کفارہ ساقط ہو گیا۔ اس کی فراغت اور وسعت تک کفارہ موقوف ہو گیا تھا۔

کفارہ ادا کرنے میں اپنے غریب بھائی کی مدد کرنی چاہیے۔

روزے کے کفارہ میں مذاہب:

رمضان کے روزے کو عمداً عمل ازدواج سے توڑنے پر کفارہ کے لزوم میں مذاہب اربعہ متفق ہیں۔ اگر نسیاناً عمل ازدواج کرلے تو احناف اور شوافع کے نزدیک قضا اور کفارہ نہیں ہے۔ امام مالک کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ امام احمد کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے (۲۳۰)۔

شافعیہ کے نزدیک اگر عمداً کھانا کھالیا یا پانی پی لیا تو قضا ہے کفارہ نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی قضا اور کفارہ ہے۔

۵۔۵۔۲۔۲۔۴ سفر شرعی میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی رخصت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو بن سلمیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو روزہ رکھو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو (۲۳۱)۔

مسافر کے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے میں یہ حدیث نص ہے۔ حضرت حمزہ بن عمر اسلمیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ اس حدیث سے بعض لوگ

روزہ رکھنے پر استدلال کرتے ہیں۔حمزہ اسلمیؓ نے دومرتبہ سوال کیا تھا۔ایک بار نفلی روزے کے بارے میں اور دوسری بار فرضی روزے کے بارے میں ۔کیونکہ حمزہ بن اسلمیؓ نے کہا تھا کہ وہ سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں لٰہذا جن ایام میں روزہ رکھنا منع ہے ان کے علاوہ باقی ایام میں مسلسل روزے رکھنا جائز ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو حضورﷺ نے مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا تھا۔

۱۔۵۔۵۔۲۔۲۔۴ سفر میں افطار کرنا افضل ہے:

ابن المسیبؒ، شعبیؒ، اوزاعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا مسلک ہے۔

۲۔۵۔۵۔۲۔۲۔۴ سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے:

یہ سعید ابن جبیر، جبیر نخعی، مالک، ثوری، شافعی اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

۳۔۵۔۵۔۲۔۲۔۴ سفر میں روزہ کی رخصت:

تیسرے گروہ نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق آدمی پر جو چیز آسان تر ہو وہ افضل ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے نہ کہ تنگی'' (۲۳۲)۔

پس روزہ اگر آسان تر ہو تو رکھ لے۔اگر افطار آسان تر ہو تو روزہ نہ رکھے۔اور بعد میں قضا کرے۔

مجاہد، عمر بن عبدالعزیز اور قتادہ کا یہ مذہب ہے۔

۶۔۵۔۲۔۲۔۴ رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں روزوں کا بیان:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور ماہ میں پورے روزے رکھے؟ فرمایا: خدا کی قسم! رسول اللہﷺ نے ماہ رمضان کے سوا کسی ماہ پورے روزے نہیں رکھے۔اور نہ کوئی ماہ ایسا گزرا جس میں آپﷺ نے بالکل روزے نہ رکھے ہوں حتیٰ کہ آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے (۲۳۳)۔

یعنی رمضان میں پورے مہینے میں روزے رکھے اور باقی مہینوں میں روزے رکھے لیکن پورا مہینہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھے۔اس سے ہر مہینے روزے رکھنے کا استحباب ثابت ہے۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ شعبان میں جتنے روزے رکھتے تھے سال

کے کسی ماہ میں اتنے نہیں رکھتے تھے (۲۳۴)۔

اس قول سے مراد یہ ہے کہ شعبان میں زیادہ روزے رکھتے تھے۔ اسامہ بن زید نے جناب رسول اللہ ﷺ کو شعبان کے صوم کی کثرت کا باعث پوچھا تو جواب ارشاد ہوا کہ اس مہینے سے لوگ غافل ہیں۔ یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہے اور اس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ بس میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال بحیثیت صائم اٹھائے جائیں۔

۴۔۲۔۲۔۵۔۷ عاشورہ کا روزہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو آپ ﷺ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور (لوگوں کو بھی) روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے (۲۳۵)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے پتہ چلا کہ عاشورا کا روزہ صرف یہود نہیں قریش بھی رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی مدینہ منورہ تشریف آوری سے قبل یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت رمضان سے پہلے یوم عاشورا کا روزہ فرض تھا مگر یہ فرضیت صرف ایک سال رہی۔ پھر یہ نفل ٹھہرا۔ حدیث صحیحہ کی رو سے یوم عاشورا کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ پہلے یہ روزہ فرض تھا پھر مستحب ٹھہرا۔

۴۔۲۔۲۔۵۔۸ ہر مہینے میں تین روزوں کا استحباب:

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ معاذہ کہتی ہیں میں نے پوچھا کونسے دنوں میں؟ فرمایا: دنوں کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ مہینہ کے جن دنوں میں چاہتے روزے رکھ لیتے (۲۳۶)۔

تعین نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ امت کو سہولت رہے۔ اور تعین کو لازم نہ سمجھ لیا جائے۔ ایام بیض کے روزے چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ یا بارہ، تیرہ اور چودہ تاریخوں کو رکھے جاتے ہیں۔

۹۔۵۔۲۔۲۔۴ عشرۂ ذی الحجہ کے روزوں کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا (۲۳۷)۔

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عشرہ ذی الحجہ سے مراد پورے دس دن ہے۔ کیونکہ عربی میں عشرہ کے معنی دس کے ہیں۔ کیونکہ عشرہ میں عید کا دن بھی داخل ہے۔ لہٰذا اس دن کی صریح مخالفت ہے۔ لہٰذا پورے عشرے کا روزہ تو حضور ﷺ سے متصور نہ تھا مگر یوم عرفہ ۹ ذی الحج کا روزہ رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نو ذی الحجہ یوم عرفہ کا روزہ رکھتے تھے اور یوم عاشورہ کا اور ہر ماہ کے تین دنوں کا، ہر ماہ کے پہلے پیر اور جمعرات کا (۲۳۸)۔

یوم عرفہ کے دن روزہ کی تصدیق ابو قتادہؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''یوم عرفہ کے روزے سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا'' (۲۳۹)۔

اس سے واضح ہوگیا کہ یوم عرفہ کے روزے کی بہت فضیلت ہے۔ اس حدیث کی توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عارضہ مثلاً سفر یا مرض کی بنا پر ان دنوں میں روزے نہیں رکھے۔ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ان دنوں میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بہر حال اس عشرے کے باقی دنوں میں روزہ رکھا جاسکتا ہے۔

۱۰۔۵۔۲۔۲۔۴ صوم وصال کی ممانعت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بطور شفقت صحابہ کرامؓ کو وصال کے روزوں سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا آپ ﷺ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے (۲۴۰)۔

صوم وصال کے معنی یہ ہیں کہ روزے کے بعد روزہ رکھا جائے اور ان روزوں کے درمیان کھانا پینا نہ ہو۔ اس طرح جتنے روزے رکھے جائیں گے وہ سب صوم وصال ہوں گے (۲۴۱)۔

آنحضورﷺ نے فرمایا کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

امام رازی نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو جمال رب کا دیدار کرایا جاتا تھا پھر اس دیدار سے آپ اس قدر شاد کام ہوتے تھے کہ پھر آپ ﷺ کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی تھے۔ یعنی میرا کھانا پینا یہی ہے کہ میں اپنے رب کو دیکھ لوں (۲۴۲)۔

اس حدیث شریف اس پر دلالت کرتی ہے کہ امت کو صوم وصال کی اجازت نہیں ہے۔ یہ خصوصیت حضور ﷺ کی تھی۔

۱۱۔۵۔۲۔۲۔۴ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے حتی کہ آپ رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج اعتکاف کرتی تھیں (۲۴۳)۔

اس میں رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا جواز ثابت ہے۔ نیز عورتیں بھی اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہیں۔
لغت میں اعتکاف کے معنیٰ رکنا اور کسی ایک جگہ ٹھہرنے کے ہیں (۲۴۴)۔
شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں ارشاد ربانی ہے:
ترجمہ: ''اپنی بیویوں کا جنسی تقرب حاصل نہ کرو در آں حالیکہ تم اعتکاف میں ہو'' (۲۴۵)۔
اس آیت میں اعتکاف شرعی معنوں میں مستعمل ہے۔ اس آیت میں رمضان کے اعتکاف کا ذکر ہے۔

۱۲۔۵۔۲۔۲۔۴ اعتکاف کی قضا کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو صبح کی نماز پڑھتے پھر جائے اعتکاف میں بیٹھتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے خیمہ لگانے کا حکم دیا اور خیمہ لگا دیا گیا اور آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا۔ پھر جب ازواج نے بھی خیمے لگانے کا حکم دیا اور ان کے خیمے بھی لگا دیئے گئے ۔ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ چکے تو سب خیموں کو دیکھا اور فرمایا کیا انہوں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے خیمے کو کھولنے کا حکم دیا وہ کھول دیا گیا۔ اور رمضان میں اعتکاف ترک کر دیا۔ پھر شوال کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا (۲۴۶)۔

اس حدیث سے یہ فقہی مسائل اخذ کیے جاسکتے ہیں:

- عورت کا اعتکاف کرنا درست ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اعتکاف کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

- دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ مرد کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی کو بلا اجازت اعتکاف سے منع کردے۔ اگر کوئی شخص اعتکاف شروع کرے پھر اسے قطع کردے تو پھر اس پر واجب ہوگا۔ جیسے عمرہ اصل میں واجب نہ تھا مگر رکاوٹ کے باعث اسے قطع کرنا پڑا تو حضور نے صحابہؓ سمیت اسے قضا فرمایا تھا۔

امام اُبوحنیفہؒ نے اعتکاف کو سنت مؤکدہ علی الکفایۃ (اخر رمضان میں) قرار دیا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ نے اعتکاف نہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکیر نہیں فرمائی۔

۱۳۔۵۔۲۔۲۔۴ اعتکاف کی حالت میں بیوی سے کنگھی کروانے اور سر دھلوانے کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں بیٹھتے تو اپنا سر مبارک میرے قریب کرتے میں اس میں کنگی کرتی۔ آپ ﷺ انسانی حاجت کے علاوہ کاشانہ اقدس میں تشریف نہ لاتے تھے (۲۴۷)۔

معتکف ضروری حاجات مثلاً بول وبراز کے لئے گھر آسکتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں معتکف ہوتے تو حجرہ کے دروازے وغیرہ سے اپنا سر میری طرف کرتے۔ اور میں اسے دھو دیتی۔ مسدود نے کہا کہ میں ماہواری کے دنوں میں آپ ﷺ کو اسطرح کنگھی کر دیتی (۲۴۸)۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بدن کی صفائی، کنگھی، ناخن کاٹنا یا کٹوانا، سر منڈوانا، کتروانا اس حال میں جائز ہے بشرطیکہ بدن کا کچھ حصہ مسجد کے اندر ہو۔ خروج کے معنٰی پاؤں مسجد سے نکال کر ان پر کھڑے ہو جانا یا کسی طرح سے سارا جسم مسجد سے خارج کر دینا۔

۱۴۔۵۔۲۔۲۔۴ معتکف بیمار کی عیادت کرسکتا ہے:

ترجمہ: حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب اعتکاف

میں بیٹھتیں تو چلتے چلتے ہی مریض کی عیادت فرما لیتی تھیں۔ وہ رکتی نہ تھیں (۲۴۹)۔

اس سے یہ فقہی نکتہ اخذ کیا جا تا سکتا ہے کہ معتکف چلتے چلتے اگر راستے میں کوئی بیمار ہوتو اس کی عیادت کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل تھا۔

۴-۲-۲-۵-۱۵ اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں:

''روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ہے'' (۲۵۰)۔

اس بارے میں اختلاف ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اعتکاف واجب ہے نذر کا ہے یا نفلی ہے۔

- مالکیوں کے نزدیک ہر قسم کے اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ خواہ نذر کا اعتکاف ہو یا نفلی۔
- حنفیوں کے نزدیک اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے۔ لیکن نفلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہاں اگر اس نے نذر مانی ہو کہ روزہ رکھ کر اعتکاف کرے گا تو پھر روزہ ضروری ہے۔

سید بن منصور نے ابو سہل سے روایت کیا ہے ابو سہل بیان کرتے ہیں کہ میرے خاندان کی ایک عورت کے ذمہ اعتکاف تھا یعنی اس نے اعتکاف کی نذر مانی تھی لہٰذا میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے اس بارے میں پوچھا۔ آپؒ نے فرمایا اس پر روزے رکھنے واجب نہیں ہیں۔ البتہ اگر اس نے روزوں کی نذر مانی ہے پھر رکھنے ہوں گے (۲۵۱)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس ارشاد سے مراد واجب اور نذر جس میں روزے کی منت مانی ہو مراد ہے۔

۴-۲-۲-۵-۱۶ مستحاضہ کے اعتکاف کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج میں سے ایک نے اعتکاف کیا تو وہ زرد یا سرخ رنگ (کا خون) دیکھتی تھی۔ پس ہم اس کے نیچے طشت رکھتے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہی ہوتی تھیں (۲۵۲)۔

دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے یہ ام سلمہؓ تھیں۔ استحاضہ سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ اور زیادہ خون آ جانا ایک عذر ہے جس سے نماز بھی متاثر نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب۔

۱۷۔۵۔۲۔۲۔۴ فرض روزوں کی قضا:

ترجمہ: حضرت أبوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا مجھ پر رمضان المبارک کے روزوں کی قضا ہوئی۔ پس مجھ میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہوتی حتی کہ شعبان آجاتا (۲۵۳)۔

اس سے ثابت ہوا کہ فرض روزوں کی قضا اگر بامر مجبوری نہ کرسکیں تو اگلا رمضان آنے سے پہلے تک کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزوں کی قضا نہیں کرسکتی تھیں کہ وہ رسولؐ کے حق کی ادائیگی میں مصروف ہوتی تھیں۔

۱۸۔۵۔۲۔۲۔۴ نفلی روزوں کی قضا اور بلا عذر توڑنے کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں روزے سے ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے پھر ہمارے پاس کچھ ہدیہ آیا اور کچھ مہمان آگئے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کچھ ہدیہ آیا اور کچھ مہمان آگئے اور میں نے اس میں سے کچھ آپ کے لئے چھپا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہے اس کو لے آؤ۔ میں اس کو لے آئی آپ ﷺ نے اسے کھالیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے صبح روزے کے ساتھ کی تھی طلحہ بیان کرتے ہیں میں نے یہ حدیث اسی سند کے ساتھ مجاہد سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے مال سے صدقہ نکالے اب اس کی مرضی ہے دے یا رہنے دے (۲۵۴)۔

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ زوال سے پہلے پہلے دن میں نفلی روزے کی نیت کرلی تو صحیح ہے۔ دوسری بات نفلی روزے کو توڑا جاسکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نفلی روزہ کو توڑنے کی قضا ہے یا نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت اس بات کی وضاحت کرتی ہے۔ بیان کرتی ہیں:

''میں اور حضرت حفصہؓ روزے سے تھیں ہمارے پاس ایک کھانا آیا جسے کھانے کے لئے ہمارا جی چاہا۔ ہم نے اس سے کچھ کھالیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ یہ واقعہ بیان کرنے میں حضرت حفصہؓ نے مجھ سے سبقت کی۔ اور آخر وہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ ہم دونوں روزے سے تھیں

ہمارے پاس کھانا آیا۔اسے کھانے کے لئے ہمارا جی چاہا۔اور ہم نے اس میں سے کچھ کھالیا۔آپ ﷺ نے فرمایاتم دونوں اس روزے کے بدلے ایک روزہ رکھلو(۲۵۵)۔

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ اگر نفلی روزہ توڑا جائے تو قضا کرلی جائے۔

۴۔۲۔۲۔۵۔۱۸۔۱ نفلی روزے کی قضا میں مذاہب:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے:

امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک:

نفلی روزے کو توڑنا جائز ہے۔اور اس کی قضا واجب نہیں کیونکہ نفل کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار انسان کو ہے اگر قضا کرے تو مستحب ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک:

نفل کے شروع کرنے میں انسان کو اختیار ہے شروع کرے یا نہ کرے۔لیکن شروع کرنے کے بعد بعد اس کا پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اعمال باطل کرنے سے منع فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:

''اپنے اعمال باطل نہ کرو''۔

نفل شروع کرنے کے بعد اگر قضا نہیں کی تو وہ عمل باطل ہوجائے گا۔اس لیے نوافل کی قضا نہ کرنا حرام اور قضا کرنا فرض ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلی روایت میں یہ تصریح نہیں کہ آنحضور ﷺ نے قضا کی۔ اگر بالفرض آپ ﷺ نے قضا نہیں کی تو یہ آپ کی خصوصیت تھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں قضا کی تصریح ملتی ہے۔

۴۔۲۔۲۔۵۔۱۹ میت کے روزوں کی قضا

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے(۲۵۶)۔

اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کا ولی کھانا کھلا کر اس تدارک کرے۔گویا یہ اس کی طرف سے روزہ ہوگا۔یہ حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو رمضان میں بیمار ہو اور بیماری کے باعث روزہ نہ رکھ سکے پھر

جب رمضان گزر جائے اور وہ مرض سے شفایاب ہو جائے اور عدۃ میں اُیام اُخر کو پالے مگر پھر بھی روزہ نہ رکھے یعنی قضا نہ کرے تو موت کی صورت میں اس کا ولی اس کی طرف سے کھانا کھلائے ولی کو اس کی طرف سے بطور قضا روزہ رکھنا جائز نہیں اور اگر اس نے نذر مانی پھر اسے موت آگئی اور اسے اپنی نذر کا پتہ نہ رہا تو ولی اس کی طرف سے نذر کی قضا کا روزہ رکھے۔ پس روزہ رکھنا نذر کے ساتھ خاص ہوا۔ اور رمضان کا روزہ صرف اطعام ہی سے ادا ہوگا۔ یہ داؤد کا قول ہے (۲۵۷)۔

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کی طرف سے روزہ نہیں رکھا جاسکتا، اِمام مالک، اُبوحنیفہ اور شافعی کا یہی مذہب ہے۔

اِمام شافعی کے قول جدید کے مطابق اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مرنے والے کا ولی کوئی ایسا کام کرے جو صوم کے قائم مقام ہو اور وہ اطعام ہے اس کی نظیر رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے کہ:

مٹی مومن کا وضو ہے یعنی وضو کا قائم مقام ہے جبکہ وہ پانی نہ پائے۔

پس اس حدیث میں بدل کو مبدل کا نام دیا گیا ہے اس طرح یہاں بھی ہے کہ ایسا فعل جو صوم کا قائم مقام ہے اسے صوم کا نام دیا گیا ہے۔

ابن عباس سے ایک آدمی کے متعلق مروی ہے جو مر گیا تھا اور اس کے ذمہ روزے تھے انہوں نے کہا اس کی طرف سے تیس مساکین کو کھانا کھلایا جائے (۲۵۸)۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے:

''کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا'' (۲۵۹)۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے:

''جو شخص مر گیا ہو اور اس کے ذمہ رمضان کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے'' (۲۶۰)۔

اگر نذر کی منت مانی تھی تو روزہ رکھ سکتا ہے ابن عباسؓ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ان کی طرف سے روزے رکھو'' (۲۶۱)۔

۲۰۔۵۔۲۔۲۔۴ عید کے ایام میں روزہ رکھنے کی حرمت

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاٗضحیٰ

دودن کے روزوں سے منع فرمایا ہے'' (۲۶۲)۔

عیدالفطر اور عیدالأضحیٰ کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ خواہ نفلی ہو یا کفارہ یا نذر اس بات پر علماء کا اجماع ہے۔ اگر کسی شخص نے بالخصوص عیدالفطر یا عیدالأضحیٰ کے روزے کی نیت کی تو امام أبوحنیفہ کے نزدیک نذر ہو جائے گی۔ اور اس کی قضا لازم ہوگی۔ جبکہ امام شافعی اور دیگر ائمہ کے نزدیک نذر ہی منعقد نہ ہوگی۔ اگر کسی شخص نے پیر کے دن کے روزے کی نذر مانی اور اس دن عید ہوگئی تو اس دن روزہ رکھنا بالاجماع جائز نہیں۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اس روزے کی قضا لازم ہے (۲۶۳)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ عیدین پر روزہ رکھنا منع ہے۔

۲۱۔۵۔۲۔۲۔۴ تفردات حضرت عائشہ صدیقہؓ

۱۔۲۱۔۵۔۲۔۲۔۴ روزہ دار کے لئے اپنی اہلیہ کا بوسہ لینے کی رخصت:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کی حالت میں اپنی بعض ازواج مطہرات کا بوسہ لیتے تھے پھر وہ تبسم ریز ہوئیں (۲۶۴)۔

ایک روایت میں ہے:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا بوسہ لینے کے لئے جھکے تو میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا میرا بھی روزہ ہے۔ اور یہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے میرا بوسہ لیا (۲۶۵)۔

ایک دفعہ فرمایا:

رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے اور بغل گیر ہوتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر قوت (کنٹرول) حاصل تھی (۲۶۶)۔

لفظ اَرَبْ اور اِرْبْ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی نفس کی خواہش اور حاجت، اور ارب عضو مخصوص کو بھی کہتے ہیں۔

مالکیہ کے نزدیک صائم کے لئے بوس و کنار مکروہ ہیں۔ دلیل کے طور پر آیت پیش کرتے ہیں ﴿فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ﴾ اس آیت میں دن کے وقت مباشرت سے روکا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

شریعت کو بیان کرنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے آپ ﷺ نے دن کو مباشرت یعنی بوس وکنار کو مباح ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ آیت میں مباشرت سے مراد جماع ہے۔

۴۔۲۔۲۔۵۔۲۲ استدرکات عائشہؓ علی الصحابہؓ:

۴۔۲۔۲۔۵۔۲۲۔۱ حالت جنابت میں روزہ رکھنے کا جواز:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وظیفہ زوجیت کیوجہ سے نہ کہ بسبب احتلام رمضان المبارک میں جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر روزہ رکھ لیتے (۲۶۷)۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے فرمایا میں اور میرے والد ماجد مروان بن حکم کے پاس تھے۔ مروان اس وقت مدینہ طیبہ کا امیر تھا۔ اسے بتایا گیا کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جس نے حالت جنابت میں صبح کی وہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ مروان نے کہا اے عبدالرحمٰن! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ کی خدمت میں ضرور جاؤ گے اور ان سے اس مسئلہ کے متعلق ضرور پوچھو گے۔ عبدالرحمٰن روانہ ہو گئے۔ میں بھی ان کی رفاقت میں تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بتایا گیا کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس نے حالت جنابت میں صبح کی وہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ اُم المؤمنین نے فرمایا: حقیقت اس طرح نہیں جسطرح حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے۔ اے عبدالرحمٰن کیا تم اس مبارک فعل سے روگردانی کرو گے جو حضور ﷺ کا معمول تھا۔ عبدالرحمٰن نے عرض کیا نہیں قسم بخدا! اُم المؤمنین گویا ہوئیں میں نبی محترم پر گواہی دیتی ہوں کہ آپ ﷺ وظیفہ زوجیت کیوجہ سے نہ کہ بسبب احتلام حالت جنابت میں صبح کرتے تھے پھر اس دن آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا پھر ہم وہاں سے نکلے حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضری دی ان سے یہی بات کی انہوں نے بھی اسطرح فرمایا جسطرح اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا تھا۔ پھر ہم وہاں سے نکل کر مروان کے پاس آئے۔ عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُم المؤمنین اُم سلمہؓ کے فرامین اسے بتائے۔ مروان نے کہا اے اُبومحمد میں تمہیں قسم دیتا ہوں تم ضرور جاؤ میرے سواری پر سوار ہو گئے وہ دروازہ کے ساتھ بندھی ہوئی ہے تم ضرور اُبوہریرہؓ کی خدمت میں جاؤ گے وہ مقام عتیق میں اپنی زمین میں ہیں اور تم ضرور

انہیں اس مسئلہ سے آگاہ کرو گے۔ عبدالرحمٰن سواری پر سوار ہوئے میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا۔ ہم حضرت ابو ہریرہؓ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ کچھ دیر عبدالرحمٰن ان سے محو گفتگو رہے۔ پھر انہیں حضرت عائشہؓ اور حضرت اُم سلمہؓ کے فرامین سنائے انہوں نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں۔ مجھے ایک خبر دینے والے نے بتایا تھا (۲٦٨)۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُم سلمہؓ کی روایت سنی کہ رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں صبح اٹھتے اور روزے کی نیت کر لیتے تھے۔ تو انہوں نے رجوع کر لیا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُم سلمہؓ کی روایت قرآن حکیم کے مطابق ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اب اپنی بیویوں سے عمل ازدواج کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو اولاد مقرر کر دی ہے اس کو تلاش کرو اور کھاتے پیتے رہو حتی کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ یعنی فجر ہو جائے'' (٢٦٩)۔

جب طلوع فجر تک عمل ازدواج میں مشغول رہنا جائز ہے تو حال جنابت میں روزے کی نیت کرنا بھی جائز ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جبکہ وہ دروازے پر کھڑا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں صبح کو جنبی ہوتا ہوں۔ اور روزے کا ارادہ ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی صبح کو جنبی ہوتا ہوں اور روزے کا ارادہ رکھتا ہوں بس غسل کر کے روزہ رکھ لیتا ہوں اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے جیسے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا اور فرمایا واللہ مجھے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہوں۔ اور جو اعمال کرتا ہوں ان کا تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں (٢٧٠)۔

اس حدیث شریعت سے ثابت ہو گیا کہ صیام کی فجر کے وقت جنابت ہونا کسی کے روزے کو مضر نہیں نہ رسول اللہ ﷺ کے لئے نہ آپ کی امت کے لئے۔ اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ خدا کی مشیت خود ساختہ پابندیوں میں نہیں بلکہ اتباع رسول ﷺ میں ہے۔

۴۔۲۔۳ زکوٰۃ

۴۔۲۔۳۔۱ زکوٰۃ کے لغوی معنٰی:

زکوٰۃ کا لفظ زکا سے مشتق ہے۔

لغت میں زکوٰۃ کے معنٰی پاکیزگی، بڑھنا اور برکت کے ہیں (۲۷۱)۔

۴۔۲۔۳۔۲ زکوٰۃ کے اصطلاحی معنٰی:

سال گزرنے کے بعد نصاب معین سے ایک حصہ غیر ہاشمی فقیر کو نیت زکوٰۃ سے دینا (۲۷۲)۔

۴۔۲۔۳۔۳ فرضیت زکوٰۃ قرآن کی روشنی میں:

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ یہ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی۔

ارشاد باری تعالٰی ہے:

ترجمہ: ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو'' (۲۷۳)۔

یہ آیت چھ سورتوں میں مذکور ہے۔

ترجمہ: ''پس قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ'' (۲۷۴)۔

اِن تمام آیات میں اٰتوا الزکوٰۃ امر ہے جو وجوب کے لئے ہے جس سے فرضیت قطعی طور پر ثابت ہے۔

۴۔۲۔۳۔۴ فرضیت زکوٰۃ حدیث کی روشنی میں:

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذؓ کو یمن بھیجا اور فرمایا، تم انہیں یہ شہادت دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ اس کو مان لیں تو انہیں یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالٰی نے ان دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اطاعت کریں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو دی جائے گی (۲۷۵)۔

اس حدیث سے زکواۃ کی فرضیت واضح ہوتی ہے۔ زکوٰۃ ہر صاحب استطاعت پر فرض کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کو مالداروں سے لیکر غریبوں میں تقسیم کرنے کا حکم ہے تا کہ غریب اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکیں۔

حضرت اُبوایوب اُنصاری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ فرمایا تو لوگوں نے کہا اسے کیا ہوگیا اسے کیا ہوگیا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے اس سوال کی حاجت ہے۔ اللہ کی عبادت کر اس حال میں کہ اس کا کسی کو شریک مت کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دیتے رہنا اور صلہ رحمی کرتے رہنا (۲۷۶)۔

اس حدیث سے بھی زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جیسے کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ فرمایا اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرا۔ اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کا روزہ رکھ (۲۷۷)۔

حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا جب رسول ﷺ کا وصال ہوگیا اور ابو بکر خلیفہ ہوئے اور اہل عرب میں سے کچھ نے کفر کیا تو عمرؓ نے فرمایا آپ لوگوں سے کیسے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھ لیں۔ جس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا اس نے اپنا مال اپنی جان محفوظ کر لی مگر اسلام کے حق کی وجہ سے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ حضرت ابو بکر نے کہا جو نماز اور زکواۃ میں فرق کرلے گا اس سے ضرور لڑوں گا۔ زکوٰۃ حق مال ہے۔ حضور ﷺ کو اگر بکری کا چھوٹا سا بچہ بھی زکوٰۃ میں دیتے تھے اگر اس کے بھی دینے سے انکار کریں گے تو ان سے ضرور لڑوں گا (۲۷۸)۔

یہ تمام احادیث مبارکہ فرضیت زکوٰۃ پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۔۲۔۳۔۵ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۴۔۲۔۳۔۵۔۱ یتیموں کے اُموال میں زکوٰۃ:

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں اور میرا بھائی اُم المؤمنین کے زیر کفالت تھے۔ ہم یتیم تھے اور اُن کی آغوش محبت میں تھے وہ ہمارے اموال سے زکوٰۃ نکالا کرتی تھیں (۲۷۹)۔

نابالغ پر زکوٰۃ نہیں جیسا کہ ان کی دوسری روایت سے ظاہر ہے فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے حتی کہ بیدار ہوجائے۔ بچہ سے حتی کہ بالغ ہوجائے اور مجنون سے حتی کہ اس کی عقل صحیح ہوجائے'' (۲۸۰)۔

اس طرح بظاہر دونوں روایتوں میں تضاد نظر آتا ہے مگر وہ جن یتیم بچوں کے اموال میں سے زکوٰۃ نکالتی تھیں انہیں تجارت میں لگاتی تھیں۔

اس کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ان یتیموں کے اموال جوان کی آغوش محبت میں ہوتے تھے ایسے شخص کو دیتی تھیں جوان کے لئے تجارت کرتا تھا (۲۸۱)۔

لٰہذا ثابت ہوگیا کہ نابالغ کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر اس مال کو تجارت میں لگایا جائے تو زکوٰۃ دینی چاہیے۔لٰہذا روایتوں میں کوئی تضاد باقی نہ رہا۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں:

''یتیموں کے اموال میں سے زکوٰۃ دو'' (۲۸۲)۔

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ تجارت میں مال لگایا ہے تو زکوٰۃ دو۔

احناف کے نزدیک نابالغ کی زمین پر عشر واجب ہے اور اس کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ عشر کا تعلق زمین کی پیداوار سے ہے اور اس میں عبادت کی ثانوی حیثیت ہے اور زکوٰۃ اصالۃً عبادت ہے اور نابالغ عبادت کا مکلف نہیں ہے۔ امام مالک، شافعی اور امام احمد کے نزدیک یتیم کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے (۲۸۳)۔

۲۔۵۔۳۔۲۔۴ زیورات پر زکوٰۃ ہے:

عبداللہ بن شداد نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی زوجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میرے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھیاں دیکھیں تو فرمایا اے عائشہؓ! یہ کیا ہے؟ پس میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ بنوائی ہیں تاکہ آپ کی خاطر زینت کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ یا کوئی اور لفظ بولا جو اللہ نے چاہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے لئے جہنم کے عذاب کے لئے کافی ہیں (۲۸۴)۔

اس کی تائید اُم سلمہؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

اُم سلمہؓ فرماتی ہیں:

''میں نے سونے کی ہنسلیاں پہنی تھیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ بھی کنز ہے؟ فرمایا جو نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور تو اس کی زکوٰۃ دے دے تو وہ کنز نہیں ہے'' (۲۸۵)۔

ایک اور روایت اس کی تصدیق کرتی ہے۔

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ایک عورت اپنی صاحبزادی کو لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اسکی صاحبزادی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کڑے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے عوض تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے۔ پس اس نے کڑوں کو نکال کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ڈال دیا اور کہا یہ دونوں اللہ اور رسول ﷺ کے لئے ہیں'' (۲۸۶)۔

ان تینوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زیور کی زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ نصاب کو پہنچ جائے اگر نصاب سے کم ہو تو زکوٰۃ نہیں ہے۔

اِمام اَبوحنیفہؒ سونے' چاندی کے زیورات پر اگر وہ بقدر نصاب ہوں زکوٰۃ فرض ہونے کے قائل ہیں اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ اور اِمام اَحمد بن حنبلؒ کے نزدیک زیورات پر زکوٰۃ صرف اس صورت میں فرض ہے جب وہ تجارت کے لئے ہوں۔ یا مال کو محفوظ کرنے کے لئے بنائے گئے ہوں لیکن جو زیورات صرف استعمال اور آرائش کیلئے ہوں ان آئمہ کرام کے نزدیک ان پر واجب نہیں ہے (۲۸۷)۔

اِمام شافعیؒ نے اس مسئلہ میں استخارہ کیا کہ عورت کے زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے (۲۸۸)۔

۳۔۵۔۳۔۲۔۴ عورت کو شوہر کے مال سے صدقے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کے طعام سے اس کو خراب کیے بغیر خرچ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا اجر ملے گا اور اس کے شوہر کو کمانے کا اور خازن کو اتنا ہی اجر ملے گا اور کسی کو اجر ملنے سے دوسرے کا اجر کم نہیں ہوگا (۲۸۹)۔

خاوند کو کمانے کی وجہ سے عورت کو اللہ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا۔ گویا عورت اپنے خاوند کی کمائی

میں صدقہ کر سکتی ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

خادم اور بیوی مالک اور شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہیں کر سکتے۔اجازت کی دو قسمیں ہیں ایک صریح مثلاً یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کو اتنی چیز دے دو۔اور ایک اجازت عرفی مثلاً خادم یا بیوی کو معلوم ہو کہ معمولی مقدار مثلاً ایک روٹی یا اس کے برابر کسی فقیر کو دے دینے سے مالک یا شوہر کو ناراضگی نہیں ہوتی تو اتنی مقدار میں دینا جائز ہے اور ان روایات میں جو ذکر ہے کہ شوہر یا مالک کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے سے آدھا اجر مل جاتا ہے اس سے مراد صریح اجازت اگر چہ نہ ہو لیکن عرفی اجازت حاصل ہو۔اور اگر مطلقاً اجازت نہ ہو تو پھر صدقہ کرنا جائز نہیں ہے(۲۹۰)۔

۴۔۵۔۳۔۲۔۴ میت کی طرف سے ایصال ثواب کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہﷺ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں جس کی وجہ سے وصیت نہیں کر سکیں۔میرا گمان ہے کہ اگر وہ بولتیں تو صدقہ کرتی اگر میں انکی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اجر ملے گا آپﷺ نے فرمایا ہاں(۲۹۱)۔

فوت شدہ لوگوں کے لئے عبادات کا ثواب پہنچانا جائز ہے۔عبادات مالیہ کے ایصال ثواب میں آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے البتہ عبادات بدنیہ کے ایصال ثواب میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب پہنچانا جائز ہے۔امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے عبادات بدنیہ میں دو قول ہیں اور معتزلہ کسی چیز کے ایصال ثواب کے قائل نہیں۔ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

ترجمہ: ''انسان کو اسی کی کوشش کا اجر ملتا ہے''(۲۹۲)۔

یعنی ایک انسان کے عمل کا اجر دوسرے انسان کو نہیں ملتا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

اس آیت کا حکم قرآن مجید کی دوسری آیت سے منسوخ ہے۔

ترجمہ: ''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد

ان سے ملا دی'' (۲۹۳)۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کی نیکیوں کے سبب اولاد بھی جنت میں چلی جائے گی۔ حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ اس آیت سے پہلے صحف ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اس لئے یہ حکم ان کی امتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ رہی یہ امت تو اس کو اپنی سعی کا اجر بھی ملے گا اور اس کے لئے سعی کریں گے اس کا اجر بھی ملے گا۔

اس حدیث سے یہ نقطہ نکلتا ہے کہ جسطرح ایک آدمی اپنی طرف سے صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ثواب وصلہ کی امید کر سکتا ہے اسی طرح اگر کسی مرنے والے کیطرف سے صدقہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اور صلہ اس کے مرنے والے کو عطا فرمائے گا پس مرنے والوں کی خدمت اور ان کے ساتھ ہمدردی اور احسان کا ایک طریقہ ان کے لئے دعا واستغفار کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ کیا جائے۔ یا ان کی طرف سے دوسرے اعمال خیر کر کے ان کو ثواب پہنچایا جائے۔

علامہ ربیع بن انس اور علامہ ثعلبی نے فرمایا:

اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہیں اور کافروں کو صرف ان کی سعی کا اجر ملتا ہے اور وہ بھی صرف دنیا میں۔ آخرت میں ان کے لئے کوئی چیز نہیں۔

علامہ حسین بن فضل نے کہا:

اس آیت میں دوسروں کی سعی سے جس اجر کی نفی ہے وہ بطریق عدل ہے اور جس اجر کا ثبوت ہے وہ فضل کا تقاضا ہے۔

علامہ ابوبکر وراق نے کہا:

اس آیت میں سعی نیت کے معنی میں ہے۔ یعنی انسان کو صرف اپنی نیت کا اجر ملتا ہے۔ اس آیت میں ''لام'' بمعنی ''علی'' ہے یعنی انسان کو صرف اس کے عمل سے گناہ ہوتا ہے دوسروں کے عمل کا وبال اس پر نہیں۔

علامہ زعفرانی نے کہا:

اس آیت میں سعی سے مراد عام ہے انسان نے بنفسہ سعی کی ہو یا سعی کا سبب فراہم کیا ہو مثلاً جس انسان کی اولاد، دوست احباب اور ملنے والے اس کے لئے دعا کرتے اور استغفار کرتے ہیں تو یہ بھی اس کی

سعی کا سبب ہے کیونکہ وہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرتا ہے، قرابت داروں اور ملنے جلنے والوں سے ایسا حسن سلوک کرتا ہے جس کی بناء پر وہ اس کے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں گویا اس دعا اور استغفار کا سبب اس شخص کی سعی سے قائم ہوا (۲۹۴)۔

۵۔۵۔۳۔۲۔۴ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا عذاب:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مال زکوٰۃ جب دوسرے مال سے مخلوط ہوگا اس کو تباہ کر دے گا (۲۹۵)۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی پر زکوٰۃ واجب ہوا اور وہ اس کو ادا نہ کرے تو بے برکتی سے اس کا باقی مال بھی تباہ ہو جائے گا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک غنی آدمی (جو زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے) غلط طریقے پر زکوٰۃ وصول کرے تو یہ زکوٰۃ اس کے باقی مال میں شامل ہو کر اس کو بھی تباہ کر دے گی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ زکوٰۃ ضرور ادا کرنی چاہیے ورنہ زکوٰۃ نہ ادا کرنے سے انسان مصیبت میں مبتلا ہوگا۔

۶۔۳۔۲۔۴ تفردات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

۱۔۶۔۳۔۲۔۴ تھوڑے صدقے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

''آگ سے بچو اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو'' (۲۹۶)۔

اس حدیث سے یہ مسائل اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ صدقہ عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

۲۔ صدقہ جہنم کے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ ہے تو دنیا کی چھوٹی مصیبتوں کا درجہ ادنی بچاؤ ہوگا اور علاج ہوگا۔

۳۔ صدقہ جتنی استطاعت ہو اتنا ہی دینا چاہیے۔

۴۔ کم از کم صدقہ بھی دیا جاسکتا ہے جیسے شق تمرۃ۔

۵۔ اللہ کی شان کریمی ہے کہ معمولی صدقہ بھی قبول کرتا ہے۔

۶۔ شریعت کے احکام اور شریعت سہل ترین ہے۔
اگر تھوڑی توفیق ہو تو تھوڑا بھی قبول کیا جاتا ہے۔
تھوڑے صدقے کی فضیلت میں ارشاد ربانی ہے:
ترجمہ: ''جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا'' (۲۹۷)۔
حدیث سے یہ فقہی نقطہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ معمولی مقدار کا صدقہ بھی جائز ہے اور چیز کی کمی کے باعث صدقہ کرنے سے نہ رکے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ذرہ کے برابر نیکی بھی مقبول ہو جاتی ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کا ثبوت اپنے عمل سے پیش کیا فرماتی ہیں۔
''ایک عورت سوال کرنے کے لئے آئی اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں پایا۔ میں نے وہ کھجور اسے دے دی اس نے اسے دو بچیوں میں تقسیم کر دیا اور اس نے اس میں سے کچھ نہ کھایا پھر اٹھی اور چلی گئی اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے حضور ﷺ کو یہ واقعہ بتایا تو فرمایا جو ان بچیوں سے آزمایا جائے تو یہ بچیاں اس کے لئے جہنم کی آڑ ہوں گی'' (۲۹۸)۔

۲۔۶۔۳۔۲۔۴ آنحضور ﷺ کے لئے ہدیہ کا جواز:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ کے پاس صدقہ کا گوشت آیا وہ اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئی آپ ﷺ نے فرمایا بے شک یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے'' (۲۹۹)۔

دوسری روایت میں ہے:

''حضرت بریرۃ وہ صدقہ کا گوشت نبی کریم ﷺ کو بطور ہدیہ دیتی'' (۳۰۰)۔

اس حدیث سے یہ فقہی نکتہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ہدیہ آنحضور ﷺ اور بنی ہاشم کے لئے جائز ہے۔ اگر مستحق کو صدقہ کا مال ملے اور وہ اپنی طرف سے غیر مستحق کو ہدیۃً پیش کرے تو اس غیر مستحق کو اس کا لینا جائز ہوگا۔ یعنی اس کی حیثیت بدل جائیگی۔ حضرت بریرہؓ کو جو صدقہ دیا جاتا تھا وہ بحیثیت صدقہ نبی کریم ﷺ کے لئے جائز نہ تھا لیکن جب حضرت بریرہؓ نے وہی مال نبی کریم ﷺ کو ہدیۃً دیا تو مالک کی تبدیلی سے اس چیز کا حکم تبدیل ہو گیا اب آپ ﷺ کے لئے اس کا استعمال جائز ہو گیا۔

۱۔۲۔۶۔۳۔۲۔۴ ملکیت کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے:

فقہاء نے اس حدیث سے حیلہ اسقاط کا نقطہ اخذ کیا ہے کہ جب ایک رقم کو بار بار مختلف لوگ مختلف اشخاص کو دیتے ہیں تو اس میں تعدد آ جاتا ہے۔ مساجد اور مدارس میں اس حیلہ سے زکوٰۃ کی رقم لگائی جاسکتی ہے مثلاً ایک شخص اپنی زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو دے دے تو وہ شخص اس رقم کو اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ کو ہدیۃً دے سکتا ہے اور مسجد یا مدرسہ میں وہی رقم لگائی جاسکتی ہے۔

۳۔۶۔۳۔۲۔۴ صدقہ شمار نہ کرنے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک سوالی نے ان سے کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے خادم کو اسے دینے کا حکم دیا۔ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''گن گن کر نہ رکھو ورنہ تجھے گن گن کر دیا جائے گا'' (۳۰۱)۔

دوسری روایت ہے:

حضرت بریرہ کا نام آیا ہے کہ حضرت بریرہ سے کہا کہ اس کی واپسی کا انتظار کر۔ تو آنحضور ﷺ نے یوں جواب دیا (۳۰۲)۔

اس حدیث سے یہ فقہی نکتہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اہل خانہ کو نیکی میں خرچ کرنے کی عام اجازت ہے۔ اللہ کے راستہ میں بے دریغ خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جتنا زیادہ خرچ کرو گے اتنا زیادہ اللہ دے گا باقی اہل خانہ کے لئے اجازت کی ضرورت ہے خواہ صراحۃً ہو یا عرفاً ہو۔

۴۔۲۔۴ حج

۴۔۲۔۴۔۱ حج کے لغوی معنیٰ:

لغت میں میں حج کسی شے کی طرف قصد کرنے کو کہتے ہیں (۳۰۳)۔

۴۔۲۔۴۔۲ حج کے اصطلاحی معنیٰ:

شرعی اصطلاح میں اس سے وہ خاص اعمال مراد ہیں جو مخصوص ایام میں ایک خاص جگہ اور خاص طریقے سے ادا کئے جائیں (۳۰۴)۔

۴۔۲۔۴۔۳ فرضیت حج قرآن کی روشنی میں:

حج زندگی میں ایک بار ایک شخص پر مرد ہو یا عورت فرض ہے (جو اس کی استطاعت رکھتا ہو) اس کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

ترجمہ: ''اور لوگوں پر اللہ کا حق (فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے'' (۳۰۵)۔

ترجمہ: ''اور لوگوں کے لئے اعلان کردو کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور (دراز) راستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں'' (۳۰۶)۔

قرآن کریم کی ان آیات سے حج کی فرضیت اور اہمیت واضح ہوتی ہے یعنی جو حسب استطاعت ہو وہ بیت اللہ کا حج کرے جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو اس کا معاملہ اللہ کے ہاں بہت بُرا ہے۔

۴۔۲۔۴۔۴ فرضیت حج حدیث کی روشنی میں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ فضل رسول ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی۔ فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیتے تھے۔ اس نے عرض کیا اللہ کا اس کے بندوں پر فریضہ حج ایسے وقت میں آیا کہ میرے باپ بہت بوڑھے ہیں، سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں فرمایا کرسکتی ہو(۳۰۷)۔

اس حدیث سے حج کا وجوب ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کونسا عمل افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا اس کے بعد کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا پھر کونسا آپ ﷺ نے فرمایا حج مقبول (۳۰۸)۔

حج ایک فرض عبادت ہے جس طرح نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اس طرح صاحب استطاعت لوگوں سے حج کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے حج کیوں نہ کیا۔

۵۔۴۔۲۔۴ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۱۔۵۔۴۔۲۔۴ طواف قدوم:

محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے عروہ سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے بتایا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مجھے خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ آئے تو سب سے پہلے وضو کیا پھر طواف فرمایا(۳۰۹)۔

حدیث سے ثابت ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ مکہ آتے پہلے وضو کر کے طواف قدوم کرتے۔

☆۔ جمہور کے نزدیک طواف قدوم فرض ہے۔

☆۔ اِمام اُبوحنیفہ کے نزدیک سنت ہے۔

☆۔ اِمام شافعی فرماتے ہیں یہ تحیۃ المسجد کی طرح ہے(۳۱۰)۔

۲۔۵۔۴۔۲۔۴ طواف افاضہ کے بعد حائضہ کو طواف وداع کی رخصت:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ اُم المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہوگیا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اس بات کا یعنی انہیں حیض شروع ہوجانے کا ذکر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا یہ اب ہمیں روانگی سے روکے گی؟ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں اس کے بعد حیض شروع ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہمیں جانے سے نہیں روکے گی'' (۳۱۱)۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ طواف وداع ہر حاجی پر واجب ہے۔ لیکن حائضہ عورت سے ساقط ہو جاتا ہے اگر وہ طواف افاضہ کر چکی ہو اگر اس نے طواف افاضہ نہ کیا ہو تو اس کو رکنا پڑے گا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ طواف کے ترک کر دینے کی بناء پر دم لازم نہیں آتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب وہ کوچ کر سکتی ہے۔ لیکن آپ نے فدیہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ لہٰذا ایسی عورت پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔

طواف افاضہ کیے بغیر چارہ نہیں اور کسی نے طواف نہ کیا تو اسے رکنا پڑے گا۔ اگر وہ حلال ہونے کی نیت سے احرام کھول دے تب بھی حلال نہیں ہوگی جب تک حج اور عمرہ جس کی نیت ہو پورا نہ کرے۔ لہٰذا حائضہ بھی اگر طواف افاضہ کیے بغیر مکہ سے چلی جائے تو اس کا احرام اس وقت کھلے گا اور وہ اس وقت حلال ہوگی جب لوٹ کر مکہ جائے اور بیت اللہ کا طواف افاضہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ کیا وہ اب ہمیں روکنا چاہتی ہے؟ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قافلہ والوں پر ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی روانگی اس وقت تک موخر کر دیں جب تک حائضہ عورتیں طواف افاضہ نہ کریں (۳۱۲)۔

۳۔۵۔۴۔۲۔۴ طواف حج (طواف افاضہ) چھوڑ دینے سے حج باطل ہو جاتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ محرم کو صرف بیت اللہ (کا طواف) ہی حلال کر سکتا ہے (۳۱۳)۔

یہاں بیت اللہ کے طواف سے مراد طواف زیارت ہے۔طواف افاضہ (طواف زیارت) حج کے فرائض میں سے ہے۔اور اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا۔اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ قربانی کے دن کنکریاں مارنے ،قربانی کرنے اور سر منڈانے کے بعد طواف زیارت کرنا مستحب ہے اگر قربانی کے دن سے موخر کر کے اس کو ایام تشریق میں کیا جائے پھر بھی جائز ہے اور اس پر بالا جماع دم نہیں ہے۔اور اگر ایام تشریق کے بعد طواف زیارت کیا تو امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک پھر بھی کوئی حرج نہیں۔امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک زیادہ مؤخر کرنے پر دم لازم آتا ہے(۳۱۴)۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''پھر اپنا مال کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں'' (۳۱۵)۔

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ قربانی اور ارکان حج میں سے جو کچھ ان کے ذمہ باقی رہ گیا ہے۔ مثلاً سر منڈوانا شیطان کے ستونوں پر کنکریاں مارنا اور اپنا حلیہ وغیرہ درست کرنا، یہ سب کر کے بیت العتیق یعنی خانہ کعبہ کا طواف کریں اور یہی طواف جو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد کیا جاتا ہے طواف افاضہ کہلاتا ہے اور اسی کو طواف زیارت یا طواف رکن کہا جاتا ہے اور یہ حج کے ارکان میں شامل ہے اس پر مسلمانوں کے تمام مسالک فقہ کا اجماع ہے اگر حاجی یہ طواف چھوڑ دے تو اس کا حج باطل ہو جاتا ہے(۳۱۶)۔

۴۔۵۔۴۔۲۔۴ طواف وداع کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سفر میں قیام مکہ کی اس آخری رات میں جس میں مدینہ کی طرف واپسی ہونے والی تھی میں مقام تنعیم جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کے ارکان (طواف، سعی وغیرہ) ادا کیے اور رسول اللہ ﷺ نے (منیٰ اور مکہ کے درمیان) مقام ابطح میں میرا انتظار فرمایا۔جب میں عمرہ سے فارغ ہو چکی تو آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ طواف وداع کے لئے بیت اللہ کے پاس آئے اور طواف کیا اور اسی وقت مکہ سے مدینہ کیطرف چل پڑے (۳۱۷)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب حج الوداع کے سفر میں مدینہ سے روانہ ہوئیں تھیں تو آپ نے تمتع کا ارادہ کیا تھا اور اس وجہ سے عمرہ کا احرام باندھا تھا لیکن جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچیں تو خاص ایام

شروع ہوگئے جس کی وجہ سے وہ عمرہ نہ کرسکیں اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق آپ نے عمرہ ترک کر کے ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لیا اور آپ ﷺ کے ساتھ پورا حج کیا۔ ۱۳ ذی الحجہ کو جمعرات کی رمی کر کے جب رسول اللہ ﷺ منیٰ سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے اَبطح میں قیام فرمایا اور رات وہیں بسر کرنے کا فیصلہ کیا اسی رات میں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن اَبی بکر کے ساتھ بھیجا کہ حدودِ حرم سے باہر تنعیم جا کر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں اور عمرہ سے فارغ ہوکر آجائیں۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ عمرہ سے فارغ ہوکر آئیں تو آپ ﷺ نے قافلے کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ قافلہ اَبطح سے مسجد حرام میں آیا آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اَصحاب نے سحر میں طواف وداع کیا اور اسی وقت مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ عمرہ اس عمرہ کی قضا تھا جو احرام باندھنے کے باوجود نہ کرسکیں تھیں۔ اس حدیث سے یہ نقطہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ طواف وداع واجب ہے لیکن اگر خواتین طواف زیارت کر چکی ہیں تو انہیں طواف وداع کی رخصت ہے ورنہ ہر بیرونی حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ملک کی طرف روانہ ہونے سے پہلے وداع اور رخصت کی نیت سے طواف کرے اور یہی حج کے سلسلے کا آخری عمل ہے۔ تیسری بات جو مکے کا باشندہ یا مکے میں مقیم ہو اور عمرہ کرنا چاہے اسے واجب ہے کہ حرم سے باہر جا کر احرام باندھے تا کہ ایک گونہ سفر پایا جائے (۳۱۸)۔

کیونکہ آنحضور ﷺ نے عبدالرحمٰن بن اَبی بکر کے ساتھ بھیجا کہ حدودِ حرم سے باہر تنعیم جا کر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں (۳۲۰)۔

میقات سے گزرنے کے حکم میں مذاہب اربعہ:

اِمام اَبوحنیفہ، اِمام مالک اور اِمام اَحمد بن حنبلؒ کے نزدیک جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے میقات پر احرام باندھنا واجب ہے۔ اگر حج یا عمرہ کرنے والا ان مواقیت سے بغیر احرام باندھے گزر گیا تو اس پر ایک دم (ایک جانور ذبح کرنا) واجب ہوگا وہ شخص گنہگار ہوگا اس پر توبہ لازم ہے۔

اِمام اَبوحنیفہؒ کے نزدیک ان مواقیت سے احرام کے بغیر مطلقاً نہیں گزر سکتا خواہ حج یا عمرہ کا ارادہ ہو یا

نہ ہو(۳۲۷)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک مواقیت سے گزرنے کے لئے صرف حج یا عمرہ میں احرام کی پابندی ہے اور جو شخص کسی ضرورت یا تجارت یا کسی سے ملاقات کے لئے مکہ جانا چاہتا ہو ان مواقیت سے بغیر احرام کے بھی گزر سکتا ہے(۳۲۱)۔

امام مالکؒ کے نزدیک جس شخص کو مکہ میں داخل ہونے کی بار بار ضرورت پڑتی ہے اس کے لئے احرام باندھنا ضروری نہیں (۳۲۲)۔

امام احمد بن حنبل کے نزدیک جو شخص مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے ان مواقیت سے بغیر احرام کے گزرنا جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ بسا اوقات بغیر احرام کے ذوالحلیفہ سے آگے چلے جاتے تھے اور جو شخص مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو اگر وہ کسی بار بار ضرورت کی بناء پر جائے تو اس کے لئے احرام باندھنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر ہر بار احرام واجب کیا جائے تو اس کے لئے حرج کا موجب ہوگا (۳۲۳)۔

۵۔۵۔۴۔۲۔۴ حائضہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع والے سفر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے چلے۔ ہماری زبانوں پر بس حج ہی کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ مقام سرف پر پہونچے (جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ جاتا ہے) تو میرے دن شروع ہو گئے جو عورتوں کو ہر مہینے آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ خیمہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ میں بیٹھی رو رہی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا شاید تمہارے ماہواری کے ایام شروع ہو گئے ہیں میں نے عرض کیا۔ ہاں یہی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (رونے کی کیا بات ہے) یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (یعنی سب عورتوں) کے ساتھ لازم کر دی ہے تم وہ سارے عمل کرتی رہو جو حاجیوں کو کرنے ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ اس سے پاک صاف نہ ہو جاؤ (۳۲۴)۔

اس حدیث سے یہ فقہی نقطہ اخذ کیا جاتا ہے کہ حائضہ حج کے سارے ارکان ادا کر سکتی ہے سوائے

بیت اللہ کے طواف کے کیونکہ بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح کی عبادت ہے بس فرق یہ ہے کہ طواف میں باتیں کرنے کی اجازت ہے اور نماز میں اجازت نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ حج کے دوسرے اعمال میں طہارت شرط نہیں ہے (۳۲۵)۔

۶۔۵۔۴۔۲۔۴ حیض ونفاس والی عورت کے لئے احرام باندھنے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت عمیس کو مقام ذوالحلیفہ میں حضرت محمد بن أبی بکر کی ولادت سے نفاس شروع ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان سے کہیں یہ غسل کرلیں اور احرام باندھ لیں (۳۲۶)۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ حیض اور نفاس والی عورتوں کا احرام باندھنا صحیح ہے۔ اور انکا احرام کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

آئمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حیض ونفاس والی عورت حج اور عمرہ کے تمام افعال کرلے گی البتہ طواف اور طواف کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکتی کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو فرمایا:

''طواف کے سوا حج کے سارے افعال کرو'' (۳۲۷)۔

۷۔۵۔۴۔۲۔۴ صفا اور مروہ کی سعی کا جواز:

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ تم کسی وجہ سے کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: ''صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج اور عمرہ کرے اور ان کا طواف کرے تو کوئی حرج نہیں'' (حرج کی نفی سے عروہ نے اباحت کا گمان کیا)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا حج اور عمرہ قبول نہیں کرے گا جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے اور جس طرح تم نے سمجھا ہے اگر اس طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا:

''جوصفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں''

اورتم جانتے ہو اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟ اس کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ساحل سمندر پر دو بت رکھے ہوئے تھے اساف اور نائلہ اور انصار ان کے نام احرام باندھتے تھے پھر جا کر صفا اور مروہ میں سعی کرتے (دوڑتے) اور اس کے بعد سر منڈاتے۔ جب اسلام آیا تو انصار نے زمانہ جاہلیت میں اپنی سعی کے خیال سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو مکروہ جانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا نفی حرج کا ذکر اباحت بتلانے کے لئے نہیں بلکہ انصار کے دل میں جو کراہت تھی اس کو دور کرنے کے لئے ہے (۲۲۸)۔

یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم کی وسعت و عظیم ذکاوت' وسیع معرفت اور دقت نظری پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے گناہ ساقط کر دیا اور اس آیت میں صفا اور مروہ کی سعی کے وجوب یا عدم وجوب پر کوئی دلالت نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس چیز کو بیان کیا اور اس کا شان نزول بیان کیا اور بتلایا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام لانے کے بعد صفا اور مروہ میں دوڑنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور اگر یہ آیت اس سعی کی اباحت بیان کرنے کیلئے ہوتی جیسا کہ عروہ نے سمجھا تو یہ آیت اسطرح ہوتی ﴿فلا جناح عليه أن لا يَطَّوَّفَ بِهِما﴾ یعنی صفا اور مروہ کی سعی نہ کرنے والوں پر کوئی حرج نہیں۔

جمہور صحابہ کرامؓ اور فقہاء تابعینؒ کا یہ مذہب ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی حج کے ارکان میں سے ہے جس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا اور اس کے ترک کرنے سے جو حج میں کمی ہوتی ہے وہ قربانی سے پوری نہیں ہوتی۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ اس کو واجب قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک حج کرنے والا اس کے ترک کرنے سے گناہ گار ہوگا اور قربانی دینے سے اس کی کمی پوری ہو جائے گی اور اس کا حج صحیح ہو جائے گا (۲۲۹)۔

۸۔۵۔۴۔۲۔۴ رمی اور جمرات کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''جمرات پر کنکریاں پھینکنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا' اور پھیرے لگانا

(لہولعب کی باتیں نہیں ہیں) بلکہ یہ ذکراللہ کی گرم بازاری کے وسائل ہیں'' (۳۳۰)۔

منیٰ میں فاصلے فاصلے پر تین جگہوں پر تین ستون بنے ہوئے ہیں انہی ستونوں کو جمرات کہا جاتا ہے۔ ان جمرات پر کنکریاں پھینکنا بھی حج کے اعمال اور مناسک میں سے ہے۔ دسویں ذی الحجہ کو صرف ایک جمرہ پر سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ۱۱' ۱۲' ۱۳' ذی الحجہ کو تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ کنکریاں پھینکنا بذات خود کوئی نیک عمل نہیں ہے لیکن اللہ کے حکم سے ہر عمل میں عبادت کی شان پیدا ہو جاتی ہے اور بندگی یہی ہے کہ بے چوں و چراں اللہ کے حکم کی تعمیل کی جائے۔

علاوہ ازیں اللہ کے بندے جب اللہ کے حکم سے اس کے جلال و جبروت کا دھیان کرتے ہوئے اور اس کی کبریائی کا نعرہ لگاتے ہوئے شیطانی خیالات و عادات اور نفسانی خواہشات و معصیات کو عالم تصور میں نشانہ بنا کر ان جمعروں پر کنکریاں مارتے ہیں۔ اور اس طرح گمراہی اور معصیت کو سنگسار کرتے ہیں تو ان کے قلوب کی اس وقت جو کیفیت ہوتی ہے اور ان کے ایمان والے سینوں کو جو سرور و انبساط نصیب ہوتا ہے اس کا ذائقہ صرف وہی جانتے ہیں اللہ کے حکم سے اور اس کا نام لیکر جمروں پر کنکریاں پھینکنا بھی ایمان افروز عمل ہے۔

لہٰذا ثابت ہو کہ کنکریاں پھینکنا اور سعی کرنا (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا) لہو ولعب کی باتیں نہیں ہیں جس کام کا اللہ تعالیٰ حکم دے اس پر عمل کرنا بھی ذکر الٰہی ہے اور یہی فرمانبرداری ہے۔

۹۔۵۔۴۔۲۔۴ وقوف عرفات کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور ان سے مناسبت رکھنے والے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے اور خود کو حمس کہتے تھے اور باقی عرب عرفہ میں قیام کرتے تھے جب دین اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات میں آ کر وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس﴾ کا یہی مطلب ہے کہ جس جگہ سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں تم بھی وہیں سے لوٹو (۳۳۱)۔

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے زمانے سے عرب کا معروف طریقہ حج یہ تھا کہ ۹ ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات جاتے تھے اور رات کو وہاں سے پلٹ کر مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے مگر بعد کے زمانے میں جب رفتہ رفتہ قریش کی برہمنیت ختم ہوگئی تو انہوں نے کہا ہم اہل حرم میں ہمارے میں ہمارے مرتبے سے یہ بات فروتر ہے کہ عام اہل عرب کے ساتھ عرفات جائیں چنانچہ انہوں نے اپنے لئے یہ شان امتیاز قائم کی کہ مزدلفہ تک جا کر ہی پلٹ آتے اور عام لوگوں کو عرفات تک جانے کے لئے چھوڑ دیتے پھی یہی امتیاز بھی حزاعہ اور بنی کنانہ اور ان دوسرے قبیلوں کو بھی حاصل ہوگیا جن کے ساتھ قریش کے شادی بیاہ کے رشتے تھے آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ جو قبیلے قریش کے حلیف تھے ان کی شان بھی عام عربوں سے اونچی ہوگئی۔ اور انہوں نے بھی عرفات جانا چھوڑ دیا اس فخر وغرور کا بت اس آیت میں توڑا گیا آیت کا خطاب خاص قریش اور ان کے رشتے دار اور حلیف قبائل کی طرف ہے اور خطاب عام ان سب کی طرف ہے جو آئندہ کبھی اس قسم کے امتیازات اپنے لئے مخصوص کرنا چاہیں ان کو حکم دیا جارہا ہے کہ اور سب لوگ جہاں تک جاتے ہیں انہیں کے ساتھ جاؤ انہیں کے ساتھ ٹھہرو انہی کے ساتھ پلٹو اور اب تک جاہلیت کے فخر وغرور کی بناء پر سنت ابراہیمی کی جو خلاف ورزی تم کرتے رہے ہو اس پر اللہ سے معافی مانگو۔

۱۰۔۵۔۴۔۲۔۴ بیمار آدمی شرط کے ساتھ احرام باندھ سکتا ہے:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ میں حج کا ارادہ کر رہی ہوں لیکن میں بیمار ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''حج کرو لیکن احرام کے وقت یہ شرط لگالو کہ بیماری کی وجہ سے مجھے جہاں رکنا پڑ گیا اس مقام پر احرام کھول دوں گی'' (۳۳۲)۔

اس شرط کا فائدہ یہ ہے کہ احرام کھولنے سے قربانی دینا واجب نہ ہوگا نہ روزے رکھنا۔ لہٰذا احرام

باندھتے وقت بیمار آدمی اگر ایسی شرط لگالے تو جائز ہے۔

۴۔۲۔۴۔۵۔۱۱ ضعیفوں اور عورتوں کو رات کے آخری حصہ میں منی روانہ کرنے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مزدلفہ کی شب حضرت سودہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے منیٰ چلی جائیں تا کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے نکل جائے وہ بھاری جسم کی عورت تھیں آپ نے انہیں اجازت دیدی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لوٹنے سے قبل روانہ ہوگئیں ہم صبح تک رکے رہے اور آپ ﷺ کے ساتھ لوٹے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر میں بھی حضرت سودہؓ کی طرح رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لیتی اور آپ ﷺ کی اجازت سے چلی جاتی تو یہ میرے لئے اس سے بہتر تھا جس سے میں خوش ہو رہی تھی (۳۳۳)۔

حدیث سے یہ فقہی نکتہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ معذور اور ضعیفوں کو رات کے آخری حصہ میں منیٰ روانہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ آنحضور ﷺ نے حضرت سودہؓ کو اس کی اجازت دے دی تھی۔

۴۔۲۔۴۔۵۔۱۱۔۱ قیام مزدلفہ میں فقہاء کا جواز:

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک:

مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے فرض نہیں۔ حتیٰ کہ اگر اس کو بغیر عذر ترک کردیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔

امام شافعی کہتے ہیں:

یہ فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو'' (۳۳۴)۔

اور اس سے فرضیت ثابت ہوئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر کے ضعیف افراد کو رات میں روانہ کردیا تھا اگر یہ رکن ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے ہاں اگر کسی شخص نے اس اس کو عذر کی وجہ سے ترک کیا۔ اس کو ضعیف یا کوئی بیماری لاحق تھی یا اس کے ساتھ کوئی عورت تھی جو بھیڑ سے گھبرائی تھی تو اس کو پہلے بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے (۳۳۵)۔

امام مالک کے تین قول ہیں کہ ساری رات قیام واجب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے رات کے ایک بڑے حصے میں قیام واجب ہے۔ تیسرا قول ہے کہ رات کے ایک معمولی حصہ میں قیام واجب ہے (۳۳۶)۔

امام احمد بن حنبل کے نزدیک:

مستحب یہ ہے کہ مزدلفہ میں رات گزارنے میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے۔ رات سے صبح تک ٹھہرے اور سفیدی پھیلنے تک رہے۔ آدھی رات کے بعد روانگی ان لوگوں کے لئے جائز کی گئی تھی جن کے لئے رخصت ہے (۳۳۷)۔

لہذا چاروں اماموں کے نزدیک معذوری کیوجہ سے منی روانہ ہونے کی اجازت ہے۔

۱۲۔۵۔۴۔۲۔۴ عورتوں کا جہاد حج مبرور ہے:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جہاد کو بہترین عمل جانتی ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں فرمایا تمہارے لئے بہترین جہاد حج مبرور ہے (۳۳۸)۔

خطاب اُم المؤمنین سے ہے اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے مگر ایسا نہیں۔ یہ تمام عورتوں کے لئے ہے۔ افضل الجہاد سے ظاہر ہے کہ عورتوں کو بھی جہاد کی اجازت ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ خود اُم المؤمنین غزوہ احد میں شریک ہوئیں تھیں۔ حضرت اُم عطیہ برابر شریک ہوتی تھیں۔ مطلب یہی ہے کہ تمہارے لئے جہاد سے بہتر یہی ہے کہ حج کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کو جہاد کرنا جائز ہی نہیں۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے جبکہ ہجوم عام کے وقت عورتوں پر بھی فرض ہے کہ وہ گھروں سے نکل کر دشمن کا مقابلہ کریں۔

دوسری روایت ہے:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ کے ساتھ رہ کر ہم غزوہ اور جہاد نہ کریں؟ فرمایا تم عورتوں کے لئے سب سے اچھا اور عمدہ جہاد حج ہے حج مبرور۔ اس پر اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ یہ سننے کے بعد میں حج نہیں چھوڑوں گی (۳۳۹)۔

ایک اور موقع پر عورتوں کے پوچھنے پر فرمایا:

''تمہارا جہاد حج ہے''(۳۴۰)۔

۱۳۔۵۔۴۔۲۔۴ بحالت احرام عورت کے لئے منہ ڈھانپنے کا جواز:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ احرام کی حالت میں عورت نہ کپڑے سے منہ ڈھانکے نہ برقع اوڑھے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جو ورس اور زعفران میں رنگا ہوا ہو(۳۴۱)۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہم احرام باندھے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سفر کیا کرتی تھیں اور ہمارے پاس سے سوار گزرتے تو جب وہ ہمارے سامنے آتے ہم اپنی چادر کا پلو سر سے کھینچ کر چہرے پر لٹکا لیتیں اور جب وہ آگے بڑھ جاتیں تو اپنا چہرہ کھول لیتی تھیں (۳۴۲)۔

نقاب سے مراد کپڑے کا ایسا ٹکڑا ہے جس میں آنکھوں کے بالمقابل دو سوراخ ہوتے ہیں جیسے عورت اپنے چہرے پر ڈال لیتی ہے۔ اور سوراخوں سے دیکھتی ہے۔

مذکورہ بالا احادیث کی بناء پر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بحالت احرام عورت کے لئے کوئی چیز چہرے پر ڈال کر اپنا چہرہ چھپانا حرام ہے اور سر کا ڈھانکنا واجب ہے۔

عورت کے لئے بحالت احرام چہرے کے سوا اپنے پورے جسم کو ڈھانپنا خواہ سلے ہوئے کپڑے سے ہی ڈھانپا جائے جائز ہے لیکن چہرے کو کسی چیز سے چھپانا حرام ہے (۳۴۳)۔

عورت کے لئے بحالت احرام اپنے چہرے کو ڈھانپنا اسی طرح ہے جیسے مرد کے لئے سر ڈھکنا۔

مالکیوں کے نزدیک احرام کی حالت میں عورت کے لئے چہرے کے کسی حصے کو ڈھانپنا حرام ہے جس پر سر کا اور بالوں کی لٹوں کا چھپانا موقوف ہے اس طرح چہرے کو چھپانے کا مقصد اگر لوگوں کی نظروں سے بچنا ہو تو اس کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ جس چیز سے چہرا چھپایا جائے وہ لباس کے ساتھ سلی ہوئی یا بندھی ہوئی نہ ہو ورنہ حرام ہے اس طرح چہرہ چھپانے پر فدیہ لازم آئے گا (۳۴۴)۔

شافعیوں کے نزدیک عورت بحالت احرام اپنا چہرہ اجنبی لوگوں سے چھپا سکتی ہے لیکن کسی ایسے نقاب

وغیرہ سے جو چہرے کے ساتھ مس نہ ہو۔

حنفیوں کے نزدیک بحالت احرام عورت بحالت احرام عورت اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپا سکتی ہے۔لیکن اس کی صورت یہ ہو کہ چہرے کے اوپر کوئی چیز اس طرح لٹکائی جائے کہ وہ چیز چہرے کے ساتھ مس نہ ہو۔

حنابلہ کے نزدیک عورت بحالت احرام اپنے چہرے کو ڈھانپ سکتی ہے لیکن کسی ضرورت کے ماتحت مثلا اس وقت جب اس کے قریب سے اجنبی مرد گزر رہے ہوں اور ایسی صورت میں چہرہ چھپائے وقت نقاب اگر چہ چہرے کے ساتھ چھو جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ چہرہ چھپانے کے لئے یہ شرط لگانا کہ نقاب وغیرہ چہرہ سے دور رہے ایک ایسی کمزور بات ہے جس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے اس طرح اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی اس بات کہ امہات المؤمنین اپنی چادروں کے پلوسروں سے کھینچ کر اپنے اپنے چہروں پر لٹکا لیا کرتی تھیں اگر کوئی ایسی شرط ہوتی تو آنحضورﷺ یہ بات کھول کر بیان فرما دیتے (۳۴۵)۔

۴۔۲۔۴۔۵۔۱۴ بحالت احرام زیور اور سیاہ لباس کا جواز:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا احرام کی حالت میں عورت کو زیور اور کالا اور گلابی کپڑا اور موزہ پہننے میں حرج نہیں جانتی تھیں (۳۴۶)۔

حضرت عائشہؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ احرام کی حالت میں عورت اگر زیور پہن لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔لباس میں کالا یا گلابی رنگ استعمال کر سکتی ہے اور موزے بھی پہن سکتی ہے۔

۴۔۲۔۴۔۵۔۱۵ کسم کے رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہننے کا جواز:

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے کسم کے رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے بحالت احرام پہنے (۳۴۷)۔

احناف اور سفیان ثوری کے نزدیک احرام کی حالت میں عورت کے لئے معصفر یعنی کسم کے پھولوں سے تیار کردہ رنگ سے رنگا ہوا کپڑا لینا حرام ہے۔انہوں نے کسم کو بھی خوشبو قرار دیا ہے۔اس لئے ان کے نزدیک اس کے لینے والے پر فدیہ واجب ہے مگر یہ کہ اس کپڑے کو اسی قدر دھو لیا جائے کہ اس کا رنگ اتر کر

دوسرے کپڑوں کو رنگدار نہ کرلے اور خوشبو باقی نہ رہے (۳۴۸)۔

امام مالک، امام شافعی اور احمد بن حنبل احرام والی عورت کے لئے کسم میں رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز خیال کرتے ہیں ان کی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔

حضرت جابر کا قول ہے: ''میرے خیال میں کسم خوشبو نہیں''۔

۱۶۔۵۔۴۔۲۔۴ احرام کی حالت میں سرمہ لگانا:

شمیسہ بیان کرتی ہیں کہ میں احرام میں تھی کہ میری آنکھیں دکھنی آگئیں چنانچہ میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے سرمہ لگانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: سوائے معدنی سرمہ (اثمد) کے جو چیز چاہو آنکھوں میں لگا سکتی ہو۔ یا آپ نے یہ فرمایا: سوائے سیاہ سرمے کے جو سرمہ چاہو لگا سکتی ہو۔ نیز یہ کہ سیاہ سرمہ بھی حرام نہیں ہے لیکن سیاہ سرمہ زینت کے کام آتا ہے۔ اور بحالت احرام بناؤ سنگھار ہمارے نزدیک مکروہ ہے پھر آپ نے یہ بھی فرمایا اگر تم چاہو تو صبر (ایلوا) آنکھوں میں لگا لو لیکن میں نے ایلوا لگانے سے انکار کردیا (۳۴۹)۔

بحالت مجبوری سرمہ لگانے کی اجازت ہے مگر بطور سنگھار نہیں اگر کسی محرم نے ایسا سرمہ لگایا جس میں خوشبو ہو تو اس پر فدیہ واجب ہے خواہ دوا کے طور پر استعمال کیا ہو یا بغیر دوا کے۔

حنفی مسلک ہے کہ علاج کی غرض سے اور دوا کے طور پر سرمے کا استعمال جائز ہے۔ اور زینت و آرائش کے لئے ناجائز۔ اور اگر کسی محرم نے ایسا سرمہ لگایا جس میں خوشبو ہو تو اس پر فدیہ واجب ہے خواہ دوا کے طور پر استعمال کی ہو یا بغیر دوا کے۔ غیر خوشبودار چیز بغیر دوائی ضرورت کے استعمال کرنا منع ہے کیونکہ یہ چیز زینت کے زمرے میں آجاتی ہے لیکن یہ ممانعت کراہت تنزیہی ہے اس لئے فدیہ واجب نہیں ہوتا۔

امام مالک کا قول ہے کہ اگر محرم گرمی کی شدت کی بناء پر اپنی آنکھوں میں معدنی سرمہ سیاہ یا اسی قسم کی کوئی اور چیز ڈالے تو کوئی حرج نہیں۔

امام اُحمد بن حنبل سے مروی ہے کہ حاجی بحالت احرام سرمہ لگا سکتا ہے بشرطیکہ اس کا مقصد زینت

وآرائش نہ ہوان سے پوچھا گیا کہ مرد اور عورت دونوں لگا سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔

ابن قدامہ نے لکھا ہے:

''احرام کی حالت میں سیاہ معدنی سرمے کا استعمال مکروہ ہے لیکن اس کے استعمال پر فدیہ واجب نہیں ہوتا'' (۳۵۰)۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ علاج کی غرض سے سرمے کا استعمال جائز ہے اور اگر مقصد علاج نہ ہو تو ناجائز یعنی مکروہ ہے۔ اگر سرمہ خوشبودار ہو تو اس کے استعمال پر فدیہ واجب ہوگا خواہ دوا کے طور پر استعمال کیا جائے یا بغیر ضرورت کے لگایا جائے (۳۵۱)۔

۱۷۔۵۔۴۔۲۔۴ عورتیں مردوں سے دور رہ کر طواف کریں:

ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا اے اُم المؤمنین آیئے حجر اسود کو چومیں! آپ نے اس سے کہا دور ہو جاؤ اور حجر اسود کو جا کر چومنے سے انکار کر دیا (۳۵۲)۔

اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ طواف کرنے والے کے لئے بیت اللہ کا قرب مسنون ہے کیونکہ نماز میں انسان جس قدر بیت اللہ کے قریب ہو اتنا ہی افضل ہے اور طواف بھی نماز کی مانند ہے۔

عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ جس وقت مرد طواف کر رہے ہوں وہ خانہ کعبہ کے قریب نہ جائیں بلکہ دور رہ کر طواف کریں کہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔

اس مسئلہ میں ابن جریج کی روایت ہے ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ جب ہشام بن عبدالملک نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو حضرت عطاء نے اس سے کہا کہ تم عورتوں کو طواف سے کیسے منع کر سکتے ہو جبکہ امہات المؤمنین نے مردوں کے ساتھ طواف بیت اللہ کیا ہے اس موقع پر میں نے عطاء سے پوچھا کہ امہات المؤمنین نے طواف کعبہ مردوں کی موجودگی میں کیا حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کیا تھا یا اس سے پہلے؟ عطاء نے کہا میں یہی سمجھتا ہوں کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد امہات المؤمنین نے مردوں کی موجودگی میں طواف کیا تھا میں نے کہا کہ امہات المؤمنین مردوں کے ساتھ مخلوط ہو کر کیسے طواف

کر سکتی تھی؟ عطاء نے کہا مردوں کے ساتھ اختلاط کی صورت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ حضرت عائشہؓ مردوں سے الگ تھلگ طواف کیا کرتی تھیں (۳۵۳)۔

اسطرح مردوں سے اختلاط نہیں ہوتا تھا جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہے۔

شافعیوں کے نزدیک عورت کے لئے حجر اسود کو چھونا یا بوسہ دینا صرف اس صورت میں مسنون ہے جب طواف گاہ مردوں سے خالی ہو خواہ رات کا وقت ہو یا دن کا۔

۱۸۔۵۔۴۔۲۔۴ احرام کی حالت میں جسم کھجلانے کا جواز:

حضرت علقمہؒ نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کو سنا ان سے عرض کی گئی کہ کیا محرم اپنا جسم کھجلا سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اسے اپنا جسم کھجلانا چاہیے اور خوب کھجلانا چاہیے۔ اگر میرے دونوں ہاتھ باندھ دیے جائیں اور میرے پاس کھجلانے کے لئے صرف میری ٹانگیں ہی ہوں پھر بھی میں کھجلاؤں گی (۳۵۴)۔

حدیث سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ احرام کی حالت میں جسم کھجلا سکتا ہے۔

۱۹۔۵۔۴۔۲۔۴ قربانی کا بدل روزے:

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا روزے اس شخص کے لئے ہیں جو عمرہ سے حج کی طرف تمتع کرے جسے حج کا احرام باندھنے سے یوم عرفہ تک قربانی دستیاب نہ ہو سکے اگر وہ روزے نہ رکھ سکے تو ایام منیٰ میں روزے رکھ لے (۳۵۵)۔

حضرت ابن عمر اس مسئلہ میں حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے فرمان کی طرح ہی فرماتے تھے۔

''جس شخص کو قربانی میسر نہ ہو وہ روزے رکھے ان تینوں روزوں کو سات، آٹھ اور نو تاریخوں تک مؤخر کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جس طرح جب کسی شخص کو پانی نہ ملے تو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ آخری وقت میں تیمم کرے اسطرح جس شخص کو ہدی میسر نہیں ہے وہ حج کے آخری دن تک ان روزوں کو مؤخر کرے اس امید پر کہ شاید آخری وقت اس کو ہدی مل جائے (۳۵۶)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کرے اس پر وہ قربانی لازم ہے جو وہ آسانی سے کر سکے اور جس شخص کو قربانی میسر نہ ہو وہ ایام حج میں تین دن کے روزے رکھے اور حج سے لوٹنے کے بعد (افعال حج سے فراغت کے بعد) سات دن کے روزے رکھے یہ پورے دس روزے ہیں'' (۳۵۷)۔

علماء احناف کے نزدیک جو شخص تمتع یا قران میں قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ پہلے تین روزے ایام حج میں اور سات روزے واپس آنے کے بعد رکھے لیکن ان دنوں روزے رکھنے سے قیام عرفہ اور وقوف مزدلفہ میں فرق واقع ہو تو ان ایام سے پہلے یہ روزے رکھنا مستحب ہے۔

احناف کے نزدیک اگر حج کرنے والا یوم النحر یعنی دس ذی الحج سے پہلے روزے نہیں رکھ سکا تو اس پر قربانی کرنا متعین ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ روزے ایام حج میں مقرر فرمائے تھے (۳۵۸)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ایام منیٰ تک روزے رکھ سکتا ہے۔

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایام تشریق میں روزے رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی سوائے اس شخص کے جو ہدی (قربانی) نہ پائے'' (۳۵۹)۔

۴۔۲۔۴۔۵۔۲۰ اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اپنے اونٹ پر طواف کیا آپ نے حجر اسود کی تعظیم کی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے ہٹائے جانے کو ناپسند کرنے کے سبب سوار ہو کر طواف کیا تھا (۳۶۰)۔

اس حدیث سے یہ فقہی نکتہ نکلتا ہے کہ اونٹ پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا جا سکتا ہے۔ اگر انسان بیمار ہو یا معذوری ہو۔ حضرت اُم سلمہؓ نے اپنی بیماری کی شکایت کی تو آنحضور ﷺ نے سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرنے کا حکم دیا۔ دوسری وجہ ہجوم زیادہ تھا تا کہ بلند جگہ پر ہونے کیوجہ سے لوگ آپ کو دیکھ لیں اور آپ ﷺ سے سوالات کر سکیں۔

اس سے یہ نقطہ نکلتا ہے کہ عالم دین کا مسجد میں کسی بلند چیز مثلاً کرسی یا تخت پر بیٹھنا جائز ہے۔ امام مالکؒ تخت پر بیٹھ کر درس دیتے تھے

۲۱۔۵۔۴۔۲۔۴ مکہ مکرمہ میں بالائی حصہ سے داخل ہونے اور نچلے حصہ سے نکلنے کا جواز:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لاتے تو بالائی جانب سے داخل ہوتے اور جب لوٹتے تو نیچے کی جانب سے لوٹتے'' (۳۶۱)۔

مکہ میں آنے اور جانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا راستوں کو تبدیل کرنا نیک شگوں کے لئے تھا تا کہ راستہ کا تغیر حالات کے خوشگوار تغیر پر دلالت کرے اور تا کہ دونوں راستے عبادت کی گواہی دیں اور دونوں طرف کے لوگوں کو رسول ﷺ اپنی برکات سے نوازیں جیسکہ عید میں کیا جاتا تھا۔ آنحضور ﷺ کے اس عمل سے یہ جواز ملتا ہے کہ ایسا کرنا نیک شگون کے لئے تھا۔ آنحضور ﷺ کے تمام احوال میں پیروی مستحسن ہے بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔

مکہ معظمہ کے بالائی حصے کداء سے داخل ہونے میں یہ حکمت تھی کہ اس کے سامنے بیت اللہ ہے اس پر نظر پڑتے ہی نیچے اترنے میں یک گونہ اس کی تعظیم کا اظہار ہے۔

۲۲۔۵۔۴۔۲۔۴ احرام باندھتے وقت عورت کا مہندی لگانے کا جواز:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بکرۃ بنت عقبہ آئیں اس حالت میں کہ انہوں نے زرد رنگ لگا رکھا تھا اور اُم المؤمنین سے پوچھا۔ مہندی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا پاکیزہ درخت اور پاک پانی''۔

یعنی مہندی میں یہی دو چیزیں ہوتی ہیں۔ دونوں پاک ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے خطاب کی بیوی نے مہندی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے لگانے میں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی اس لئے کہ میرے محبوب کو اس کی بو نا پسند

تھی (۳۶۲)۔

عورتوں کے لئے مستحب ہے کہ احرام باندھتے وقت اپنے ہاتھوں کو رنگ لے یعنی اپنے دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مہندی کا رنگ چڑھالے کیونکہ یہ کھل جاتے ہیں اس طرح اپنے چہرے پر بھی کسی قدر مہندی مل لے اس لئے کہ چہرے کو کھولنے کا حکم ہے۔ اس طرح کم از کم جلد کی رنگت مہندی کے رنگ سے چھپ جائی گی۔ لیکن احرام باندھ لینے کے بعد مہندی لگانا عورت کے لئے مکروہ ہے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کا بناؤ سنگھار ہے البتہ مرد اور مخنث احرام باندھتے وقت مہندی یا کوئی اور رنگ نہ لگائیں۔

شافعی علماء کے نزدیک احرام سے پہلے مہندی لگانا مباح ہے تاہم حسین عورت کے لئے حج کے موقع پر مہندی لگانا ان کے نزدیک حرام ہے خواہ وہ عدت میں نہ ہو۔

۱۔۲۲۔۵۔۴۔۲۔۴ احرام باندھنے کے بعد مہندی کے استعمال میں فقہاء کی آراء:

☆۔ حنفیوں کے نزدیک احرام کی حالت میں مہندی لگانا جائز نہیں اسلئے کہ مہندی میں خوشبو ہوتی ہے اور احرام کی حالت میں خوشبو لگانا مرد اور عورت دونوں کے لئے منع ہے۔ اس لئے مہندی لگانا بھی منع ہے خواہ یہ مہندی ہاتھوں پر لگائی جائے یا سر اور داڑھی پر یا جسم کے کسی اور حصہ پر۔

☆۔ شافعیوں کے نزدیک عورت کے لئے بحالت احرام مہندی کا رنگ لگانا مکروہ ہے۔

☆۔ حنبلیوں کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے لئے بحالت احرام جسم کے کسی حصہ پر مہندی لگانا حرام نہیں البتہ مرد کے لئے سر پر مہندی لگانا حرام ہے (۳۶۳)۔

۲۳۔۵۔۴۔۲۔۴ مردوں کے لئے جانگیہ پہننے کا جواز:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جانگیہ پہننے میں کوئی حرج نہیں جانتی تھیں۔ اُبو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا یعنی ان لوگوں کے لئے جوان کے ہودج کو کستے تھے (۳۶۴)۔

اس سے یہ فقہی نکتہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مرد جانگیہ پہن سکتا ہے اگر اسے کوئی ایسی مجبوری ہو کہ شرمگاہ

ننگا ہونے کا ڈر ہو۔

۴۔۲۔۴۔۵۔۲۴ یوم عرفہ کی فضیلت کا جواز:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں کرتا البتہ اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں''(۳۶۵)

حج کا سب سے اہم رکن نویں ذی الحج کو میدان عرفات کا وقوف ہے اگر یہ ایک لحظہ کے لئے بھی نصیب ہو گیا۔ اور اگر کسی وجہ سے حاجی ۹ ذی الحج کے دن اور اس کے بعد والی رات کے کسی حصے میں بھی عرفات نہ پہنچ سکا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ حج کے دوسرے ارکان ومناسک طواف، سعی، رمی جمعرات وغیرہ اگر کسی وجہ سے فوت ہو جائیں تو انکا کوئی نہ کوئی کفارہ وتدارک ہے لیکن اگر وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو اس کا کوئی تدارک نہیں ہے۔

۴۔۲۔۴۔۶ تفردات حضرت عائشہ صدیقہؓ

۴۔۲۔۴۔۶۔۱ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں چاہتی تھی کہ کعبہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم میں لے گئے پھر فرمایا حجر میں نماز پڑھو اگر تم بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو یہ بھی اس کا ایک حصہ ہے لیکن تمہاری قوم نے کعبہ کے تعمیر کے وقت اسے چھوڑ دیا اور اسے کعبہ سے نکال دیا(۳۶۶)۔

حجر بیت اللہ کی شمالی دیوار کے بعد چھ ذراع جگہ کو کہتے ہیں۔ حطیم کا لفظ حطم سے ہے جس کے معنی توڑنے کے ہیں اور مشرکین مکہ نے بیت اللہ کی تعمیر نو کے وقت خرچ کی کمی کی وجہ سے اس حصہ کو توڑ کر بیت اللہ کی تعمیر نو میں شامل نہیں کیا تھا۔

حطیم کا دوسرا نام حجر (بکسر الحاء) ہے جس کے معنی روکنے کے ہیں یعنی اس حصہ کو بیت اللہ کی تعمیر نو میں شامل کرنے سے روک دیا گیا۔ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے اور جو احکام بیت اللہ ے ہیں وہی حطیم کعبہ کے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث اس پر شاہد عادل ہیں۔ فرماتی ہیں:

((میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ حجر یا حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں))(۳۶۷)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر مکہ رسول ﷺ پر فتح ہوگیا تو بیت اللہ میں دو رکعت نماز پڑھیں گی۔ فتح مکہ کے بعد رسول ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو حطیم کعبہ میں داخل کیا اور فرمایا: یہاں نماز پڑھو اس لئے کہ حطیم کعبہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے۔ مگر چونکہ تیری قوم (قریش) کے پاس خرچہ کم ہوگیا تھا تو انہوں نے اس حصہ کو بیت اللہ سے خارج کر دیا دیکھو عائشہؓ اگر تیری قوم کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کی عمارت توڑ کر اس کو بنائے خلیل پر تعمیر کرتا۔ اور حطیم کو کعبہ میں شامل کرتا جو گھٹ کر زمین سے ملا دیتا۔ اور اس کے لئے ایک دروازہ شرق میں بناتا اور ایک غرب میں بناتا (۳۶۸)۔

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے یہ بات بھی ہمیں عائشہ صدیقہؓ کے طفیل معلوم ہوئی۔

۲۔۶۔۴۔۲۔۴ تعمیر کعبہ اصل بنیادوں پر نہیں ہوئی:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہاری قوم نے جب کعبہ معظمہ تعمیر کیا تو اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رکھی ہوئی بنیادوں سے کم کر دیا۔ وہ عرض کناں ہوئیں یارسول اللہ! کیا آپ اسے ان بنیادوں پر تعمیر نہیں فرمائیں گے جن پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری قوم کفر سے نئی نئی تائب نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ معظمہ کو انہی بنیادوں پر تعمیر کر دیتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے۔ میرا خیال نہیں کہ حضور ﷺ نے ان دو رکنوں کو استلام کرنا ترک فرمایا ہو جو حجر اسود کے ساتھ متصل ہیں مگر یہ کہ بیت اللہ کی تعمیر قواعد ابراہیمی پر نہیں ہوئی (۳۶۹)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر قواعد ابراہیمی پر نہیں ہوئی۔

اس حدیث سے یہ نقطہ نکلتا ہے کہ جب فائدے کے حصول اور نقصان سے بچنے میں تعارض ہو اور دونوں کو جمع کرنا مشکل ہو تو اہم چیز نقصان سے بچنا ہے اور اس کے مقابلے میں متوقع فائدے کو چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بتلایا کہ کعبہ کو توڑنے میں اور اس کی بناء ابراہیمی کے مطابق بنانے میں فائدہ اور مصلحت ہے لیکن اس متوقع فائدہ کے مقابلہ میں نقصان اور خرابی کا خطرہ زیادہ تھا اور وہ یہ تھا کہ جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے کیونکہ وہ کعبہ کی تعظیم کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس میں تغیر وتبدل کرنا ان کے نزدیک بہت سنگین جرم تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان کے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا پسند نہیں کیا اور بنائے ابراہیمی کے مطابق کعبہ تعمیر کرنے کے خیال کو ترک کر دیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکام کو عوام کے مصالح اور فوائد کا خیال رکھنا چاہیے اور جس چیز سے ان کے دین اور دنیا میں ضرر کا خوف ہو اس کو ترک کر دینا چاہیے۔ البتہ زکوٰۃ کے حصول، حدود جاری کرنے اور دیگر احکام شرعیہ نافذ کرنے میں کوئی رورعایت نہیں کرنی چاہیے۔ اور حکام کو کسی ایسے اقدام سے باز رہنا چاہیے جس سے عوام میں تنفر اور جذباتی ابال پیدا ہو اور شعائر دینیہ کی تعظیم وتکریم کے منافی کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔

۳۔۶۔۴۔۲۔۴ کعبہ کا دروازہ بنانے کی خواہش:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اگر ہمارے پاس وسعت ہوتی تو کعبہ کو ڈھا کر نئے سرے سے بناتا۔ ایک دروازہ بنا دیتا جس سے لوگ اندر جائیں اور دوسرا دروازہ ایسا بنا دیتا جس سے لوگ باہر جائیں۔ جب ابن زبیر ولی ہوئے تو انہوں نے ڈھا کر اس میں دو دروازے بنا دیئے۔ جب حجاج نے اسے فتح کیا تو اس کو ڈھا کر پہلے جیسا بنا دیا (۳۷۰)۔

دوسری روایت ہے:

ابن زبیر نے کعبہ کو ڈھا کر ایک دروازہ بنا دیا جس سے لوگ کعبہ میں داخل ہوں اور دوسرا باہر نکلنے کے لئے۔ ابواسحاق کہتے ہیں میں نے ایسا دیکھا ہے (۳۷۱)۔

یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب اہل شام نے مکہ میں آ کر جنگ کی اور بیت اللہ جل گیا تو ابن زبیر نے حج کے بعد لوگوں سے پوچھا مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو کہ کعبہ کو توڑ کر از سر نو بناؤں یا اس میں جو حصہ خراب ہو گیا ہے صرف اسی کو درست کروں؟ حضرت ابن عباسؓ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ کعبہ کا جو حصہ خراب ہو گیا ہے اس کی مرمت کر دو اور اس کو اس طرح رہنے دو جیسکہ یہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ حضرت ابن زبیر نے فرمایا اگر تم میں سے کسی شخص کا گھر جل جائے تو وہ اس کو از سر نو بنائے بغیر چین سے نہیں بیٹھتا تو اللہ تعالیٰ کے گھر کو دوبارہ کیوں نہیں بنایا جائے گا اور میں تین بار استخارہ کرنے کے بعد اس کو دوبارہ بنانے کا عزم کروں گا۔ جب حضرت ابن زبیر نے تین بار استخارہ کر لیا تو انہوں نے اس کو توڑنے کا ارادہ کر لیا لوگوں کو ڈر لگا کہ جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ کو توڑنے کے لئے چڑھے گا کہیں اس پر کوئی آسمانی بلا نہ نازل ہو جائے حتیٰ کہ ایک شخص چڑھا اور اس نے اس میں سے ایک پتھر گرا دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی بلا نازل نہیں ہوئی تو سب نے مل کر اس کو توڑ ڈالا اور زمین کے برابر کر دیا۔ حضرت ابن زبیرؓ نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردے ڈال دیے یہاں تک کہ اس کی دیواریں بلند ہو گئیں۔

حضرت ابن زبیرؓ نے یہ کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت سنی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوا ہوتا اور نہ ہی میرے پاس اتنا خرچ ہے کہ اس کو بنا سکوں تو میں حطیم میں سے پانچ ہاتھ کعبہ میں داخل کر دیتا اور ایک دروازہ اس میں ایسا بنا دیتا جس سے لوگ اندر جائیں اور دوسرا دروازہ ایسا بنا دیتا جس سے لوگ باہر جائیں۔ حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا آج ہمارے پاس خرچ بھی ہے اور ہمیں لوگوں کا خوف بھی نہیں ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن زبیرؓ نے حطیم کی پانچ ہاتھ زمین کعبہ میں شامل کر دی حتیٰ کہ اس جگہ بنائے ابراہیمی کی بنیادیں نکل آئی اور لوگوں نے اسے اچھی طرح دیکھ لیا۔ حضرت ابن زبیرؓ نے اسی بنیاد پر دیوار اٹھانا شروع کر دی۔ اس طرح بیت اللہ کا طول اٹھارہ ہاتھ کا ہو گیا جب اس میں زیادتی کی تو اس کا طول کم معلوم ہونے لگا پھر اس کے طول میں دس ہاتھ کی زیادتی کی اور اس کے دو دروازے بنائے کہ ایک سے اندر جائیں اور دوسرے سے باہر جائیں۔ جب ابن زبیر شہید کر دیئے گئے تو حجاج نے عبد الملک بن مروان کو اس کی اطلاع کی اور لکھا کہ حضرت ابن زبیر نے بیت اللہ کی جو تعمیر کی ہے وہ ان بنیادوں کے مطابق ہے جنہیں

مکہ کے معتبر لوگوں نے دیکھا ہے۔عبدالملک نے جواب میں حجاج کو یہ لکھا کہ حضرت ابن زبیرؓ کے تغیر وتبدل سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے انہوں نے جو زیادتی کی ہے اور حطیم کا جو حصہ انہوں نے کعبہ میں شامل کر دیا ہے اس کو نکال دو اور اس کو پہلی طرح بنا دو۔اور جو دروازہ انہوں نے کھولا ہے اس کو بھی بند کر دو۔تب حجاج نے کعبہ کو شہید کر کے پہلی طرح بنا دیا (۳۷۲)۔

اس روایت سے پتہ چلا کہ ابن زبیر نے دروازے بنا دیئے مگر بعد میں حجاج نے ختم کر دیئے مگر عبد اللہ بن عبید کی روایت سے پتہ ملتا ہے کہ عبدالملک نے بعد میں اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا تھا۔

عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ حارث بن عبداللہ بن أبی ربیعہ عبدالملک بن مروان کے پاس اس کے زمانہ خلافت میں وفد لے کر گئے۔عبدالملک نے اس سے کہا کہ ابوخبیب (یعنی حضرت ابن زبیر) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بغیر سنے روایت کرتے ہیں۔حارث نے کہا نہیں۔میں نے خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ روایت سنی۔پھر انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔عبدالملک نے حارث سے کہا کیا تم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔عبدالملک تھوڑی دیر اپنی لکڑی سے زمین کو کریدتا رہا اور بولا کاش میں نے اس تعمیر کو اسی حال پر چھوڑ دیا ہوتا (۳۷۳)۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ شروع میں خانہ کعبہ کے دو دروازے تھے بعد میں ختم کر دیئے گئے۔

ا۔۳۔۲۔۴۔۲۔۴ تعمیر کعبہ کا سرسری جائزہ:

کعبہ کی دس بار تعمیر ہوئی:

ا۔ پہلی بار کعبہ کو ملائکہ نے بنایا۔روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔آسمان میں ایک بیت بنائیں اور ہر زمین میں ایک بیت بنائیں۔مجاہد نے کہا کہ یہ چودہ بیت ہیں۔اور یہ بھی روایت ہے کہ جب ملائکہ نے کعبہ کی بنیاد رکھی تو اس کو اس کے منتہی تک پھاڑا اور اس کی بنیاد میں اونٹ جتنے بڑے بڑے پتھر ڈالے۔

۲۔ دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی۔روایت ہے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا گیا

کہ آپ پہلے انسان ہیں اور یہ انسانوں کے لئے پہلا خدا کا گھر بنایا گیا ہے۔

۳۔ تیسری بار آدم علیہ السلام کے بیٹے شیت علیہ السلام نے مٹی اور پتھروں سے کعبہ بنایا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام تک یہ تعمیر قائم رہی۔ پھر طوفان نوح میں یہ غرق ہوگیا۔

۴۔ چوتھی بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا جنکو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعمیر کعبہ کا حکم پہنچایا۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اس سے افضل اور کوئی عمارت نہیں ہے۔ کیونکہ بنانے کا حکم دینے والا اللہ تعالیٰ ہے حکم لانے والا اور انجینئر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں تعمیر کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مددگار اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

۵۔ پانچویں بار کعبہ کو عمالقہ سے بنایا۔

۶۔ چھٹی بار جرھم نے اور ان میں سے بنانے والا حارث بن مضاض اصغر تھا۔

۷۔ ساتویں بار اس کو نبی کریم ﷺ کے جد قصی نے بنایا۔

۸۔ اٹھویں بار اس کو قریش نے بنایا اس تعمیر میں نبی کریم ﷺ بھی شریک تھے اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔

۹۔ نویں بار عبداللہ بن زبیر نے چونسٹھ ہجری کے اوائل میں بنایا جب یزید بن معاویہ کی فوجوں نے حضرت ابن زبیرؓ سے جنگ کے لئے مکہ پر حملہ کیا اور منجنیق کے پتھر کعبہ پر لگے۔ حضرت ابن زبیر نے استخارے اور صحابہ کرام کے مشورے کے بعد کعبہ کو منہدم کروادیا اور از سر نو قواعد ابراہیم پر اس کی تعمیر کی۔ قریش نے تعمیر کے وقت حطیم کا جو حصہ کعبہ سے خارج کردیا تھا حضرت ابن زبیر نے اس کو پھر داخل کردیا اس کے دو دروازے بنائے جو زمین سے ملے ہوئے تھے۔ حضرت ابن زبیر نے نصف جمادی الآخر میں پہلی تعمیر کو منہدم کیا اور جب پینسٹھ ہجری میں اس کو دوبارہ تعمیر کیا تعمیر مکمل

ہونے کے بعد ایک سو اونٹ ذبح کیے اور کعبہ پر غلاف چڑھایا۔

۱۰۔ دسویں بار عبدالملک بن مروان کے حکم سے اس کو حجاج بن یوسف نے بنایا۔ حجاج نے حضرت ابن زبیر کی بناء کو توڑ دیا اور دوبارہ قریش کی بناء پر تعمیر کی اور آج تک کعبہ اس پر قائم ہے (۳۷۴)۔

ہارون الرشید نے امام مالک بن انس سے پوچھا کہ اس بناء کو منہدم کر کے حضرت ابن زبیر کی بناء پر بنا دیا جائے۔ امام مالک نے فرمایا اے امیر المؤمنین میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ایسا نہ کریں پھر لوگ بیت اللہ کو کھلونا بنا لیں گے اور ہر شخص اس کو توڑ اپنی مرضی کی تعمیر کرے گا اور لوگوں کے دلوں میں بیت اللہ کی وقعت کم ہو جائے گی اور اس کی ہیبت نہیں رہے گی (۳۷۵)۔

۴۔۲۔۴۔۶۔۴ کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کا جواز:

سعید بن جبیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے آنحضور ﷺ سے کہا یا رسول اللہ میرے علاوہ آپ کے سب گھر والے بیت اللہ میں داخل ہوئے ہیں انہوں نے کہا مجھے شیبہ کی طرف بھیجا تا کہ دروازہ کھولے میں گیا تو شیبہ نے کہا میں نہ جاہلیت میں نے اور نہ اسلام میں کسی کے لئے دروازہ نہیں کھولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''اس کے اندر نماز پڑھ لے۔ بے شک تمہاری قوم نے جب کعبہ معظمہ تعمیر کیا تو اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رکھی ہوئی بنیادوں سے کم کر دیا'' (۳۷۶)۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے۔ جب نفل پڑھنا جائز ہے تو فرض پڑھنا بدرجہ اولی جائز ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کعبہ مکرمہ اپنی اصل بنیادوں پر نہیں ہے۔

۴۔۲۔۴۔۶۔۵ محرم کن موذی جانوروں کو مار سکتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کی حالت میں بھیڑ ذبح کرنا جائز قرار دیا ہے وہ سانپ، بچھو، کاٹنے والا کتا، سفید کوا، چیل اور چوہا کو مار سکتا ہے۔

بچھو نے نبی کریم ﷺ کو کاٹا تو آپ ﷺ نے احرام کی حالت میں اسے مارنے کا حکم دیا (۳۷۷)۔

پس ثابت ہوا کہ موذی جانور جن کی تعداد پانچ ہے ان کو حرم اور غیر حرم میں قتل کیا جائے۔

اس سے یہ جواز نکلتا ہے کہ ہر اس جانور کو قتل کر سکتا ہے جو اس پر حملہ آور ہو یا اس کو ایذاء دے۔ ان پانچ جانوروں کو اس لئے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ان کی طبیعت میں ایذاء کے ساتھ ابتداء کرنا داخل ہے۔ اور باقی جانور اس وقت تک ایذاء میں پہل نہیں کرتے جب تک ان کو ایذا نہ دی جائے (۳۷۸)۔

اِمام شافعی اور اِمام مالک نے قیاس اور رائے سے کام لیکر تمام درندوں کے قتل کو جائز قرار دیا ہے۔ اِمام اَبوحنیفہ اور اِمام اَحمد بن حنبل نے صرف پانچ جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے (۳۷۹)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''حالت احرام میں شکار کو قتل نہ کرو'' (۳۸۰)۔

نبی کریم ﷺ نے ان جانوروں کا اس لئے استثناء کیا ہے کہ ان کی طبیعت میں ایذاء ہے اور جس جانور کی طبیعت میں ایذاء ہو وہ ان جانوروں کے حکم میں ہے اور قرآن کریم کی نص سے مستثنیٰ ہے۔

۴-۲-۴-۶ ہدی (قربانی) روانہ کرنے والے متمتع کے حلال ہونے کا جواز:

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے ہم میں سے کسی نے حج کا احرام باندھا اور کسی نے عمرہ کا۔ مکہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور ہدی نہیں لایا وہ احرام کھول دے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور ہدی بھی لایا ہے وہ ہدی کو ذبح کرنے سے پہلے احرام نہ کھولے اور جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہے وہ حج پورا کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے حیض آ گیا اور عرفہ کے دن تک میں حائضہ رہی۔ میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں چوٹی کھول دوں اور کنگھی کر لوں اور حج کا احرام باندھ لوں۔ اور عمرے کو چھوڑ دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا جب میں حج سے فارغ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے میرے بھائی عبد الرحمٰن بن اَبی بکر کو روانہ کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تنعیم میں عمرہ

کروں یہ اس عمرے کے بدلے میں تھا جس کو میں نے (حیض کی وجہ سے) پورا نہیں کیا تھا اور اس کا احرام کھولنے سے پہلے میں نے حج کا احرام باندھ لیا تھا (۳۸۱)۔ یعنی عمرے کا احرام باندھ لینے کے بعد عمرے کی قضا واجب ہو جاتی ہے۔

۷۔۶۔۴۔۲۔۴ حالت احرام میں شکار کھانے میں عدم جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کو شکار کی ہوئی ہرن تحفتہً دی گئی آپ ﷺ احرام کی حالت میں تھے تو آپ ﷺ نے اس کو نہیں کھایا (۳۸۲)۔

یعنی احرام کی حالت میں شکار کھانا جائز نہیں۔ ایک ایسی ہی روایت صعب ابن جثار کی صحیح مسلم میں ہے اس میں جنگلی گدھا کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ نے نہیں کھایا اور وجہ بیان کی کہ ہم احرام میں ہیں مگر یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے۔

مگر حج الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو شکار کا گوشت کھانے کی اجازت ان شرائط پر بھی دی کہ کہ کیا تم میں سے کسی نے شکار کا امر کیا تھا؟ یا اس کی طرف کسی قسم کا اشارہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا گوشت کھا۔ یعنی اگر غیر محرم آدمی شکار کرے تو محرم گوشت کھا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث صعب ابن جثار کی روایت کی ناسخ ہے۔ لہذا حالت احرام میں شکار کھایا جا سکتا ہے۔

۷۔۴۔۲۔۴ استدراکات عائشہ صدیقہؓ علی الصحابہؓ:

۱۔۷۔۴۔۲۔۴ احرام سے پہلے خوشبو لگانے کا جواز:

محمد بن منتشر کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو خوشبو لگا لے اور پھر صبح احرام باندھے۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں صبح اس حال میں احرام باندھوں کہ میرے بدن سے خوشبو پھوٹ رہی ہو۔ اگر میں اپنے بدن پر اس کی بجائے تارکول مل لوں تو وہ زیادہ اچھا ہے۔ محمد بن منتشر کہتے ہیں پھر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں صبح احرام باندھوں اور میرے بدن سے خوشبو آ رہی ہو۔ اگر میں

اپنے بدن پر تارکول مل لوں تو وہ میرے نزدیک اس خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کے وقت خوشبو لگائی رات میں آپ ﷺ نے ازواج کو مشرف کیا اور صبح احرام باندھا (۳۸۳)۔

دوسری روایت ہے: حضرت عروہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے احرام کے وقت کونسی خوشبو لگائی۔ آپؓ نے فرمایا: سب سے اچھی خوشبو (۳۸۴)۔

ایک جگہ فرماتی ہے: ''کہ اب یہ منظر ے سامنے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو چمک رہی ہے اور آپ ﷺ تلبیہ کر رہے ہیں'' (۳۸۵)۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اہم امہات المؤمنین نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوتیں تو احرام باندھتے وقت اپنی پیشانیوں پر خوشبو کا لیپ لگالیا کرتی تھیں۔ پھر جب ہم میں سے کسی کو پسینہ آتا تو خوشبو اس کے چہرے پر بہنے لگتی اور یہ کیفیت نبی کریم ﷺ دیکھتے اور منع نہ فرماتے (۳۸۶)۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مستحب ہے۔ اور اگر یہ خوشبو احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا احرام باندھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ غسل کرنے کے بعد جس قسم کی خوشبو میسر آئے لگائے۔ لیکن احرام باندھنے کے بعد خوشبو کا استعمال اس وقت تک جائز نہیں جبتک سر منڈوا کر یا بال کٹوا کر حلال نہ ہو جائے۔

یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں ہے۔ آنحضور ﷺ کے سکوت فرمانے کا مقصد یہی ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ کسی ناروابات کو دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

۱۔۱۔۷۔۴۔۲۔۴ فقہاء کی آراء:

احناف کے نزدیک احرام باندھتے وقت جسم اور کپڑوں پر خوشبو لگانا مستحب ہے۔ لیکن یہ خوشبو ایسی ہونی چاہیے جسکا ٹھوس وجود احرام کے بعد باقی نہ رہے خواہ اس کی بو باقی رہ جائے۔

شافعیوں کے نزدیک احرام کے وقت جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے اور اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اگر یہ خوشبو احرام کے بعد باقی رہے تب بھی کوئی حرج نہیں خواہ یہ خوشبو ٹھوس وجود رکھتی ہو۔ اگر چہ جسم پر خوشبو لگانے سے کپڑا بھی معطر ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر کسی نے یہ خوشبودار کپڑے جو احرام کے وقت پہنے تھے احرام باندھنے کے بعد اتار دیئے اور پھر پہنے تو صحیح قول کے مطابق اس پر فدیہ لازم ہوگا (۳۸۷)۔

بہتر یہی ہے کہ وہ کپڑے دوبارہ نہ پہنے تا کہ فدیہ لازم نہ آئے۔

امام مالک اور امام محمد بن الحسن اس بات کے قائل ہیں کہ ایسی خوشبو لگانا جس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے مکروہ ہے کیونکہ عطا بن ابی رباح نے صفوان بن یعلی بن امیہ سے اور صفوان نے اپنے باپ یعلی بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص مقام جعرانہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس شخص نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا اور اپنی داڑھی اور سر کو زرد رنگ سے رنگا ہوا تھا۔ اور ایک جبہ پہن رکھا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور میری کیفیت یہ ہے جو آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبہ اتار دو اور زرد رنگ جو تمہارے سر اور داڑھی پر لگا ہوا ہے اسے دھو ڈالو'' (۳۸۸)۔

امام شافعی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جعرانہ سے عمرے کا احرام ۸ھ میں باندھا تھا۔ لہٰذا یہ حدیث ۸ھ کو ہوئی اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث جن میں بوقت احرام نبی کریم ﷺ کے خوشبو لگانے کا ذکر ہے حجۃ الوداع کے موقع کی ہیں جو ۱۰ھ کا زمانہ ہے۔ یعنی نبی کریم ﷺ کا خوشبو لگانے کا عمل بعد کا ہے اور حدیث یعلی بن امیہ دو سال پہلے کی ہے۔ لہٰذا بعد کی حدیث نے پہلی حدیث کو منسوخ کر دیا۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ احرام باندھتے وقت مردوں اور عورتوں دونوں کے جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے خواہ اس خوشبو کا ٹھوس مادہ اور بو احرام کے بعد بھی باقی رہے۔

۲۔۷۔۴۔۲۔۴ قربانی کا جانور بھیجنے سے انسان محرم نہیں ہوتا:

ترجمہ: حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عبداللہ بن اُبی بکر بن محمد کو بتایا کہ حضرت زیاد بن اُبی سفیان نے حضرت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیطرف لکھا۔ حضرت ابن عباسؓ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو قربانی کا جانور بھیجتا ہے اس پر وہی امور حرام ہو جاتے ہیں جو حج کرنے والے کے لئے حرام ہوتے ہیں حتی کہ جانور ذبح کر دے۔ میں نے قربانی کا جانور بھیجا ہے یا تو اپنا نقطہ نظر لکھ کر میری طرف بھیج دیں یا قربانی کا جانور لے جانے والے کو حکم فرمائیں۔ حضرت عمرہؓ نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''درست موقف وہ نہیں جو حضرت ابن عباسؓ نے اختیار کیا ہے۔ حضورﷺ کے قربانی کے جانور کا ہار میں نے اپنے ہاتھ سے بٹا۔ حضورﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس جانور کو پہنایا پھر اس جانور کو میرے والد محترم کے ہمراہ روانہ فرما دیا۔ حضورﷺ کے لئے ان اشیاء میں سے کوئی چیز بھی حرام نہ ہوئی جنہیں اللہ رب العزت نے آپ کے لئے حلال کیے تھے یہاں تک کہ جانور ذبح کر دیا گیا(۳۸۹)۔

دوسری جگہ فرماتی ہیں:

''وہ امور صرف اس وقت حرام ہوتے ہیں جب احرام باندھتا ہے اور تلبیہ پڑھتا ہے''(۳۹۰)۔

اِمام مالک کے نزدیک یہی ہے کہ قربانی کا جانور بھیجنے سے انسان محرم نہیں ہوتا۔ دلیل کے طور پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت پیش کرتے ہیں(۳۹۱)۔

اِمام اُبو حنیفہ، اِمام مالک، اِمام شافعی، اِمام اُحمد بن حنبل اور دیگر آئمہ اہل فتوی کا یہی مسلک ہے اور ان سب نے ابن عباس کے قول کا رد کیا ہے کہ جو شخص بیت اللہ میں ہدی روانہ کرے تو جس وقت وہ ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالے گا اس وقت سے اس پر احرام لازم ہو جائے گا اور جب تک بیت اللہ میں اس کی ہدی ذبح نہیں ہو جائے گی اس پر تمام چیزوں سے اجتناب لازم ہو جائے گا جس سے محرم مجتنب ہوتا ہے۔

تابعین میں شعبیؒ، النخعیؒ، مجاہد، حسن بن اُبی الحسنؒ اور ابن سیرینؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی متابعت کی ہے(۳۹۲)۔

۳۔۷۔۴۔۲۔۴ عورتوں کے لئے موزے نہ کاٹنے کا جواز:

سالم بن عبداللہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ محرم عورت کے لئے پہلے موزوں کو کاٹ دیتے تھے۔ پھر صفیہ بن أبی عبید (ابن عمر کی زوجہ) نے انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لئے موزوں کی رخصت دی ہے تو عبداللہ نے قطع کرنا چھوڑ دیا (۳۹۳)۔

احرام کی حالت میں مردوں کو موزے نہیں پہننا چاہئیں اگر کسی مجبوری سے پہنیں تو ٹخنے سے کاٹ دیں۔ حضرت ابن عمرؓ عورتوں کے لئے بھی یہی فتوی دیتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ مردوں کے لئے مخصوص ہے عورتوں کو موزہ ٹخنہ سے کاٹنا ضروری نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی ہے۔ یہ سنکر ابن عمر نے اپنے فتوی سے رجوع کر لیا۔

۴۔۷۔۴۔۲۔۴ خانہ کعبہ کے غلاف کے استعمال کا جواز:

ترجمہ: شیبہ بن عثمان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا اے اُم المؤمنین ہم سارے غلاف کو اکٹھا کر کے ایک گہرا کنواں کھود کر اس میں دفن کر دیتے ہیں تا کہ ناپاکی کی حالت میں لوگ اس کو نہ پہن لیں۔ آپؓ نے فرمایا یہ تو اچھی بات نہیں تم برا کرتے ہو۔ جب وہ غلاف کعبہ سے اتر گیا تو اگر کسی نے ناپاکی کی حالت میں اس کو پہن بھی لیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ تم کو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالا کرو اور اس کے جو دام آئیں وہ غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو (۳۹۴)۔

کعبہ پر ہر سال ایک نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے اور پرانا اتار لیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں کعبہ کے متولی پرانے غلاف کو ادب کی بناء پر زمین میں دفن کر دیتے تھے کہ اس کو کوئی ناپاک ہاتھ نہ لگنے پائے۔ شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانے میں کعبہ کے کلید بردار تھے آپؓ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ شریعت کی نکتہ شناس نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے جس کا خدا اور رسول ﷺ نے حکم نہیں دیا اور ممکن ہے کہ آئندہ اس سے کوئی سوء اعتقاد پیدا ہو۔ انہوں نے اس کا حل بتا دیا کہ فروخت کر کے غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو۔ اس دن کے بعد سے یہ فروخت کیا جاتا ہے۔ اور مشتاق مسلمان اس کو خرید کر گھروں میں لاتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں اس فیض کے لئے مسلمان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کے ممنون ہیں کہ یہ دولت انہی کی وجہ سے ہمارے ہاتھ میں آئی۔

۵۔۷۔۴۔۲۔۴ محرمہ عورتوں کو کس قدر بال کٹوانا ضروری ہے:

مجاہد سے روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابن زبیر پر تعجب نہیں ہے کہ وہ فتوی دیتے ہیں کہ محرمہ عورت چار انگلیاں بال کاٹے۔ حالانکہ کسی طرف سے ذرا سا بال لینا کافی ہے(۳۹۵)۔

اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ عورتوں کو احرام کھولتے وقت بالوں کی کتنی مقدار کٹوانا ضروری ہے۔

- امام مالک کے نزدیک ضروری ہے کہ عورت اپنے بالوں کی تمام مینڈھیوں میں سے کچھ نہ کچھ کٹوائے۔

لیکن اس کی مقدار مقرر نہیں کی جس قدر کٹوالے کافی ہوگا۔لیکن یہ کافی نہیں کہ بعض چوٹیوں میں سے کٹوائے اور باقی کو اسی طرح رہنے دے۔

- شافعیوں کے نزدیک کم سے کم مقدار تین بال کٹوانا ہے۔
- امام احمد بن حنبل کا قول یہ ہے کہ ہر چٹیا میں سے انگلی کے ایک پور کے برابر کٹوائے اور یہی قول ابن عمرؓ، امام شافعی، اسحاق اور ابوثور کا ہے۔
- عطاء کا قول ہے کہ تین انگلیوں کے برابر بال مٹھی میں لیکر کٹوائے(۳۹۶)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حج میں عورت کو صرف کسی طرف کا ذرا سا بال ترشوا دینا کافی ہے اور حضرت ابن زبیر کے نزدیک کم از کم چار انگلی ضروری ہے۔

عورتیں اپنے بالوں میں سے ایک پور کے برابر بال لیکر کاٹ دیں کیونکہ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا عورتیں کس قدر بال کٹوائیں؟ حضرت عمرؓ نے پور کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس کے برابر۔

اصحاب حنفیہ کے نزدیک ایک پور سے زیادہ بال کٹوانے واجب ہیں کیونکہ تمام بالوں سے ایک پور

کاٹنا واجب ہے اور تمام بالوں کے سرے برابر نہیں ہیں۔اور جب بعض بال ایک پور کاٹے جائیں گے تو چھوٹے بال ایک پور سے کم کٹیں گے یا رہ جائیں گے اس لئے ایک پور سے زیادہ بال کاٹے جائیں تا کہ وہ یقینی طور پر واجب کے ذمہ سے عہدہ برآ ہو جائے (۳۹۷)۔

۶۔۷۔۴۔۲۔۴ آنحضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے:

ترجمہ: مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں اور عروہ مسجد نبوی میں گئے وہاں پر حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ہم نے ابن عمرؓ سے اس نماز کے بارے میں سوال کیا۔حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔بدعت ہے۔پھر عروہ نے ان سے دریافت کیا اے ابوعبدالرحمٰن !رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟انہوں نے کہا چار عمرے کیے ہیں اور ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا ہے۔ہم نے ان کی بات کا رد کرنا یا جھٹلانا ناپسند کیا۔پھر ہم نے حجرے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کی آواز سنی اور عروہ نے کہا اے اُم المؤمنین کیا آپ سن رہی ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔عروہ نے کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں۔اور ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا ہے۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُبوعبدالرحمٰن پر رحم کرے رسول اللہ ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا ابو عبدالرحمٰن ان کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا(۳۹۸)۔

حضرت انسؓ اور حضرت ابن عمرؓ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسولؐ نے چار عمرے کیے ہیں اور ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رجب والے عمرے کا انکار کیا ہے۔

پہلا عمرہ چھ ہجری میں حدیبیہ کے سال ذوالقعدہ میں کیا۔جس میں آپ کو اور صحابہ کرام کو روک دیا گیا۔اور آپ کے صحابہ کرام حلال ہو گئے اس کو عمرہ شمار کیا گیا۔دوسرا اگلے سال ذوالقعدہ میں عمرہ کیا اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں ۔ یہ سات ہجری میں کیا تھا۔تیسرا عمرہ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے سال کیا اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے سال کیا۔اس کا احرام ذوالقعدہ میں باندھا۔اس کے افعال ذوالحج میں کیے۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمرؓ کے قول کا انکار کیا تو حضرت ابن عمرؓ خاموش

رہے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابن عمرؓ کو یاد نہیں رہا تھا۔یا شبہ پڑ گیا تھا اس وجہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے بحث کی نہ ان کی بات کا انکار کیا۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ رجب میں عمرہ نہیں کیا دوسری بات اگر کسی بات میں شک پڑ جائے تو بحث نہیں کرنی چاہیے حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق ابن عمرؓ ہر عمرے میں حضورﷺ کے ساتھ تھے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں آنحضورﷺ نے ذی القعدہ کے سوا کسی مہینے میں عمرہ نہیں کیا۔آپﷺ نے تین عمرے کیے(۳۹۹)

۷۔۷۔۴۔۲۔۴ طواف افاضہ سے پہلے عورت کے حلال نہ ہونے کا جواز:

ترجمہ: حضرت سالم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے سنا ہے جب تم کنکریاں مار چکو (رمی کر چکو) اور سر منڈوا چکو، قربانی کر چکو تو عورتوں اور خوشبو کے علاوہ سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں۔سالم فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عورتوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے کیونکہ میں خود آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر کو خوشبو لگاتی تھی (۴۰۰)۔

دوسری روایت میں ہے:

سالم فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا زیادہ ضروری ہے(۴۰۱)۔

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے آپ کو خوشبو لگایا کرتی تھی اور احرام کھولتے وقت بھی طواف سے پہلے خوشبو لگایا کرتی تھی (۴۰۲)۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ رمی اور سر منڈوانے کے بعد خوشبو حلال ہو جاتی ہے سوائے عورتوں کے۔طواف زیارت نہ کرنے کی وجہ سے یہ شخص اپنے احرام سے حلال نہیں ہوا بلکہ یہ عورتوں کے حق میں ہمیشہ محرم ہی رہے گا تاوقتیکہ طواف زیارت نہ کرے(۴۰۳)۔

حوالہ جات

فصل دوم/ باب چہارم

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۳، ص: ۲۷۲

۲۔ أیضا

۳۔ ﴿اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ سورۃ السجدۃ: ۱۵۔

۴۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ سورۃ البقرۃ: ۲۱

۵۔ أبوالفضل عبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص: ۴۷۸۔

۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۱۴، ص: ۴۶۴

فقہ العبادات حنفی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، الباب الأول، ص: ۷۰،

فقہ العبادات مالکی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، الباب الأول، ص: ۱۰۹،

فقہ العبادات شافعی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، الباب الأول، ص: ۲۱۹،

فقہ العبادات حنبلی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الأول، ص: ۱۳۳۔

۶۔ ﴿وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ سورۃ التوبۃ: ۱۰۳۔

۷۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾۔

سورۃ الأحزاب: ۵۶۔

۸۔ ﴿اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ سورۃ البقرۃ: ۱۵۷۔

۹۔ مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور، پنجاب یونیورسٹی ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۷ء، ص: ۱۷۵۸۴۔

۱۰۔ فقہ العبادات حنفی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، الباب الأول، ص: ۷۰،

فقہ العبادات مالکی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، الباب الأول، ص: ۱۰۹،

فقہ العبادات شافعی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، الباب الأول، ص: ۲۱۹،

فقہ العبادات حنبلی، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الأول، ص: ۱۳۳۔

۱۱۔ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ سورۃ النساء: ۱۰۳۔

۱۲۔ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ﴾سورۃ ہود:۱۱۴۔

۱۳۔ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾سورۃ العنکبوت:۴۵۔

۱۴۔ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِى﴾سورۃ طٰہٰ:۱۴۔

۱۵۔ ((سألتُ النبی ﷺ أی العملِ أحب إلی اللّٰہ ؟ قال الصلوٰۃ علی وقتھا)) صحیح بخاری، ج۱، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب فضل صلوٰۃ لوقتہا، حدیث ۵۰۴، ص:۱۹۷۔

۱۶۔ ((عن عبادۃ بن الصامت قالَ أنی سمعتُ رسول اللّٰہ ﷺ یقول خمس صلوٰتٌ افترضھن اللّٰہ تعالٰی من أحسن وضوء ھن وصلاھن لوقتھن وأتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللّٰہ عھدٌ أن یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللّٰہ عھد إن شاء غفر لہ وإن شاء عذبہ)سنن اَبی داوٗد، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب فی المحافظۃ علی وقت الصلوٰۃ، حدیث:۴۲۶، ص:۱۶۹۔)

۱۷۔ ((عن عائشۃؓ قالتْ فرض اللّٰہ الصلوٰۃ حین فرضھا رکعتین فی الحضر والسفر فأقرت صلوٰۃ السفر وزید فی صلوٰۃ الحضر))صحیح بخاری، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف فرضت الصلوٰت فی الإسراء حدیث:۳۴۳، ص:۱۳۷۔

۔ صحیح مسلم، ج۱، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا، باب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا، حدیث:۶۸۵، ص:۴۷۸۔

۔ سنن اَبی داوٗد، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب فی المحافظۃ علی وقت الصلوٰت، حدیث:۴۳۰، ص:۱۷۰۔

۱۸۔ صحیح بخاری، ج۱ کتاب الصلاۃ باب کیف فُرِضتْ الصلوٰت فی الإسراء حدیث:۳۴۲، ص:۱۳۵۔

۱۹۔ ((عن عروۃ عن عائشۃؓ عن النبی ﷺ قال : من أدرک رکعۃ من الفجر قبل أن تطلع الشمس فقد أدرکھا ومن أدرک رکعۃ من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرکھا))، سنن نسائی، ج۱، کتاب المواقیت، باب من أدرک رکعۃ من صلوٰۃ الصبح، حدیث:۵۵۱، ص:۲۷۳۔

۔ محمد بن علی الشوکانی، الدراری المضیئۃ شرح الدرر البھیۃ ،ج۱، کتاب الصلوٰۃ، ص:۸۳۔

۔ اِمام شافعیؒ، الاُم، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت الفجر، ص:۱۵۶۔

۲۰۔ ((عن عائشۃؓ أنھا کانت تقول کان رسول اللّٰہ ﷺ یصلی رکعتی الفجر فیخفف حتی أنی أقول ھل قرأ فیھما بأم القرآن))، صحیح مسلم، ج۱، کتاب صلوٰۃ المسافرین استحباب رکعتی

الفجر والحث علیہا، حدیث:۲۴۷، ص:۵۰۰۔

- امام شوکانی، نیل الأوطار، ج۳' کتاب الصلوٰۃ، باب تاکید رکعتی الفجر وتخفیف قراءتہما والضجعۃ والکلام بعدہما وقضائہما إذا فاتتا، حدیث:۵۰۵، ص:۲۴۔

۲۱۔ مولانا منظور أحمد، فضل المعبود شرح سنن أبی داوٗد، ج۲، ص:۳۴۸۔

۲۲۔ أیضاً۔

- ابن قدامۃ الکافی فی فقہ ابن حنبل، ج۱، کتاب الصلوٰۃ' باب صلوٰۃ التطوع، ص:۲۶۴۔

۲۳۔ ((عن عائشة رضی الله عنها کان النبی ﷺ إذا صلی رکعتی الفجر فإن کانت له إلی حاجة کلمنی وإلا خرج إلی الصلوٰة))، سنن ترمذی، ج۲، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الکلام بعد رکعتی الفجر، حدیث:۴۱۹، ص:۲۸۷۔

۲۴۔ ((عن عائشة رضی الله عنها أن النبی ﷺ کان لا یدع أربعاً قبل الظهر ورکعتین قبل صلوٰة الغداة))' سنن أبی داوٗد، کتاب الصلوٰۃ، ج۱، باب صلوٰۃ الخوف' باب تفریع أبواب التطوع ورکعات السنۃ، حدیث:۱۲۵۳' ص:۴۰۲۔

- فقہ العبادات شافعی، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الخامس الصلوٰۃ المسنونۃ، ص:۳۶۱۔

- صحیح بخاری، ج۱، أبواب التطوع، باب الرکعتان قبل الظہر، حدیث ۱۱۲۷، ص:۳۹۶۔

۲۵۔ سنن أبی داوٗد، ج۱، کتاب الصلوٰۃ' باب رکعتی الفجر، حدیث ۱۲۵۴، ص:۴۰۲۔

۲۶۔ ((عن عائشة رضی الله عنها أن النبی ﷺ کان إذا لم یصل أربعاً قبل الظهر صلاهن بعده))، سنن ترمذی، ج۲، کتاب الصلوٰة، حدیث ۴۲۶، ص: ۲۹۱.

۲۷. ((حدثنی یحیی بن مالک عن زید بن اسلم عن القعقاع بن حکیم عن أبی یونس مولی عائشة أم المؤمنین رضی الله عنها أنه قال امرتنی عائشةؓ أن أکتب لها مصحفاً ثم قالت إذا بلغت هذه الآیة فاذنی ﴿حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰة الوسطی وقوموا لله قانتین﴾ فلما بلغتُها اذنتها فأملت علی ﴿حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰة الوسطی (صلوٰة العصر) وقوموا لله قانتین﴾ قالت عائشةؓ سمعتُها من رسول الله ﷺ))، سنن نسائی، ج۱، کتاب الصلوٰة، باب المحافظة علی صلوٰة العصر، حدیث: ۴۸۲، ص: ۲۲۶.

- احکام الأحکام ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ، ص: ۱۷۰ .
- الشوکانی ،نیل الأوطار ،ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ، باب بیان أنها الوسطی وما ورد فی ذلک فی غیرها، ص: ۳۹۹.
- ابن قدامة ،المغنی ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ، فضل صلاۃ العصر هی صلوٰۃ الوسطی، ص: ۴۲۱. الصلوٰۃ الوسطی صلاۃ الظهر.

۲۸. مؤطا إمام مالک ، ج ا ، کتاب صلوٰۃ الجماعة ، باب الصلوٰۃ الوسطی،حدیث:۳۱۵، ص: ۱۳۹ .

۲۹. أیضاً .

یقولان الصلاۃ الوسطی صلاۃ الصبح، حدیث: ۳۱۶، ص: ۱۳۹ .

۳۰. ((حدثنا أبو بکر بن أبی شیبة قال أبواسامة عن هشام عن محمد عن عبیدة عن علی قال لما کان یوم الأحزاب قال رسول اللّٰہ ﷺ ملأ اللّٰہ قبورهم وبیتوهم ناراً کما حبسونا وشغلونا عن الصلوٰۃ الوسطی حتی غابت الشمس))، صحیح مسلم ،کتاب المساجد باب الدلیل لمن قال الصلوٰۃ الوسطی هی صلوٰۃ العصر، حدیث: ۶۲۷، ص: ۴۳۶.

۳۱. ((حدثنا یعقوب بن ابراهیم الدورقی حدثنا هشیم عن خالد الحدآء عن عبد اللّٰہ بن شقیق عن عائشةؓ قالت النبی ﷺیصلی المغرب ثم یرجع إلی بیتی فیصلی رکعتین))، ابن ماجه ،ج ا ،کتاب إقامة الصلوٰۃ والسنة فیها ، باب ما جاء فی الرکعتین بعد المغرب ، حدیث: ۱۱۶۴، ص:۳۶۸.

۳۲. ((قال ابو عیسی وقد روی عن عائشةؓ عن النبی ﷺ من صلی بعد المغرب عشرین رکعة بنی له بیتاً فی الجنة))' سنن ترمذی ،ج۲ ،أبواب الصلوٰۃ ، باب ما جاء فی فضل تطوع ست رکعات بعد المغرب ، حدیث :۴۳۵، ص: ۲۹۸ .

۳۳. ((عن عائشةؓ قالت کل اللیل أوتر رسول اللّٰہ ﷺ وانتهی وتره إلی السحر))

- صحیح بخاری ، ج ا ، کتاب الوتر ، باب ساعات الوتر ، حدیث: ۹۵۱، ص: ۳۳۸.
- صحیح مسلم ، ج ا' کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرها ،باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعتات، حدیث: ۷۴۵، ص: ۵۱۲.

. الإمام شافعی ، کتاب الأم ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ، باب فی الوتر ، ص: ۲۵۹.

۳۴. ((عن مسروق قال قلت لعائشۃؓ متی کان یوتر رسول اللّٰہ ﷺ قالت کل ذلک قد فعل أوتر أول اللیل ووسطہ واخرہ ولکن انتھی وترہ حین مات إلی السحر))،

احکام الأحکام ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ، حدیث: ۱۳۶ ، ص: ۳۱۸.

. سنن ترمذی ، کتاب الوتر ، الوتر من أول اللیل واخرہ ، حدیث:۴۵۶، ص: ۳۱۸.

. الشوکانی ، نیل الأوطار ، ج۳، کتاب الصلوٰۃ ، باب صلوٰۃ الوتر والقراء ۃ فیھا والقنوت، حدیث : ۲، ص: ۴۷.

۳۵. أیضاً .

۳۶. ((عن جابر بن عبد اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لأبی بکر (أی حین توتر؟) قال أول اللیل بعد العتمۃ قال (فأنت یا عمر؟) فقال آخر اللیل ، فقال النبی ﷺ أما أنت یا أبا بکر فأخذت بالوثقی وأما أنت یا عمر فأخذت بالقوۃ))، ابن ماجہ ، ج ا ، اقامۃ الصلوٰۃ ، باب ما جاء فی الوتر آخر اللیل، حدیث: ۱۲۰۲ ، ص: ۳۷۹.

۳۷. ((عن جابر عن رسول اللّٰہ ﷺ من خاف منکم أن لا یستیقظ من آخر اللیل فلیوتر من أول اللیل ثم یرقد ومن طمع منکم أن یستیقظ من آخر اللیل فلیوتر من آخر اللیل فإن قراء ۃ آخر اللیل محضورۃ وذلک أفضل))، ابن ماجہ ، ج ا ، کتاب إقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا ، باب ما جاء فی الوتر آخر اللیل ، حدیث: ۱۱۸۷ ، ص: ۳۷۵.

۳۸. ((عن عبد العزیز بن جریج قال سألت عائشۃؓ بأی شیءٍ کان یوتر رسول اللّٰہ ﷺ قالت کان یقرأ فی الأولی ﴿سبح اسم ربک الأعلی﴾ وفی الثانیۃ ﴿قل یآیھا الکفرون﴾ ، وفی الثالثۃ بـ ﴿قل ھو اللّٰہ أحد﴾ والمعوذتین))، سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الوتر والقنوت ، باب ما یقرأ فی الوتر ، حدیث: ۱۴۲۴ ، ص: ۴۵۱.

۳۹. فضل المعبود فی شرحہ سنن أبی داؤد ، ج۲، ص:۴۷۵.

۴۰. أحمد شمس الدین محمد بن أحمد سرخسی ، مبسوط ، ج ا ،بیروت دار المعرفۃ، اشاعت أول ۱۴۰۰ھ ،ص:۱۶۴ .

۴۱. ((عن عائشۃؓ قالت ما کنت ألفی (أو ألقی) النبی ﷺ من آخر اللیل إلا ھو نائم

عندی قال وکیع تعنی بعد الوتر))' ابن ماجه ، ج ا ، کتاب إقامة الصلوٰة والسنة فیھا' باب ما جاء فی الضجعة بعد الوتر وبعد رکعتی الفجر ، حدیث: ۱۱۹۷ ، ص: ۳۷۸.

۴۲. ((عن عاصم بن حمید قال سألت عائشةؓ بما کان رسول اللّٰہ ﷺ یفتح قیام اللیل؟ قالت لقد سألتنی عن شیءٍ ما سألنی عنه أحد قبلک ' کان رسول اللّٰہ ﷺ یکبر عشرا ویحمد عشرا ویسبح عشرا ویھلل عشرا ویستغفر عشرا ویقول اللّٰھم اغفرلی واھدنی وارزقنی وعافنی أعوذ باللّٰہ من ضیق المقام یوم القیامة))، سنن نسائی ، ج۳، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار ،حدیث : ۱۶۱۷ ، ص: ۲۰۸.

۴۳. ((حدثنی أبو سلمة بن عبد الرحمن قال سألت عائشةؓ بأی شیءٍ کان النبی ﷺ یفتتح صلوٰته قالت کان إذا قام من اللیل افتتح صلوٰته قال اللّٰھم رب جبریل ومیکائیل اسرافیل فاطر السموٰت والأرض عالم الغیب والشھادة أنت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیه یختلفون اللّٰھم اھدنی لما اختلف فیه من الحق إنک تھدی من تشاء إلٰی صراط مستقیم))، سنن نسائی ، ج۳، کتاب بأی شیءٍ تفتتح صلوٰۃ اللیل حدیث: ۱۶۲۵ ، ص: ۲۱۲.

۴۴. ((عن عبد اللّٰه بن أبی قیس قال سألتُ عائشةؓ کیف کانت قراءة رسول ﷺ باللیل یجھر أم یسر قالت کل ذلک قد کان یفعل ربما جھر وربما أسر))' سنن نسائی، ج۳، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار ، باب کیف القراءة باللیل ، حدیث: ۱۶۶۲ ،ص:۲۲۴.

. فقه العبادات حنفی ، ج ا ، کتاب الصلوٰة ، الباب الثالث ، ص: ۸۵.

. الشوکانی ،نیل الأوطار ، ج۳،کتاب الصلوٰة، باب ما جاء فی قیام اللیل ، حدیث:۴۰ ص: ۶۷.

۴۵. ((عن عائشةؓ قالت قام النبیﷺ بآیة فی القرآن لیلة))، سنن ترمذی ، ج۲، کتاب الصلوٰۃ ،باب القراءة باللیل ،حدیث: ۴۴۸،ص: ۳۱۰.

۴۶. ((عن عائشةؓ أن النبی ﷺ کان إذا فاتته الصلوٰة من اللیل وجع أو غیره صلی من النھار ثنتی عشرة رکعة))' صحیح مسلم ، ج ا ، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا ،

باب جامع فی صلوٰۃ اللیل ومن نام عنہ أومرض،حدیث: ۲۴۶، ص: ۲ ۱ ۵.

۴۷. ((عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ من کانت لہ صلوٰۃ صلاھا من اللیل فنام عنھا کان ذلک صدقۃ تصدق اللّٰہ عزوجل علیہ وکتب لہ أجر)) ، مؤطا إمام مالک ، ج ۱.

کتاب صلوٰۃ اللیل ،باب ما جاء فی صلوٰۃ اللیل ، حدیث : ۲۵۵، ،ص: ۱۱۷.

. سنن نسائی ، ج۳، کتاب الصلوٰۃ ،باب من کان لہ صلوٰۃ باللیل فغلب علیھا النوم، حدیث: ۱۷۸۴، ص: ۲۵۷.

۴۸. ((عن الأسود قال سألت عائشۃؓ کیف کان صلوٰۃ النبی ﷺ باللیل قالت کان ینام أولہ ویقوم آخرہ فیصلی ثم یرجع إلی فراشہ فإذا اذن المؤذن وثب فإن کانت بہ حاجۃ اغتسل وإلا توضأ وخرج))، صحیح بخاری ،ج ۱ ، کتاب التھجد ، باب من نام أول اللیل وأحیا أخرہ ،ص:۳۸۵،حدیث: ۱۰۹۵.

. صحیح مسلم ،ج ۱ ، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا ، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل وأن الوتر رکعۃ وأن الرکعۃ صلوٰۃ صحیحۃ ، حدیث: ۷۳۹، ص: ۵۱۰.

۴۹. ((قلت فأی اللیل کان یقوم قالت إذا سمع الصارخ))، سنن نسائی ،ج۳، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار ،باب وقت القیام ، حدیث: ۱۶۱۶ ،ص:۲۰۸.

۵۰. ((عن مسروق قال سألت عائشۃؓ عن صلوٰۃ رسول ﷺ فقلت لھا أی حین کان یصلی قالت کان إذاسمع الفراخ قام فصلی))، سنن أبی داؤد ،ج ۱ ، کتاب قیام اللیل ،باب وقت قیام النبی ﷺ من اللیل ، حدیث ۱۳۱۲ ، ص: ۳۲۰.

۵۱. ((حدثنی عروۃ أن عائشۃؓ أخبرتہ أن رسول ﷺ کان یصلی احدی عشرۃ رکعۃ کانت تلک صلوتہ تعنی باللیل فسجد السجدۃ من ذلک قدر ما یقرأ أحدکم خمسین آیۃ قبل أن یرفع رأسہ ویرکع رکعتین قبل صلوٰۃ ثم یضطجع علی شقہ الأیمن حتی یأتیہ المؤذن للصلوٰۃ))' صحیح بخاری ،ج ۱ ، أبواب الوتر ،باب ما جاء فی الوتر ، حدیث: ۹۴۹، ص:۳۳۸.

- أیضاً: ج ۱ ابواب التهجد ، باب طول السجود فی قیام اللیل ، حدیث ۱۰۷۱ ، ص: ۳۷۸.
- أیضا: ج۵ ، کتاب الدعوات ، باب الضجع علی الشق الأیمن ، حدیث ۵۹۵۱، ص:۲۳۲۵.

۵۲. أبو داؤد، ج ۱ ،کتاب الصلوٰۃ، باب فی صلوٰۃ اللیل ، حدیث:۱۳۳۸ ، ص:۴۲۵.

۵۳. صحیح مسلم ، ج ۱ ،کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا ، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، حدیث: ۷۳۷، ص: ۵۰۹.

۵۴. أبو داؤد ،ج ۱ ،کتاب الصلوٰۃ ، باب فی صلوٰۃ اللیل ،حدیث ۱۳۴۰ ،ص: ۴۲۶.

۵۵. أیضاً ، حدیث: ۱۳۳۴ ، ص: ۴۲۴.

۵۶. سنن نسائی ، ج۳، کتاب قیام اللیل ، باب کیف الوتربتسع ،حدیث: ۱۷۲۰، ص: ۲۴۱.

۵۷. ((عن أبی سلمة أنه أخبره أنه سأل عائشةؓ کیف کانت صلوٰۃ رسول ﷺ فی رمضان فقالت ما کان رسول اللّٰه ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرۃ رکعة یصلی أربعاً فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ،ثم یصلی أربعاً فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلاثاً فقالت عائشةؓ فقلت یا رسول اللّٰه أتنام قبل أن توتر فقال یا عائشة إن عینی تنامان ولا ینام قلبی))، سنن ترمذی ،ج۲، أبو اب الصلوٰۃ ، باب ما جاء فی وصف صلوٰۃ النبی ﷺ باللیل ، حدیث : ۴۳۹، ص: ۳۰۲.

۵۸. ((عن نافع قال قیل لإبن عمرؓ أن أبا ھریرۃ یقول سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول من اتبع جنازۃ فله قیراط من الأجرفقال إبن عمر أکثر علینا أبو ھریرۃ فبعث إلی عائشةؓ فسألها فصدقت أبا ھریرۃ فقال إبن عمر لقد فرطنا فی قراریط کثیرۃ))، سنن أبی داؤد، ج۲، کتاب الجنائز، باب فضل الصلوٰۃ علی الجنائز وتشیعها ، حدیث ۳۱۶۹، ص: ۲۲۰.

- سنن ترمذی ،ج۳، أبواب الجنائز ، باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی الجنازۃ ، حدیث: ۱۰۴۰ ، ص: ۳۵۸.

۵۹. ((عن عبد اللّٰہ بن یزید رضیع عائشةؓ عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال ما من میت تصلی علیه أمة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له إلا شفعوا فیه))، صحیح مسلم، ج ١، کتاب الجنائز، باب من صلی علیه مائة شفعوا فیه، حدیث:٩٤٧، ص: ٦٥٤.

. الشوکانی، نیل الأوطار، ج٤، کتاب الجنائز، باب فضل الصلوٰة علی المیت وما یرجی له بکثرة الجمع، حدیث:٣٠٥٠، ص: ٤٢١.

٦٠. صحیح مسلم، ج ١، کتاب الجنائز، باب من صلی علیه مائة شفعوا فیه، حدیث ٩٤٨،ص:٦٥٥.

٦١. ((عن عائشةؓ قالت اوتی رسول اللّٰہ ﷺ بصبی من صبیان الأنصار یصلی علیه، قالت عائشةؓ فقلت طوبی بهذا عصفور من عصافیر الجنة لم یعمل سوء ولم یدرکه قال أو غیر ذلک ؟یا عائشةؓ ! خلق اللّٰہ عزوجل الجنة وخلق لها أهلا خلقهم فی أصلاب آبائهم))، سنن نسائی، ج٣، کتاب الجنائز، الصلوٰة علی الصبیان، حدیث:١٩٤٧، ص:٥٧.

٦٢. "والطفل یُصلی علیه"، سنن نسائی، ج٣، کتاب الجنائز، باب الصلوٰة علی الأطفال حدیث: ١٩٤٨، ص: ٥٨.

٦٣. ((عن عائشة رضی اللّٰہ عنها أن النبی ﷺ خطب الناس یوم الجمعة فرأی علیهم ثیاب النساء فقال رسول اللّٰہ ﷺ ما علی أحدکم إن وجد سعة أن یتخذ ثوبین لجمعته سوی ثوبی مهنته))، سنن ابن ماجه، ج ١، کتاب إقامة الصلوٰة والسنة فیها، باب ما جاء فی الزینة یوم الجمعة، حدیث: ١٠٩٦، ص: ٣٤٩.

٦٤. ((محمد بن یحیی بن حبان حدثه أن رسول اللّٰہ ﷺ قال ما علی أحدکم إن وجد سعة أن یتخذ ثوبین لجمعته سوی ثوبی مهنته))، سنن أبی داؤد، ج ١، کتاب الصلوٰة باب اللباس للجمعة، حدیث: ١٠٧٨، ص:٣٥٠.

٦٥. سلیمان بن أحمد بن أیوم أبو القاسم الطبرانی ،الروض الدانی المعجم الصغیر ،ج ١، بیروت، المکتب الإسلامی، ١٤٠٥ھ ،حدیث:٣٢٤، ص: ٢٥٩.

٦٦. ((عن عائشةؓ قالت الصلوٰة أول ما فرضت رکعتین فأقرت صلوٰة السفر وأتمت

صلوٰۃ الحضر))، صحیح بخاری ، کتاب تقصیر الصلوٰۃ ، باب کم یقصر الصلوٰۃ ،
حدیث: ۱۰۴۰، ۳۶۹.

. صحیح مسلم ، ج ۱ ، کتاب صلوٰۃ المسافرین ، باب صلوٰۃ المسافرین وقصرها ،
حدیث : ۶۸۵ ، ص: ۴۷۸.

. إمام مالک ، مؤطا ، ج ۱ ، کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر ، باب قصر الصلوٰۃ فی السفر
حدیث: ۳۳۵، ص: ۱۴۶ .

۲۷. ((...والسفر فأقرت صلوٰۃ السفر))، صحیح مسلم ، ج ۱ ، کتاب صلوٰۃ المسافرین ،
باب صلوٰۃ المسافرین وقصرها ،حدیث: ۶۸۵،ص:۴۷۸.

. الشوکانی ، نیل الأوطار ، ج ۱ ، کتاب الصلوٰۃ ،باب افتراضها ومتی کان، ص: ۳۶۲.

۲۸. ﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ﴾، النساء: ۱۰۱

۲۹. ((عن یعلی بن أمیة قال قلت لعمر بن الخطاب ﴿فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ق اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط﴾فقد أمن الناس فقال عجبت مما عجبت
منه سألت رسول اللّٰہ ﷺ عن ذلک فقال صدقة تصدق اللّٰہ بها علیکم فأقبلوا
صدقة))، أیضاً، حدیث : ۶۸۶ ،ص: ۴۷۸.

۳۰. علامة کمال الدین ابن همام ،فتح القدیر ،ج۲ ، سکهر ،مکتبة نوریه رضویة ،ص: ۵،

. عبد الرحمن الجزائری ، کتاب الفقه ، ج ۱ ، ص: ۵۸۰.

۳۱. علامه یحیی بن شرف نووی ،شرح المهذب مع الشروح ، ج۴، بیروت ، مطبوعة
دار الفکر ، ص: ۳۳۶.

۳۲. قاضی أبو الولید أحمد رشد قرطبی ،بدایة المجتهد، ج ۱ ، بیروت دار الفکر،ص: ۱۲۲

۳۳. علامة عبد اللّٰہ بن أحمد قدامة ،المغنی ، ج ۲ ، بیروت دار الفکر ،ص: ۵۰.

۳۴. ((عن عروة قالت عائشة خسفت الشمس فقام النبی ﷺ فقرأ سورة طویلة ثم رکع
فأطال ثم رفع رأسه ثم استفتح بسورة أخری ثم رکع حین قضاها وسجد ثم فعل
ذلک فی الثانیة ثم قال (أنهما آیتان من آیات اللّٰہ فإذا رأیتم ذلم فصلوا حتی یفرج
عنکم لقد رأیت فی مقامی هذا کل شیء وعدته حتی لقد رأیت أرید أن آخذ قطفا من

الجنة حین رأیتمونیجعلت أتقدم ولقد رأیت جھنم یحطم بعضھا بعضا حین رأیتمونی تأخرت ورأیت فیھا عمرو بن لحی وھو الذی سیب السوائب))، صحیح بخاری ، کتاب الکسوف ،باب إذا انفلتت الدابة فی الصلوٰة ،حدیث:۱۱۵۴،ص: ۲۰۶.

۷۵. کتاب الفقة علی المذاھب الأربعة ، ج ا،ص: ۳۴۹.

۷۶. أیضاً،ص: ۳۵۰.

۷۷. أیضاً.

۷۸. أیضاً،ص: ۳۵۱.

۸۰. ابن دقیق العید'احکام الأحکام ، ج ا ، کتاب الصلوٰة ،حدیث: ۱۴۹ ، ص:۳۵۰.

۸۱. ((عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ قالت صلی بالناس صلوٰة الخوف بذات الرقاع من نحل فصفت طائفة وراء ہ وقامت طائفة تجاہ العدو قالت فکبر رسول ﷺ وکبرت طائفة الذین صفوا حلفه ثم رکع ورکعوا ثم سجد فسجدوا ثم رفع رسول اللهﷺ رأسه فرفعوا معه ثم مکث رسول الله ﷺ جالساً وسجدوا لأنفسھم السجدة الثانیة ثم قاموا فنکصوا علی أعقابھم یمشھون القھقری حتی قاموا من ورائھم قالت فأقبلت الطائفة الأخری فصفوا خلف رسول الله ﷺ فکبروا ثم رکعوا لأنفسھم ثم سجد رسول الله فی رکعة وسجدوا ھم لأنفسھم لاسجدة الثانیة ثم قامت الطائفتان جمیعاً فصفوا خلف رسول الله فرکع لھم رسول الله فرکعوا جمیعاً ثمسجد فسجدوا جمیعاً ثم رفع رأسه ورفعوا معه کل ذلک من رسول ﷺ سریعاًجداً لا یألو أن یخفف مااستطاع ثم سلم رسول الله ﷺ فسلموا فقام رسول ﷺ وقد شرکه فی الصلوٰة کلھا))، إمام أحمد بن حنبل ،مسند ، ج۲، حدیث:۲۶۳۹۷، ص: ۲۷۵، اسنادہ صحیح.

. سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الصلوٰة ،باب من قال بکبرون جمیعاًوإن کانوا مستدبری القبلة ثم یصلی، حدیث: ۱۲۴۲ ،ص:۳۹۷.

۸۱. ﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ ۚقف فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَّرَآئِكُمْ ص وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ج وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً﴾سورۃالنساء :۱۰۲ .

۸۲. أيضاً.

۸۳. علامة غلام رسول سعيدى ، شرح صحيح مسلم ، ج۲، ص:۲۲۰ .

۸۴. ((عن عائشةؓ قالت ما رأيت رسول الله ﷺ يصلى الضحى إلا أن يقدم من السفر فيصلى ركعتين))، إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶، حديث: ۲۴۰۷۱، ص: ۳۱.

۸۵. ((حدثتنى معاذة أنها سألت عائشةؓ كم كان رسول الله ﷺ يصلى صلاة الضحى؟ قالت أربع ركعات ويزيد ما شاء))، صحيح مسلم ، ج ۱ ، كتاب صلوٰة المسافرين ، باب استحباب صلوٰة الضحى وأن أقلها ركعتان وأكملها ثمان وأوسطها أربع ركعات أو ست ركعات والحث على المحافظة عليها ، حديث: ۷۱۹،ص: ۴۹۷.

۸۶. صحيح مسلم ، ج ۱ ، كتاب صلوة المسافرين وقصرها ، باب استحباب صلوة الضحى، حديث: ۳۳۶،ص: ۴۹۷.

۸۷. أيضاً، حديث: ۷۲۱، ص: ۴۹۹.

۸۸. علامه عينى ' عمدة القارى ، ج۷، ص: ۲۴۱ .

۸۹. ((كان النبى ﷺ إذا توضاصلى ركعتين ثم خرج إلى الصلوٰة))، سنن ابن ماجه ، ج ۱ ، كتاب الصلوٰة ، باب ما جاء فى الركعتين قبل الفجر ، حديث: ۱۱۴۲ ، ص:۳۶۲.

۹۰. الجزيرى 'كتاب الفقه ، ج ۱ ، ص: ۴۱۰.

۹۱. ((عن عائشةؓ قالت كان ابن أم مكتوم مؤذن لرسول الله ﷺ وهو أعمى))، صحيح مسلم ، ج ۱ ، كتاب الصلوٰة ، باب جواز اذان الأعمى إذا كان معه بصير ، حديث: ۳۸۱، ص:۲۸۷ .

سنن أبى داؤد ، ج ۱ ، كتاب الصلوٰة ، باب اذان الأعمى ، حديث: ۵۳۳۰، ص:۲۰۲ .

۹۲. غلام رسول سعيدى شرح صحيح مسلم ، ج ۱ ، ص: ۱۰۸۷ .

۹۳. حافظ أحمد بن على بن حجر عسقلانى،الإصابة،ج۲، بيروت دار الفكر ، ص: ۵۲۳

۹۴. ((عن عائشةؓ قالت ما نام رسول الله ﷺ قبل العشاء ولا سمسر بعدها))، ابن ماجة،

ج ١، كتاب الصلوٰة ، باب النهی عن النوم قبل صلوٰة العشاء وعن الحديث بعدها ، حديث: ٢٠٢ ،ص: ٢٣٠ .

٩٥. ((عن عائشةؓ قالت امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدور وأن تُنظف وتطيب)) الشوكانی ' نيل الأوطار ، ج٢، كتاب اللباس ، باب كنس المساجد وتطيبه وصيانتها من الروائح الكريهة ، حديث ٢، ص: ١٥٩ .

٩٦. ﴿وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ سورة البقرة:١٢٥ .

٩٧. ((عن عائشةؓ قالت سألت رسول الله عن التفات فی الصلوٰة فقال احتلاس يحلسه الشيطان من الصلوٰة))،سنن نسائی ،ج٣، كتاب السهو، باب التشديد فی التفات فی الصلوٰة، حديث ١١٩٦ ، ص: ٨.

. ابن قدامة ،المغنی ،ج ١ ، كتاب الصلوٰة ،فصل ما يكره من حركة البصر فی الصلوٰة، ص:٢٩٦.

. فقه العبادات حنبلی ، ج ١ ، كتاب الصلوٰة ،الفصل الرابع ، ص: ٢٠٠.

٩٨. ((عن ابن عباسؓ كان رسول الله ﷺ يلتفت يميناً وشمالا ولا يلوی عنقه خلف ظهره))' سنن نسائی ،ج٣، كتاب السهو ، باب التشديد فی التفات فی الصلوٰة ، حديث: ١٢٠١ ، ص:٩ .

٩٩. ((عن عائشةؓ قالت لدغت النبی ﷺ عقرب وهو فی الصلوٰة فقال لعن الله العقرب ما تدع المصلی وغير المصلی اقتلوها فی الحل والحرم)).
ابن ماجه ،ج ١ ،كتاب إقامة الصلوٰة والسنة فيها ،ما جاء فی قتل الحية والعقرب فی الصلوٰة ، حديث: ١٢٤٦ ، ص:٣٩٥.

١٠٠. ((عن أبی رافع عن أبيه عن جده أن النبی ﷺ قتل عقرب وهو فی الصلوٰة)).
. أيضاً ، حديث: ١٢٤٧ ، حديث١٢٤٧ .

١٠١. سنن نسائی ،ج٣، كتاب السهو ، باب قتل الحية والعقرب فی الصلوٰة، حديث:١٢٠٣ ، ص:١٠ .

۱۰۲. حدثنی یحیی عن مالک أنه بلغه أن عائشةؓ زوج النبی ﷺ کانت تصلی فی الدروع والخمار' موطا إمام مالک ، ج ا ، کتاب صلوٰة الجماعة ، باب الرخصة فی صلوٰة المرأة فی الدروع والخمار، حدیث: ۳۲۳، ص: ۱۴۱.

۱۰۳. ((عن محمد بن زید بن قنفذ عن أمه أنها سألت أم سلمةؓ زوج النبی ﷺ ماذا تصلی فیه المرأة من الثیاب فقالت تصلی فی الخمار الذرع السابغ إذاغیب ظهور قدیمها))

أیضاً ، حدیث: ۳۲۴.

۱۰۴. أیضاً ، حدیث: ۳۲۵.

۱۰۵. ((عن هشام عن عروة عن أبیه أن امرأة استفتته فقالت أن المنطق یشق علی أفأصلی فی درع وخمار فقال نعم إذا کان الدرع سابغاً))'أیضاً ، حدیث: ۳۲۶.

۱۰۶. ((عن عائشةؓ قالت کان رسول اللّٰه ﷺ یصلی من اللیل وأنا راقدة معترضة بینه وبین القبلة علی فراشه فإذا أراد أن یوتر أیقظنی فاوترت))، سنن نسائی،

ج۲،کتاب القبلة،باب الرخصة فی الصلوٰة خلف النائم ،حدیث: ۷۵۹، ص: ۶۷.

۱۰۷. ((عن عائشة قالت رأیت رسول اللّٰه ﷺ یشرب قائماً وقاعداً ویصلی حافیاً ومنتعلاً وینصرف عن یمینه وعن شماله))،سنن نسائی ،ج ۳، کتابُ صفة الصلاة'باب: الإنصراف من الصلوٰة ، حدیث: ۱۳۶۱'ص: ۸۱.

۱۰۸. ((عن عائشةؓ قالت صلی رسول اللّٰه ﷺ وهو شاک فصلی جالساً وصلی وراءه قوم قیاماً فأشار إلیهم أن اجلسوا فلما انصرف قالم إنما جعل الإمام لیوتم به فإذا رکع فارکعوا وإذا رفع فارفعوا وإذا قال سمع اللّٰه لمن حمده فقولوا ربنا ولک الحمد وإذا صلی جالساً فصلوا جلوساً))' احکام الأحکام ،ج ا ، کتاب الصلوٰة ، حدیث۷۸، ص: ۲۲۳.

صحیح بخاری ' ج ا ' کتاب الجماعة والإقامة' باب إنما جُعل الإمامُ لیوتم 'حدیث: ۶۵۲'ص: ۲۴۳.

۱۰۹. سنن نسائی ،ج ۲، أبواب الصلوٰة ، بالائتمام بالإمام یصلی قاعدا فصلوا قعوداً ، حدیث: ۲۳۳، ص: ۹۹.

. الإمام شافعی ، الأم ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ،باب صلوٰۃ المریض ، ص: ۱۶۵ .

۱۱۰ . ((عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ فی السفر یؤخر الظھر ویقدم العصر ویوخر المغرب ویقدم العشاء))، أبوبکر عبد اللّٰہ بن محمد ابن أبی شیبۃ،المصنف فی الآحادیث والآثار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ ،باب من قال یجمع المسافر بین الصلوتین، الریاض ' مکتبۃ الرشیدۃ ۱۴۰۹ھ، ص: ۲۱۰، حدیث:۸۲۳۸.

۱۱۱ . ((عن الحسن ومحمد قالا ما نعلم من السنۃ الجمع بین الصلوتین فی حضر وسفر إلا بین الظھر والعصر بعرفۃ وبین المغرب والعشاء فی مزدلفۃ)) ،أیضاً ،حدیث:۸۲۵۶، ص:۲۱۲.

۱۱۲ . ((عن عائشۃؓ عن النبی ﷺ أنہ قال لا یقبل اللّٰہ صلوٰۃ حائض إلا بخمار))، فقہ العبادات ،شافعی ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ' باب شروط صحۃ الصلوٰۃ، ص: ۲۳۱ .

. سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ،باب المرأۃ تصلی بغیر خمار،حدیث: ۶۴۱، ص: ۲۲۹.

. حافظ ابن حجر العسقلانی 'سبل السلام شرح بلوغ المرام من ادلۃ الأحکام ' کویت ' جمعیۃ إحیاء التراث اسلامی ، ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ، باب شروط الصلوٰۃ ، ص: ۲۹ .

. الشوکانی ،نیل الأوطار ، ج۲،کتاب الصلوٰۃ ،باب أن المرأۃ الحرۃ کلھا عورۃ إلا وجھھا وکفیھا ، حدیث: ۵۴۵ .

. ابن قدامۃ ،المغنی ، ج ا ،کتاب الصلوٰۃ ، فضل ستر العورۃ فی حد عورۃ الرجل ، ص: ۶۵۱ .

۱۱۳ . ((عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تقبل صلاۃ الحائض إلا بخمار))، سنن ترمذی ، ج۲، أبواب الصلوٰۃ ، باب ما جاء لاتقبل صلوٰۃ المرأۃ إلا بخمار،حدیث: ۳۷۷، ص: ۲۱۵ .

۱۱۴ . ((حدثنا عبید اللّٰہ بن معاذ حدثنا أبی حدثنا الأشعث عن محمد عن عبد اللّٰہ بن شقیق عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ لا یصلی فی شُعَرنا أو لُحَفنا)).(قال عبید اللّٰہ شک ابی)، سنن أبی داؤد ،ج ا ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الصلوٰۃ فی شُعُر النساء ،

حدیث: ۶۴۵، ص: ۲۳۰.

. الشوکانی ، نیل الأوطار ، ج۲،کتاب اللباس ، باب حمل المحدث والمستجمر فی الصلوٰۃ وثیاب الصغار وما شک فی نجاسته،حدیث:۳،ص:۱۲۵ .

۱۱۵. ((عن عائشةؓ قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ لا یصلی فی لُحُف نسائه))، سنن ترمذی، ج۲، ابواب السفر ، باب فی کراھیة الصلوٰۃ فی لُحُف النساء حدیث: ۶۰۰، ص:۴۹۶.

۱۱۶. ((عن عائشةؓ قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ یصلی والباب علیه معلق فجئت فاستفتحت ففتح لی ثم رجع إلی مصلاہ وذکر أن الباب کان فی القبلة))، سنن أبی داؤد ، ج۱ ، کتاب الصلوٰۃ ، باب العمل فی الصلوٰۃ ، حدیث: ۹۲۲، ص:۳۰۵.

۱۱۷. عن عائشةؓ قالت جئت ورسول اللّٰہ ﷺ یصلی فی البیت والباب علیه معلق فمشی حتی فتح لی ثم رجع إلی مکانه ووصف الباب فی القبلة))، سنن ترمذی ، ج۲، کتاب الصلوٰۃ ،باب ما یجوزمن المشی والعمل فی صلوٰۃ التطوع ، حدیث: ۶۰۱، ص: ۴۹۷.

۱۱۸. ((عن عائشةؓ اسْتَفْتَحْتُ الباب ورسول اللّٰہ ﷺ یصلی تطوعا والباب علی القبلة فمشی عن یمینه أو عن یسارہ ففتح الباب ثم رجع إلی مصلاہ)).سنن نسائی ، ج۳، باب المشی أمام القبلة خطا یسیرۃ ، حدیث:۱۲۰۶،ص:۱۱ .

۱۱۹. عبد الرحمن الجزیری ،کتاب الفقه ، ج۱،ص:۳۷۶.

۱۲۰. ((حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن هشام قال حدثنی أبی قال سمعتُ عائشةؓ عن النبی ﷺ أنه قال إذا وضع العشاء وأقیمت الصلوٰۃ فابدؤوا بالعشاء)).
صحیح بخاری ، ج۱ ، کتاب الاذان ، باب إذا حضر الطعام وأقیمت الصلوٰۃ ، حدیث: ۶۴۰، ص: ۲۳۸.

. أیضاً ، کتاب الأطعمة ،باب اذا حضر العشاء فلا یعجل عن عشائه ، حدیث: ۵۱۴۸، ص: ۲۰۸۰.

. صحیح مسلم ،ج۱ ، کتاب مساجد ومواضع الصلوٰۃ ، باب کراھة الصلوٰۃ بحضرۃ

الطعام الذی یرید أکلہ فی الحال و کراھتہ، حدیث : ۵۶۰، ص: ۳۹۳.

۱۲۱. أبو داؤد ، ج۲، کتاب الأطعمة ، باب إذا حضرت الصلوٰة والعشاء، حدیث:۳۷۵۷، ص: ۳۷۲.

. احکام الأحکام ، ج ۱ ، کتاب الصلوٰة ، حدیث: ۵۱، ۵۲، ص:۱۷۷.

. الشوکانی ،نیل الأوطار ،ج ۱ ، باب تقدیم العشاء إذا حضر علی تعجیل صلاة المغرب ص:۴۰۵.

. ابن قدامة ، المغنی ، ج ۱ ، کتاب الصلوٰة ، باب الصلوٰة بحضرة الطعام ، ص: ۲۹۱ .

۱۲۲. ((عمرو بن امیة أخبرہ أنه رأی رسول ﷺ یحتز من کتف شاة فی یدہ فدعی إلی الصلوٰة فألقاھا والسکین التی کان یحتز بھا ثم قام فصلی ولم یتوضا))،
علامہ أبو عبد اللّٰہ وشتبانی (م ۸۲۷ھ) اکمال اکمال المعلم ، ج۲، بیروت مطبوعة دار الکتب العلمیة ، ص: ۲۵۴.

۱۲۳. صحیح بخاری ، ج۵،کتاب الأطعمة ، باب إذا حضر العشاء فلا یعجل عن عشائه، حدیث: ۵۱۴۶، ص: ۲۰۸۰.

۱۲۴. ((عن جابر بن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تؤخر الصلاة لطعام ولا لِغیرہ))،
سنن أبی داؤد ، ج ۲، کتاب الأطعمة ، باب إذا حضرت الصلاة والعشاء،حدیث: ۳۷۵۸، ص: ۳۷۲.

۱۲۵. علامہ عینی ،عمدة القاری ، ج۵،کتاب الاذان ، باب إذا حضر الطعام وأقیمت الصلاة حدیث: ۶۷۱، ص: ۱۹۷.

۱۲۶. ((عن عائشةؓ أنھا سئل رسول اللّٰہ ﷺ عن سترة المصلی فقال مثل موخرة الرحل))،
صحیح مسلم ،ج ۱، کتاب الصلوٰة ، باب سترة المصلی ، حدیث: ۵۰۰، ص:۳۵۸.

. فقه العبادات حنفی ، ج ۱ ، کتاب الصلاة.

۱۲۷. ((عن عائشة أن النبی ﷺ سئل فی غزوة تبوک عن سترة المصلی فقال کموخرة الرحل))۔
أیضاً، حدیث: کتاب الصلاة ، الباب الثانی، ص: ۸۹ .

. سنن نسائی ، ج ۱ ، کتاب القبلة ، باب سترة المصلی ، حدیث: ۷۴٦، ص: ٦٢ .

. الشوکانی ، نیل الأوطار ، ج۳، کتاب الصلاة ، باب استحباب إلی السترة والدنو منها والانحراف قلیلاً عنها والرخصة فی ترکها ، حدیث: ۲، ص:۳.

۱۲۸ . ((عن عروة عن عائشةؓ قالت قال النبی ﷺ إذا أحدث أحدکم فی صلاته فلیأخذ بأنفه ثم ینصرف))، سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب الصلاة ، باب استیذان المحدث للإمام ، حدیث: ۱۱۱۴ ، ص: ۳۵۹.

۱۲۹ . سنن ابن ماجه ، ج ۱ ، کتاب إقامة الصلوٰة والسنة فیها ، باب ما جآء فی من أحدث فی الصلوٰة کیف ینصرف، حدیث: ۱۲۲۲ ، ص: ۳۸٦.

۱۳۰ . ((عن عائشة قالت صلی رسول اللّٰه ﷺ فی حجرته والناس یاتمون به من وراء الحجرة))،سنن أبی داؤد ،ج ۱ ، کتاب الصلوٰة ، باب الرجل یأتم بالإمام وبینهما جدار حدیث: ۱۱۲٦ ، ص: ۳٦۲.

۱۳۱ . ((حدثنا محمود بن خالد حدثنا محمد بن شعیب عن النعمان بن المنذر عن عطاء بن أبی رباح انه سأل عائشةؓ هل للنساء أن یصلین علی الدواب قال لم یُرخص لهن فی فی ذاک فی شدة الدواب ولا رخأء قال محمد بن شعیب هذا فی المکتوبة))، سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب صلوٰة السفر ، باب الفریضة علی الراحلة من عذر ، حدیث: ۱۲۲۸ ، ص: ۳۹۱.

۱۳۲ . الهیثمی ، کشف الأستار ، ص: ۵۷۴ .

. الجزیری' کتاب الفقه ، ج ۱ ، ص: ۵۵٦ .

۱۳۳ . ((عن عروة عن عائشةؓ قالت کان المؤذن إذا سکت من صلاة الصبح صل رکعتین خفیفتین تعنی النبی ﷺ))، إمام أحمد بن حنبل ، مسند، ج٦ ، حدیث: ۲۴۹۰۴ ، ص: ۱۱۷ .

۱۳۴ . صحیح بخاری، ج ۱' کتاب الاذان ، باب من انتظر الاقامة ' حدیث: ٦۰۰ ص: ۲۲۵ ابن قدامه ' الشرح الکبیر، ج ۱، بیروت مطبوعه دار الفکر ۱۴۰۳ هـ، کتاب الصلوٰة ، تم السنن الراتبة وهی عشرة رکعات رکعتان قبل الظهور رکعتان، ص: ۷۲۵

١٣٥ . ((عن عروة عن عائشةؓ قالت كان رسول اللهﷺ إذا طلع الفجر لا يصلی إلا ركعتين فأقول قرأ فيهما بفاتحة الكتاب))،إمام أحمد بن حنبل ،مسند، ج٦ ،حديث: ٢٤٣٢٧١ ص: ٤٩.

١٣٦ . ((عن عائشةؓ أن النبیﷺ كان اذا صلی ركعتی الفجر فی بيته اضطجع))، سنن ترمذی، ج ٢ ' كتاب ابواب الصلوٰة ، باب ماجاء فی الاضطجاع بعد ركعتی الفجر ، حديث: ٤٢٠ ص: ٢٨١.

١٣٧ .((عن عائشةؓ قالت كان رسولﷺ اذا سكت المؤذن بالاولٰی من صلوٰة الفجرِ قام فركع ركعتين خفيفتين قبل صلوٰة الفجر بعد أن تبين الفجر ثم يضطجع علی شقه الأيمن)) سنن نسائی ، ج ٣' كتاب قيام الليل و تطوع النهار ، باب الاضطجاع بعد ركعتی الفجر علی الشق الأيمن ' حديث: ١٧٦٢' ص: ٢٥٢.

١٣٨ . ((قال عروة ولقد حدثتنی عائشةؓ أن رسول اللهﷺ كان يصلی العصر والشمس فی حجرتها لم يظهر الفی من حجرتها))،صحيح بخاری ، ج ١ ،كتاب مواقيت الصلوٰة ، باب وقت العصر ، حديث: ٥٢٠،ص: ٢٠١.

- سنن نسائی ، ج ١ ، كتاب المواقيت ، باب تعجيل العصر ، حديث: ٥٠٥، ص: ٢٥٢
- سنن ترمذی ، ج ١ ، أبواب الصلاة ، تعجيل العصر ، حديث: ١٥٩ ، ص: ٢٩٨.
- سنن ابن ماجه ، ج ١ ، كتاب الصلاة ،باب وقت صلاة العصر ، حديث: ٦٨٣ ، ص: ٢٢٣.
- صحيح مسلم ، ج ١ ، كتاب المساجد ، باب اوقات الصلاة الخمس ، حديث: ٦١١، ص: ٣٢٦.

١٣٩ . أبو داؤد ، ج ١ ، كتاب الصلاة ، باب فی وقت العصر ، حديث: ٤٠٧، ص: ١٦٥.

١٤٠ . ((قالت ما كان النبیﷺ ياتينی فی يوم بعد العصر إلا صلی ركعتين))، صحيح بخاری ، ج ١ ، كتاب مواقيت الصلوٰة ، باب ما يصلی من الفوائت ، حديث: ٥٦٦، ص: ٢١٣.

- أبو داؤد ، ج ١ ، كتاب الصلاة ، باب من رخص فيهما إذا كانت الشمس مرتفعة ،

حدیث: ۱۲۷۹، ص: ۵۷۲.

. صحیح مسلم، ج ۱، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب معرفة الركعتين اللتین کان یصلیهما النبی ﷺ بعد العصر، حدیث: ۸۳۵، ص: ۵۷۲.

۱۴۱. ((حدثنا أبو نعیم قال حدثنا عبد الواحد بن أیمن قال حدثنی أبی أنه سمع عائشةؓ قالت والذی ذهب به ما ترکهما حتی لقی اللّٰه وما لقی اللّٰه تعالٰی حتی ثقل عن الصلاة وکان یصلی کثیراً من صلاته قاعداً تعنی الرکعتین بعد العصر وکان النبی ﷺ یصلیهما ولا یصلیهمافی المسجد مخافة أن یثقل علی أمته وکان یحب مایخفف عنهم))،صحیح بخاری، ج ۱، کتاب مواقیت الصلاة، باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت، حدیث:۵۶۵، ص: ۲۱۳.

. صحیح مسلم، ج ۱،کتاب صلاۃ المسافرین، باب معرفة الرکعتین اللتین کان یصلیهما، حدیث:۸۳۵، ص:۵۵۲.

۱۴۲. سنن أبی داؤد، ج ۱، کتاب الصلوٰة، باب فی رخص فیهما إذا کانت الشمس إذا کانت الشمس مرتفعة، حدیث: ۱۲۸۰، ص: ۴۰۹.

۱۴۳. مفتی محمد شریف الحق، نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج ۲، لاہور، فرید بک سٹال، ص: ۱۷۲۔

۱۴۴. ((عن عروة أن عائشةؓ قالت اعتم رسول اللّٰه ﷺ بالعشاء حتی ناداه عمر الصلاة نام النساء والصبیان فخرج فقال ما ینتظرها من أهل الأرض أحد غیرکم قال ولا یصلی یومئذ إلا بالمدینة قال وکانوا یصلون فیما بین أن یغیب الشفق إلی ثلث اللیل الأول))، صحیح بخاری، ج ۱، کتاب مواقیت الصلوٰة ،باب النوم قبل العشاء لمن غلب ،حدیث: ۵۴۴، ص:۲۰۸.

. أیضاً ،باب فضل العشاء ،حدیث: ۵۴۱، ص: ۲۰۷.

. أیضاً ،کتاب الأذان ، باب وضو الصبیان ، حدیث ۸۲۴، ۸۲۶، ص:۲۹۴.

. صحیح مسلم، ج ۱، کتاب المساجد، باب وقت العشاء وتاخیرها، حدیث:۶۳۸، ص: ۴۴۱.

۱۴۵. سنن نسائی ،ج ۱ ،کتاب المواقیت ،باب اخروقت العشاء ،حدیث: ۵۳۵،

ص:۲٦۷ .

. محمد بن على الشوكانى ، نيل الأوطار ،ج ا ، كتاب الصلاة، باب وقت صلاة العشاء وفضل تاخيرها مع مراعاة حال الجماعة وبقاء وقتها المختار إلى نصف الليل، حديث: ۲،ص: ۳۱۱.

۱۳٦ . ((لو لا أن اشق على أمت لأمرتهم أن يصلوا هكذا))، صحيح بخارى ،ج ا ، مواقيت الصلوٰة ،باب النوم قبل العشاء لمن غلب ، حديث: ۵۴۵، ص: ۲۰۸، .

. أيضاً ،ج٦، كتاب التمنى ،باب ما يجوز من اللّهو، حديث : ۶۸۱۲، ص: ۲۶۴۵ .

. صحيح مسلم ، ج ا ، كتاب المساجد ومواضع الصلاةٔ باب وقت العشاء وتاخيرها ، حديث:۶۳۹، ص: ۳۴۲.

. سنن أبى داؤد ، ا ، كتاب الصلوٰة ، باب فى وقت العشاء الاخر ة، حديث: ۴۲۰، ص: ۱٦۷ .

. سنن نسائى ، ج ا ، كتاب المواقيت ' باب آخر وقت العشاء ، حديث: ۵۳٦، ص: ۲٦۷.

. الشوكانى ، نيل الأوطار ، ج ا وكتاب الصلاة ، باب وقت صلاة العشاء وفضل تاخيرها مع مراعاة حال الجماعة وبقاء وقتها المختار إلى نصف الليل ، حديث ۷، ص: ۳۱۰.

۱۳۷ . علامه ابو الحسن على بن ابى بكر (م۵۹۳هـ)، هداية مع فتح القدير ، ج ا ، سكهر مكتبة نورية رضوية ، ص: ۱۹٦ .

۱۳۸ . يحيى بن شرف نووى (م ٦۷٦ هـ)، شرح صحيح مسلم ، كراچى مطبوعه نور محمد ۱۳۷۵هـ ، ص: ۲۲۸.

۱۳۹ . أيضاً.

١٥٠. ((عن عروة بن عائشةؓ قالت صلی النبی ﷺ لیلة فی المسجد فی شهر رمضان ومعه ناس ثم صلی الثانیة فاجتمع تلک اللیلة اکثر من الأولی فلما کانت الثالثة أو الرابعة امتلأ المسجدحتی اعتص بأهله فلم یخرج إلیهم رسولﷺ فجعل الناس ینادونه الصلاة فلم یخرج فلما أصبح قال له عمر بن الخطاب ما زال الناس ینتظرونک البارحة یا رسول اللّٰه قال أما أنه لم یخف علی أمر هم ولکنی خشیت أن تکتب علیهم)) ، إمام أحمد بن حنبل ، مسد، ج٦، حدیث : ٢٥٩٩٦، ص، ٢٣٢.

. أیضاً ، ٢٥٤٨٥، ص: ١٧٧.

. أیضاً ، ٢٥٤٠١، ص: ١٦٩.

١٥١. صحیح بخاری ، ج ١ ، کتاب الجماعة والإقامة ،باب إذا کان بین الإمام والقوم حائط أو سترة ، حدیث: ٦٩٦، ص: ٢٥٥.

. أیضاً ، أبواب التهجد ، باب تحریض النبی ﷺ کل قیام اللیل والنوافل ، حدیث: ١٠٧٧، ص: ٣٨٠.

١٥٢. صحیح مسلم ، ج ١ و کتاب صلوة المسافرین ، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التروبح ، حدیث: ١٦٧١، ص: ٥٢٣.

. إمام مالک ، موطا ، ج ١ ، کتاب الصلاة فی رمضان ، باب الترغیب فی الصلاة فی رمضان ، حدیث : ٢٣٨، ص: ١١٣.

١٥٣. سنن أبی داؤد ، کتاب إقامة الصلاة والسنة فیها ، باب فی قیام شهر رمضان ، حدیث: ١٣٧٣، ص: ٢٣٦.

١٥٤. نزهة القاری ، شرح صحیح بخاری ، ج٢، ص: ٣٧٩.

١٥٥. سلیمان بن اشعث السجستانی ، سنن أبی داؤد ، باب لزوم السنة.

١٥٦. ((عن عروة عن عائشةؓ ما سبح رسول اللہ ﷺ سبعة الضحى فى السفر ولا حضر))

إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج٦ ، حديث: ٢٤٥٩٥ ، ص: ٨٥.

١٥٧. ((أخبرنى عروة بن زبير أن عائشة زوج النبى ﷺ قالت: والله ما سبح رسول ﷺ سبعة الضحى قط وإنى لأسبعها وقالت إن رسول الله ﷺ كان يترک العمل وهو يحب أن يعمله خشية أن يستن به الناس فيفرض عليهم وكان رسول ﷺ يحب ما خف على الناس من الفرائض))، أيضاً ، حديث : ٢٤٦٠٣ ، ص: ٨٦.

ابن قدامة ، الكافى فى فقه ابن حنبل ، ج ا ، كتاب الصلوٰة ، باب صلاة التطوع ،ص : ٢٦٣.

١٥٨. ((عن عائشة كان النبى ﷺ يصل الضحى أربع ركعات ويزيد ما شاء الله)).

الشوكانى ، نيل الأطار ، ج٣، كتاب الصلا ، باب صلاة الضحى ، حديث:٥، ص: ٧٩.

١٢٩. ((عن المقدام بن شريح عن أبيه ال سألت عائشةؓ عن الصلاة بعد العصر فقالت صل ، إنما نهى رسول ﷺ قومک أهل اليمن عن الصلاة إذا طلعت الشمس))،

إمام أحمد بن حنبل ،مسند ، ج٦ ، حديث: ٢٥١٢٩ ، ص: ٣٥، اسناده جيد.

١٦٠. المرغينانى 'الهداية ، ج ا ، كتاب الصلاة ' فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلا ، ص: ٣٢.

١٦١. ((عن صالح بن سعيد عن عائشةؓ :إنها فقدت النبىﷺ من مضجعه فلمسته بيدها فوقعت عليه وهو ساجد وهو يقول رب أعط نفسى تقوها زكها أنت خير من زكاها أنت وليها

ومولاها))، إمام أحمد بن حنبل ، ج٦ ، حديث:٢٥٧٩٨ ، ص: ٢٠٩ .

١٢٢ . ((عن عائشةؓ قالت فزعت ذات ليلة وفقدت رسول الله ﷺ فمددت يدى فوقعت على قدمى رسول ﷺ وهما منتصبان وهو ساجد وهو يقول أعوذ برضاك من سخطك وأعوذ بمعافاتك من عقوبتك وأعوذ بك منك لا أحصى ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك))، إمـام أحمـد بن حنبل ، مـسند، ج٦ ، حديث: ٢٤٣٥٧ ،ص:٥٨.

١٢٣ . ((عن عائشةؓ قالت صلى رسولﷺ فى خميصته ذات علم فلما قضى صلاته قال اذهبوا بهذه الخميصة إلى أبى جهم وأتونى بانبجانيته فإنها ألهتنى آنفا عن صلاتى))

إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج٦ ، حديث ٢٥٦٧٦ ، ص: ١٩٩ .

صحيح مسلم ، ج ١ ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة ، باب كراهة الصلاة فى ثوب أعلام ، حديث: ٥٥٦ ، ص: ٣٩١.

سنن نسائى ، ج٢ ، كتاب المساجد ، باب الرخصة فى الصلاة فى خميصة لها أعلام، حديث: ٧٧١ ، ص: ٤٢.

احكام الأحكام ، ج ١ ، كتاب الصلاة ، حديث: ١٣١ ، ص: ٣٢٦.

ابن قدامة ، المغنى ، ج ١ ، كتاب الصلاة ما يكره حركة البصر فى الصلاة ، ص: ٦٩٦.

ابن قدامة ،الكافى فى فقه ابن حنبل ، ج ١ ، كتاب الصلاة باب ما يكره فى الصلاة ، ص:٢٨٥.

١٢٤ . وقال شغلتى أعلام هذه)).

صحيح مسلم ، ج ١ ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة ،باب كراهة الصلاة فى ثوب الأعلام، حديث: ٥٥٦ ، ص: ٣٩١.

۱۶۵. ((عن عائشةؓ أن النبی ﷺ کانت له خمیصة لها علم فکان یتشاغل بها فی الصلاة فأعطاها أباجهم وأخذ کساء له أنبجانیا))' أیضاً.

۱۶۶. ((عن ذکوان عن عائشةؓ أن النبیﷺ کان یصلی علی الحیمرة))،

إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج:۶ ، حدیث:۲۵۲۰۳ ، ص: ۱۴۹ .

أیضاً، حدیث: ۲۵۷۹۰، ص:۲۰۹ .

أیضاً، حدیث:۲۵۴۹۸' ص:۱۷۹ .

۱۶۷. ((عن عائشةؓ أن النبی ﷺ قال إذا نعس أحدکم فی الصلاة فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فإن أحدکم إذا صلی وهو ناعس لعله یذهب یستغفر فیسب نفسه))،

صحیح مسلم ، ج ۱ ، کتاب صلاة المسافرین وقصرها ، باب أمر من نعس فی صلاته أو استعجم علیه القرآن أو الذکر بأن یرقد أو یقعد حتی یذهب عنه ذلک ، حدیث: ۷۸۶، ص: ۵۴۲.

۱۶۸. سنن أبو داؤد ، ج ۱ ، قیام اللیل ، باب النعاس فی الصلاة ، حدیث: ۱۳۱۰ ، ص: ۳۱۸.

۱۶۹. جامع ترمذی ، ج ۲ ، أبواب الصلاة ، باب ما جاء فی الصلاة عند النعاس ، حدیث: ۳۵۵، ص: ۱۸۶ .

۱۷۰. ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ﴾ سورة البقرة: ۲۲۷ .

۱۷۱. سنن أبی داؤد ' ج ۱ ' کتاب الصلاة ' باب من یستحب أن یلی الإمام فی الصف وکراهیة التأخر' حدیث: ۶۷۶' ص ۲۳۷ .

۱۷۲. ((عن عائشة أم المؤمنین أنها أخبرته أنها لم تر رسول ﷺ یصلی صلوٰة اللیل قاعداً قط حتی اسن فکان یقرأ قاعدا حتی إذا اراد أن یرکع قام فقرأ نحو من ثلاثین أو أربعین آیة ثم رکع))،

صحیح بخاری ، ج ۱ ، کتاب تقصیر الصلاۃ ، باب إذا صلی قاعدا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقی ، حدیث: ۱۰۶۷، ۳۷۶،

سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، باب فی صلاۃ القاعد، حدیث: ۹۵۳، ص: ۳۱۴.

۱۷۳. إمام أحمد بن حنبل ، ج۶ ، حدیث: ۲۵۰۰۵، ص: ۱۲۷.

فقه العبادات حنفی ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، الباب الثانی ، ص: ۷۸.

ابن قدامة ، الکافی فی فقه ابن حنبل ، ج ۱ و کتاب الصلاۃ ،باب صلاۃ التطوع ، ص: ۲۶۴.

۱۷۴. ((عن عائشةؓ قالت کان رسول ﷺ یصلی لیلاً طویلاً قائماً ولیلاً طویلاً قاعداً فإذاصلی قائماً رکع قائماً وإذا صلی قاعدا رکع قاعداً))، الشوکانی ، نیل الأوطار ، ج۳،کتاب الصلاۃ ، باب جواز التنفل جالساً والجمع بین القیام والجلوس فی الرکعة الواحدۃ ، حدیث: ۱۰، ص: ۹۸.

أبو داؤد ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، باب فی صلاۃ القاعد ، حدیث: ۹۵۳، ص: ۳۱۴.

۱۷۵. ((عن عروۃ قال دخلت امرأۃ عثمان بن مظعون أحسب اسمها خولة بنت حکیم علی عائشةؓ وهی باذۃ المئیة فسألتها ما شأنک فقالت زوجی یقوم اللیل ویصوم النهار ،فدخل النبی ﷺ فذکرت عائشة ذلک له فلقی رسول الله ﷺ عثمان فقال یا عثمان أن الرهبانیة لم تکتب علینا أما لک فی أسوۃ فوالله إنی أخشاکم لله وأحفظکم لحدودہ))، إمام أحمد بن حنبل ، مسند، ج۶ ، حدیث: ۲۵۹۳۵،ص : ۲۲۶.

۱۷۶. ((عن عائشةؓ أن النبی ﷺ بعث إلی عثمان بن مظعون فجائه فقال یا عثمان أرغبت عن سنتی ؟ قال لا والله یا رسول الله ولکن سنتک أطلب ، قال فإنی أنام وأصلی وأصوم وأفطر وأنکح النساء ، فاتق الله یا عثمان فإن لأهلک علیک حقاً وإن لضیفک علیک حقا وإن

لنفسک علیک حقا فصم وأفطر وصل ونم))' سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، أبواب قیام اللیل ،

باب ما یومر به من القصد فی الصلاۃ، حدیث: ۱۳۶۹ ، ص: ۳۳۵.

۱۷۷. ((عن عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ لیصلی الصبح فتنصرف النساء ملففات بمروطهن

ما یعرفن من الغلس))' صحیح بخاری ، ج ۱ ، کتاب مواقیت الصلاۃ ، باب وقت الفجر ،

حدیث: ۵۵۳، ص: ۲۱۰.

. أیضاً ، کتاب صفة الصلاۃ ، باب صلاۃ النساء خلف الرجال ، حدیث: ۸۳۴، ص: ۲۹۶.

. الشوکانی ، نیل الأوطار ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، باب وقت صلاۃ الفجر ، حدیث: ۱ ، ص:

۳۱۹.

. سنن ترمذی ، ج ۱ ، أبواب الصلاۃ ، باب ما جاء فی التغلیس فی الفجر ، حدیث: ۱۵۳ ،

ص: ۲۸۷.

. ابن قدامة ، الکافی فی فقه ابن حنبل ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، باب وقت الصلاۃ، ص: ۱۷۱.

. سنن نسائی ، ج ۱ ، کتاب المواقیت ، باب التغلیس فی الحضر ، حدیث:۵۴۵، ص:۱۸۳.

. ابن دقیق العبید' احکام الأحکام ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، حدیث: ۴۵، ص: ۱۶۴.

۱۷۸. ((لا یعرفهن أحدٌ تعنی من الغلس))، ابن قدامة ، المغنی ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، فصل ما

یستحب من تعجیل صلاۃ الصبح ، ص: ۴۳۹.

. سنن ابن ماجه ، ج ۱ ، کتاب الصلاۃ ، باب وقت صلاۃ الفجر ، حدیث: ۶۶۹، ص: ۲۲۰.

. صحیح بخاری ، ج ۱ ، أبواب الصلاۃ فی باب فی کم تصلی المرأۃ ، حدیث: ۳۶۵، ص:

۱۴۲.

. صحیح مسلم ،ج ۱ ، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ من الثیاب، باب استحباب التکبیر

بالصبح فی أول وقتها وهو التعلیس وبیان قدر ، حدیث: ۶۴۵، ص:۴۴۵.

. سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الصلاۃ ، باب فی وقت الصبح ، حدیث: ۴۲۳، ص: ۱۶۸ .

۱۷۹ . ((أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر))(حدیث حسن صحیح)'

أبو داؤد، ج ا ، کتاب الصلاۃ ، باب فی وقت الصبح، حدیث: ۴۲۴، ص: ۱۶۹ .

. سنن ترمذی ، ج ا ، ابواب الصلاۃ ، باب الإسفار بالفجر ، حدیث: ۱۵۴ ،ص: ۲۸۹ .

. المرغینانی 'الھدایة ، ج ا ، کتاب الصلاۃ ،باب المواقیت ، ص: ۴۱ .

۱۸۰ . ((عن عائشةؓ قالت ما صلی رسول اللہ ﷺ لوقتها الآخر مرتین حتی قبضه اللہ تعالیٰ))،

جامع ترمذی ، ج ا ، ابواب الصلاۃ ، باب ما جاء فی الوقت الأول من الفضل،

حدیث: ۱۷۴ ، ص: ۳۲۸ .

۱۸۱ . ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ سورۃ آل عمران: ۱۳۳ .

۱۸۲ . ﴿وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰی﴾سورۃ النساء : ۱۴۲ .

۱۸۳ . مولانا منظور أحمد ، فضل معبود فی شرحه أبی داؤد ، ج ا ، لاھور المصباح ، ص: ۳۴۰ .

۱۸۴ . الجزیری' کتاب الفقه علی المذاھب الأربعة ، ج ا ،مترجم منظر أحسن عباسی'

ص: ۲۲۳ .

۱۸۵ . ((عن أم سلمةؓ أنها قالت: کان رسول اللہ ﷺ أشد تعجیلاً للظھر منکم وأنتم أشد

تعجیلاً للعصر))' سنن ترمذی ، ج ا ، أبواب الصلاۃ ، باب تاخیر صلاۃ العصر ، حدیث:

۱۶۱ ، ص: ۳۰۲ .

۱۸۶ . ((عن ھشام عن أبیه أن عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ یصلی العصر والشمس لم تخرج

من حجرتها))' صحیح بخاری، ج ا ، کتاب مواقیت الصلاۃ ،باب وقت صلاۃ العصر،

حدیث: ۵۱۹ ، ص: ۲۰۱ .

۱۸۷ . ((عن عروۃ عن عائشةؓ قالت أن رسول اللہ صلی العصر والشمس فی حجرتها لم یظھر

الفيء من حجرتها))، أيضاً ،حديث: ۵۲۰، ص: ۲۰۱.

. صحیح مسلم ، ج ۱ ، کتاب ۱ ،باب اوقات الصلوٰت الخمس ، حدیث: ۱۱۶۱،ص: ۳۲۶.

۱۸۸. ((عن عائشةؓ قالت أو هم عمر إنما نهى رسول ﷺ قالا تتحروا لصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فإنها تطلع بين قرني الشيطان))، سنن نسائی ،ج ۱ ، کتاب المواقیت ، باب النهي عن الصلوة بعد العصر ،حدیث: ۵۷۰، ص: ۲۷۸.

. إمام أحمد بن حنبل ،مسند، ج۶ ،حدیث:۲۵۹۷۵، ص:۱۲۴،

. المرغيناني ' الهداية ، ج ۱ ، کتاب الصلاة ، باب المواقيت ، ص: ۴۲.

۱۸۹. علامه غلام رسول سعیدی ،شرح صحیح مسلم ، ج۲، ص: ۲۱۰.

۱۹۰. ((عن أبي عطيه قال قلت لعائشةؓ فينا رجلان من أصحاب النبي ﷺ احدهما يعجل الإفطار ويؤخر السحور والآخر يؤخر الإفطار ويعجل السحور قالت أيهما الذي يعجل الإفطار ويؤخر السحور قلت عبد الله بن مسعود ، قالت هكذا كان رسول الله ﷺ يصنع))، سنن نسائی ، ج۴، کتاب الصيام ، باب ذكر الاختلاف على سليمان بن مهران في حديث عائشةؓ في تاخير السهور واختلاف، حدیث: ۲۱۵۸.

۱۹۱. ((إن أبا الدرداء كان يخطب الناس أن لا وتر لمن أدرك الصبح فانطلق رجالٌ من المؤمنين إلى عائشةؓ فأخبروها فقالت كان رسول ﷺ يصبح فيوتر))،
إمام أحمد بن حنبل ، مسند ،ج۶ ، حدیث: ۲۶۱۰۱، ص:۲۴۲.

۱۹۲. المرغيناني ' الهداية ، ج ۱ ، باب صلاة الوتر، ص:۲۶.

۱۹۳. ((عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال يقطع الصلاة المرأة والكلب والحمار))، سنن ابن ماجه، ج ۱ ، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها ، باب ما يقطع الصلاة، حدیث: ۹۵۰، ص: ۳۰۵.

. ابن قدامة ' الشرح الكبیر ، ج ۱ ،کتاب الصلاة وإن لم یکن سترة فمر بین یدیه الکلب الأسود البهیم بطلت صلاة،ص: ۲۰۲ .

۱۹۴ . ((عن أبی ذر عن النبی ﷺ قال یقطع الصلاة إذا لم یدی الرجل مثل موخرة الرحل المرأة والحمار والکلب الأسود))،

أیضاً ، حدیث: ۹۵۲، ص: ۳۰۲.

۱۹۵ . ((عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال ((یقطع الصلاة الکلب الأسود والمرأة الحائض))'

أیضاً ، حدیث: ۹۴۹،ص:۳۰۵.

۱۹۲ . ((عن عائشةؓ قالت: بئسما عدلتمونا بالحمار والکلب لقد رأیت رسول ﷺ یصلی وأنا معترضة بین یدیه فإذا أراد أن یسجد غمز رجلی فضممتها إلی ثم یسجد))،

سنن أبی داؤد، ج ۱ ،کتاب الصلوة ،باب من قال المرأة لا تقطع الصلاة ،حدیث: ۷۱۲، ص:۲۴۷.

. السیوطی ' الجامع الصغیر ، ج ۱ ، کتاب الصلاة ،باب الإمام أین یستحب له أن یقوم وما یکره له أن یصل علیه ، ص:۱۸۲ .

. الإمام شافعی ، الأم ،ج ۱ ، کتاب الصلاة ،موقف الإمام ، ص: ۲۹۹ .

۱۹۷ . ((عن عباد بن عبد الله الزبیر أن عائشةؓ أمرت أن یمر بجنازة سعد بن أبی وقاص فی المسجد فتصلی علیه فأنکر الناس ذلک علیها فقالت ما أسرع ما نسی الناس ما صلی رسول الله ﷺ علی سهیل بن البیضاء إلا فی المسجد)).

صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الجنائز ،باب الصلاة علی الجنازة فی المسجد ،حدیث:۹۷۳، ص:۲۲۸.

. الإمام أحمد بن حنبل ،مسند ، ج۲ ،حدیث: ۲۵۳۹۲، ص: ۱۲۹ ، انفرد به سنن ترمذی،

سنن ترمذی ' ج۳، کتاب الجنائز ،باب الصلاۃ علی المیت فی المسجد ،حدیث:۱۰۳۳ ،

ص: ۳۵۱.

. البیهقی ' سنن البیهقی الکبری ، ج۳، باب الجنائز ،باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد

حدیث:۶۸۲۵، ص: ۵۱.

۱۹۸. ((فقالت واللہ لقد صلی رسول ﷺ علی ابنی بیضاء فی المسجد سھیل وأخیہ)).

صحیح مسلم ،ج۲، کتاب الجنائز ،باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد، حدیث:۹۷۳،

ص: ۶۶۸.

۱۹۹. الإمام نووی ، شرح مسلم ، ج۱ ، کراچی مطبوعه نورمحمد الطبعة الثالثة ۱۳۷۳ھ ، ص:

۳۱۲.

۲۰۰. إبن قدامة ، المغنی ، ج۲، بیروت مطبوعة دار الفکر ۱۴۰۶ھ ، ص: ۱۹۵.

۲۰۱. علامہ أبو عبد اللہ دشتانی مالکی ، إکمال إکمال المعلم ، ج۳، بیروت مطبوعة دار الکتب

العلمیة ، ص: ۱۰۰.

۲۰۲ علامة شمس الدین سرخسی ،المبسوط ، ج۲، بیروت ، دار المعرفة ۱۴۰۰ھ ، ص: ۶۸.

۲۰۳. علامہ کمال الدین ابن همام ، فتح القدیر ، ج: ۲، ص: ۹۰-۹۱.

۲۰۴. علامہ سید محمد ، امین ابن عابدین رد المختار ، ج: ۱، استنبول ، مطبعة عثمانیة

۱۳۲۷ھ، ص: ۸۲۹.

۲۰۵. إبن همام ، المصنف ، ج۳، کتاب الجنائز ، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد ،

حدیث: ۶۵۷۶، ۶۵۷۷، ص: ۲۶.

. إبن شیبه ، المصنف ، ج۳، کتاب الجنائز ، باب فی الصلاۃ علی المیت فی المسجد ،

حدیث: ۹۶۸، ص: ۴۴.

. مالک بن أنس ، موطا إمام مالک ، ج۲ ، دمشق ، دار القلم ۱۴۱۳ھ ، ابواب الجنائز ، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد ، حدیث: ۳۱۳، ص: ۱۰۱ .

. البیھقی ،سنن البیھقی الکبری ، ج۴، کتاب الجنائز ، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد حدیث: ۶۸۳۰ ، ص: ۵۲ .

۲۰۶. عبد الرحمن الجزیری ، کتاب الفقه ، ج۱ ، ص: ۶۴۹ .

۲۰۷. ((عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال المیت یعذب فی قبرہ بما نیح علیه))، صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب الجنائز ،باب المیت یعذب ببکاء أهله علیه ، حدیث:۹۲۷ ، ص: ۶۳۸ .

۲۰۸. ((عن عمرۃ بنت عبد الرحمن أنها أخبرته أنها سمعت عائشة وذکر لها أن عبد اللّٰه بن عمر یقول أن المیت لیعذب ببکاء الحی فقالت عائشةؓ یغفر اللّٰه لأبی عبد الرحمن أما أنه لم یکذب ولکنه نسی أو أخطأ إنما مَرَّ رسولُ اللّٰهِ ﷺ علی یهودیة یبکی علیها فقال إنهم لیبکون علیها وإنها لَتُعَذَّبُ فی قبرها))،أیضاً ، حدیث: ۹۳۲، ص: ۶۴۳ .

۲۰۹. ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾، سورۃ الزمر : ۷.

۲۱۰. عبد الرحمن الجزیزی، کتاب الفقه ،ج۱ ، ص: ۲۵۶ .

۲۱۱. صحیح بخاری ، ج۴، کتاب المغازی ، باب قتل أبی جهل ،حدیث: ۳۷۶۰، ص: ۱۳۶۰

۲۱۲. ((عن عروۃ عن أبیه عن عائشةؓ قالت کنت أدخل البیت الذی دفن معهما عمر واللّٰه ما دخلت إلا وأنا مشدود علی ثیابی حیاء من عمرؓ))، الحاکم ،مستدرک ، ج۴،حدیث: ۶۷۲۱، ص: ۸.

۲۱۳. ((عن إبراهیم أن عائشةؓ رأت إمرأۃ یکدون رأسها فقالت علی ما تنصون میتکم))، أبوبکر عبد الرزاق بن همام الصنعانی ، مصنف عبد الرزاق ، ج۳، بیروت، المکتب

الإسلامی۱۴۰۳ھ ، حدیث: ۲۲۳۲، ص:۴۳۷.

۲۱۴. ((عن صالح عن ابن شهاب أن أبا سلمة بن عبدالرحمن أخبره أن عائشةؓ أم المؤمنین قالت سجی رسولﷺ حین مات بثوب حبرة)).

. صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الجنائز ،باب تسجیة المیت ، حدیث:۲۴۲، ص: ۱۵۲ .

. احکام الاحکام ، ج۱، کتاب الصلاة ، حیدث ۱۵۹ ،ص: ۳۶۶، ص: ۱۵۲.

۲۱۵. ((عن عائشةؓ قالت کفن رسول ﷺ فی ثلاث أثواب بیض لخولیة من کرسف لیس فیها قمیص ولا عمامة أما الحلة فإنما شبه علی الناس فیها أنها اشتریت له لیکفن فیها فترکت الحلة وکفن فی ثلاثة أثواب بیض سعولیة فأخذها عبد اللّٰه بن أبی بکر فقال لأحسنها حتی أکفن فیها نفسی ثم قال لو رضیها اللّٰه عزوجل لنبیه لکفنه فیها فباعها وتصدق بثمنها))'
صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الجنائز ،باب فی کفن المیت ،حدیث:۱۴۱، ص:۹۳۹ .

۲۱۶. المرغینانی ' الهدایة ، ج۱ ، باب الجنائز ، فصل فی التکفین ، ص:۸۹.

۲۱۷. ابن منظور ، لسان العرب ، ج۱۲ ،ص: ۲۵۰.

. ابن قدامة ' المغنی ، ج۳، کتاب الصیام ، ص: ۳.

. أبو الفضل عبد الحفیظ ، مصباح اللغات ، ص: ۴۸۶.

. المرغینانی ' الهدایة ، ج۱ ، کتاب الصوم ، فصل فی رؤیة الهلال ، ص: ۱۱۷ .

. مولانا محمد جمیل ' اشراف الهدایة شرح اردو هدایة ، ج۳، مکتبة رحمانیة لاهور ، کتاب الصوم ، ص:۲۱۸ .

. فقه العبادات، حنفی ، ج۱ ، کتاب الصیام، الفصل الأول تعریف الصوم' ص:۱۲۸ .
فقه العبادات، مالکی ، ج۱ ، کتاب الصوم ، الباب الأول تعریف الصوم، ص:۳۰۳.

فقه العبادات، شافعی ، ج۱ ، کتاب الصوم، ص:۲۵۰.

فقه العبادات، حنبلی ، ج ا ، کتاب الصوم، ص: ۱ ۳۹.

۲۱۸. ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا﴾سورۃ مریم: ۲۶.

۲۱۹. عبد الرحمن الجزیری ،مترجم منظور احسن عباسی ،کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة ، ج ا ، ص: ۸۷۲.

- ملا نظام الدین حنفی ، فتاوی عالمگیری ، ج ا ، مصر مطبعة کبری بولاق ۱۳۱۰ھ، ص: ۱۹۴.

- المرغینانی ' الهدایة ، ج ا ، کتاب الصوم ، فصل فی رؤیة الهلال ، ص: ۱۱۷.

- مولانا محمد جمیل ' اشراف الهدایة شرح اردو هدایة ، ج۳، مکتبة رحمانیة لاهور ، کتاب الصوم ، ص:۲۱۸

- فقه العبادات، حنفی ، ج ا ، کتاب الصیام، الفصل الأول تعریف الصوم' ص:۱۲۸.

فقه العبادات، مالکی ، ج ا ، کتاب الصوم ، الباب الأول تعریف الصوم، ص:۳۰۳.

فقه العبادات، شافعی ، ج ا ، کتاب الصوم، ص:۲۵۰.

فقه العبادات، حنبلی ، ج ا ، کتاب الصوم، ص: ۱ ۳۹.

۲۲۰. ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾سورۃ البقرۃ :۱۸۳.

۲۲۱. ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

أیضاً:۱۸۵.

۲۲۲. "عن طلحة ابن عبيد اللّٰہ أن أعرابياً جاء إلٰی رسول اللّٰہ ﷺ ثائر الرأس فقال یا رسول اللّٰہ أخبرنی ماذا فرض اللّٰہ عَلَیَّ من الصلاۃ فقال الصلوٰت الخمس إلا أن تطوع شیئاً ، ثم قال أخبرنی ما فرض اللّٰہ علی من الصیام فقال شهر رمضان إلا أن تطوع شیئاً فقال أخبرنی بمافرض اللّٰہ علی من الزکاۃ فقال فأخبرہ رسول اللّٰہ ﷺ شرائع الإسلام قال والذی أکرمک لا أتطوع شیئاً ولا أنقص مما فرض اللّٰہ علی شیئاً فقال رسول اللّٰہ ﷺ أفلح إن صدق ودخل الجنة إن صدق".

. صحیح بخاری ، ج۲، کتاب الصوم ، باب وجوب صوم رمضان ، حدیث: ۱۷۲۲ ، ص: ۲۶۹ ، أیضاً ، ج۲ ، کتاب الإیمان ، باب بیان الصلوٰت التی ھی أحد أرکان الإسلام ، حدیث: ۱۱ ، ص: ۴۰.

۲۲۳. "عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال بنی الإسلام علی خمس علی أن یعبد اللّٰہ أو یکفر بما دونه وإقام الصلوٰۃ وإیتاء الزکاۃ وحج البیت وصوم رمضان"،

صحیح مسلم ، ج۱ ، کتاب الإیمان ، باب بیان ارکان الإسلام ودعائمه العظام ، حدیث: ۱۶ ،ص: ۳۵.

۲۲۴. "عن عبد اللّٰہ بن قیس قال سمعت عائشةؓ تقول کان رسول ﷺ یتحفظ من شعبان ما لا یتحفظ من غیرہ ثم یصوم رؤیة رمضان فإن غم علیه عد ثلٰثین یوماً ثم صام"،

محمد بن عبداللّٰہ أبوعبد اللّٰہ الحاکم نیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، ج۱ ، بیروت ، دار الکتب العلمیة ۱۴۱۱ھ ، حدیث: ۱۵۴۰ ، ص: ۵۸۵.

. محمد بن حبان ، صحیح ابن حبان ، ج۸، بیروت ، مؤسسة الرسالة۱۴۱۴ھ، کتاب الصوم ، باب رؤیة الهلال ،حدیث: ۳۴۴۴، ص: ۲۲۸.

. سنن أبی داؤد، ج ۱، کتاب الصیام، باب إذا غمی الشهر، حدیث: ۲۳۲۵، ص: ۴۱۰

. محمد بن اسحاق بن خزیمة أبوبکر السلمی النیسابوری، صحیح ابن خزیمة، ج۳، بیروت، المکتب الإسلامی ۱۳۹۰ھ، کتاب الصیام، باب ذکر الدلیل أن الأمر بالتقدیر للشهر إذا غم أن یعد شعبان ثلاثین، حدیث: ۱۹۱۰، ص: ۲۰۳.

۲۲۵. "عن أبی عطیة قال دخلت علی عائشةؓ أنا ومسروق فقلنا یا اُم المؤمنین رجلان من أصحاب محمد ﷺ أحدهما یعجل الإفطار ویعجل الصلوٰة والآخر الإفطار ویؤخر الصلوٰة قالت أیهما یعجل الإفطار ویعجل الصلاة قلنا عبد اللّٰه بن مسعود قال کذلک کان یصنع رسول اللّٰه ﷺ"، صحیح مسلم، ج۲، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتاکید استحبابه واستحباب تاخیروتعجیل الفطر،حدیث: ۱۰۹۹، ص ۷۷۱.

. إمام أبو داؤد' سنن أبی داؤد، ج ۱، کتاب الصیام، باب ما یحب من تعجیل الفطر، حدیث : ۲۳۳۴،

. إمام نسائی 'سنن نسائی، ج۴، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی سلیمان بن مهران فی حدیث عائشةؓ فی تاخیر السحور واختلاف الفاظهم،حدیث:۲۱۵۸،ص: ۱۴۳

۲۲۶. أیضاً، حدیث: ۲۱۶۱، ص: ۱۴۴.

۲۲۷. "عن معاذة أن إمراة سألت عائشةؓ فقالت أتقضی إحدانا الصلاة أیام حیضتها؟ فقالت عائشةؓ: أحروریة أنت؟ قد کانت إحدانا تحیض علی عهد رسول ﷺ ثم لا تؤمر بقضاء"، صحیح مسلم، ج ۱، کتا ب الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاة، حدیث: ۳۳۵، ص:۲۶۵.

. صحیح بخاری ، ج ا ،کتاب الحیض ، باب لا تقضی الحائض الصلاۃ ، حدیث:۳۳۵، ص: ۱۲۲.

۲۲۸. "عن عائشةؓ أنها قالت جاء رجل إلی رسول اللہ ﷺ فقال احترقت قال رسول ﷺ" لم قال وطئتُ امراتی فی رمضان نهاراً قال تصدق تصدق قال ما عندی بشیءٍ فأمره أن يجلس فجاء ہ عدقان فیهما طعام فأمره أن یتصدق به"، صحیح مسلم ، ج ۲، کتاب الصیام ، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نهار رمضان علی الصائم ووجوب الکفارۃ ، حدیث: ۱۱۱۱ ، ص: ۷۸۱.

۲۲۹. أیضاً ، حدیث ۱۱۱۲ ، ص: ۷۸۳.

۲۳۰. إمام نووی ، شرح صحیح مسلم ، ج ا ، ص: ۳۵۴.

۲۳۱. "عن عائشةؓ قالت سأل حمزة بن عمرو الأسلمیؓ عن الصیام فی السفر فقال إن شئت فصمه وإن شئت فافطر" ، صحیح مسلم ، ج ۲، کتاب الصیام ، باب التخییر فی الصوم والفطر فی سفر، حدیث ۱۱۲۱ ، ص: ۷۸۹.

. الدارمی ،سنن دارمی، ج ۲، کتاب الصوم، باب صوم السفر ،حدیث:۱۷۰۷، ص:۱۵.

۲۳۲. ﴿یُرِیْدُاللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾سورۃ البقرۃ: ۱۸۵.

. کاسانی ، بدائع الصنائع، ج ۲، کتاب الصوم ، باب السفر للصائم ، ص: ۲۴۲.

۲۳۳. "عن عبد اللّٰہ بن شفیق قال قلتُ لعائشةؓ هل کان النبی ﷺ یصوم شهرا معلوما سوی رمضان قالتْ واللّٰہ إن صام شهراً معلوماً سوی رمضان حتی مضی لوجهه ولا أفطره حتی یصیبه منه"،صحیح مسلم ، ج ۲، کتاب الصیام ، باب صیام النبی ﷺ فی

غیر رمضان..، حدیث: ۱۱۵۶، ص: ۸۰۹.

۲۳۴. "عن عائشةؓ قالتْ لم یکن رسول اللّٰہ ﷺ فی شھر من السنة أکثر صیاماً منه فی شعبان، أیضاً ،حدیث: ۲۸۲، ص: ۸۰۷.

۲۳۵. "عن عائشةؓ قالتْ کانت قریش تصوم یوم عاشورا فی الجاھلیة و کان رسول ﷺ یصومه فلما ھاجرا إلٰی المدینة صامه و أمر بصیامه فلمافرض شھر رمضان قال من شاء صامه و من شاء ترکه"،صحیح مسلم ، ج ۲، کتاب الصیام ،باب صوم یوم عاشورا ، حدیث:۱۱۲۵، ص: ۷۹۲.

- عبد اللّٰہ بن عبد الرحمن أبو محمد الدارمی ، سنن الدارمی ، ج ۲، بیروت دار الکتب العربی ۱۴۰۷ھ ، حدیث: ۱۷۶۳، ص: ۳۷.
- النیسابوری ٗصحیح ابن خزیمة ، ج۳، کتاب الصیام ، حدیث: ۲۰۸۰، ص: ۲۸۳ .

۲۳۶. "حدثتنی معاذة العدویة أنھا سألت عائشةؓ زوج النبی ﷺ أکان رسول ﷺ یصوم من کل شھر ثلاثة أیام قالت نعم فقلت من أی أیام الشھر کان یصوم قالت لم یکن یبالی من أی أیام الشھر یصوم"،صحیح مسلم ، ج ۲،کتاب الصیام ، باب استحباب، صیام ثلاثة أیام من کل شھر ، حدیث: ۱۱۶۰، ص: ۸۱۸ .

- سنن ترمذی ، ج۳، کتاب الصیام ، باب صوم ثلاثة أیام من کل شھر ، حدیث: ۷۶۳، ص: ۱۳۵ .
- سنن ابن ماجه ، ج ۱ ، کتاب الصیام ، باب ما جاء فی صیام ثلاثة أیام من کل شھر ، حدیث: ۱۷۰۹، ص: ۵۴۵.
- النیسابوری ٗصحیح ابن خزیمة ، ج۳، کتاب الصیام ، حدیث: ۲۱۳۰، ص: ۳۰۳.

۲۳۷. "عن عائشةؓ قالت ما رأیت رسول ﷺ صائماً فی العشر قط"،صحیح مسلم ، ج۲،
کتاب الاعتکاف ، ماب صوم عشر ذی الحجة ، حدیث:۱۱۷۶ ، ص:۸۳۳.

۲۳۸. "عن بعض ازواج النبی ﷺ قالت کان رسول ﷺ یصوم تسع ذی الحجة ویوم
عاشوراء وثلاثة أیام من کل شهر أول اثنین من الشهر الخمیس"، سنن أبی داؤد، ج ا
کتاب الصیام ،باب فی صوم العشر ، حدیث:۲۴۳۷، ص: ۱۷۴.

۲۳۹. صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الصیام ، باب استحباب ثلاثة أیام من کل شهر وصوم یوم
عرفة وعاشوراء والإثنین ، حدیث: ۱۱۶۲ ، ص: ۸۱۸.

۲۴۰. "عن عائشةؓ قالت نهاهم النبی ﷺ عن الوصال رحمةً لهم فقالوا إنک تواصل قال
إنی لستُ کهیئتکم إنی یطعمنی ربی ویسقینی"، صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الصیام،
باب النهی عن الوصال فی الصوم ، حدیث: ۱۱۰۵ ، ص: ۷۷۶.

۲۴۱. إمام نووی ، شرح مسلم ، ج ا ، ص: ۳۵۱.

. ملا علی قاری ، مرقات ، ج۴، ملتان مکتبة امدادیة ۱۳۹۰ھ ، ص: ۲۵۲.

. کاسانی ' بدائع الصنائع ، ج۲، کتاب صوم الوصال ، ص: ۲۱۷.

۲۴۲. علامه غلام رسول سعیدی ، شرح صحیح مسلم ، ج۳، ص: ۸۹.

۲۴۳. "عن عائشةؓ أن النبی ﷺ کان یعتکف العشر الأواخر من رمضان حتی توفاه اللّٰه
ثم اعتکفت ازواجه من بعده"، صحیح مسلم ، ج۲، کتاب اعتکاف ، باب اعتکاف
العشر الأواخر من رمضان ،حدیث: ۱۱۷۲ ، ص: ۸۳۴،

. کاسانی ' بدائع الصنائع ، ج۲،کتاب الاعتکاف ، ص: ۲۷۳ .

۲۴۴. إمام راغب اصفهانی ' المفردات ، ص: ۳۴۲، ۳۴۳،

- فقه العبادات مالکی ، ج ا ، کتاب الصوم ، باب الثانی الاعتکاف ، ص: ۳۲۵،
- فقه العبادات شافعی ، ج ا ، کتاب الصوم ، الاعتکاف ، ص: ۵۷۰.

۲۴۵. ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ لا فِى الْمَسٰجِدِ﴾ سورة البقرة: ۱۸۷.

۲۴۶. "عن عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ إذا أرادا أن یعتکف صلی الفجر ثم قل معتکفه وأنه أمر بخبائه فضرب أراد الاعتکاف فی العشر الأواخر من رمضان فأمرت زینب بخبائها فضرب وأمر غیرها من ازواج النبی ﷺ بخبائه فضرب فلما صلی رسول اللہ ﷺ الفجر نظر فإذا الأخبیة فقال البر تردن؟ فأمر بخبائه فقوض وترک الاعتکاف فی شهر رمضان حتی اعتکف فی العشر الأول من شوال"،صحیح مسلم ، ج ۲، کتاب الاعتکاف ،باب متی یدخل من أراد الاعتکاف فی معتکفه ،حدیث: ۱۱۷۲، ص: ۸۳۰.

۲۴۷. "عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ أنها قالت کان رسول ﷺ إذا اعتکف یُدنی إلیَّ رأسه فأرجله وکان لا یدخل البیت إلا لحاجة الإنسان "،صحیح بخاری ، ج ۲، کتاب الاعتکاف،باب لا یدخل البیت إلا لحاجة ، حدیث: ۱۹۲۵ ،ص: ۷۱۴.

- إمام مالک ،مؤطا، کتاب الاعتکاف،باب ذکر الاعتکاف ، حدیث: ۶۸۵، ص: ۳۱۲

۲۴۸. "عن عائشةؓ قالت کان الرسول ﷺ یکون معتکفا فی المسجد فیناولنی رأسه من خلل الحجرة فأغسل رأسه وقال مسروق فأرجله وأنا حائض"،سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الصیام ، باب المعتکف یدخل البیت لحاجته،حدیث:۲۴۶۷،ص:۷۴۸.

۲۴۹. "عن عمرة بنت عبد الرحمن أن عائشةؓ کانت إذا اعتکفت لا تسأل عن المریض إلا وهی تمشی لا تقف"،إمام مالک ،مؤطا ، ج ا ، کتاب الاعتکاف ، باب ،ذکر

الاعتکاف ، حدیث: ۲۸۶ ، ص: ۳۱۲.

۲۵۰. "لا اعتکاف إلا بالصوم"، سنن أبی داؤد ، ج ۱ ،کتاب الصیام ، باب المعتکف یعود مرض ، حدیث: ۲۴۷۳ ، ص: ۴۷۹.

. فقه العبادات حنفی ، ج ۱ ، کتاب الصیام ، باب الثانی الاعتکاف ،ص: ۱۴۲ ،

. ابن رشد ' بدایة المجتهد ، ج ۱ ، کتاب الاعتکاف ، ص: ۴۴۵.

۲۵۱. محمد عطیه خمیس ، فقه النساء ، مترجم سید شبیر أحمد ، ص: ۳۲۰.

۲۵۲. "عن عائشةؓ قالت اعتکفت مع رسول اللّٰه ﷺ امراة من ازواجه فکانت تری الصفرة أو الحُمرة فتربعت وضعنا الطست تحتها وهی تصلی"،ابن ماجه ، ج ۱ ، کتاب الصیام باب المستحاضة تعتکف ، حدیث: ۱۷۸۰ ، ص: ۵۶۲.

۲۵۳. "عن أبی سلمة بن عبد الرحمنؓ أنه سمع عائشةؓ تقول إن کان لیکون عَلَیَّ الصیام من رمضان فما استطیع أصومه حتی یأتی شعبان"،صحیح مسلم ، ج ۲، کتاب الصیام، باب قضا رمضان فی شعبان ، حدیث: ۱۱۴۶ ، ص: ۸۰۲.

. إمام مالک ، مؤطا ، ج ۱ ، کتاب صوم ، باب جامع قضاء الصیام ،حدیث: ۶۸۰، ص: ۳۰۸.

۲۵۴. "عن عائشةؓ أم المؤمنین قالتْ قال لی رسول ﷺ ذات یوم یا عائشة هل عندکم شیءٌ قالت فقلتُ یا رسول اللّٰه ما عندنا شیءٌ قال فإنی صائم قالتْ فخرج رسول اللّٰه ﷺ فاهدیت لنا هدیة أوجاء نا زور قالت فلما رجع رسول ﷺ قلت یا رسول اللّٰه ﷺ اهدیت لنا هدیة أوجاء نا زور وقد خبأتُ لک شیئاً قال ما هو؟ قلت حیس قال هاتیه فجئت به فاکل ثم قال قد کنت أصبحت صائماً قال طلحة فحدثت مجاهدا

بهذا الأسناد فقال ذاک بمنزلة الرجل یخرج الصدقة من ماله فإن شاء امضاها وإن شاء أمسکها"،صحیح مسلم ، ج٢، کتاب الصیام ، باب جواز صوم النافلة بنیته فی النهار قبل الزوال وجوازه، حدیث: ١١٥٤ ، ص: ٨٠٨.

٢٥٥. "عن عائشةؓ قالتُ کنت أنا وحفصةؓ صائمتین فعرض لنا طعامٌ اشتهیناه فأکلنا منه فجاء رسول اللّٰه ﷺ فبدرتنی إلیه حفصة وکانت ابنة أبیها فقالت یا رسول اللّٰه ﷺ إنا کنا صائمتین فعرض لنا طعام اشتهیناه فأکلنا منه قال اقضیا یوم آخر مکانه"،

سنن ترمذی ، ج٣'کتاب الصوم ' باب ایجاب القضاء علیه 'حدیث٧٣٥' ص:١١٢ .

٢٥٦. "عن عائشةؓ أن النبی ﷺ قال من مات وعلیه صیام صام عنه ولیه "،صحیح مسلم، ج٢، کتاب الصیام ، باب قضا الصیام علی المیت ،حدیث: ١١٤٧ ، ص:٨٠٣.

- صحیح بخاری ، ج٢ ،کتاب الصیام ، باب من مات وعلیه صوم ، حدیث: ١٨٥١ ، ص: ٦٩٠ .
- ابن حبان ' صحیح ابن حبان ، ٥٨ کتاب الصوم ،باب الصیام عن الغیر ، حدیث: ٣٥٦٩' ص:٣٣٤.
- النیسابوری ' صحیح ابن خزیمة، ج٣، کتاب الصیام ، حدیث: ٢٠٥٢، ص: ٢٧١،
- البیهقی ' سنن البیهقی الکبری ، حدیث: ٨٠١٠،ص:٢٥٥.

٢٥٧. فضل المعبود شرح اردو سنن أبی داؤد شریف مترجم ، ص: ٥٧٤.

٢٥٨. البیهقی ' سنن البیهقی الکبری ، ج٤،حدیث:٨٠٠٨ ، ص: ٢٥٤.

٢٥٩. السنائی 'سنن نسائی الکبری ، ج٢، حدیث:٢٩١٨، ص: ١٧٥.

٢٦٠. أیضاً، حدیث: ٨٠٠٤، ص: ٢٥٤.

٢٦١. أيضاً، حديث: ٥٠٠٨، ص: ٢٥٥.

٢٦٢. "عن عائشةؓ قالت نهى رسول ﷺ عن صومين يوم الفطر ويوم الأضحى"،

صحيح مسلم، ج٢، كتاب الصيام، باب النهى عن صوم يوم الفطر ويوم الأضحى،

حديث: ١١٤٠، ص: ٨٠٠.

٢٦٣. علامه غلام رسول سعيدى، شرح صحيح مسلم، ج٣، ص: ١٣٠.

٢٦٤. "عن عائشةؓ أم المؤمنين أنها قالت كان رسول الله ﷺ ليقبل بعض أزواجه وهو

صائم"، صحيح بخارى، ج٢، كتاب الصوم، باب قبلة الصائم، حديث: ١٨٢٧، ص:

٦٨٠.

. ابن حبان، صحيح ابن حبان، ج٨، كتاب الصوم، باب قبلة الصائم، حديث: ٣٥٣٧،

ص: ٣٠٩.

. مؤطا إمام مالک، ج١، كتاب الصيام، باب ما جاء فى الرخصة فى القبلات للصائم

حديث: ٦٤٢، ص: ٢٩٢.

٢٦٥. "عن عائشة أراد رسول الله أن يُقبّلنى فقلت إنى صائمة فقال وأنا صائم ثم قبلّنى"

إمام أحمد بن حنبل، مسند، ج٦، حديث: ٢٦٣٦٤، ص: ٢٧٠.

٢٦٦. عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يقبل وهو صائم ويباشر وهو صائم ولكنه كان

أملک لإربه"، صحيح مسلم، ج٢، كتاب الصيام، باب بيان أن القبلة فى الصوم

محرمة على من لم تحرک شهوته، حديث: ١١٠٦، ص: ٧٦، سنن ابن ماجه،

ج١، كتاب الصيام، باب ما جاء فى القبلة الصائم، حديث: ١٦٨٤، ص: ٥٣٨.

٢٦٧. "عن عائشةؓ وأم سلمةؓ زوجة النبى ﷺ قالت كان رسول الله يُصْبِحُ جنباً من جماع

غیر احتلام فی رمضان ثم یصوم "، إمام مالک ، موطأ ، ج ا ، کتاب الصیام ،

باب ما جاء فی صیام الذی یصبح جنبا فی رمضان ، حدیث: ٦٣٧، ص: ٢٨٩ .

. صحیح مسلم ، ج ٢ ، کتاب الصیام ، باب صحة صوم من طلع علیه الفجر وهو جنب'

حدیث: ١١٠٩، ص: ٤٧٩.

. سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الصیام ، باب فیمن أصبح جنبا فی شهر رمضان ، حدیث: ٢٣٨٨، ص: ٤٢٦.

. ابن حبان ' صحیح ابن حبان ، ج٨، کتاب الصوم ، باب صوم الجنب ،

حدیث: ٣٤٨٩، ص: ٢٦٤ .

٢٦٨. موطأ إمام مالک ، ج ا ، کتاب الصیام ، باب ما جاء فی صیام الذی یُصبح جنب فی

رمضان ، حدیث:٦٣٧، ص:٢٨٩ .

. النیسابوری ' صحیح ابن خزیمة ، ج٣، کتاب الصیام ، حدیث: ٢٠١١، ص:٢٥٠ .

٢٦٩. ﴿فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ص وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ

الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾سورة البقرة: ١٨٧ .

٢٧٠. "عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ أن رجلا قــال لرسول ﷺ وهــو واقف علی البــاب

یا رسول اللّٰه ﷺ ! أنا أصبح جنبا وأنا أریــــد الصیام فقال رســول اللّٰه ﷺ وأنا

أصبح جنبا وأنا أرید الصیام فأغتسل وأصوم فقال الـرجل یا رسول اللّٰه إنک لستَ

مثلنا قد غفر اللّٰه لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر فغـضب رسولُ اللّٰه وقال واللّٰه

إنی لأرجو أن أکون أخشاکم للّٰه وأعلمکم ما أتقی "،

النیساپوری ' ابن خزیمة ، ج٣،کتاب الصیام ، حدیث: ٢٠١٢، ص:٢٥٢.

ابن حبان ' صحیح ابن حبان ، ج٨، کتاب الصوم ،باب صوم الجنب ، حدیث: ٣٤٩٢،

ص: ٢٦٥.

- صحیح مسلم ، ج٢، کتاب الصیام ، باب صفة صوم من طلع علیه الفجر وهو جنب'

حدیث: ١١١٠، ص: ٧٨١.

- سنن أبی داؤد ، ج١ ، کتاب الصیام ، باب فیمن أصبح جنبا فی شهر رمضان ، حدیث:

٢٣٨٩، ص: ٤٢٦.

٢٧١. السرخسی ' المبسوط ، ج٢، کتاب الزکاة ، باب الزکاة ، ص: ١٤٩،

- فقه العبادات مالکی، ج١ ،کتاب الزکاة ،الباب الأول فی تعریف الزکاة ، ص: ٢٦٩.

- فقه العبادات شافعی ، ج١ ، الباب الأول معنٰی الزکاة .....، ص: ٥٤٨.

- ابن قدامة ' المغنی ، ج٢ ، کتاب الزکاة ، ص: ٤٣٣.

- علامه مجدالدین محمد بن اثیر جذری ، نهایة ، ج٢ ، ایران مطبوعه مؤسسة

اسماعیلیان ١٣٦٤، ص: ٣٠٧.

- أبو الفضل عبد الحفیظ ، مصباح اللغات ، ص:٣١٨.

٢٧٢. علامه بدر الدین عینی ، عمدة القاری ، ج:٨، مصر ادارة الطباعة المنیریة١٣٤٨ﻫ

ص: ٢٢٣.

- عبد الرحمن الجزیری ، مترجم : منظور أحسن عباسی ، کتاب الفقه علی المذاهب

الأربعة ، ج١ ، ص:٩٥٨.

٢٧٣۔ ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ﴾سورة البقرة:٤٣۔

٢٧٤۔ ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ﴾سورة النساء:٧٧۔

- ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ﴾سورة البقرة:٨٣۔

- ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ﴾سورة النور:٥٦۔

- ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ﴾سورة مزمل:٢٠۔

- ﴿فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ﴾سورة حج:٧٨۔

ـ ﴿فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾سورۃ المجادلۃ:۱۳۔

۲۷۵۔ صحیح بخاری ، ج۲، کتاب الزکوۃ ، باب وجوب الزکاۃ ، حدیث: ۱۳۳۱ ،ص:۵۰۵

۔ أیضاً: ج۲ ، کتاب التوحید ، باب ما جاء فی دعاء النبی ﷺ أمته إلی توحید اللہ ،

حدیث: ۴۰۹۰، ص: ۱۵۸۰ .

۔ صحیح مسلم ، ج ا ، کتاب الإیمان ، باب الدعاء إلی الشهادتین وشرائع الإسلام،

حدیث: ۱۹ ، ص: ۵۰ .

۔ سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الزکاۃ ، باب فی زکاۃ السائمة ، حدیث: ۱۵۸۴ ،

ص: ۳۹۸.

۔ سنن ترمذی ، ج۳، کتاب الزکاۃ ، باب کراهية أخذ خيال المال فی الصدقة ،

حدیث: ۶۲۵ .

۔ سنن نسائی ، ج۵، کتاب الزکاۃ ،باب وجوب الزکاۃ ، حدیث: ۲۴۳۵، ص: ۲ .

۔ سنن ابن ماجه ، ج ا ، کتاب الزکاۃ ، باب فرض الزکاۃ ، حدیث: ۱۷۸۳ ، ص: ۵۶۸

۔ الدارمی ' سنن الدارمی ، ج ا ، کتاب الزکاۃ ، باب فی فضل الزکاۃ ، حدیث: ۱۶۱۴ ، ص:

۳۶۱.

۲۷۶۔ صحیح بخاری ، ج۲، کتاب الزکاۃ ، باب وجوب الزکاۃ ، حدیث: ۱۳۳۲ ، ص:

۵۰۵. أیضاً ، ج۲، کتاب الأدب ، باب فضل صلة الرحم ، حدیث:۵۶۳۷،

ص: ۲۲۳۱ .

۲۷۷۔ أیضاً ، ج۲، حدیث: ۱۳۳۳ ،ص: ۵۰۶.

۔ صحیح مسلم ، ج ا ، کتاب الإیمان ، باب بیان الإیمان الذی یدخل به الجنة وان

تمسک بما أمر به دخل الجنة ، حدیث: ۱۴ ، ص: ۴۱.

. إمام أحمد بن حنبل ، مسند، ج۲، حدیث: ۸۴۹۶.

۲۷۸. صحیح بخاری ، ج۲، کتاب الزکاۃ ، باب وجوب الزکاۃ ، حدیث: ۱۳۳۵ ، ص: ۵۰۷. أیضاً ، ج۶ ، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة ، باب الاقتداء بسنن رسول ﷺ،حدیث: ۶۸۵۵، ص: ۲۶۵۷.

. صحیح مسلم ، ج ا ، کتاب الإیمان ، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا إله إلا اللّٰه حدیث: ۲۰، ص: ۵۱.

. سنن أبی داؤد، ج ا ، کتاب الزکاۃ ، باب وجوبها ، حدیث: ۱۵۵۶ ، ص: ۳۸۶.

۲۷۹. "عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبیه أنه قال : کانت عائشةؓ تلینی وأخا لی یتیمین فی حجرها فکانت تخرج من أموالنا الزکاۃ"،موطأ إمام مالک ، ج ا ، کتاب الزکاۃ باب زکاۃ أموال الیتامی والتجارۃ لهم فیها ، حدیث: ۵۸۹، ص: ۲۵۱.

۲۸۰. "عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال رُفع القلم عن الثلاث عن النائم حتی یستیقظ وعن الصغیر حتی یکبر وعن المجنون حتی یعقل أو یفیق"، سنن نسائی ، ج۶، کتاب الطلاق، باب من لا یقع طلاق من الزواج ،حدیث: ۳۴۳۲، ص: ۱۵۶.

. سنن ابن ماجه ، ج ا ، کتاب الطلاق ، باب طلاق المعتوه والصغیر والنائم ، حدیث: ۲۰۴۱، ص: ۶۵۸.

. الدارمی ' سنن الدارمی ، ج۲، کتاب الحدود ، باب رفع القلم عن ثلاثة ، حدیث ۲۲۹۶، ص: ۲۲۵.

. ابن حبان ' صحیح ابن حبان ، ج ا ،کتاب الإیمان ، باب التکلیف ،حدیث: ۱۴۲ ،

ص:۳۵۵.

. الحاکم النیسابوری، المستدرک، ج۲، کتاب البیوع ،حدیث: ۲۳۵۰،ص:۶۷.

۲۸۱. "أن عائشةؓ زوج النبی ﷺ کانت تعطی أموال الیتامیٰ الذین فی حجرها من یتجر لهم فیها"،إمام مالک ، موطا، ج ۱ ، کتاب الزکاۃ' باب زکاۃ أموال الیتامی و التجارۃ لهم فیها، حدیث: ۵۹۰،ص: ۲۵۱.

۲۸۲. ابن همام ' مصنف عبد الرزاق، ج۴، کتاب الزکاۃ، باب صدقة مال الیتیم والالتماس فیه واعطاء الزکاۃ ، حدیث: ۶۹۸۹،ص:۶۸.

. السرخسی ' المبسوط ، ج۲، کتاب الزکاۃ ،الفصل الرابع ، ص: ۱۶۲.

۲۸۳. قاضی أبو الولید ابن رشد ، بدایة المجتهد ، ج ۱ ،بیروت ، دار الفکر ، ص:۱۷۸.

۲۸۴. "عن عبد اللّٰه بن شداد أنه قال دخلنا علی عائشةؓ زوج النبی ﷺ فقالت دخل عَلَیَّ رسولُ اللّٰه ﷺ فرأی فی یدی فتخات (خواتیم کبار)من ورق فقال ما هذا یا عائشة فقلتُ صنعتُهن أتزینُ لک یا رسول اللّٰه ﷺ قال أتؤدین زکاتهن؟ قلت لا أو ما شاء قال هو حسبک من النار"،سنن أبی داؤد، ج ۱ ، کتاب الزکاۃ ، باب الکنز ما هو و زکاۃ الحلی ، حدیث: ۱۵۶۵ ، ص: ۴۸۸.

۲۸۵."عن أم سلمةؓ قالت کنت ألبس أوضاما من ذهب فقلت یا رسول اللّٰه أکنز هو ؟ فقال ما بلغ أن تؤدی زکاته فزکی فلیس بکنز"،أیضاً ، حدیث: ۱۵۶۴ ، ص: ۴۸۸.

۲۸۶. "أن امرأۃ أتت رسول اللّٰه ومعها ابنة لها وفی ید ابنتها مسکتان غلیظتان من ذهب فقال لها أتعطین زکاۃ هذا ؟ قالت لا قال أیسرک أن یسورک اللّٰه بهما یوم القیامة سوارین من نار ؟ قال فخلعتهما فألقتهما إلی النبی ﷺ وقالت هما للّٰه عزوجل و

لرسولہ"،أیضاً، حدیث: ۱۵٦۳، ص: ۳۸۸۔

. فقہ العبادات شافعی ، ج ۱ ، کتاب الزکاۃ ، باب زکوٰۃ الحلی ، ص: ۲۲۲۔

۲۸۷. علامۃ ابن قدامۃ ، المغنی ، ج ۲، بیروت ، دار الفکر ۱۴۰۵ھ ، ص: ۳۲۲۔

۲۸۸. شیخ أبو اسحاق شیرازی المھذب مع المجموع، ج٦،بیروت ' دار الفکر ،ص: ۳۲۔

۲۸۹. "عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ إذا أنفقت المرأۃ ن طعام بیتھا غیر مفسدۃ کان لھا أجرھا بما أنفقت ولزوجھا أجرہ بما کسب وللخازن مثل ذلک لا ینقص بعضھم أجر بعض شیئاً"،صحیح مسلم ، ج ۲، کتاب الزکوٰۃ ، باب أجر الخازن الأمین والمرأۃ إذا تصدقت من بیت زوجھا غیر مفسدۃ ، حدیث: ۱۰۲۴، ص: ۷۱۰

. سنن نسائی ، ج۵، کتاب الزکوٰۃ ، باب صدقۃ المرأۃ من بیت زوجھا ، حدیث: ۲۵۳۹ ص: ٦۵۔

. سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب الزکاۃ ، باب المرأۃ تتصدق منبیت زوجھا ، حدیث: ۱٦۸۵، ص: ۵۲۷۔

۲۹۰. إمام النووی ، المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ، ج۷، بیروت ، دار إحیاء التراث العربی ۱۳۹۲ھ ، ص: ۱۱۱

۲۹۱. "عن عائشۃؓ أن رجلا أتی النبی ﷺ فقال یا رسول اللّٰہ ﷺ إن أمی افتلتت نفسھا ولم توص وأظنھا لوتکلمت تصدقت أفلھا أجر إن تصدقت عنھا ؟ قال نعم"، صحیح مسلم ، ج۳، کتاب الوصیۃ ، باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت إلیہ ، ج۳ ص: حدیث: ۱۰۰۴،ص: ۱۲۹٦۔

. سنن ابن ماجہ ، ج ۲، کتاب الوصایا ،باب من مات ولم یوص ، ھل یتصدق عنہ ،

حدیث:۲۷۱۷، ص: ۹۰۶.

۲۹۲. ﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾، سورۃ النجم : ۳۹.

۲۹۳. ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ﴾ سورۃ الطور : ۲۱.

۲۹۴. علامۃ سید احمد طحطاوی حاشیۃ مراقی الفلاح، مصر مطبوعۃ مصطفی البابی، ۱۳۵۶ھ، ص: ۳۷۷.

۲۹۵. "عن عائشۃؓ قالت سمعت رسول اللّٰہ یقول ما تخالط الصدقۃ مالاً قط إلا أھلکته"،

. محمد بن ادریس أبوعبد اللّٰہ شافعی، مسند شافعی، ج ۱، بیروت دار الکتب العلمیۃ کتاب الزکاۃ، باب حق أوله إلا ما کان، حدیث: ۴۵۴، ص: ۹۹.

۲۹۶. "عن عائشۃؓ قالت قال رسول ﷺ اتقوا النار ولو بشق تمرۃ"،إمام أحمد بن حنبل، مسند، ج۶، حدیث: ۲۵۱۰۱، ص: ۱۳۷.

۲۹۷. ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ﴾سورۃ الزلزال: ۷.

۲۹۸. "عن عائشۃؓ دخلت امرأۃ معھا ابنتان لھا تسأل فلم تجد عند شیئاً غیر تمرۃ فأعطیتھا إیاھا فقسمتھا بین ابنتیھا ولم تأکل مناہ ثم قامت فخرجت فدخل النبی ﷺ علینا فأخبرته فقال من ابتلی من ھذہ البنات بشیءٍ کن له سترا من النار "، صحیح بخاری، ج ۲، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ، حدیث: ۱۳۵۲، ص: ۵۱۴.

. صحیح مسلم، ج۴، کتاب البر والصلۃ والأداب، باب فضل الإحسان إلی البنات، حدیث: ۲۶۲۹، ص: ۲۰۲۷.

۲۹۹. "عن عائشۃؓ أنه تصدق علی بریرۃ من لحم الصدقۃ فذھب به إلی النبی ﷺ وقیل أنه

من لحم الصدقة قال ، إنما هو لها صدقة ولنا هدية "، مسند إمام أحمد بن حنبل ،

ج ٦، حديث: ٢٥٢١١، ص: ٥٠.

٣٠٠. "أنه تصدق على بريرة من لحم الصدقة فأهديت إلى النبی ﷺ . "، حديث: ٢٤٩٦٣

ص: ١٢٣.

٣٠١. "عن عائشةؓ أن سائلاً سأله قالت فأمرت الخادم فأخرج له شيئاً قالت فقال رسول ﷺلها يا عائشة! لا تحصی فيحصی اللّٰه عليک"، أيضاً: حديث: ٢٤٤٦٣، ص ٧٠

٣٠٢. أيضاً ، حديث: ٢٤٨١٠، ص: ١٠٨.

٣٠٣. علامه ابن اثير جذری ، نهايه ، ج ١، ص: ٣٤٠

. علامه أبو القاسم حسين بن محمد راغب اصفهانی ، المفردات ، مطبوعه مكتبه مرتضويه طبع ثانی ١٣٦٢هـ، ص: ١٠٧،

. الهداية ، ج ١، ص: ١٣٢

. نور الحسن ، نور اللغات ، ص: ٤٥١. السرخسی ' المبسوط ، ج٣، ص: ٢

٣٠٤. عبد الرحمن الجزيری' كتاب الفقه ' ج ١'(مترجم منظور احسن عباسی)، ج ١، ص: ١٢٣

. السرخسی ' المبسوط ، ج٣، ص: ٢. المرغينانی ' الهداية ، ج ١، ص: ١٣٢

. فقه العبادات حنفی ، ج ١، ص: ١٧٦.

. فقه العبادات مالكی ، ج ١، ص ٣٢٣.

. فقه العبادات شافعی ، ج ١، ص: ٢٦٧

. فقه العبادات حنبلی ، ج ١، ص: ٢١.

۳۰۵. ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سورة آل عمران : ۹۷ .

۳۰۶. ﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ﴾ سورةالحج : ۲۷ .

۳۰۷. صحیح بخاری ، ج۲، کتاب الحج ، باب وجوب الحج وفضله ، حدیث: ۱۴۴۲، ص: ۵۵۱.

- أیضا، ج۲ ، کتاب الأمصار وجزاء العید ، باب حج المرأة عن الرجل ، حدیث: ۱۷۵۶، ص: ۶۵۷ .
- صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الحج ، باب الحج عن العاجز لذمانة وهرم ونحوهما أو للموت ، حدیث: ۱۳۳۴، ص: ۹۷۳ .

۳۰۸. صحیح بخاری ، ج۲، کتاب الحج ، باب فضل الحج المبرور ، حدیث: ۱۴۴۷، ص:۵۵۳.

- أیضا ،ج ۱ ، کتاب الإیمان ، باب من قال إن الإیمان هو العمل ، حدیث: ۲۶، ص: ۱۸ .
- صحیح مسلم ، ج ۱ ،کتاب الإیمان ، باب بیان کون الإیمان باللّٰہ تعالیٰ افضل الأعمال ، حدیث: ۸۳، ص: ۸۸.

۳۰۹. "عن محمد بن عبد الرحمن ذکرت لعروة قال فأخبرتنی عائشةؓ أن أول شیء بدا به حین قدم النبی ﷺ أن توضأ ثم طاف "، صحیح البخاری ، ج ۲ ،کتاب الحج ، باب من طاف بالبیت إذا قدم مکة قبل أن یرجع إلی بیته ثم صلی رکعتین ثم خرج إلی

الصفا ، حدیث: ١٥٣٦ ، ص: ٥٨٣،

- أیضا ، باب الطواف علی وضو ، حدیث: ١٥٦٠ ، ص: ٥٩١ .

٣١٠. محمد بن علی الشوکانی ، الدراری المضیئة ، ج ١ ، ص: ٢۴٢ .

- حافظ ابن حجر العسقلانی 'سبل السلام ، ج ١ ، کتاب الحج ، باب وجوه الاحرام وصفة، ص:٩٥ .

٣١١. "عن أبی سلمة وعروة أن عائشةؓ قالت حاضت صفیة بنت حی بعد ما أفاضت قالت عائشةؓ فذکرت حیضتها لرسول اللہ ﷺ فقال رسول ﷺ أحابستنا هی ؟ قالت یا رسول ﷺ إنها قد کانت أفاضت وطافت بالبیت ثم حاضت بعد الإفاضة فقال رسول ﷺ فلتنفر".

صحیح مسلم ، ج ٢، کتاب الحج ، باب وجوب طواف الوداع وسقوط عن الحائض حدیث: ١٢١١ ، ص: ٩٦٣ .

٣١٢. فقه العبادات حنفی ، ج ١ ،کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ١٨٦ .

- فقه العبادات شافعی ، ج ١ ،کتاب الحج، ص:٢٩٧ .

- فقه العبادات حنبلی ، ج ١ ، کتاب الحج ، باب ثانی ،ص: ٢٣٠.

- أحکام الأحکام ، ج ١ ، ص: ٩٥ .

٣١٣. "عن عائشة زوج النبی ﷺ أنها کانت تقول المحرم لا یحله إلا البیت"،

إمام مالک ، موطأ ، ج ١ ، کتاب الحج ، باب ما جاء فیمن احصر بغیر عدد، حدیث:٨٠٣، ص: ٣٦١.

٣١۴. إمام نووی ، شرح مسلم ، ج ١ ، ص: ۴٢٢.

علامہ أبو عبد اللّٰہ دشتانی ، إکمال إکمال المعلم ، ج۳،بیروت دار الکتب العلمیۃ،ص : ۳۰۵. ۳۰۶.

۳۱۵. ﴿لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾سورۃ الحج: ۲۹.

۳۱۶. فقہ العبادات مالکی ، کتاب الحج، ج ۱ ، باب ثانی ، ص: ۳۵۶.

۳۱۷. "عن عائشۃؓ قالت أحرمت من التنعیم لعمرۃ فدخلت فقضیت عمرتی وانتظرنی رسول ﷺ بالأبطح حتی فرغت وأمر الناس بالرحیل قالت وأتی رسول اللّٰہ ﷺ البیت فطاف لہ ثم خرج"، سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب المناسک ، باب طواف الوداع ، حدیث: ۲۰۰۵ ، ص: ۲۱۳.

۳۱۸. نزھۃالقاری ،شرح صحیح بخاری ، ج۳، ص: ۲۰۶.

۳۱۹. الشوکانی ، الدراری المضیئۃ ، ج ص: ۲۵۲.

۳۲۰. علامہ شمس الدین سرخسی ، المبسوط ، ج۴، ص: ۱۶۶، ۱۶۷.

۳۲۱. إمام محمد بن ادریس شافعی ، الأم ،ج۲، ص: ۱۴۱. ۱۴۲.

۳۲۲. علامہ أبو عبد اللّٰہ دشتانی مالکی ، إکمال إکمال المعلم ، ج۳، ص:۲۹۸.

۳۲۳. إبن قدامہ حنبلی ، المغنی ، ج۳، ص:۱۱۶.۱۱۷.

۳۲۴. "خرجنا مع النبی ﷺ لا نذکر إلا الحج فلما کنا بسرف طمثتُ فدخل النبی ﷺ وأنا أبکی فقال لعلک نفست قلت نعم قال فإن اللّٰہ ذالک شیءٌ کتبہ اللّٰہ علی بنات آدم فافعلی ما یفعل الحاج غیر أن لا تطوفی بالبیت حتی تطہری"صحیح بخاری، ج ۱ ، کتاب الحج باب تقضی الحائض المناسک کلھا إلا الطواف بالبیت ، حدیث: ۲۹۹، ص: ۱۱۷.

. فقه العبادات حنفی ، ج ۱ ،کتاب الحج ، باب ثانی ، ص:۱۸۵ .

. فقه العبادات شافعی ، ج ۱ ،کتاب الحج، ص: ۲۵۹ .

. فقه العبادات حنبلی ، ج ۱ ، کتاب الحج ، باب ثانی ،ص: ۲۳۰.

. الشوکانی ، الدراری المضیئة ، ج ۱ ، ص: ۲۴۳ .

۳۲۵. ابن دقیق العید ' احکام الأحکام ، ج ۱ ، ص: ۸۸.

۳۲۶. "عن عائشةؓ قالت نفست اسمآء بنت عمیس بمحمد بن أبی بکر بالشجرة فأمر رسول ﷺ أبا بکر أن تغتسل وتهل "، صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب الحج ،باب احرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام وکذا الحائض ، حدیث: ۱۲۰۹ ، ص: ۸۶۹.

. بدائع الصنائع ، ج۲ ، کتاب الحج ، فضل وبیان سنن الحج وبیان تربیة ، ص: ۳۳۴.

. السرخسی ' المبسوط ، ج۴، ص: ۲ .

. المرغینانی ' الهدایة ،ج ۱ ، ص: ۱۳۴ .

. فقه العبادات، ج ۱ ، کتاب الحج ،باب ثانی ، ص: ۱۸۴ .

۳۲۷. إمام نووی ، شرح مسلم ، ج ۱ و ص: ۳۸۵.

۳۲۸. "عن هشام بن عروة عن أبیه عن عائشةؓ قال قلتُ لها إنی لأ أظن رجُلاً لو لم یطُف بین الصفا والمروة ما ضره ذٰلک قالت لم قلت لأن اللّٰه یقول إن الصفا والمروة من شعائر اللّٰه إلی آخر الآیة قالت ما أم اللّٰهُ حج امرىء ولا عمرته لم یطف بین الصفا والمروة ولو کان کما تقول لکان فلا جناح علیه أن لا یطوف بهما وهل تدری فیما کان ذاک إنما کان ذٰلک أن الأنصار کانوا یهلون فی الجاهلیة لَصنمین علی شاطئ البحر یقال لهما اسافٌ ونائلةٌ ثم یجیئون فیطوفون بین الصفا والمروة ثم یحلقون

فـلـمـا جـآء الإسـلام كرهوا أن تطوفوا بينهما للذى كانوا يصنعون فى الجاهلية قالت فأنزل اللّٰه عزوجل إن الصفا والمروة من شعائر اللّٰه إلٰى آخرها قالت فطافوا"، صحيح مسلم، ج۲، كتاب الحج، باب بيان أن السعى بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، حديث: ۱۲۷۷، ص: ۲۹۸.

۳۲۹. السرخسى، المبسوط، ج۴، ص: ۵۰، ۵۱.

. فقه العبادات حنفى، ج ۱، كتاب الحج، الباب الثالث، ص: ۱۸۸.

۳۳۰. "عن عائشةؓ عن النبى ﷺ قال إنما جعل رمى الجمار والسعى بين الصفا والمروة لإقامة ذكر اللّٰه"، أبو داؤد، ج۲، كتاب المناسک، باب فى الرمل، حديث: ۱۸۸۸، ص: ۵۸۱.

. فقه العبادات حنبلى، ج ۱، كتاب الحج، باب ثانى، ص: ۴۳۰.

. الشوكانى، السيل الجرار، ج۲، كتاب الحج، ص: ۱۹۴.

۳۳۱. "عن عائشةؓ قالت كان قريش ومن دان دينها يقفون بالمزدلفة وكانوا يسمون الحمس وكان سائر العرب يقفون بعرفة فلما جآء الإسلام أمر اللّٰه نبيه ﷺ أن يأتى عرفات فيقف بها ثم يفيض منها فذلک قول عزوجل ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس"، البقرة: ۱۹۹، صحيح مسلم، ج۲، كتاب الحج، باب فى الوقوف وقوله تعالىٰ ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس، حديث: ۱۲۱۹، ص: ۸۹۳

۳۳۲. "عن عائشةؓ قالت دخل النبى ﷺ على ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب فقالت يا رسول ﷺ إنـى أريـد الحـج وأنا شاكية فقال النبى ﷺ حجى واشترطى أن محلى حيث حبستنى"، صحيح مسلم، ج۲، كتاب الحج، باب جواز اشتراط

المحرم التحلل لعذر المرض ونحوه ، حدیث:۱۲۰۷ ، ص:۸۶۷.

- فقه العبادات حنبلی ، ج ۱ ، کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ۴۲۰.
- حافظ ابن حجر العسقلانی 'سبل السلام ، ج ۱ ، کتاب الحج ، باب الفوات والاحصار ، ص: ۱۰۱.

۳۳۳۔ "عن عائشةؓ أنها قالت استأذنت سودة رسولَ اللّٰه ﷺ لیلة المزدلفة تدفع قبله وقبل حطمة الناس وكانت امرأة ثبطة يقول القاسم والشيطة الثقيلة قال فاذن لها فخرجت قبل دفعه و حبسنا حتى أصبحنا فدفعنا بدفعه ولأن أكون استاذنت رسول اللّٰه ﷺ كما استاذنته سودة فاكون أدفع باذنه أحب إلى من مفروح به "،صحیح مسلم ، ج۲، کتا ب الحج ، باب استحباب تقدیم دفع الضفة من النساء وغیر ھن من مزدلفة إلى منى فى أواخر الليل

قبل زحم الناس ، حدیث: ۱۲۹۰ ، ص:۹۳۶.

- حافظ ابن حجر العسقلانی 'سبل السلام ، کتاب الحج ، باب صفة الحج ودخول مکة ، ص: ۹۹.

۳۳۴۔ ﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾سورة البقرة: ۱۹۹ .

۳۳۵۔ إبن قدامه ، المغنى ، ج۳، ص: ۲۱۵ .

الشوکانی ، الدراری المضیئة ، ج ۱ ، ص ۲۴۶ .

۳۳۶۔ أیضا.

۳۳۷۔ إمام نووی ، شرح مسلم ، ج ۱ ، ص: ۴۱۸.

۳۳۸۔ "عن عائشة أم المؤمنینؓ أنها قالت یا رسول اللّٰه نــری الجهاد أفضل

العمل أفلا نجاهد قال لا لكن افضل الجهاد حج مبرور "، صحيح بخاری ،

ج ۲، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور ،حدیث: ۱۴۴۸، ص: ۵۵۳.

. أیضاً ، ج ۲ ، کتاب الجهاد والسیر ، باب أفضل الناس مومن یجاهد بنفسه وماله فی

سبیل الله ، حدیث: ۲۶۳۲، ص: ۱۰۲۶.

۳۳۹. "عن عائشة بنت طلحة عن عائشة أم المؤمنین قالت قلتُ یا رسول الله ﷺ ألا نغزو

و نجاهد معکم ؟ فقال لکن أحسن الجهاد وأجمله الحج حج مبرور، فقالت عائشةؓ

فلا أدع الحج بعد إذ سمعت هذا من رسول ﷺ "، صحیح البخاری ، ج ۲، أبواب

العمرة ، باب حج النساء ، حدیث: ۱۷۶۲، ص: ۲۵۸.

۳۴۰. أیضاً ، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲.

. فقه العبادات شافعی ، ج ۱ ، کتاب الحج ،ص: ۲۷۳.

. شیخ أبو اسحاق الشیرازی ' المهذب ، ج ۱ ، بیروت ' مطبوعه دار الفکر ' کتاب

الحج ، ص: ۳۵۸.

۳۴۱. "قالت لا تلثم ولا تتبرقع ولا تلبس ثوبا بورس ولا زعفران"، صحیح بخاری ، ج ۲،

کتاب الحج ، باب ما یلبس المحرم من الثیاب ، ص: ۵۵۹.

۳۴۲. سنن ابن ماجه ، ج ۲، کتاب المناسک ، باب المحرمة تسدل الثوب علی وجهها

حدیث: ۲۹۳۵، ص: ۹۷۹.

. فقه العبادات مالکی ، ج ۱ ،کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ۳۴۶.

. فقه العبادات حنبلی ، ج ۱ ، کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ۳۴۶.

. کاسانی ' بدائع الصنائع ،کتاب الحج ،فصل وأما بیان ما یحظره الإحرام، ص: ۴۰۳.

. الشوکانی ، السیل الجرار ، کتاب الحج ، ص: ۱۸۰ .

۳۴۳. إمام نووی المنهاج ، شرح صحیح مسلم بن الحجاج ، ج۸' بیروت ' دار إحیاء التراث العربی ۱۳۹۲ھ، ص: ۸۸.

۳۴۴. عبد الرحمن الجزیری ،کتاب الفقه علی المذاهب الأربعه ، ج ۱ ، ص: ۱۰۱۸.

. ابن قدامه ،المغنی ، ج۳، ص: ۲۷۵ .

۳۴۵. الشوکانی ' نیل الأوطار ، ج۵، کتاب المناسک ، باب ما یجتنبه من اللباس ، حدیث: ۴، ص: ۵۵.

. ڈاکٹر یوسف قرضاوی ' فقه السنة ، ج ۱ ، بیروت مطبوعه مؤسسة الرسالة' ص: ۶۷۴ .

. سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب المناسک ، باب ما یلبس المحرم ،حدیث: ۱۸۳۰ ، ص: ۵۶۸.

. المرغنیانی ' الهدایة ، ج ۱ ، ص: ۱۳۴ .

۳۴۶. 'ولم تر عائشةؓ باساً بالحلی والثوب الأسود والعورب والخف للمرأة "، صحیح بخاری ، ج ۲ ، کتاب الحج ، باب ما یلبس المحرم من الثیاب...' ص: ۵۵۹.

۳۴۷. "ولَبِستُ عائشةؓ الثیاب المعصفرة وهی محرمة"، صحیح بخاری ، ج ۲، کتاب الحج باب ما یلبس المحرم من الثیاب ' ص: ۵۵۹.

۳۴۸. المرغینانی ' الهدایة ، ج ۱ ، ص: ۱۳۴ .

. کاسانی ' بدائع الصنائع ، ج ۲، کتاب الحج ، باب وأما بیان ما یحظره الإحرام، ص: ۲۰۴.

۳۴۹. "عن شميسة قال اشتكت عينى وأنا محرم فسألت عائشةؓ أم المؤمنين عن الكحل فقالت اكتحلى بأى كحل شئت غير الأثمد أو قالت غير كل كحل أسود أما أنه ليس بحرام ولكنه زينة ونحن نكرهه وقالت إن شئت كحلتك بصبر فأبيت"، البيهقى ' سنن البيهقى الكبرى، ج۵، كتاب الحج ، باب المحرم يكتحل بما ليس بطيب ، حديث: ۸۹۱۳، ص: ۶۳.

۳۵۰. محمد عطيه خميس ' فقه النساء ،ص: ۳۹۷.

۳۵۱. عبد الرحمن الجزيرى ، كتاب الفقه ، ج ا ، ص: ۸۰۲.

۳۵۲. صحيح بخارى ، ج ۲، كتاب الحج ، باب طواف النساء مع الرجال ، حديث: ۱۵۳۹ ، ص: ۵۸۵.

۳۵۳. فقه العبادات حنبلى ، ج ا ، كتاب الحج ، باب ثانى ، ص: ۴۳۰.

۳۵۴. "وحدثنى عن مالك عن علقم بن أبى علقمة عن أمه أنها قالت سمعت عائشةؓ زوج النبى ﷺ تسال عن المحرم ايحك جسده فقالت نعم فليحككه وليشدد ولو ربطت يداى ولم أجد إلا رجلى لحككت"، إمام مالك ،موطا ، كتاب الحج ، با ب ما يجوز للمحرم أن يفعله ، حديث: ۷۹۴ ، ص: ۳۵۸.

۳۵۵. إمام مالك ، مؤطا، ج ا ،كتاب الحج ، باب صيام التمتع ، حديث: ۹۵۴،ص: ۴۲۶.

۳۵۶. علامه أبو بكر احمد بن على رازى الجصاص، احكام القرآن ، ج ا ، لاهور ، سيل اكيڈمى ۱۴۰۰هـ ، ص: ۲۹۳.

۳۵۷. ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾سورة البقرة: ۱۹۶.

۳۵۸. علامه ابن عابدین شامی ، محصله رد المختار ، ج ۲، استنبول ، عثمانیه ۱۳۲۸ھ،
ص: ۲۶۵.۲۶۴ .

۳۵۹. "عن عروة عن عائشة وعن سالم عن ابن عمر قال لم یرخص فی ایام التشریق أن یصمن إلا لمن لم یجد الهدی"
صحیح بخاری ، ج۲، کتاب الصوم ، باب صیام أیام التشریق ، حدیث: ۱۸۹۴، ص: ۷۰۳.

. فقه العبادات حنبلی ، ج ۱ ، کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ۴۷۴.

۳۶۰. "عن عائشةؓ قالت طاف النبی ﷺ فی حجة الوداع حول الکعب علی بعیره یستلم الرکن کراهیة أن یضرب عنه الناس"، صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الحج ،باب جواز الطواف علی بعیر وغیره واستلام الحجر لمحجن ونحوه للراکب ، حدیث:۱۲۷۴، ص: ۹۲۷.

۳۶۱. "عن عائشةؓ أن النبی ﷺ لما جآء إلی مکة دخلها من أعلاها وخرج من أسفلها"،
صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الحج ، باب استحباب دخول مکة من الثنیة العلیا والخروج من الثینة السفلی ، حدیث: ۱۲۵۸، ص: ۹۱۸.

. ابن حجر العسقلانی ،سبل السلام ، ج ۱ ، کتاب الحج ،ص: ۹۹ .

۳۶۲. البیهقی ، سنن البیهقی الکبری ، ج۵،باب الحنا لیس بطیب ، حدیث:۸۹۰۵، ص: ۲۱

۳۶۳. عبد الرحمن الجزیری ، الفقه علی المذاهب الأربعة ،ج ۱ ، کتاب الحج ، باب الخضاب بالحنا حال الإحرام ، ص:۱۰۲۶ .

۳۶۴. "ولم تر عائشةؓ بالتبان بأساً قال أبو عبد اللّٰه تعنی للذین یرحلون هودجها"،

صحیح بخاری، ج ۲ 'کتاب الحج ' باب الطیب عند الإحرام وما یلبس إذا أراد أن یحرم ویترجل ویدھن ' ص: ۵۵۷.

۳۶۵. "قالت عائشةؓ أن رسول اللہ ﷺ قال ما من یوم أکثر من أن یعتق اللہ عزوجل فیه عبداً من النار من یوم عرفة وأنه لیدنوا ثم یباھی بھم الملائکة فیقول ما أراد ھؤلاء" ،

صحیح مسلم 'ج ۲، کتاب الحج ، باب فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفة حدیث: ۱۳۴۸، ص: ۹۸۲،

فقه العبادات حنبلی ، ج ۱ ،کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ۴۳۰.

۳۶۶. "عن عائشةؓ کنت أدخل البیت فأصلی فیه فأخذ رسول ﷺ بیی فأدخلنی الحجر فقال صلی فی الحجر إن أدخل البیت فإنما ھو قطعة من البیت ولکن قومک استقصروہ حین بنوا الکعبة فأخرجوہ من البیت"، سنن ترمذی ، ج ۳، کتاب الحج باب الصلوٰۃ فی الحجر 'حدیث: ۸۷۶، ص: ۲۲۵.

کاسانی ' بدائع الصنائع، ج ۲، کتاب الحج ، باب مکان الطواف ، ص: ۳۱۵.

۳۶۷. "عن عائشةؓ قالت سألت النبی ﷺ عن الجدر ھو الحجر أو الحطیم أمن البیت ھو ؟ قال نعم"،صحیح البخاری ، ج ۲، کتاب الحج ، باب فضل مکه وبنیانھا، حدیث: ۱۵۰۷، ص: ۵۳۷.

علامه محمد الخطیب ' مغنی المحتاج ، ج ۱ ، بیرت مطبوعه دار إحیاء التراث العربی کتاب الحج ، فصل فی ما یطلب فی الطواف ، ص: ۴۸۵.

۳۶۸. السرخسی ' المبسوط ، ج ۴، کتاب المناسک ، ص: ۲.

مولانا جمیل احمد صاحب ، اشراف الھدایة شرح ھدایة ، ج ۳، لاھور ، مکتبه

رحمانیہ ،ص: ۳۵۰ ، ۳۵۱.

۳۶۹. "عن عائشةؓ أن النبی ﷺ قال لها ألم ترى أن قومک حین بنوا الکعبة استقصروا علی قواعد ابراهیم فقال لو لا حدثان قومک بالکفر فقال ابن عمران کانت عائشةؓ سمعت هذا الحدیث من رسول الله ﷺ فلا أری رسول الله ترک استلام الرکنین الذین یلیان الحجر إلا أن البیت لم یتم علی قواعد ابراهیم"، إمام أحمد بن حنبل ، ج۶، حدیث: ۲۶۱۴۳، ص: ۲۴۷.

. إمام مالک ، موطا، ج ۱ ، کتاب الحج ، باب ما جاء فی بناء الکعبة ،حدیث: ۸۰۷، ص: ۳۶۳.

۳۷۰. "عن عائشةؓ قالت قال رسول ﷺ لو کان عندنا سعة لهدمت الکعبة ولبنیناها ولجعلت لها بابین باباً یدخل الناس فیه وباباً یخرجون منه قالت فلما ولی ابن زبیر هدمها فجعل لها بابین قالت فکانت کذلک فلما ظهر الحجاج علیه هدمها وأعاد بناء ها الأول"، إمام أحمد بن حنبل ،مسند ، ج۶ ، حدیث: ۲۵۰۹۲، ص: ۱۳۶.

۳۷۱. "یقول ابن الزبیر لنقضت الکعبة فجعلت لها بابین فی الأرض باباً یدخل منه وباباً یخرج منه قال أبو اسحاق فأنا رأیتها کذلک"،إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶، حدیث: ۲۴۷۵۳، ص: ۱۰۲.

۳۷۲. صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الحج، باب نقض الکعبة وبناء ها، حدیث: ۱۳۳۳، ص: ۹۶۸.

. المرغینانی ' الهدایة ، ج ا ، ص: ۱۳۴ .

۳۷۳. "أخبرنا ابن جريج قال سمتعت عبد الله بن عبيد بن عمير والوليد بن عطاء يحدثان عن الحارث بن عبد الله على عبد الملک بن مروان فی خلافته فقال عبد الملک ما أظن أبا خيب (يعنى ابن الزبير)سمع من عائشةؓ ما کان يزعم أنه سمعه منها قال الحارث بلی أنا سمعته منها قال عبد الملک للحارث انت سمعتها تقول هذا؟ قال نعم قال فنکت ساعة بعصاه ثم قال ودد إنی ترکته وما تحمل "،أيضاً ، حديث:۱۳۳۳،ص: ۹۶۸ .

۳۷۴. شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل ، الفتوحات الإلٰهية ، ج ا ، مصر ، مطبوعة المطبعة البهية ۱۳۰۳ھ ، ص: ۱۱۵ . ۱۱۶ .

۳۷۵. علامه یحیی بن شرف نووی ، شرح مسلم ، ج ا ، کراچی ، نور محمد اصح المطالع ۱۳۷۵ھ ، ص: ۴۲۹ .

۳۷۶. "عن سعيدبن جبير عن عائشةؓ أنها قالت يا رسول الله کل أهلک قد دخل البيت غيری ،فقال أرسلی إلٰی شيبة فيفتح لک الباب فأرسلت إليه فقال شيبة ما استطعنا فتحهه فی جاهلية ولا إسلام فقال النبی ﷺ صلی فی الحجر فأن قومک استقصروا عن بناء البيت حين بنوه"، إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶ ، حديث: ۲۴۴۲۹ ، ص: ۶۷ .

۳۷۷. "عن عائشة أن رسول اللّٰه أحل من قتل الدواب والرجل محرم أن يقتل الحية و العقرب والکلب العقور والغراب الأبقع والحديا والفارة ولدغ رسول اللّٰه

عقرب فأمر بقتلها وهو محرم"،فقه العبادات مالکی ، ج ا ، کتاب الحج ، باب

ثانی ، ص: ۲۵۰ .

. إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۲، حدیث: ۲۶۱۷۵، ص: ۲۵۰ .

۳۷۸. علامه شمس الدین سرخسی ، المبسوط ، ج۴، بیروت دار المعرفة ۱۳۹۸ھ،

ص: ۹۰. ۹۱ .

. محمد بن علی بن محمد الشوکانی ، الأدلة الرضیة لمتن الدرر البهیة فی

المسائل الفقهیة ، ج ا ، بیروت دار الندی ۱۴۱۳، ص:۱۴۷ .

۳۷۹. المرغینانی، الهدایة ، ج ا ، ص: ۱۶۵ .

. الشوکانی ، الداری المضیئة شرح الدرر البهیة ، ج ا ، بیروت دار الجیل

۱۴۰۷ھ، ص: ۲۴۰ .

. العسقلانی، سبل السلام، ج ا ،کتاب الحج ،باب الإحرام وما یتعلق به ، ص: ۹۷ .

۳۸۰. ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ سورة المائده:۹۵ .

۳۸۱. "عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ قالت خرجنا مع رسول اللّٰه حجة الوداع فمنا من أهل بعمرة ومنا من أهل بحج حتی قدمنا مکة فقال رسول اللّٰه من أحرم بعمرة ولم یهد فلیحلل ومن أحرم بعمرة وأهدی فلا یحل حتی ینحر هدیه ومن أهل بحج فلیتم حجه قالت عائشةؓ فحضت فلم از حائضاً حتی کان یوم عرفة ولم أهل إلا بعمرة فأمرنی رسول اللّٰه ﷺ أن انقض رأسی وامتشط وأهل بحج وأترک العمرة قالت ففعلت ذلک حتی إذا قضیت حجی بعث معی رسول اللّٰه عبد

الرحمن بن أبی بکر وأمرنی أن اعتمر من التنعیم وکان عمرتی التی أدرکت الحج ولم أحلل منها "، صحیح مسلم ، ج۲،کتاب الحج، باب بیان وجوہ الإحرام وأنه یجوز افراد الحج والتمتع والقران، حدیث: ۲۲۱۱،ص:۸۷۰.

۳۸۲. "حدثنا عبد الرزاق ، حدثنا الثوری عن قیس بن مسلم عن حسن بن محمد عن عائشہؓ قالت أهدی لرسول اللّٰہ وشیقة ظبی وهو محرم فلم یأکله"، إمام أحمد بن حنبل ، مسند، ج۶، حدیث:۲۵۹۲۴، ص: ۲۲۵.

۳۸۳. "عن ابراهیم بن محمد بن المنتشر عن أبیه قال سألت عبد اللّٰہ بن عمر عن الرجل یتطیبُ ثم یصبح محرما؟ فقال ما أحب أن أصبح محرما أنفح طیبا لأن أطلی بقطران أحب إلیّ من أن أفعل ذلک فدخلت علی عائشہؓ فأخبرتها أن ابن عمر قال ما أحب أن أصبح محرما أنفح طیباً لأن أطلی بقطران أحب إلیّ من أن أفعل ذلک فقال عائشة أنا طیبت رسول ﷺ عند إحرامه ثم طاف فی نسائه ثم أصبح محرما"،صحیح مسلم

ج۲، کتاب الحج ، باب الطیب للمحرم عند الإحرام ، حدیث: ۱۱۹۲ ، ص: ۸۴۹.

۳۸۴. "عن عروة عن أبیه قال سألت عائشہؓ بأی شیءٍ طیبت رسول اللّٰہ ﷺ عند حرمه قالت بطیب الطیب "، صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الحج ، باب الطیب للمحرم عند الإحرام ، حدیث: ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ص: ۲۹۶.

۳۸۵. "عن عائشہؓ قالت لکأنی أنظر إلیّ وبیض الطیب فی مفارق رسول ﷺ وهو

يهل"، أيضاً ، حديث: ١١٩٠ ، ص: ٨٤٧.

. العسقلانی 'سبل السلام ، ج ١ ، کتاب الحج، باب الإحرام وما يتعلق به ، ص: ٩٧.

. كاسانى ' بدائع الصنائع، ج ٢، كتاب الحج، فصل وأما بيان سنن الحج وبيان ترتيبه ، ص: ٣٣٤.

٣٨٦. السرخسی ' المبسوط ، ج ٤، ص: ٢.

٣٨٧. محمد عطيه خميس ، فقه النساء ، مترجم سيد شبير احمد ، ص: ٣٥٩.

٣٨٨. المرغينانی ' الهداية ، ج ١ ، ص: ١٣٤.

. فقه العبادات حنفی ، ج ١ ، کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ١٨٤.

. فقه العبادات شافعی ، ج ١ ، كتاب الحج، ص: ٧٤٤.

. العسقلانی 'سبل السلام ، ج ١ ، کتاب الحج باب الاحرام وما يتعلق به ، ص: ٩٧.

. الشوكانی ، السيل الجرار ، ج ٢، كتاب الحج ، ص: ١٨١.

٣٨٩. "حدثنی يحيى عن مالك عن عبد الله بن أبی بكر بن محمد عن عمرة بنت عبد الرحمن أنها أخبرته أن زياد بن أبی سفيان كتب إلىٰ عائشةؓ زوج النبی ﷺ أن عبد اللّٰه بن عباس قال من أهدى هديا حُرِّم عليه ما يُحَرَّمُ على الحاج حتى ينحر الهدى وقد بعثت بهدى فاكتبی إلیَّ بأمرك أو مُرِی صاحبَ الْهَدْی قالت عمرة قالت عائشة ليس كما قال ابن عباس انا فتلت قلائد هدى رسول اللّٰه بيدی ثم قلدها رسول الله بيده ثم بعث بها رسول الله مع أبی فلم

يُحَرَّم على رسول اللّٰہ شیءٌ أحَلَّهُ اللّٰہ له حتی نحر الهدی"، إمام مالک ،موطأ ، ج ا ، کتاب الحج ، باب ما لا یوجب الإحرام من تقلید الهدی ، حدیث: ۷۵۴، ص: ۳۴۰.

- محمد بن علی بن محمد الشوکانی ، السیل الجرار المتدفق علی حدائق الأزهار ج۲، بیروت ، دار الکتب العلمیة۱۴۰۵ھ، ص: ۱۷۲.
- کاسانی ، بدائع الصنائع، ج۲،کتاب الحج ، فصل وأما بیان ما یصیر به محرما، ص: ۳۶۶.

۳۹۰. لا یحرم إلامن أهل ولبی ، إمام مالک ، مؤطا ، ج ا ، کتاب الحج ، باب ما لا یوجب الإحرام من تقلید الهدی ، حدیث:۷۵۵، ص: ۳۴۱.

۳۹۱. أیضا.

- کاسانی ، بدائع الصنائع، ج۲،کتاب الحج ، باب وأما بیان ما یصیر به محرما ، ص: ۳۶۶.

۳۹۲. علامه بدر الدین عینی، عمدة القاری، ج۱۰، مصر المنیریة۱۳۴۸ھ ،ص: ۳۸.

۳۹۳. "عن محمد بن اسحاق قال ذکرت لإبن شهاب فقال حدثنی سالم بن عبد اللّٰہ أن عبد اللّٰہ یعنی ابن عمر کان یصنع ذلک یعنی یقطع الخفین للمرأة المحرمة ثم حدثته صفیة بنت أبی عبید أن عائشة حدثتها أن رسول اللّٰہ قد کان رخص للنساء فی الخفین فترک ذلک"، سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الحج ، باب ما یلبس المحرم ، حدیث: ۱۸۳۱، ص:۵۶۸.

. ابن قدامه ، المغنی ، ج۳، ص: ۲ .

۳۹۴. "أخبرنی علقمة بن أبـــی علقمة عن أمه قالت دخل شيبة بن عثمان علی عائشةؓ فقال يا اُم المؤمنين إن ثيـاب الكعبة تجتمع علينا فتكثر فنعمد إلٰی آبار فنحتفرها فنحمقها ثم ندفن ثياب الكـــعبة فيها كيلا يلبسها الجنب والحائض فقالت له عائشة عنها ما أحســـنت وليـــئس ما صنعـــت فـإن ثياب الكعبة إذا نزعت عنها لم يضرها أن يلبسها الجنب والحائض ولكـــن بعهما واجعل ثمنا فی المساكين وفی سبيل اللّٰه"،أحمد بن الحسين البيهقی ، سنن البيهقی الكبری ، ج۵، كتاب الحج ، باب ما جاء فی مال الكعبة وكسوتها ، حديث: ۹۵۱۲، ص: ۱۵۹ .

۳۹۵. إمام أحمد بن حنبل ، مسند . عين الإصابة ، سيوطی.

۳۹۶. محمد عطيه خميس ، مترجم سيد شبير احمد ، فقه النساء ، ص: ۴۳۰،۴۳۱.

۳۹۷. علامه أبوبكر بن منصور كاسانی ،بدائع الصنائع ، ج۲، كتاب الحج ، باب وأما الحلق أو التقصير ، ص: ۳۲۷.

۳۹۸. "عن مجاهد قال دخلت أنا وعـــروة بن الزبير المسجد فإذا عبد اللّٰه بن عمر جالس إلٰی حجرة عائشة وإذا ناس يصـــلون فی المسجد صلاة الضحی قال فسألناه عن صلاتهم فقال بدعة. ثم قـــال له كم اعـــتمر رسول اللّٰه ؟ قال أربعاً إحداهن فی رجب. فركهنا أن نرد عليه قال وسمعنا اشنان عائشةؓ اُم الـــمؤمنين فی الحجرة فقال عروة يا أمـــاه يـا اُم المؤمنين ألا تسمعين ما يقول أبو عـــبد

الرحمن قالـــت مـــا يقول؟ قال يقول إن رسول اللّٰہ ﷺ اعتمر أربع عمرات إحـــداهن فی رجب قالـــت يرحم اللّٰہ أبا عبد الرحمن ما اعتمر عمرة غلاوهو شاهده وما اعتمر فی رجب قط"، صحيح بخاری ، ج۲، کتاب الحج ، باب کم اعتمر رسول اللّٰہ ﷺ ، حديث: ۱۶۸۳ ، ص: ۶۳۰ .

- صحيح مسلم ، ج۲، کتاب الحج ، باب بيان عدد عمر النبی ﷺ ، حديث: ۱۲۵۵ ، ص: ۹۱۶ .

۳۹۹. "عباد بن عبد اللّٰہ بن زبير ، قال : دخلت علی عائشةؓ فقالت ما اعتمر رسولؐ إلا فی ذی القعدة ولقد اعتمر ثلاث عمر"، إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶، حديث: ۲۵۹۵۲ ، ص: ۲۲۸ .

۴۰۰. "عن سالم عن ابن عمر قال سمعت عمر يقول إذا رميتم الجمرة بسبع حصيات و ذبحتم وحلقتم فقد حل لک کل شیء إلا النساء قال وقالت عائشةؓ أنا طيبت رسولؐ يعنی لحله"، سنن البيهقی الکبری ، کتاب الحج ،باب ما يحل بالتحلل الأول من محظورا ت الإحرام ، حديث: ۹۳۷۳ ، ص: ۱۳۵ .

۴۰۱. أيضاً ، قال سالم وسنة رسول أحق أن تتبع ، حديث: ۹۳۷۴ .

۴۰۲. أيضا، حديث: ۹۳۷۵ ، ص: ۳۲۸.

- فقه العبادات حنبلی ، ج ۱ ، کتاب الحج ، باب ثانی ، ص: ۳۲۰.

۴۰۳. المرغينانی ' الهداية ، ج ۱ ، ص: ۲۶۷.

- کاسانی ' بدائع الصنائع، ج۲، کتاب الحج ، باب وأما حکم الحلق ، ص: ۳۳۱.

فصل سوم معاملات ومناکحات

۱۔۳۔۴ بیع وشراء

۱۔۱۔۳۔۴ بیع کے لغوی معنیٰ:

بیع کا مادہ (ب ۔ی ۔ ع) ہے۔بیع کے لغوی معنیٰ فروخت کرنے کے ہیں(۱)۔

۲۔۳۔۴ بیع کے اصطلاحی معنیٰ:

بیع کے اصل معنیٰ معاہدے کے اختتام پر ہاتھ ملانے کے ہیں(۲)۔اصطلاح میں آپس کی رضامندی سے مال کے ساتھ مال بدلنا بیع کہلاتا ہے(۳)۔

۳۔۱۔۳۔۴ شراء کے لغوی معنیٰ:

شراء کے لغوی معنیٰ خریدنے کے ہیں(۴)۔

ارشادربانی ہے:

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جنکو ملا ہے کچھ حصہ کتاب سے خرید کرتے ہیں گمراہی(۵)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: نہیں خریدتے ہیں اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا(۶)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: اور خرید کیا اس کے بدلے تھوڑا سا مول کیا بُرا ہے جو خریدتے ہیں(۷)۔

سورۃ آل عمران میں ہے:

ترجمہ: جنہوں نے خریدا کفر کو ایمان کے بدلے(۸)۔

پھر فرمایا: ترجمہ: جولوگ مول لیتے ہیں ان کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول (۹)۔

سورۃ البقرۃ میں آتا ہے:

ترجمہ: پھر کہہ دیتے ہیں۔ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ تا کہ لیں اس پر تھوڑا مول۔ نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا (۱۰)۔

سورۃ التوبہ میں ہے:

ترجمہ: اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور انکا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے (۱۱)۔

ان تمام آیات میں شراء خریدنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۴۔۳۔۱۔۴ شراء کے اصطلاحی معنیٰ:

شراء کے اصطلاحی معنیٰ منڈی کے چہل پہل ہیں۔ یعنی خرید و فروخت کے معنوں میں مستعمل ہے (۱۲)۔

۴۔۳۔۱۔۵ بیع شراء کی ضد ہے:

بیع شراء کی ضد ہے۔ بیع۔ شراء کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی دو متضاد معنیٰ دیتا ہے۔ اسی طرح شراء بھی اضداد میں سے ہے۔ اس کے معنیٰ خریدنے کے علاوہ فروخت کرنے کے بھی ہیں۔

قرآن پاک میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: بُری ہے وہ چیز جس کے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپ کو (۱۳)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: اور بیچ آئے اس کو بھائی ناقص قیمت میں (۱۴)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: اور لوگوں میں سے ایک شخص وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی میں (۱۵)۔

بیع قرآن مجید میں خرید و فروخت کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

سورۃ الجمعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: مومنو! جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور

خرید و فروخت چھوڑ دو (۱۶)۔

۶۔۱۔۳۔۴ جواز بیع قرآن کی روشنی میں:

بیع اسلامی قانون کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب خرید و فروخت ہے۔ اس کا شرعی ہونا قرآن

وسنت سے ثابت ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے (۱۷)

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے (۱۸)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الٰہی سے مخلصی دے۔ وہ (یہ کہ) خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (۱۹)۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ باہمی رضامندی سے بیع و شراء جائز اور مشروع ہے۔

۷۔۱۔۳۔۴ جواز بیع حدیث کی روشنی میں:

قیس بن ابی غرزہ سے روایت ہے:

ہمارا یعنی گروہ تجار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سماسرہ نام تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ہمارا نام پہلے سے بہتر رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معشر تجار! یعنی سوداگروں کے گروہ بیع میں لغو اور قسم دونوں موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے تم اپنی بیعوں کو صدقہ سے ملا دو(۲۰)۔

مطلب یہ ہے کہ بیع وشراء کے مقدمات میں اکثر لغو اور بے فائدہ قسم وغیرہ کا اتفاق پڑتا ہے تو اس کے کفارہ کے لئے صدقہ دیا کرو۔

ابوسعید خدری فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے روز) نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا(۲۱)۔

حضرت رفاعہؓ سے روایت ہے: میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ہمراہ عیدگاہ کی طرف نکلا۔ تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ خرید وفروخت کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! یہ سب رسول ﷺ کی طرف متوجہ ہوکر آپ ﷺ کی بات سننے لگے اور اپنی گردنیں اور آنکھیں آپ ﷺ کی طرف اٹھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تاجر قیامت کے دن فاجر، نافرمان گنہگار اٹھائے جائیں گے۔ مگر جو اللہ سے ڈرا اور نیکی کی اور سچ بولتا رہا(۲۲)۔

پہلی روایت میں تاجروں کو صدقہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ دوسری اور تیسری روایت میں سچے اور دیانت دار تاجر کی منقبت اور ستائش کی گئی ہے۔ یہ تینوں روایات تجارت اور بیع کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

اجماع بھی جواز بیع پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ عہد رسالت سے لیکر آج تک تمام مسلمان جواز بیع پر

متفق چلے آرہے ہیں۔ نبوت سے پندرہ سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے واسطے تجارت فرمائی ہے۔ اکابر صحابہ مثلاً صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، عباسؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تجارت کی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کپڑے کے تاجر تھے۔ حضرت عمرؓ غلہ کے تاجر تھے۔ حضرت عثمانؓ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عباسؓ عطر فروش تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف گھی اور پنیر کی تجارت کیا کرتے تھے۔

۸۔۱۔۳۔۴ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فقہی آراء

۱۔۸۔۱۔۳۔۴ معینہ مدت تک ادھار کرنا جائز ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر قطر کے بنے دو موٹے کپڑے تھے۔ جب آپ ﷺ بیٹھتے اور پسینہ آتا تو یہ آپ کی طبیعت پر گراں گزرتے۔ اسی اثنا میں ایک یہودی کے پاس شام سے قیمتی کپڑا آیا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ﷺ کسی کو بھیجیں کہ وہ آپ کے لئے اس سے دو کپڑے خرید لائے۔ جب ہمیں سہولت ہوگی ہم ان کی قیمت ادا کردیں گے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا، تو انہوں نے جواب دیا کہ جانتا ہوں۔ کہ آپ چاہتے ہیں کہ میرا کپڑا اور پیسے دونوں چیزوں پر قبضہ کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جھوٹا ہے اسے معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ پرہیزگار بھی ہوں اور امانت دار بھی (۲۳)۔

جس طرح کوئی چیز نقد خریدنا جائز ہے اس طرح باہمی رضامندی سے ادھار خریدنا بھی جائز ہے۔ لیکن اگر بائع ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھا کر قسط وار ادائیگی کی شرط پر فروخت کرے تو بعض فقہاء کے نزدیک یہ صورت حرام ہے۔ اس بناء پر کہ ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جو زائد رقم وصول کی جاتی ہے وہ ایک طرح کا سود ہے۔ مگر جمہور علماء اس کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ یہ اصلاً مباح ہے۔ اور اس کی حرکت کے سلسلہ میں کوئی نص وارد نہیں ہوتی۔

شافعیہ، حنفیہ، زید بن علی، موید باللہ اور جمہور کے نزدیک یہ صورت جواز کے عام دلائل کی بناء پر جائز ہے۔ اور بظاہر یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے (۲۴)۔

تو معلوم ہوا کہ جمہور نے حضرت عائشہؓ کا مسلک اختیار کیا ہے کہ جب آپؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کسی کو بھیج دو تا کہ یہودی سے آپ کے لئے دو کپڑے ادھار لے آئے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک یہ جائز تھا۔

۲۔۸۔۱۔۳۔۴ خیار عیب (عیب کی وجہ سے معاملہ فسخ کرنے کا اختیار)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''غلام کا مال وہی شخص لے گا جو ضامن ہوگا'' (۲۵)۔

یعنی غلام کا خریدنے والا اس کا ضامن ہوا تو اس کی منفعت بھی اسے حلال ہوئی۔

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مشہور فقہی قاعدوں کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ "الغُنمُ بالغُرم"۔ یعنی فائدہ اس شخص کا ہوگا جب وہ تاوان بھی برداشت کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت اس کی وضاحت کرتی ہے:

ایک شخص نے کسی دوسرے سے ایک غلام خریدا۔ وہ (کچھ دن) جتنے اللہ نے چاہا اس کے پاس رہا۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ غلام میں ایک عیب ہے۔ تو وہ شخص اس معاملہ کو لیکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیصلہ چاہا۔ تو آپ ﷺ نے (اس عیب کی بنیاد پر) غلام واپس کر دینے کا فیصلہ فرما دیا۔ مدعا علیہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے (اتنے دن تک) میرے غلام سے کام لیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے (لہٰذا مجھے اس کا معاوضہ ملنا چاہیے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نفع کا مستحق وہی ہے جو نقصان کا ضامن ہے'' (۲۶)۔

مطلب یہ ہے کہ منفعت کا مستحق وہی ہے جو نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اگر بالفرض غلام خریدنے والے کے پاس مر جاتا یا کسی حادثہ سے اس کا عضو ٹوٹ پھوٹ جاتا تو نقصان خریدنے والے ہی کا ہوتا۔ اس لئے ان دنوں جو فائدہ خریدنے والے نے غلام سے اٹھایا ہے وہ اس کا حق تھا لہٰذا معاوضے کا کوئی سوال نہیں۔

کے پینے سے نہیں روک سکتا البتہ اگر کوئی اوراس سے زمین سیراب کریں تو وہ ایسا نہیں کرسکتا جب تک کنواں کھودنے والا اجازت نہ دے یا اس سے پانی خرید لے۔ اسطرح اگر کوئی کنواں کھودے تو اسکومنع نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔۸۔۱۔۳۔۴ اس تجارت کا بیان جس کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں کو مکروہ ہے:

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں (قاسم بن محمد) کوخبر دی کہ انہوں نے ایک ایسا قالین خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ جب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو دروازے میں رک گئے۔ اندر تشریف نہیں لائے۔ میں نے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی دیکھی۔ تو عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں اللہ اور رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ میں نے گناہ کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ قالین کیسا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں نے اس لئے خریدا ہے کہ حضور ﷺ اس پر بیٹھیں۔ اور ٹیک لگائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا۔ ان سے کہا جائیگا جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو۔ اور فرمایا: جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے (۲۹)۔

تصاویر کے عام استعمال کو روکنے کے لئے ابتداء میں شدت برتی گئی۔ اس سے مراد مطلقاً ملائکہ نہیں ہیں صرف ملائکہ رحمت واستغفار ہیں۔ رہ گئے دوسرے ملائکہ کراماً کاتبین انسان کی حفاظت کرنے والے یا حضرت ملک الموت۔ تو یہ ہر جگہ جاتے ہیں۔ ان گھروں میں بھی جاتے ہیں جہاں تصویریں ہوتی ہیں۔ اس سے مراد ذی روح کی تصویر ہے۔ جس میں چہرہ ہو۔ غیر ذی روح کی تصویر مثلاً درخت، مکان، دریا، جنگل وغیرہ کی بلاشبہ جائز ہے۔ اس طرح انسان کی تصویر جس میں چہرہ نہ ہو جائز ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جبرئیل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاضری کی اجازت طلب کی۔ فرمایا: آؤ۔ عرض کیا کیسے آؤں۔ آپ کے گھر میں پردہ ہے جس میں گھوڑے اور مردوں کی تصویریں ہیں۔ یا تو ان کے سروں کو کاٹ دیں یا اس کا بچھونا بنالیں۔ ہم فرشتے ان گھروں میں نہیں جاتے جن میں تصویریں ہوں (۳۰)۔

سعید بن الحسن سے مروی ہے:

ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ اس بارے میں فتویٰ دیجیے۔ تو فرمایا: مجھ سے قریب ہو۔ مجھ سے قریب ہو۔ وہ قریب ہوا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں جو کچھ سنا ہے وہ بتاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہے۔ ہر تصویر جاندار کردی جائیگی اور اسے سزا دے گی۔ اور اگر بغیر اس کے چارہ نہیں تو درخت وغیرہ ایسی چیزوں کو بنا جن میں روح نہ ہو (۳۱)۔

دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تصویر بنانے والے کو قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا۔ کہ جو شے تم نے پیدا کی تھی اس میں جان ڈال دو (۳۲)۔

گویا انسانوں کی صورت بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

۶۔۸۔۱۔۳۔۴ انسان کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام یا عمل کرنے کا جواز:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب ابو بکر صدیقؓ خلیفہ بنائے گئے تو فرمایا: میری قوم مجھے جانتی ہے میرا پیشہ میرے اہل کے اخراجات کا بار اٹھانے سے عاجز نہیں تھا۔ اور اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغولیت کی وجہ سے اپنا کاروبار نہیں کرسکتا۔ اب آل ابو بکر اس مال سے کھائے اور ابو بکرؓ مسلمانوں کے کام کریگا (۳۳)۔

منصب خلافت پر فائز ہونے سے قبل حضرت ابو بکر صدیقؓ تجارت کرتے تھے۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد دوسرے دن کپڑے سر پر رکھے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ بازار جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت عمر فاروقؓ اور ابو عبیدہ بن جراح ملے۔ انہوں نے کہا آپ تجارت کیسے کر پائیں گے۔ اور آپ مسلمانوں کے والی ہیں۔ فرمایا: پھر میں اپنے اہل وعیال کو کیا کھلاؤں گا۔ ان حضرات نے کہا کہ ہم آپ کے

لئے وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں۔ان لوگوں نے آدھی بکری مقرر کر دی۔

اس میں ایک روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے تین ہزار درہم سالانہ مقرر کر دیا تھا۔ جب وصال کا وقت قریب آیا وصیت فرما گئے کہ میں نے اب تک بیت المال سے سات ہزار درہم لیے ہیں۔ میری زمین چھوڑ کر بقیہ مال سے یہ سات ہزار بیت المال میں داخل کر دیئے جائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سلطان کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اپنی ضرورت بھر بیت المال سے اخراجات لے لیں۔اسی سے دوسرے حکام اور قضاۃ کے لئے بھی جواز ہے۔البتہ خود نہیں لیں گے۔ان کے اوپر جو حاکم ہے وہ مقرر کر کے دے۔

۷۔۸۔۱۔۳۔۴ غلام یا باندی آزاد کرتے ہوئے ولاء کی شرط کی ممانعت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بریرہ کو خرید نے کا ارادہ کیا تو بیچنے والوں نے ولاء کی شرط لگائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے خرید لو۔ کیونکہ حق ولاء☆ تو اسی کے لئے ہے جو اس کی قیمت دے۔یا اس کا مالک بن جائے (۳۴)۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت بریرہ حضرت عائشہؓ کے پاس اپنی مکاتبت میں مدد طلب کرنے کے لئے آئیں۔اس وقت تک انہوں نے اپنی مکاتبت میں سے کچھ ادا نہیں کیا تھا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اپنے مالکوں کے پاس جاؤ۔اگر انہوں نے پسند کیا تو میں تمہاری مکاتبت کی ساری رقم ادا کر دوں گی۔ بشرطیکہ تمہاری ولاء پر میرا حق ہو۔حضرت بریرہ نے اس کا اپنے مالکوں سے ذکر کیا۔انہوں نے ولاء پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حق ماننے سے انکار کیا۔اور انہوں نے کہا اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چاہیں تو ثواب کی نیت سے تم کو خرید کر آزاد کر دیں۔اور تمہاری ولاء پر ہمارا حق ہوگا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا۔تم اس کو خرید کر آزاد کر دو۔ولاء پر آزاد کرنے والے کا حق ہے۔پھر رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔یہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں

ہیں۔اور جو شخص ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہیں ہو اس کو پورا کرنا لازم نہیں ہے۔خواہ اس نے ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگائی ہوں۔اللہ تعالیٰ کی عائد کی ہوئی شرط پوری کی جانے کی حقدار ہے اور وہی مضبوط شرط ہے (۳۵)۔

اس حدیث سے یہ فقہی مسائل اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ باندی کو بھی غلام کی طرح مکاتب کرنا جائز ہے۔

۲۔ مکاتبہ کیلئے جائز ہے کہ وہ مال کتابت کے حصول کے لئے لوگوں سے سوال کرے۔

۳۔ صالح اور سمجھدار عورت خود بھی خریداری کر سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بریرہ کو خریدا۔

۴۔ اگر کوئی غیر شرعی شرط لگائے تو اس کا رد کرنا چاہیے۔

۵۔ شرط عتق سے بیع کرنا جائز ہے۔

۶۔ حال اضطرار کے بغیر بھی سوال کا جواز۔حضرت بریرہؓ نے مضطر ہوئے بغیر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا۔

۷۔ شادی شدہ عورت سے مال مکاتبت میں استعانت کے سوال کا جواز۔

۸۔ غلام کی آزادی کے لئے جدو جہد کرنے کا جواز ہر چند کہ اس کا فعل مالک کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ اسلام کا منشا غلامی کا خاتمہ ہے۔

۹۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔اس میں کتاب اللہ سے مراد عام ہے۔خواہ صراحۃً کتاب اللہ میں ہو یا اس کا منشا کتاب اللہ میں ہو۔لہٰذا وہ شرط جو احادیث' اجماع' قیاس سے ثابت ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جو شرط بیان فرمائی۔کہ ولاء پر آزاد کرنے والے کا حق ہے۔

اس کا ذکر صراحۃً قرآن مجید میں نہیں ہے۔

۱۰۔ مکاتبت کی اقساط سے میعادی بیع اور قرض پر استدلال ہے۔

۱۱۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ عورتوں میں اسلام میں سب سے پہلی مکاتبہ ہیں۔

۸۔۸۔۱۔۳۔۴ ہدیئے قبول کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کی جزا دیتے تھے(۳۶)۔

ہدیہ حسن خلق، حسن معاشرت اور کرم سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلی مقدس کتابوں میں نبی آخر الزمان کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ نہ لیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کو باعث محبت قرار دیا ہے۔ اس سے دلوں میں الفت و یگانگت پیدا ہوتی ہے۔ بشرطیکہ صرف مخلصانہ ہدیہ ہو۔ رشوت نہ ہو جس کے ساتھ اغراض نفسانی وابستہ ہوتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیئے کی جزا دیتے تھے۔ تاکہ آپ ﷺ پر کسی کا احسان نہ رہے۔ ابوبکر صدیقؓ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۹۔۸۔۱۔۳۔۴ وسوسہ والی چیز مشتبہات میں شامل نہیں:

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا ہے۔ یا نہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پر بسم اللہ پڑھ لو اور کھاؤ (۳۷)۔

دوسری روایت کے مطابق یہ حدیث عہد کفر کی ہے(۳۸)۔

ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وضاحت کرتی ہیں کہ عہد شرک کی ہے۔ یعنی جب لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے(۳۹)۔

ظاہر ہے لانے والے مسلمان تھے۔مگر چونکہ احکام شرع سے بخوبی واقف نہ تھے۔اس لئے شبہ ہوا کہ کہیں بسم اللہ پڑھے بغیر تو ذبح نہیں کیا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا لازم ہے۔کہ اگر لانے والے مسلمان تھے۔تو بسم اللہ ضرور پڑھا ہوگا۔پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھالو۔تو اس سے مقصود کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے۔یہ مقصد نہیں کہ اگر بالقصد بسم اللہ پڑھے بغیر ذبح کیا ہوا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لیں تو حلال ہے۔

لہٰذا شبہ بے بنیاد تھا۔اس کا اعتبار نہیں فرمایا۔ساقط فرما دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز یقین سے ثابت ہو کہ وہ حلال ہے بعد میں اگر اس میں شبہ پیدا ہوا کہ وہ حلال ہے یا نہیں تو شبہ اور شک کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے: (الیقینُ لا یزولُ بِالشَّکِ)۔

ترجمہ: شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔

۱۰۔۸۔۱۔۳۔۴ یتیم کا مال کھانا حرام ہے:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ

''جو مالدار ہو وہ بچے اور جو محتاج ہو وہ عرف کے مطابق کھائے''۔

یتیم کے اس ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو یتیم کی پرورش کرتا ہے۔اور اس کے مال کی دیکھ بھال کرتا ہے اگر محتاج ہے تو دستور کے مطابق مال سے کھا سکتا ہے (۴۰)۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ بلاشبہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور وہ لوگ بہت جلد بھڑکتی آگ میں جلیں گے'' (۴۱)۔

لیکن اگر کسی یتیم کا ولی مفلس و محتاج ہے۔وہ اپنا پورا وقت اس کی اور اس کی جائیداد و دکان کی دیکھ بھال میں صرف کرتا ہے۔اسے فرصت نہیں کہ اپنے لئے کچھ کر سکے۔تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کھائے کیا؟

اس آیت میں اسے اجازت دی گئی کہ دستور کے مطابق یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔

۱۱۔۸۔۱۔۳۔۴۔ پھلوں کو پکنے تک نہ بیچو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ظہور صلاحیت سے پہلے اپنے پھلوں کو فروخت مت کرو۔ یہاں تک کہ قدرتی آفات سے محفوظ ہو جائیں (۴۲)۔

ظہور صلاحیت کے معنٰی یہ ہیں کہ پھل اتنی مقدار کے ہو جائیں کہ وہ قدرتی آفات سے محفوظ ہو جائیں۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک اس کا معنٰی پھلوں کا پک جانا اور مٹھاس کا آجانا ہے (۴۳)۔

پیداوار الصلاح کا معنٰی ہے کہ پھل کی ترشی اور سختی جاتی رہے۔ اور اس میں مٹھاس اور نرمی آجائے (۴۴)

پھلوں کو پکنے سے پہلے بیع کی تین صورتیں:

۱۔ کوئی شخص درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کی بیع کرے۔ اور درختوں پر پھلوں کے لگے رہنے کی شرط لگائے۔ یہ بیع بالا جماع باطل ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور صلاحیت سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ بائع اور مشتری دونوں کو منع فرمایا ہے۔ اور نہی منہی عنہ کے فساد کا تقاضا کرتی ہے۔

۲۔ کوئی شخص پھلوں کی بیع اس شرط کے ساتھ کرے۔ کہ ان پھلوں کو فوراً توڑ لیا جائے گا۔ یہ بیع بالا جماع صحیح ہے۔ کیونکہ بیع سے ممانعت اس وجہ سے تھی کہ اگر پھل درخت پر لگے رہے تو ان کے تلف ہونے یا قدرتی آفات کیوجہ سے ضائع ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اور جب ان کو فوراً توڑ لیا گیا تو یہ خطرہ نہیں رہا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور صلاحیت سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع کیا۔ اور فرمایا بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے پھلوں کو روک لیا۔ تو تم اپنے بھائی کا مال کس وجہ سے حلال کرو گے۔ اور پھل توڑ لینے کی وجہ سے چونکہ پھل آفت سے محفوظ ہو گئے اس لئے یہ بیع جائز ہے۔

۳۔ خریدار پھلوں کی مطلقاً بیع کرے۔ پھلوں کو توڑنے کی شرط لگائے۔ نہ درخت پر باقی رکھنے کی۔ امام احمد بن حنبل، امام مالک، اور امام شافعی کے نزدیک یہ بیع باطل ہے۔ امام ابو حنیفہ اس بیع کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ

عقد کو مطلق رکھنے کا یہ تقاضا ہے کہ پھلوں کو توڑ لیا جائے اور جسطرح پھلوں کو توڑنے کی شرط سے بیع جائز ہے اس طرح یہ مطلق عقد بھی جائز ہے۔

علامہ قدامہ فرماتے ہیں:

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور صلاحیت سے پہلے بیع سے مطلقاً منع فرمایا ہے اور ممانعت کی صورت محل نزاع کو بھی شامل ہے (۴۵)۔

۱۲۔۸۔۱۔۳۔۴ شراب کی تجارت کب حرام ہوئی؟

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ بقرۃ کی آخری آیات اتریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلیں اور وہ آیتیں ہمارے سامنے پڑھیں اور فرمایا:

((شراب کی تجارت حرام کردی گئی))(۴۶)۔

ایک روایت میں ہے:

جب سورۃ بقرۃ کی آخری آیات ربا کے بارے میں نازل ہوئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر آئے۔ اور فرمایا:

((خمر کی خرید و فروخت حرام کردی گئی))(۴۷)۔

ایک روایت میں ہے:

جب ربا کی آیات نازل ہوئیں۔ رسول نے منبر پر کھڑے ہو کر تلاوت فرمائیں۔ پھر خمر کی تجارت حرام کردی گئی (۴۸)۔

اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ احکام شرعیہ وارد ہونے سے پہلے اشیاء میں تحریم وغیرہ کا حکم نہیں تھا۔ تا آنکہ کوئی شرعی حکم آجائے (۴۹)۔

شراب ایک الکحولی مادہ ہے۔ جو نشہ پیدا کرتا ہے۔ عرب زمانہ جاہلیت میں شراب کے متوالے تھے۔

ان کی زبان میں شراب کے تقریباً ایک سو نام تھے۔ اوران کی شاعری میں شراب کی اقسام اس کی خصوصیات اور جام ومینااور محفل وسرور کا ذکر بڑی خوبی ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب اسلام کی آمد ہوئی۔ تو اس نے تربیت کا نہایت حکیمانہ انداز اختیار کیا اور اسے تدریجاً حرام قرار دیا اس کی تجارت سورۃ البقرۃ کی آخری آیات کے ساتھ نازل ہوئی۔ اب شراب کا فروخت کرنا اوراس کی قیمت استعمال کرنا حرام ہیں بلکہ کسی مسلم یا غیر مسلم کو شراب کا ہدیہ دینا بھی حرام ہے۔ مسلمان پر ان مجلسوں کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔ جہاں شراب پیش کی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو))(۵۰)۔

رہا دوا کے طور پر شراب کے استعمال کا مسئلہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے پوچھنے پر اس سے منع فرمایا:((شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے))(۵۱)۔

پھر فرمایا: ((اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں نازل کیں اور تمہارے لئے بیماری کا علاج بھی رکھا ہے لہٰذا علاج کرو۔ لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو))(۵۲)۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ حرام چیز دوا نہیں ہو سکتی یا یہ ہمیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

۱۳۔۸۔۱۔۳۔۴ دھوکہ دینے کی ممانعت:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا:

((جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں))(۵۳)۔

اس حدیث میں تجارت کا بنیادی اصول دھوکہ دینے کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ دھوکہ دہی کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ملاوٹ کرنا، گاہک کو دکھاتے وقت کچھ اور دکھانا اور دیتے وقت گھٹیا معیار کی چیز یا ملاوٹ والی چیز دینا۔ اچھی میں گھٹیا چیز کی ملاوٹ کرنا۔

اسلام کے نظام معیشت میں اس طرح کا کاروبار بہت سی وجوہ سے ناجائز اور حرام ہے۔

اخلاقی پہلو:

اس طرح کے تمام کاروبار اور لین دین دھوکہ دہی اور جھوٹ کے زمرے میں آتے ہیں۔ اور جھوٹ کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

حقوق العباد کا استحصال:

دوسروں کو دھوکہ دیکر دولت کمانا حقوق العباد کا معاملہ بھی ہے۔ حقوق العباد کسی صورت میں قابل معافی نہیں ہیں۔ جب تک حقدار کا حق ادا نہ ہو۔

قومی جرم:

ملاوٹ اور دھوکہ دہی قومی جرم ہے۔ اگر ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی سبھی لوگ اس روش پر چلیں تو پوری قوم رذائل اخلاق میں رنگی جائے گی۔

قرآن حکیم کی خلاف ورزی:

ملاوٹ اور دھوکہ دہی قرآن مجید کے اس واضح حکم کی نفی بھی ہے۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ سوائے باہمی رضامندی سے کی گئی تجارت کے ذریعے سے'' (۵۴)۔

اس حدیث کی وضاحت حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلہ کے ڈھیر پر سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر داخل کیا۔ تو انگلیوں نے تری اور گیلا پن محسوس کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہ رکھا۔ تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں۔ پھر فرمایا:

((جو تجارت میں دھوکہ دے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں))(۵۵)۔

یعنی دھوکہ یا جُل دینے والا تاجر مسلم برادری کا فرد شمار نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایمان اور دھوکہ بازی ایک دوسرے کے منافی ہیں۔

۱۴۔۸۔۱۔۳۔۴ ضرورت پڑنے پر مشرکوں کو مزدور رکھنے کا جواز:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ نے بنی ذیل کی شاخ بنی عبد بن عدی کے ایک شخص کو جو راستے کا ماہر تھا راستہ بتانے کے لئے مزدور لیا۔ فریت راستے کے ماہر کو کہتے ہیں۔ اور یہ آل عاص بن وائل کا حلیف بن چکا تھا۔ اور کفار قریش کے دین پر تھا، ان دونوں حضرات نے اس پر اعتماد فرمایا۔ اور اپنی سواریاں ان کو دے دیں۔ اور یہ وعدہ لے لیا کہ تین راتوں کے بعد غار ثور پر انہیں لیکر آئے گا۔ وہ وعدے کے مطابق تیسری رات کی صبح کو آیا۔ دونوں نے وہاں سے کوچ کیا۔ اور ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور وہی راستہ بتانے والا بھی چلا۔ اس نے ساحلی راستہ اختیار کیا (۵۶)۔

اس حدیث میں ہجرت کے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ دِیل اور عبد بن عدی بنی بکر کی شاخ ہیں۔ عاص بن وائل مشہور دشمن اسلام ہے۔ یہ قریش کے ایک بطن بنی سلیم کا فرد تھا۔ امام اسحٰق نے کہا کہ اس دیلی کا نام عبد اللہ بن ارقم تھا۔ ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن اُریقط امام مالک نے فرمایا رقیط تھا۔ عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے۔ یہ پہلے طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں خرید کر آزاد کردیا تھا۔ ہجرت کے مقدس سفر میں انہیں ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ بیر معونہ کے حادثہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے سفر کے لئے آٹھ سو درہم میں دو اونٹنیاں چار مہینے پہلے ہی خریدی تھیں۔ ہجرت کے رات سے قبل دوپہر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لائے۔ اور انہیں بتایا کہ ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ کیا میں ساتھ رہوں گا؟ فرمایا: ہاں۔ انہوں نے دونوں اونٹنیاں پیش کیں۔ فرمایا قیمت لو تو قبول ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اصرار کیا۔ مگر حضور ﷺ نے بغیر قیمت لینا گوارا نہیں فرمایا۔ تو مجبور ہوکر قیمت لی۔ یہاں یہی اونٹنیاں مراد ہیں۔

آپ ﷺ نے تین دن تک غار ثور میں قیام کیا۔ قریش نے اشتہار دے دیا۔ کہ جو شخص حضور ﷺ

یا ابو بکرؓ کا سر کاٹ لائے ۔ یا انہیں زندہ گرفتار کر لائے تو اسے ایک صاحب کے عوض سو اونٹ انعام دیئے جائیں ۔قریش کو یہ معلوم ہو چکا تھا۔ کہ مدینہ طیبہ میں اسلام پھیل رہا ہے۔اس لئے قیاس تھا۔ کہ مدینہ ہی جائیں گے۔عام لوگوں کی زیادہ تنگ وہ معروف راستے پر رہی ۔اس لئے ویلی فریت نے ساحلی راستہ اختیار کیا۔

مسائل:

۱۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی کافر کو مزدور رکھنا جائز ہے۔

۲۔ یہ بھی جائز ہے کہ کام کی مدت دو چار دن یا مہینے دو مہینے کے بعد مقرر ہو۔

۳۔ جہاں تک ہو سکے خطرے سے بچنے کی کوشش کی جائے ۔بچنے کی سبیل ہوتے ہوئے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا ممنوع ہے۔

۴۔ جب کہیں اپنی جان' اپنے مال' اپنے ایمان کا خطرہ ہو تو ہجرت فرض ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدمات کے بدلے میں ان کو معاوضہ دیا جا سکتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان پر یہ پابندی نہیں کہ وہ بوقت ضرورت غیر مسلم کی خدمت نہ لے۔اس سے ہمارے لئے یہ راستہ کھل گیا کہ غیر ملکی ماہرین سے استفادہ جائز ہے۔یا غیر ملکی کمپنیوں کو اسلامی ملک میں کام کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے وغیرہ۔

۱۵۔۸۔۱۔۳۔۴ آدمی اپنے قبضے میں سے اپنا حق وصول کرے:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔معاویہ کی ماں ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابوسفیان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو۔کیا میں اس علم کے بغیر اس کے مال سے لے لیا کروں۔آپ نے فرمایا تمہارے بچوں کے لئے جتنا کافی ہو معروف طریقے سے لے لیا کرو (۵۷)۔

دوسری روایت میں ''ممسک'' کے الفاظ آئے ہیں (۵۸)۔

معروف سے مراد اس جگہ عام عرف وعادات ہیں۔

۱۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ شکایت یا فتویٰ پوچھنے کے موقع پر کسی کی ناپسندیدہ عادات کا ذکر جائز ہے اور یہ حرام اور غیبت میں نہیں آتا۔

۲۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حقدار اپنے حق کی مقدار کے مطابق اس کے مال سے لے سکتا ہے۔ جس میں اس کا حق ہے۔

۳۔ ازواج واولاد کا نفقہ صاحب خانہ پر واجب ہے۔ نیز نفقہ علیٰ قدر کفایت ہے۔

یہ مسئلہ قضا علی الغائب سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ حضور ﷺ نے ہند کے استفتاء کا جواب دیا تھا۔ اور مفتی ایک فریق کی عدم موجودگی میں بھی سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ قاضی نہیں ہے۔

۱۶۔۸۔۱۔۳۔۴ بیع ایجاب وقبول سے تام ہوجاتی ہے:

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کم ایسا دن ہوتا ہے کہ صبح یا شام کو نبی کریم ﷺ ابوبکرؓ کے گھر نہ آتے ہوں۔ جب مدینہ جانے کا اذن مل گیا تو ہمیں اس بات نے گھبراہٹ میں ڈال دیا کہ دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ ابوبکر کو خبر کی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کا تشریف لانا کسی حادثے کی وجہ سے ہوا ہے۔ جب حاضر ہوئے تو فرمایا: سب کو اپنے پاس سے نکال دو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میری بیٹیاں ہی تو ہیں۔ یعنی عائشہ اور اسماء۔ فرمایا: تم جان گئے ہوں گے مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں ساتھ رہوں گا یا رسول اللہ۔ فرمایا: ساتھ رہو گے۔ عرض کیا میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جنکو میں نے ہجرت کے لئے تیار کرلیا ہے۔ ایک حضور ﷺ لے لیں۔ فرمایا قیمت پر میں نے لے لیا (۵۹)۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیع صرف ایجاب وقبول سے تام ہوجاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ اونٹنی خرید کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہنے دی۔ قبضہ تو بڑی چیز ہے اس کو دیکھا بھی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کو قیمت کے عوض لیا۔ لینا اس وقت صحیح ہے جب وہ

حضرت ابوبکرؓ کی ملک سے خارج ہوجائے۔ یہ اسوقت فرمایا جب دونوں حضرات اسی مجلس میں تھے۔

پہلی صورت میں بائع اور مشتری دونوں کو خیار حاصل تھا۔ اب کوئی بائع سے کہے بیع فسخ کردو۔ میں زیادہ قیمت دوں گا۔ یا مشتری کہے بیع فسخ کردو میں اسے سستے دوں گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی چیز کا دام طے ہوگیا ابھی ایجاب وقبول نہ ہوا تھا کہ تیسرے نے کہا میں اتنا زیادہ دوں گا۔ میرے ہاتھ بیچ دو یا مشتری سے کہا میں اسے کم دوں گا۔ مجھ سے خریدلو۔ یہ حرام اور گناہ ہے۔ لیکن دام طے ہونے سے پہلے جو چاہے دام لگائے اسے نیلام کہتے ہیں یہ جائز ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ قبضہ کی کوئی خاص صورت نہیں بلکہ یہ عرف اور حالات پر مبنی ہے جیسا کہ آجکل بعض اقسام تجارت کے ہیں۔ بائع یا مشتری نے وہ چیزیں دیکھی نہیں ہیں صرف ان کو اطلاع آئی فاکس یا ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعے اور وہ اس کو پھر آگے فروخت کرتا ہے۔

۴۔۳۔۱۔۸۔۱۷ اہل کتاب کے پاس رہن رکھنے کا جواز:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ غلہ ایک عرصہ کے لئے خریدا۔ تو اپنی زرہ گروی رکھی (۶۰)۔

دوسری روایت ہے:

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی (۶۱)۔

اس حدیث میں اہل ذمہ کے ساتھ معاملہ کرنے کا جواز ہے۔ نیز ذمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بھی جواز ہے حتی کہ ان کے پاس آلات حرب کو بھی رہن رکھنا جائز ہے۔ اور یہ کہ سفر وحضر دونوں میں رہن رکھنے کی اجازت ہے۔

امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ اور تمام فقہاء کا یہ مسلک ہے۔ البتہ مجاہدؒ اور داؤدؒ ظاہری کہتے ہیں کہ صرف سفر میں رہن رکھنا جائز ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اگر تم سفر میں ہو اور تم کو کاتب میسر نہ ہو تو رہن ہو قبضہ میں دیا ہوا'' (۶۲)۔

جمہور فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور یہ کہ آیت کا مفہوم مخالف پر مقدم ہے۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ اہل ذمہ اور دیگر کافروں سے معاملہ کرنا جائز ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ معاملہ کسی حرام پر مشتمل ہو۔ البتہ مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ حربی کافروں کو آلات حرب فروخت کریں۔ نہ ایسی چیزوں کو فروخت کریں جنکی انہیں اقامت دین میں ضرورت ہو۔ اور نہ مصحف کو فروخت کریں (۶۳)۔

مسائل:

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار سے خرید و فروخت جائز ہے۔ اگر چہ ان کے احوال مشتبہ ہوں۔ جبتک خریدی ہوئی چیز کے بارے میں قطعی طور پر معلوم نہ ہو۔ کہ یہ مال حرام ہے۔ اور یہی حکم مسلمانوں سے خرید و فروخت کا بھی ہے۔ اگر کوئی مسلمان حرام اور حلال دونوں کا کاروبار کرتا ہے تو اس سے لین دین جائز ہے۔ جبتک خریدی یا بیچی ہوئی چیز کے بارے میں قطعی طور پر معلوم نہ ہو کہ یہ مال حرام ہے۔

۲۔ رہن رکھنا جائز ہے۔ اگر چہ آدمی اپنے گھر ہو۔ ادھار خرید و فروخت جائز ہے۔ عندالضرورۃ قرض لینا جائز ہے۔

مغازی میں ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ حضور کی زرہ
تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے یہاں رہن تھی۔

ترمذی میں ابن عباس کی روایت کے مطابق بیس صاع ہے۔ مصنف عبدالرزاق کے نزدیک ایک وسق، نسائی کی روایت کے مطابق تیس صاع جبکہ مسند بزار کے مطابق چالیس صاع ہے۔

۱۸۔۸۔۱۔۳۔۴ قرض لینے کا جواز:

ترجمہ: محمد بن علیؒ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قرضہ لیا کرتی تھیں۔ تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو قرضہ لینے پر کونسی چیز ابھارتی ہے۔ حالانکہ آپ کو کشادگی حاصل ہے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی کو قرضہ دیا جائے اور اس کے دل میں اس قرضے کے ادا کرنے کا ارادہ ہو تو اس کے ساتھ ضرور اللہ تعالیٰ کی مدد ہو جاتی ہے لہٰذا میں اس مدد کو حاصل کرنا چاہتی ہوں (۶۴)۔

اس حدیث سے قرض لینے یا دینے کا جواز ملتا ہے۔ اور یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ تجارت اور معاملات میں قرض کا بڑا رول ہے۔ اقتصادی امور میں اگر ضرورت نہ ہو تب بھی قرض لینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی ادائیگی کا دل میں ارادہ ہو تا کہ خدا کی مدد شامل حال ہونے سے معاملات میں ترقی ہو۔

۱۹۔۸۔۱۔۳۔۴ قرض بیت المال سے ادا کرنے کا جواز:

ترجمہ: ابو سلمہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے جو کوئی مقروض ہو۔ پھر اس قرض کو ادا کرنے کے لئے پوری کوشش کرے۔ مگر اس کے ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو میں اس کا ولی ہوں (۶۵)۔

قرض لینے کی اجازت ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ ادا کرنے کا پکا ارادہ ہو۔ اگر ادا کرنے کا ارادہ ہو مگر خدانخواستہ قضا آجائے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس کا ولی ہوں۔ (یعنی میں اس کی طرف سے قرض ادا کروں گا)۔

اس میں اشارہ موجود ہے کہ ایسے مدیون (قرض لینے والا) کا قرض بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

۲۰۔۸۔۱۔۳۔۴ قرض لیکر قرض ادا کرنے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی سے اونٹ خریدے زفرہ کھجور کے بدلے۔ جس کی مقدار ایک وسق تھی۔ اور زفرہ کھجور کو عجوہ کہتے ہیں اور اس کو

رسول گھر لے آئے ۔اور آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے ۔ تا کہ اس کے لئے کھجور لے آئیں ۔لیکن آپ کے گھر اس قسم کی کھجوریں نہ تھیں ۔آپ ﷺ گھر سے باہر آئے اور اس اعرابی (بدو) سے فرمایا:

اے اللہ کے بندے! ہم نے ایک اونٹ زفرہ کھجور کے بدلے خریدا۔لیکن میں نے گھر میں زفرہ کھجور تلاش کیں لیکن وہ نہیں ملیں ۔اس کا سننا تھا کہ وہ غصے سے آگ بگولہ ہوا۔ کہنے لگا۔آپ نے مجھ کو دھوکہ دیا ہے ۔جب لوگوں نے سنا تو کہا کیا اللہ کے رسول ﷺ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں ۔اے اللہ کے دشمن اللہ تجھے مار ڈالے ۔تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔صاحب حق کو بات کرنے کا حق حاصل ہے ۔پھر اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے ۔اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! ہم نے آپ سے اونٹ خریدا

اور خیال تھا کہ ہمارے گھر میں اس قسم کے کھجوریں موجود ہیں لیکن جب ہم نے گھر میں دیکھیں ہمیں نہیں ملیں ۔اس آدمی نے پھر وہی کلام دہرایا۔اور کہا آپ نے مجھے دھوکہ دیا ہے ۔لوگوں نے پھر اس کو روکا۔اور کہا اللہ تمہیں مار ڈالے ۔رسولؐ دھوکہ دیتے ہیں ۔رسول ﷺ نے پھر لوگوں کو وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔اور اسی آدمی کو بھی دو تین مرتبہ وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔لیکن وہ آدمی سمجھ نہیں رہا تھا۔تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی صحابی سے کہا جاؤ خویلہ بنت حکیم بن امیہ کے پاس اور ان سے دریافت کرو کہ کیا ان کے پاس اس قسم کی کھجوریں ہیں ۔ اور کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے پاس ایسی کھجوریں ہیں تو ایک وسق قرض دے دو۔ تا کہ اس آدمی کو دے اور آپ کو بعد میں دے دیں گے ۔ وہ صحابی گیا۔اور واپس آیا اور کہا ان کے پاس کھجوریں موجود ہیں ۔ وہ کہتی ہے کسی کو بھیج دو تا کہ لے جائے ۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی سے کہا کہ اس آدمی کو ساتھ لے جاؤ اور اس کو پوری دے دو وہ اس کو لے گیا اور اس کو کھجوریں دے دیں ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اس نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے پورا پورا ادا کر دیا۔ اور اچھا کیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے قیامت کے دن وہ ہیں جو پورا

پورا ادا کرنے والے اور اچھائیاں کرنے والے ہیں))(٦٦)۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط ہوسکتے ہیں۔

۱۔ حیوانات غلے کے بدلے خریدے اور فروخت کیے جاسکتے ہیں۔

۲۔ اگر طرفین سے کسی کا رویہ سختی پر مبنی ہوتو دوسرے کو نرمی والا رویہ اپنانا چاہیے۔

۳۔ قرض لیکر دوسرے کو قرض دینا جائز ہے۔

۴۔ معاملات میں اچھی گفتگو کرنی چاہیے تاکہ لوگ متنفر نہ ہوں۔

۲۱۔۸۔۱۔۳۔۴ قرض معاف کرنے کا جواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں اور میرے بیٹے نے فلاں آدمی سے اس کی زمین کے پھل خریدے تھے۔ پھر ہم اس کے پاس آئے کہ وہ قیمت کم کرے۔ اللہ کی قسم ان پھلوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ماسوا ہم نے کچھ پھل کھالئے کچھ مسکینوں کو کھلا دیئے برکت اور ثواب کی غرض سے۔ لیکن اس نے قسم کھائی کہ وہ قیمت کم نہیں کرے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا لوٹا دے جو قسم کھاتا ہے کہ نیکی نہیں کرے گا۔ جب اس آدمی کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! اگر آپ چاہیں تو پورا معاف کردیں۔ اگر چاہیں تو جو انہوں نے کم کرنے کو کہا ہے وہ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی معاف کردیا جو ان لوگوں نے مانگا تھا (۶۷)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی سے کوئی چیز خریدے اور اس کو نقصان ہوجائے تو دوسرا فریق اگر قدرت رکھتا ہو تو پورا معاف کردے اور اگر ایسا نہیں کرسکتا تو کچھ حصہ قیمت کا معاف کردے تو بہتر ہوگا۔ کارخیر میں شمار ہوگا اور سنت نبوی پر عمل ہوگا۔

قرض دینے والا مقروض پر ظلم نہ کرے۔ اگر معاف نہیں کرسکتا تو انتظار کرے۔ تاکہ مقروض کے پاس مال آجائے تو وہ ادا کردے۔ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ صاحب حق کے لئے سفارش کرنا اور خیر کے کاموں میں سفارش قبول کرنا جائز ہے۔

۴۔۳۔۱۔۹ استدراکات عائشہؓ علی الصحابہؓ

۴۔۳۔۱۔۹۔۱ بیع عینہ کے عدم جواز پر استدلال:

ترجمہ: ابواسحاق کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ابوالسفر کی بیوی نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میں نے وظیفہ ملنے تک ادھار پر آٹھ سو درہم کے عوض ایک باندی حضرت زید بن ارقم کو فروخت کی۔ اور چھ سو درہم نقد دے کر وہ لونڈی ان سے خرید لی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم نے بُری چیز خریدی یا فرمایا زید بن ارقم نے بُری چیز خریدی۔ تم زید بن ارقم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو جہاد کیا تھا۔ اس کو باطل کر دیا۔ اِلا یہ کہ وہ اس سے توبہ کریں۔ میں کہا یہ بتلائیے کہ اگر میں اپنی اصلی رقم واپس لے لوں تو؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جس شخص کے پاس نصیحت پہنچ گئی اور وہ سود سے باز آ گیا تو اس سے پہلے جو لیا ہوا ہے وہ اس کا ہو چکا'' (۶۸)۔

بیع عینہ سے مراد یہ ہے۔ ایک شخص کسی شخص کو کوئی چیز اس کی معروف قیمت کے عوض مدت معینہ کے ادھار پر فروخت کرے پھر اس شخص سے اسی چیز کو قیمت فروخت سے کم قیمت پر خرید ے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بیع عینہ کرنے پر ذلت کی وعید سنائی ہے۔ ابن عمر نے بیع عینہ سے منع فرمایا ہے۔ مسروق نے کہا: عینہ حرام ہے۔ اِمام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ممنوع ہے۔ اِمام شافعی نے اس کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ ایک ثمن ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہوتا تو وہ اپنے اجتہاد سے یہ وعید نہیں سنا سکتی تھیں۔ یہ شدید وعید اس کی دلیل ہے کہ یہ عقد فاسد ہے۔ اور بغیر کفر کے کسی معصیت سے عبادات باطل نہیں ہوتیں الا یہ کہ وحی سے ثابت ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ حضرت زید بن ارقمؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس معاملے میں معذرت کی۔ حالانکہ امور اجتہاد میں صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے معذرت نہیں کرتے تھے۔ یہ بھی حضرت عائشہؓ کے سماع کی دلیل ہے۔ اِمام محمدؒ نے فرمایا: یہ بیع میرے دل میں پہاڑوں کی طرح ہے۔ یہ بیع مذموم ہے جس کو سود خوروں نے گھڑ لیا ہے۔

۴۔۳۔۲ نکاح

۴۔۳۔۲۔۱ نکاح کے لغوی معنٰی

نکاح عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مادہ(ن.ک . ح) "نــکــح نــکــحــاً" سے مصدر ہے(۶۹)۔

لغت کی رو سے اس کے معنٰی وطی (یعنی مباشرت یا جماع)اور باہم ملنے کے ہیں۔ چنانچہ درخت کی شاخیں جب ایک دوسرے میں مل جائیں اور باہم پیوست ہوجائیں تو کہا جاتا ہے ۔ تَنَاکَحَتِ الأشْجَارِ (یعنی درختوں کا ہجوم ہوگیا یا درخت گڈ مڈ ہوگئے)۔اوراس کا اطلاق بطور مجاز مرسل کے عقد نکاح پر ہوتا ہے کیونکہ عقد نکاح شوہر اور بیوی کے ملنے یعنی مباشرت کا سبب ہے(۷۰)۔

نکاح کی لغوی تعریف سے واضح ہوا کہ اس کے ایک معنی مباشرت کرنے کے ہیں ۔اور دوسرے معنی باہم پیوست ہوجانے کے ہیں۔

اسی لئے اس کا اطلاق شوہر اور بیوی کے درمیان اس تعلق پر کیا جاتا ہے جس میں ان کے درمیان اسطرح میل ملاپ جائز ہوجاتا ہے کہ وہ مباشرت(Sexual Intercourse) کر سکتے ہیں۔

۴۔۳۔۲۔۲ نکاح کے اصولی (شرعی) معنٰی

نکاح کے اصولی (شرعی) معنٰی کے متعلق علماء کے تین مختلف اقوال ہیں۔جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

الف: نکاح کے لغوی معنی مباشرت کے ہیں۔جبکہ مجازی معنی عقد نکاح کے ہیں۔تاہم اگر قرینہ سے کوئی دوسرے معنی سامنے آتے ہیں تو پھر قرینہ کے مطابق وہی معنی مراد لئے جائیں گے۔جبکہ ارشاد خداوندی ہے: "یعنی جن عورتوں کے ساتھ تمہارے باپ مباشرت کر چکے ہوں ان سے تم مباشرت نہ کرو، پہلے جو ہوتا رہا وہ تو ہو چکا ہے"(۷۱)۔

اس آیت میں نکاح کے معنی مباشرت یا وطی کے ہیں۔کیونکہ محض عقد ایسی چیز نہیں ہے جس کی ممانعت کی جاتی ہے۔اور نہ ہی یہ ایسی قابل شرم بات ہے کہ اس سے محبت اور شرم کا رشتہ منقطع

ہو جائے۔اس لئے احناف نے اس آیت میں نکاح سے مراد وطی یعنی مباشرت لی ہے(۷۲)۔

ایک دوسری آیت میں نکاح کا لفظ عقد نکاح کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

"یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے"(۷۳)۔

اس آیت کے بارے میں احناف کا کہنا یہ ہے کہ نکاح کے معنی عقد کے ہیں۔مباشرت کے نہیں ہیں۔کیونکہ اس آیت میں عورت کا لفظ (فاعل واقع ہونا) ایک قرینہ ہے۔اوراس قرینہ سے مراد عورت کا عقد ہے۔جبکہ یہ لفظ اگر مرد کے لئے ہوتا تو مباشرت ہوتا کیونکہ مباشرت ایک ایسا فعل ہے جو مرد کا ہے عورت کا نہیں۔لہٰذا اس فعل کا فاعل عورت نہیں ہوسکتی لیکن (اس معنی کی روسے تو) آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ کسی سے محض عقد کر لینا حلالہ کے لئے کافی ہے۔حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

حدیث میں واضح طور پر یہ آیا ہے کہ دوسرے خاوند کے ساتھ خلوت صحیحہ ہونا ضروری ہے۔لہٰذا یہ مفہوم معتبر نہیں ہے۔اس کی کھلی دلیل حدیث "عسیلۃ" سے ہوتی ہے(یعنی وہ حدیث جس میں لفظ "عسیلۃ" آیا ہے)۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مطلقہ عورت نے جس نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا تھا۔اجازت چاہی تھی کہ اپنے پہلے خاوند کے پاس چلی جائے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(یعنی ایسا نہیں ہوسکتا) جب تک تو اسے آزما نہ چکی ہو(یعنی خلوت کے بعد دوسرا خاوند طلاق دے دے تو تب ہی تم پہلے خاوند سے عقد کر سکتی ہو)(۷۴)۔

ب: دوسرا قول یہ ہے کہ سابقہ لغوی معنی کے برعکس نکاح کے حقیقی معنی عقد کے ہیں۔اور مجازی معنی وطی کے ہیں۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں یہ لفظ زیادہ تر عقد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیرَہٗ﴾ میں بھی اس لفظ کے یہی معنی ہیں۔

شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہی قول قابل ترجیح ہے(۷۵)۔

ج: تیسرا قول یہ ہے کہ نکاح کا لفظ عقد اور وطی دونوں معنوں میں مشترک ہے۔

اقوال ثلاثہ میں سے یہی قول زیادہ قوی ہے۔کیونکہ احکام شرعیہ میں یہ لفظ کبھی تو عقد کے معنی میں آیا ہے

اور کبھی وطی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ لفظ دونوں معنوں میں حقیقی ہے(۷۶)۔

۳۔۲۔۳۔۴ نکاح کے اصطلاحی معنٰی

اصطلاح شرع میں نکاح سے مراد عورت کا دو گواہوں کی موجودگی میں یہ اقرار کرنا کہ میں فلان شخص کی زوجہ بننے پر بخوشی آمادہ ہوں۔اور فلاں شخص کا یہ قبول کر لینا کہ میں عورت کو اپنی زوجیت میں لیتا ہوں۔یعنی ایسا شرعی معاہدہ جس کے ذریعے مرد عورت کے درمیان جنسی تعلقات جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے۔اور زوجین کے درمیانی دیوانی حقوق وفرائض پیدا ہو جاتے ہیں(۷۷)۔

۴۔۲۔۳۔۴ نکاح کی شرعی حیثیت

۱۔۴۔۲۔۳۔۴ نکاح واجب ہے

نکاح پر پانچ قسم کے احکام شرعیہ عائد ہوتے ہیں۔یعنی

۱۔ واجب۔ ۲۔ سنت ۳۔ مستحب ۴۔ مکروہ ۵۔ مباح

اس بات پر سب فقہاء متفق ہیں کہ جو شخص نکاح کا خواہش مند ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ اگر وہ نکاح نہیں کرے گا تو گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔اس کے لئے نکاح کرنا واجب ہے۔شرط یہ ہے کہ اسے مہر کی ادائیگی اور رزق حلال حاصل کرنے کی قدرت ہو۔لیکن اگر رزق حلال حاصل کرنے پر قدرت نہ ہو۔اور خود کو گناہ سے باز رکھنے کے لئے دوسرے گناہ یعنی حرام کی کمائی کیطرف رجوع کرتا ہو تو اس کے لئے نکاح واجب نہیں ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو رزق حلال حاصل کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ شادی نہ کرے۔اور گناہ میں ملوث ہو جائے۔ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اپنے نفس سے جنگ کرے۔اور ایسی شادی سے بچے جس کی وجہ سے دوسروں کا استحصال اور ان پر ظلم کرنا پڑے۔

"جو لوگ نکاح نہ کر سکیں انہیں چاہیے کہ خود کو گناہوں سے بچائے رکھیں
یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے"(۷۸)۔

البتہ کسی کے لئے ممکن ہو کہ مہر ادا کرنے اور رزق حلال کمانے کے لئے قرض لے سکتا ہو۔اور اسے یہ

اندیشہ ہو کہ نکاح کے بغیر گناہ میں مبتلا ہو جائے گا تو اس پر نکاح واجب ہو جاتا ہے(۷۹)۔

۲۔۴۔۲۔۳۔۴ نکاح سنت مؤکدہ ہے

نکاح اس صورت میں سنت مؤکدہ ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شخص نکاح کی خواہش رکھتا ہو۔لیکن یہ خواہش اتنی شدید نہ ہو کہ جس سے اندیشہ ہو کہ اگر نکاح نہ کیا تو گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ایسی حالت میں اگر شادی نہ کی جائے تو گناہ ہوگا لیکن ترک واجب سے کم ،تاہم یہ شرط بہر حال ضروری ہے کہ حلال مال سے گھر چلائے ،مہر ادا کرنے اور فریضہ زوجیت پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔اگر ان میں سے کوئی شرط پوری کرنے سے عاجز ہو تو نکاح کرنا نہ واجب ہوگا نہ سنت(۸۰)۔

ایسے شخص کے لئے نکاح کرنا حرام ہے جسے گناہ میں پڑ جانے کا ڈر نہ ہو۔لیکن رزق حلال کے ساتھ بیوی کا خرچہ پورا نہ کر سکتا ہو۔یا اس سے مقاربت کے لائق نہ ہو۔اگر عورت کو اس کی معذوری کا علم ہو جائے اور اس پر بھی وہ راضی ہو تو پھر جائز ہوگا اس طرح اگر اسے یہ معلوم ہو کہ وہ خرچ مہیا کرنے سے عاجز ہے اور وہ اس حال میں رہنے پر راضی ہو تو جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نیک راہ چلے۔اگر بیوی کو معلوم ہو کہ شوہر کی کمائی حرام ہے تو اس پر راضی رہنا جائز نہیں(۸۱)۔

۳۔۴۔۲۔۳۔۴ نکاح مستحب ہے

نکاح مستحب ہوتا ہے ایسی صورت میں جب ایک شخص کو شادی کی خواہش تو نہ ہو لیکن وہ اولاد کا خواہشمند ہو۔اس کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر کی شرائط پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔مثلاً حلال روزی کمانا اور جماع کے قابل ہونا بصورت دیگر نکاح کرنا حرام ہے(۸۲)۔

مکروہ: نکاح ایسی صورت میں مکروہ ہے جبکہ نکاح کار ثواب کی انجام دہی سے مانع ہو۔ایسے شخص کے لئے نکاح کرنا مکروہ ہے جو نکاح کا خواہشمند نہ ہو اور اسے اس بات کا ڈر ہو کہ وہ شادی کے بعض مطالبات پورے نہ کر سکے گا۔اس میں خواہ مرد ہو یا عورت اور اولاد کی خواہش ہو یا نہ ہو بہر حال شادی مکروہ ہے(۸۳)۔

مباح:

ایسے شخص کے لئے شادی کرنا مباح ہے جو شادی کی خواہش رکھتا ہو۔ گو اولاد کی آرزو نہ ہو۔ نیز شادی کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اور شادی اس کے کار ثواب میں مخل نہ ہو۔

۵۔۲۔۳۔۴ وجوب نکاح قرآن کی روشنی میں

نکاح ایک تمدنی ضرورت ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مذہبی اور سماجی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اور اسے انسان کی بقا ترقی اور مدنی زندگی کے استحکام کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مرد اور عورت کے اس فطری قانونی اور جائز ملاپ سے دنیا میں انسانوں کی نسل کا آغاز ہوا۔

قرآن مجید میں نکاح کا حکم بصیغہ امر مذکور ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

''تم میں سے جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور اس طرح تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس (نکاح) کے لائق ہوں اس کا بھی، اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ وسعت والا خوب جاننے والا ہے (۸۴)۔

ایامیٰ ایم کی جمع ہے۔ مردوں کے سوا عورتوں کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ کیونکہ مرد کو ایم کہا جاتا ہے اور عورت کو ایمہ کہا جاتا ہے۔ یہ نام ہے اس عورت کا جس کا زوج نہیں ہے اور مرد کا جس کی زوجہ نہیں ہے۔ اور یہ نام مرد و عورت دونوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رشتہ ازدواج کے قیام کی تاکید فرمائی ہے۔

پھر فرمایا:

''ایسی عورتوں سے شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں'' (۸۶)۔

مطلقہ کے بارے میں فرمایا:

تم انہیں اس بات سے مت روکو کہ وہ نکاح کر لیں تاوقتیکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں (۸۷)۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نکاح سے روکنے کی ممانعت فرمائی ہے یعنی نکاح کی اجازت

دی ہے۔

اسے سنت انبیاء کہا گیا ہے:

"ہم نے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے دیئے" (۸۸)۔

ارشاد ربانی ہے:

"اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے جوڑے بنائے تا کہ تم باہمی سکون حاصل کر سکو اور تمہارے درمیان الفت و محبت پیدا کی" (۸۹)۔

گویا نکاح سکون اور محبت کا ذریعہ ہے نکاح خاندان کے استحکام اور معاشرے کی بقاء کا بنیادی ذریعہ ہے۔ ابتدائے افرینش سے خاندان کے وجود اور نشوونما کا دارومدار رشتہ نکاح پر ہے۔ نکاح کے نتیجے میں بننے والے رشتے اٹل ہوتے ہیں۔ اس نکاح کی بدولت ہی ایک مرد کسی عورت کا شوہر کسی کا باپ اور کسی کا بیٹا بنتا ہے کسی کا دادا اور کسی کا پوتا بنتا ہے۔ کسی کا ماموں اور کسی کا چچا اور کسی کا بھائی بنتا ہے۔ نکاح کی وجہ سے عورت کسی کی بیوی، کسی کی ماں، نانی، دادی، پھوپھی یا چچی ہوتی ہے۔ گویا سارے تعلقات نکاح کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ نکاح کے ذریعے ایک اجنبی اپنا بن جاتا ہے ان ہی تعلقات کی بناء پر آدمی بزرگوں کا ادب' چھوٹوں پر شفقت، ہمدردی، غم گساری، شرم و حیا، الفت و محبت کرنا سیکھتا ہے۔

۶۔۲۔۳۔۴ وجوب نکاح حدیث کی روشنی میں

احادیث نبویہ نکاح کے وجوب پر شاہد ہیں۔ احادیث میں فعل امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ جو نکاح کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اے جوانو! تم میں سے جو اسباب جماع (نفقہ و مہر) کی قوت رکھے۔ اس کو چاہیے کہ نکاح کرے اس لئے کہ یہ نگاہوں کو محفوظ اور شرمگاہوں کی حفاظت میں رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور جو

شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے کہ وہ قاطع شہوت ہے))(۸۹)۔

آپؐ نے نکاح کی ترغیب دے کر غیر فطری راہوں کو بند کر دیا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبتل (جنسی قوت کو ضائع کرنے) کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے رد فرمادی(۹۱)۔

ایک موقع پر فرمایا:

سنو! خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے معاملے میں محتاط روش اختیار کرنے والا ہوں لیکن میں روزے رکھتا ہوں اور چھوڑتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں۔ اور شادیاں کرتا ہوں پھر جس نے میرے طریق سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں (۹۲)۔

گویا جو قدرت رکھنے کے باوجود شادی نہ کرے۔ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

ان احادیث سے نکاح کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ نکاح سے انسان کو معاشرے میں باعزت مقام ملتا ہے۔ نکاح سے اولاد کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اور تربیت اولاد سے انسان دنیا اور دین کی بہت سی سعادتیں حاصل کر لیتا ہے۔

۴۔۳۔۲۔۷ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۴۔۳۔۲۔۷۔۱ قبل اسلام نکاح کے طریقے

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا۔ زمانہ جاہلیت میں نکاح (یعنی مرد و عورت کے جوڑ ملاپ اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد سے متعلق) چار طریقے رائج تھے۔

ان میں سے ایک طریقہ تو وہ تھا جو (اصولی طور پر) آج بھی رواج میں ہے کہ ایک آدمی کیطرف سے دوسرے آدمی کو اس کی بیٹی یا اس کی زیر ولایت لڑکی کے لئے نکاح کا پیام دیا جاتا ہے۔ پھر وہ مناسب مہر مقرر کر کے اس لڑکی کا نکاح اس آدمی سے کر دیتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ تھا کہ کسی آدمی کی بیوی جب حیض سے پاک ہوتی (اس وقت عورت میں حاملہ

ہونے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے) تو وہ (کسی بڑی شان والے آدمی کے بارے میں) خود اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو اس آدمی کو بلا کر اس سے نیوگ ☆ کرے۔ اور پھر وہ شوہر اپنی بیوی سے خود اس وقت تک الگ رہتا جب تک کہ اس دوسرے آدمی سے حمل قرار پائے۔ پھر جب اس حمل کے آثار ظاہر ہو جائے تو اس کے بعد یہ شوہر حسب خواہش اپنی بیوی سے صحبت کرتا۔ اور یہ سب کچھ اس غرض سے کرتا کہ لڑکا نجیب ☆ پیدا ہو۔ اور اس طریقہ کو نکاح استبضاع ☆ کہا جاتا تھا۔

تیسرا طریقہ یہ تھا کہ چند آدمیوں کی ٹولی ایک عورت کے پاس پہنچتی اور ان میں سے ہر ایک اس سے صحبت کرتا (یہ سب باہمی رضامندی سے ہوتا) پھر اگر وہ عورت حاملہ ہو جاتی۔ اور بچہ پیدا ہوتا۔ تو چند روز کے بعد وہ ان سب آدمیوں کو بلواتی (دستور کے مطابق) اور کسی کے لئے بھی اس کی گنجائش نہ ہوتی کہ وہ نہ آئے اس لئے سب ہی پہنچ جاتے تو وہ کہتی کہ جو کچھ ہوا تھا وہ تمہیں معلوم ہے اس کے نتیجے میں یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور پھر وہ ان میں سے جس کو چاہتی نامزد کر کے کہتی اے فلانے یہ تیرا لڑکا ہے۔ پھر وہ لڑکا اس کا مان لیا جاتا۔ وہ آدمی انکار نہیں کر سکتا تھا۔

چوتھا طریقہ یہ تھا کہ ایک عورت سے بہت سے لوگوں کا جنسی تعلق ہوتا۔ کسی کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہوتی۔ یہ پیشہ ور رنڈیاں ہوتی تھیں۔ ان کے گھروں کے دروازوں پر بطور علامت ایک نشان نسب ہوتا تھا جو کوئی بھی چاہتا اس کے پاس پہنچ جاتا۔ تو جب ان سے کسی کو حمل رہ جاتا۔ پھر بچہ پیدا ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے یہ سب لوگ جمع ہو جاتے۔ اور قیافہ شناسی کے ماہرین بلائے جاتے پھر وہ (اپنی قیافہ شناسی سے) اس بچہ کو جس کے نطفہ سے سمجھتے اس کا لڑکا قرار دیتے۔ اور وہ اس سے چپک جاتا اور اسی کا بیٹا کہا جاتا وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ جاہلیت کے یہ سب طریقے بیان کرنے کے بعد فرمایا پھر جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو آپؐ نے جاہلیت کے ان سب (شرمناک اور حیا سوز) مروج طریقوں کو یکسر مٹا دیا اور نکاح اور شادی کا بس وہی (پاکیزہ) طریقہ رہ گا جو اب تک جاری ہے (۹۳)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی چار اقسام بیان کی ہیں۔ داؤدی نے تین قسموں کا ذکر کیا ہے (۹۴)۔

نکاح خدن:

ایک شخص کسی عورت کے پاس چھپکے چھپکے جاتا اور کوشش یہی کرتا کہ کوئی جان نہ پائے۔ اسی کو اللہ عزوجل نے ''نہ پکڑے چھپے دوست'' (۹۵) فرمایا ہے۔

نکاح متعہ:

''أن يقولَ الرجلُ لإمرأةٍ أتمتع بكِ مدة كذا مقابلة مالٍ كذا''

ترجمہ: یہ کہ کوئی شخص کسی عورت سے یہ کہے کہ میں تیرے ساتھ متعہ کرتا ہوں اتنے مدت کے لئے اتنے مال کے بدلے (۹۶)۔

نکاح بدل:

اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص کسی سے کہتا کہ تو اپنی عورت کے حق میں دستبردار ہوکر مجھے دیدے اور میں اپنی عورت سے دستبردار ہوکر تجھے دے دوں۔ اور میں تجھے میعاد کچھ زیادہ دوں گا۔

۲۔۷۔۲۔۳۔۴ چھوٹی لڑکیوں کے نکاح کا جواز

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میری عمر چھ سال کی تھی۔ اس کے بعد ہم مدینہ آئے اور بنی حارث بن خزرج میں اترے مجھے بخار آ گیا۔ جس سے میرے بال جھڑ گئے۔ البتہ کانوں کے اوپر بال بڑھ گئے تھے۔ میری اماں ام رومان میرے پاس آئیں۔ میں جھولے میں تھی اور میرے ساتھ میری سہیلیاں تھیں۔ میری ماں نے مجھے پکارا میں انکے پاس آئی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا چاہتی ہیں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور لے کر چلیں یہاں تک کہ گھر کے دروازہ پر کھڑا کیا اور میں بہت تیز تیز سانس لے رہی تھی پھر میرا سانس کچھ درست ہوا۔ میری ماں نے پانی لیکر میرے چہرے اور سر کو دھویا۔

پھر مجھے گھر کے اندر کردیا۔ جہاں پر انصار کی کچھ عورتیں تھیں انہوں نے کہا کہ خیر و برکت پر آؤ

اور اچھے نصیبہ پر آؤ ۔ میری ماں نے مجھے ان عورتوں کے حوالے کردیا۔ ان عورتوں نے میرا بناؤ وسنگار کیا۔ مجھے کسی چیز نے نہیں گھبرایا سوائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اور یہ چاشت کا وقت تھا۔ ان عورتوں نے مجھے حضور ﷺ کے سپرد کردیا اس وقت میں نو سال کی تھی (۹۷)۔

تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ باپ اور دادا نابالغہ لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں۔ اور بالغہ ہونے کے بعد اس لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔

امام مالک ، امام شافعی اور تمام فقہاء حجاز کا یہی مسلک ہے۔ اور اہل عراق کے نزدیک خیار بلوغ ہوتا ہے۔

امام مالک، امام شافعی اور جمہور کے نزدیک باپ اور دادا کے علاوہ کسی اور ولی کے لئے نابالغہ کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک باپ اور دادا کے علاوہ نابالغہ لڑکی کے دوسرے ولی بھی اس کا نکاح کر سکتے ہیں۔ لیکن لڑکی کے لئے خیار بلوغ ہوتا ہے۔ البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے لئے خیار بلوغ نہیں ہے (۹۸)۔

دوسری روایت میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس وقت نکاح کیا۔ جب میری عمر سات سال تھی اور میری رخصتی اس وقت ہوئی جب میری عمر نو سال تھی (۹۹)۔

جب آپؓ سے نکاح ہوا آپ نابالغ تھیں ان کے والد ابوبکر صدیقؓ نے آپکا نکاح کردیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ باپ اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح جس سے چاہے کر سکتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

""اور جن عورتوں کو حیض نہ آیا ہو (ان کی عدت تین ماہ ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عدت بالغ ہونے سے قبل تین ماہ رکھی ہے" (۱۰۰)۔

اللہ تعالیٰ نے نابالغ عورتوں کی عدت تین مہینے مقرر کی ہے۔ عدت فرع ہے طلاق کی۔ اور طلاق نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے۔ اس لئے طلاق نکاح کی قید اٹھانے کو کہتے ہیں اگر نکاح نہ ہو تو طلاق کیسی؟ تو ثابت ہوا کہ نابالغہ کا نکاح صحیح ہے۔ نابالغہ عورت خود نکاح نہیں کر سکتی۔ اس کا کوئی ولی کرے۔ باب دادا اولیاء ہیں تو ثابت ہو گیا کہ باپ دادا کا اپنی نابالغ اولاد کا نکاح کرنا صحیح ہے(۱۰۱)۔

۳۔۷۔۲۔۳۔۴ بکر اور ثیب سے نکاح کے وقت رضا معلوم کرنا

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کنواری عورت حیا کرتی ہے۔ فرمایا اس کی رضامندی خاموشی ہے(۱۰۲)۔

دوسری روایت میں ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے ان کی پونجی کے متعلق اجازت اور حکم لے لیا کرو۔ کسی نے عرض کیا کہ کنواری عورت شرم کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کا خاموش رہنا اسکا اذن ہے(۱۰۳)۔

ایک روایت میں ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا جب گھر والے لڑکی کا نکاح کریں۔ تو اس سے اجازت لینی چاہیے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اجازت لینی چاہیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کو شرم آئیگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا خاموش ہو جانا اس کی اجازت ہے(۱۰۴)۔

بس جب ولی نے باکرہ بالغہ سے اجازت طلب کی پھر وہ چپ ہو گئی یا ہنس پڑی تو یہ اجازت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول لبکر الحدیث کی وجہ سے باکرہ سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائیگی۔ اگر وہ خاموش ہو گئی تو وہ راضی ہے۔ کیونکہ خاموش رہنے میں رضامندی کی جہت غالب ہے۔ اس لئے کہ وہ صاف رغبت کرنے سے شرم کرتی ہے۔ نہ انکار کرنے سے۔ اور

ہنسنا خاموش رہنے سے بڑھ کر رضامندی کی دلیل ہے۔ بخلاف اس کے جب وہ رونے لگی اس لئے کہ یہ ناخوشی اور ناگواری کی دلیل ہے۔ اور کہا گیا کہ جب ہنسی اسطرح کہ سنی ہوئی بات کا استہزاء کرنے والی ہے تو یہ ضحک رضامندی شمار نہیں ہوگا۔ اور جب بغیر آواز کے رونے لگی تو یہ رونا رد اور انکار نہ ہوگا (١٠٥)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ باکرہ سے اجازت لینی چاہیے۔

۴۔۷۔۲۔۳۔۴ ولی کے بغیر نکاح کی کراہیت کا بیان

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بغیر ولی کے نکاح نہیں))(١٠٦)۔

دوسری روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔ اگر صحبت ہو چکی ہو تو اسے اس کا مہر ملے گا۔ اگر باہم اختلاف ہو تو سلطان ہر اس شخص کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں))(١٠٧)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث اس حدیث کی معارض ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((بے نکاح عورت ولی کی نسبت اپنے آپ کی زیادہ حقدار ہے)) احناف نے اس حدیث کو نابالغ لڑکی لونڈی اور مکاتبہ پر محمول کیا ہے۔

اور دوسری حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے جبکہ عورت غیر کفو میں نکاح کرے۔ اور اولیاء کے اختلاف کی صورت میں وہ سب ساقط و معدوم سمجھے جائیں گے۔ اور عورت کا ولی حاکم و مجاز ہوگا۔ دونوں حدیثیں مختلف کیفیات کا اظہار کرتی ہیں۔

عورت کے ازخود نکاح کے بارے میں احادیث

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حقدار ہے))(١٠٨)۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ عرض کیا گیا اس کی اجازت کیسی ہوگی فرمایا: اس کی خاموشی))(۱۰۹)۔

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہؓ بیان کرتی ہیں کہ

ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا درآں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسولؐ کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح رد کر دیا (۱۱۰)۔

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بیٹے کے چچا نے مجھے نکاح کا پیغام دیا۔ اور میرے باپ نے اس کو مسترد کر دیا۔ اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے والد کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا۔ اس کے باپ نے کہا۔ میں نے اس کے نکاح میں کسی بہتری کو ترک نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نکاح نہیں ہوا۔ عورت سے فرمایا جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو (۱۱۱)۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت عبدالرحمٰن موجود نہیں تھے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے ناراض ہو کر کہا اے خدا کے بندو! کیا مجھ جیسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ناراض ہو کر فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو (۱۱۲)۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایسی عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا جس کا نکاح بغیر ولی کے اس کی ماں نے اس کی مرضی سے کیا تھا۔

معمر کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے سوال کیا کہ کوئی شخص بغیر ولی کے نکاح کرے (تو آیا یہ صحیح ہے)؟ انہوں نے کہا اگر کفو میں نکاح کیا جائے تو ان کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی (۱۱۳)۔

لہذا ان احادیث سے ثابت ہوگیا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح ہوسکتا ہے۔تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ باپ دادا نابالغہ لڑکی کا نکاح کر سکتے۔

۴۔۳۔۲۔۷۔۵ کنواری عورتوں سے نکاح کا جواز

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتائیے اگر آپ کسی میدان میں جائیں۔اور اس میں کچھ درخت ایسے ہوں۔جس میں سے کھایا گیا ہو۔اور آپ ایسے درخت بھی پائیں جس میں سے کچھ نہ کھایا گیا ہو ان میں سے کہاں آپ اپنے اونٹ کو چرائیں گے۔فرمایا وہاں جو چرا نہیں گیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی ہے (۱۱۴)۔

گویا نکاح کے لئے کنواری عورت کا انتخاب پسندیدہ ہے۔

۴۔۳۔۲۔۷۔۶ سوکن کو اپنی باری بخشنے کا جواز

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بخش دی تھی۔اور نبی کریم ﷺ نے عائشہ کے لئے دو دن مقرر فرما دیئے تھے۔ایک عائشہ کا اور ایک سودہ کا (۱۱۵)۔

دوسری روایت میں ہے:

جب وہ بوڑھی ہوگئیں۔تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دن کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دیدی ہے۔

لہذا اگر عورت بوڑھی ہو جائے تو اپنی باری اپنی سوکن کو بخش سکتی ہے۔جیسے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ کو اپنی باری بخش دی تھی۔

۷۔۷۔۲۔۳۔۴ مجرد رہنے سے منع فرمایا

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجرد رہنے سے منع فرمایا:

تبتل کے لغوی معنٰی انقطاع کے ہیں۔

امام طبری نے کہا کہ دنیا کی لذات اور شہوات کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ ہونا تبتل ہے۔عیسائیت میں یہ امر جائز تھا جبکہ اسلام نے اس سے منع کیا۔صحابہ کرامؓ کا خیال یہ تھا کہ اگر حضرت عثمان بن مظعون کو تبتل کی اجازت مل جاتی تو وہ بھی خصی ہو جاتے کیونکہ تبتل میں کمال خصی ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے منع ہونے کی وجہ بتادی اور قرآن حکیم سے استدلال فرمایا:

فرماتی ہیں:

کبھی ایسا کام ہرگز نہ کرنا۔کیا آپ نے وہ بات نہیں سنی۔جو اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہے یعنی یہ آیت:

ترجمہ: ہم نے آپ سے قبل رسول ارسال فرمائے جنہیں ہم نے عورتیں اور اولاد بخشی تھی۔

یہ آیت پڑھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ارشاد فرمایا: اے سعد! ہرگز تبتل اختیار نہ کیجیے۔

دوسری روایت میں ہے:

سعد بن ہشام سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔اور کہا اے ام المؤمنین میرا ارادہ تبتل کرنے کا ہے۔فرمایا: تم ایسا نہ کرنا۔کیا تم نہیں پڑھا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لے بہترین اسوہ حسنہ ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کی اور ان کی اولاد تھی (۱۱۷)۔

نکاح سنت نبوی ہے اور یہی راستہ آپؐ نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا ہے۔

۴۔۳۔۲۔۷۔۸ شوال میں رخصتی کا جواز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوال میں مجھ سے نکاح فرمایا۔ اور شوال ہی میں رخصت کر کے لائے۔ تو مجھ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کون سی زوجہ محبوب ہوئی۔ عائشہ عورتوں کو شوال میں رخصت کرنا پسند فرماتی تھیں (۱۱۸)۔

زمانہ جاہلیت میں شوال کے مہینے میں نکاح اور رخصتی کو بُرا سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ دور جاہلیت کے کام کی تردید کے لئے شوال میں نکاح اور رخصتی کرنا پسندیدہ امر ہے۔

۴۔۳۔۲۔۷۔۹ عورت گناہ میں شوہر کی اطاعت نہ کرے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی۔ اس کے بعد اس کا بال جھڑ گیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ میرے شوہر نے مجھے حکم دیا ہے کہ دوسرے بال اپنے بالوں میں ملاؤں۔ فرمایا۔ نہیں بال ملانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے (۱۱۹)۔

اس حدیث میں بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنے میں صراحۃً لعنت کی گئی ہے۔ اگر عورت انسان کے بالوں کیساتھ اپنے بالوں کو جوڑے یا عورت کے خواہ وہ مرد اس کا محرم ہو، خاوند ہو یا کوئی اور شخص۔ کیونکہ حدیث میں عموم ہے۔ نیز اس لئے کہ انسان کے بالوں اور اس کے باقی اجزاء سے اس کی کرامت کی وجہ سے انتفاع حرام ہے۔

اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے:

اِمام مالک، اِمام طبری اور جمہور فقہاء نے کہا کہ بالوں کے ساتھ کسی چیز کو بھی پیوند کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ اس نے بالوں کو بالوں کے ساتھ پیوند کیا۔ اون کے ساتھ پیوند کیا یا کپڑے کے ساتھ۔

بالوں کے ساتھ آدمی کے بالوں کو ملانا (پیوند کرنا) حرام ہے۔ خواہ وہ عورت کے بال ہوں یا عورت کے علاوہ کسی اور کے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال ملانے والی، ملوانے والی، گودنے والی گدوانے والی اور بال نوچنے والی اور نچوانے والی پر لعنت کی ہے (۱۲۰)۔

اگر عورت اپنی زلفوں اور بالوں کے ساتھ اونٹوں کے بالوں کو ملائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

سیاہ اون کے چٹلے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے (۱۲۱)۔

امام ابو یوسف سے یہی مروی ہے۔

۴۔۳۔۲۔۷۔۱۰ غیلہ کی ممانعت نہیں ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جدامہ بنت وہب نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((میرا خیال تھا کہ لوگوں کو دودھ پلانے کی حالت میں جماع کرنے سے منع کروں۔ بعدازاں مجھے یاد پڑا کہ فارس اور روم کے لوگ جماع کرتے تھے اور ان کی اولاد کو کچھ نقصان نہیں ہوتا)) (۱۲۲)۔

اہل عرب کا خیال تھا بچے کی ماں جب بچے کو دودھ پلاتی ہو تو اس سے صحبت نہیں کرنی چاہیے۔ اور اس سے لڑکا ضعیف اور نحیف و کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ خیال درست نہیں۔ البتہ حمل ٹھہر جائے تو اس کا دودھ بچے کو نقصان پہنچاتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا غیلہ یہ ہے کہ آدمی اپنی اہلیہ سے حقوق زوجیت ادا کرے جبکہ وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو۔

۴۔۳۔۲۔۷۔۱۱ مہر کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: کہ بارہ اوقیہ اور ایک نش۔ تم جانتے ہو نش کسے کہتے ہیں۔ نصف اوقیہ کو نش بولتے ہیں۔ یہ کل پانچ سو درہم ہوتے ہیں (۱۲۳)۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ حضرت ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم تھا۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ زائد مقدار نجاشی نے اپنی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر دی تھی۔

صداق کا مادہ صدق سے نکلا ہے۔لغت میں صداق کے معنٰی اظہار رغبت کے لئے مال خرچ کرنے کے ہیں۔

اصطلاح میں اس مال کے ہیں جو عقد نکاح کے بعد عورت سے متمتع ہونے کے عوض عورت کا حق ہو جاتا ہے(۱۲۴)۔

فقہاء کا قول ہے: مہر بضع عورت کا عوض ہے۔

اسلامی قانون کے تحت ازدواجی زندگی کا جو ضابطہ مقرر کیا گیا ہے اس میں مرد کی حیثیت قوام (محافظ نگران) کی ہے۔اس حیثیت میں اس پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان میں سے ایک مہر بھی ہے۔ قرآن مجید میں مہر کو اجر' صدقۃ اور فریضۃ بھی کہا گیا ہے۔

مردوں کے لئے ضروری ہے کہ جس عورت کے ساتھ نکاح کریں اس کا مہر خوشی سے ادا کریں۔ ارشاد ربانی ہے:

''اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو'' (۱۲۵)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے مہر خوشی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔اور مہر ادا کرتے وقت دل میں کوئی تنگی اور ملال نہیں ہونا چاہیے۔

مہر عورت کا حق ہے۔اور اس کی ملکیت ہے۔عورت سے مہر کی رقم چھین لینا گناہ ہے۔یہ حق نہ اس کے والدین کو حاصل ہے اور نہ خاوند کو،شریعت نے مہر کی کوئی خاص مقدار یا رقم مقرر نہیں کی۔ہر شخص کی اپنی حیثیت پر موقوف ہے۔نقد ادا کرنا بہتر ہے۔دراصل شریعت کا منشاء بھی یہی ہے۔اور اسے بھی میاں بیوی کے درمیان مؤدت ومحبت کا ذریعہ بنایا ہے جو لوگ مہر کی بڑی بڑی رقمیں تو مقرر کر دیتے ہیں لیکن ادائیگی عمر بھر نہیں کرتے۔وہ حقیقت میں مقروض مرتے ہیں۔مہر کی رقم بیوی کا قرضہ ہے اسے ضرور ادا کرنا چاہیے۔بعض لوگ صاحب حیثیت ہوتے ہوئے بھی بالکل معمولی مہر باندھتے ہیں۔اور بہانہ شرعی مہر کا بناتے ہیں۔یہ طرز عمل درست نہیں۔خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہر ایک بیوی کو پانچ سو درہم مہر دیا البتہ حضرت صفیہ کا مہر اس کی آزادی کو قرار دیا حضرت ام حبیبہ ہمشیرہ حضرت معاویہ

کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار سنہری اشرفیاں بطور مہر دیئے۔

ہر شخص مہر کی رقم اپنی حیثیت سے مقرر کرے گا۔ارشاد ربانی ہے:

(مہر) وسعت والے پر اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق (مقرر کرنا لازم ہے)(۱۲۶)۔

دور حاضر میں حضرات شرعی حق مہر ساڑھے بتیس روپے مقرر کرتے ہیں۔اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق آپ ﷺ کی بیویوں کے لئے جو مہر مقرر فرمایا تھا وہ ساڑھے بارہ اوقیہ تھا۔(ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ پورے پانچ سو درہم ہوتے تھے)(۱۲۷)۔

ایک مرتبہ حضرت عمر مہر کی شرعی حد مقرر کرنے لگے تو محفل سے اٹھ کر ایک عورت نے کہا۔اللہ نے فرمایا ہے کہ "اگر کوئی دولت کا ڈھیر بھی مہر دے سکتا ہے تو دے"(۱۲۸)۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ کون ہوتے ہیں اس کی حد مقرر کرنے والے۔تب حضرت عمر نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا

"اب میں کہتا ہوں کہ جو شخص اپنے مال میں سے جتنا چاہے اپنی خوشی سے مہر مقرر کرے اور دے میں نہیں روکتا"(۱۲۹)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی۔اس آیت میں بیشک قنطار کا دینا بھی جائز رکھا ہے جو ایک غیر محدود مقدار ہے۔مگر ﴿اٰتَیْتُم﴾ کا لفظ بڑھا کر دوسری جگہ ﴿واتوا النساء صدقٰتِھن نحلۃ﴾ کا یہ حکم دے کر صاف بتا دیا کہ مہر دینے کی چیز ہے۔ایسا مہر باندھنا جو دے نہیں سکتا۔خلاف قرآن وشریعت ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ہے:

"The Sharia lays down no maximum or minimum for the amount

of the Mahr, But limitation were introduced by the various law-school. The Hanafies and Shafiais insist upon ten Dirhems a minimum and Malikis Three Dirhams the difference in the amount fixed depends on the economics conditions in different countries where Madhhabs in question prevail" (130).

ترجمہ: شریعت میں مہر کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ رقم کا تعین نہیں کیا گیا۔لیکن مختلف مسالک نے اس کی حد بندیاں کی ہیں۔حنفی اور شافعی فقہاء دس درہم کو کم سے کم قرار دیتے ہیں۔لیکن مالکی تین درہم کو اور یہ فرق مختلف ملکوں میں جہاں ان مسالک کو ختیار کیا گیا ہے وہاں کے معاشی حالات کے مطابق الگ الگ ہے۔

جہاں تک اس کی مقدار کا تعلق ہے۔تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کی کثرت کی کوئی حد نہیں تاہم اس کے اقل یا کم از کم کے درمیان ان کا اختلاف واقع ہوا ہے۔

امام شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، اسحاقؒ اور مدینہ کے تابعین فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس کے کم از کم کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔وہ شے جو کسی چیز کی قیمت ہوسکتی ہے۔وہ مہر میں دی جاسکتی ہے۔یہی رائے امام مالک کے اصحاب میں ابن وہب کی ہے۔

جمہور نے اس کی حد مقرر کی ہے۔وہ دو گروہ ہیں۔ایک امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے اور دوسرا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا ہے۔

امام مالک کی رائے میں مہر کم از کم ربع دینار ہے۔(طلائی دینار کا ایک چوتھائی) یا چاندی کے تین درہم ہیں۔یا پھر وہ چیز جن کی قیمت تین درہم کے برابر ہے۔

امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ: مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔بعض نے پانچ درہم بھی کہا ہے۔اور بعض نے چالیس درہم بھی کہا ہے(۱۳۱)۔

کوئی مہر دس درہم سے کم نہ ہوگا (۱۳۲)۔

امام شافعی کی رائے:

اور کم از کم مہر دس درہم ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ جو رقم بیع میں ثمن بن سکتی ہے وہ مہر بھی بن سکتی ہے۔ اور مہر چونکہ عورت کا حق ہے۔ لہذا اس اانداز ہ کرنا (یعنی مہر کی مقدار مقرر کرنا) بھی عورت کا کام ہوگا (۱۳۳)۔

شریعت نے یہ حق اس لئے واجب کیا ہے کہ عورت کے شرف واحترام کا اظہار ہو جو موزوں اور مناسب ہو۔ وہ دس درہم ہے۔ جس کا استدلال نصاب سرقہ کیا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں مگر کم سے کم دس درہم کی چوری پر اور حق مہر نہ ہو مگر کم سے کم دس درہم'' (۱۳۴)۔

۸۔۲۔۳۔۴ تفردات حضرت عائشہ صدیقہؓ

۱۔۸۔۲۔۳۔۴ رضاعت سے حرام ہونے والے رشتوں کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((رضاعت سے ہر وہ رشتہ حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے ہوتا ہے))(۱۳۵)۔

لغت میں رِضاع اور رَضاع دونوں طرح ہے۔ اور اس کے معنٰی ہیں۔ ''عورت کا پستان چوسنا''۔

اصطلاح فقہ میں اس کے معنٰی ''عورت کے پستان سے مدت رضاعت میں بچہ کے پیٹ میں دودھ پہنچنا خواہ منہ کے ذریعہ دودھ چوسے یا بچہ کی ناک کے ذریعہ دودھ پہنچایا جائے۔

لہذا مدت رضاعت میں بچہ خود دودھ چوسے یا اس کے حلق میں دودھ ٹپکایا جائے یا ناک کے راستہ اس کے پیٹ میں دودھ پہنچایا جائے۔ ان سب طریقوں سے رضاعت ثابت ہو جائیگی۔ اس کے علاوہ کسی اور سوراخ سے ڈالا گیا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی (۱۳۶)۔

دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے تمام اصول اور فروع حرام ہو جاتے ہیں۔ خواہ وہ نسباً اصول وفروع ہوں یا رضاعاً حتی کہ اگر دودھ پلانے والی کے ہاں اس کے موجودہ شوہر سے یا کسی

اورشوہر سے اولاد ہوخواہ دودھ پلانے سے پہلے ہو یا دودھ پلانے کے بعد ہو۔ یا وہ کسی اور بچہ کو دودھ پلائے یا دودھ پلانے والی کے شوہر کی کسی اور بیوی سے اولاد ہو خواہ اس کو دودھ پلانے سے پہلے ہو یا بعد۔ تو یہ سب دودھ پینے والے کے بھائی اور بہن ہیں۔ اور ان کی اولاد اس کے بھائیوں اور بہنوں کی اولاد ہیں۔ دودھ پلانے والی کے شوہر کا بھائی اس کا چچا ہے۔ اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہے۔ اور دودھ پلانے والی کا بھائی اس کا ماموں ہے۔ اور بہن اس کی خالہ ہے۔ اسی طرح دادا اور دادی اور نانا اور نانی کے رشتے ہیں۔ رضاعت کی وجہ سے سسرالی رشتوں کی حرمت بھی موجود ہوتی ہے۔ حتی کہ دودھ پلانے والی کے شوہر کی بیوی دودھ پینے والے پر حرام ہے۔ اور دودھ پینے والے کی بیوی اس کے رضاعی باپ پر حرام ہے(۱۳۷)۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ دودھ پینے والا، دودھ پلانے والی کا محرم ہے۔ اس کے ساتھ اس کا نکاح دائمی طور پر حرام ہے۔ اس کو دیکھنا اس کے لئے حلال ہے۔ اور اس کے ساتھ خلوت جائز ہے۔ اور اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن نسب کے تمام احکام جاری نہیں ہوتے۔ ان کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوتی۔ نہ ان میں سے کسی کا دوسرے پر نفقہ واجب ہے۔ اور اس پر بھی اجماع ہے کہ دودھ پینے والے اور دودھ پلانے والی کی اولاد بھی ایک دوسرے پر حرام ہے(۱۳۸)۔

۲۔۸۔۲۔۳۔۴ رضاعت میں مرد کا تعلق

ترجمہ: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ افلح ابوالقیس کے بھائی آئے۔ اور مجھ سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ ابوقیس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد تھے۔ آپ نے انہیں اجازت نہ دی۔ اس کا ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ یا رسول اللہ افلح ابوالقیس کے بھائی نے مجھ سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ اور میں نے اجازت نہیں دی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے منع کیا کہ تو اپنے چچا کو اجازت نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے ابوقیس نے دودھ نہیں پلایا۔ بلکہ مجھے اس کی عورت نے دودھ پلایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب بھی آئے اس کو اجازت دے دے۔ کیونکہ وہ تیرا چچا ہیں(۱۳۹)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ رضاعت کے حکم میں مرد کی بھی تاثیر ہے۔ رضاعی چچا سے پردہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان سے پردہ مت کرو۔ کیونکہ جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

۳۔۸۔۲۔۳۔۴ مقدار رضاعت

ترجمہ: عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو حذیفہ کی عورت کو حکم دیا کہ وہ سالم کو پانچ قطرے دودھ پلادے تو تیری رضاعت میں داخل ہو جائے گا (یعنی تو اس کی رضاعی ماں بن جائیگی یا وہ تمہارا رضاعی بیٹا بن جائیگا) (۱۴۰)۔

دوسری روایت ہے:

تو اسے دس چسکیاں دودھ پلادے۔ وہ تیرا بیٹا بن جائے گا (۱۴۱)۔

بظاہر دو روایات میں تضاد نظر آتا ہے۔ مگر اس کی وضاحت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت سے ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پہلے قرآن مجید میں یہ نازل ہوا تھا۔ کہ دس چسکیوں سے حرمت لازم آتی ہے پھر وہ منسوخ ہو گیا۔ پھر پانچ چسکیوں سے حرمت کا حکم ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک قرآن مجید میں اسطرح پڑھا جاتا تھا (۱۴۲)۔

لہٰذا دس چسکیوں اور پانچ چسکیوں میں کوئی تضاد باقی نہ رہا۔ کیونکہ جب سہلہ پہلی دفعہ آئیں۔ تو ابھی دس چسکیوں کا حکم تھا۔ پھر دوبارہ آئیں تو پانچ چسکیوں کا حکم آچکا ہوگا۔ لہٰذا دونوں روایتوں میں کوئی تضاد باقی نہ رہا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ایک یا دو بار دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ جب تک پانچ بار دودھ نہ پلایا جائے حرمت عائد نہیں ہوگی۔

حنفیہ کہتے ہیں:

محض دودھ پلا دینے سے حرمت عائد ہو جائے گی۔ خواہ زیادہ ہو یا کم محض ایک قطرہ (۱۴۳)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک ایک یا دو چسکی سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

۴۔۸۔۲۔۳۔۴ بچہ صاحب فراش کا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

حضرت سعد بن اُبی وقاص اور حضرت عبداللہ بن زمعہ کا ایک بچہ میں جھگڑا ہوا۔ حضرت سعد نے کہا یا رسول میرے بھائی عتبہ بن اُبی وقاص کا لڑکا ہے۔ میرے بھائی نے مجھے یہ وصیت کی تھی۔ کہ یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کی عتبہ کے ساتھ مشابہت ملاحظہ فرمالیں۔ اور حضرت عبداللہ بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے۔ میرے والد کے بستر پر ان کی باندی سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ عتبہ بن ابی وقاص سے بہت مشابہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عبد! یہ لڑکا تمہارا (بھائی) ہے۔ بچہ اس کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو۔ اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ اور اے سودہ بنت زمعہ! تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت سودہ کو پھر اس لڑکے نے کبھی نہیں دیکھا (۱۴۴)۔

زمعہ بن قیس اُم المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ کے والد تھے۔ ان کی لونڈی زمانہ جاہلیت کی لونڈیوں کی طرح تھی۔ زمعہ بھی اس سے وطی کرتے تھے۔ وہ حاملہ ہوگئی۔ جس کے بارے میں یہ گمان کیا گیا کہ یہ حضرت سعد بن اُبی وقاص کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا حمل ہے۔ عتبہ حالت کفر میں مرگیا تھا۔ اس نے مرنے سے پہلے اپنے بھائی حضرت سعد سے وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی سے جو بچہ پیدا ہو اس کو میرے نسب کے ساتھ لاحق کر دینا۔ فتح مکہ کے بعد جب حضرت سعد نے اس بچہ کو اپنے بھائی کے نسب کے ساتھ لاحق کرنا چاہا تو زمعہ کے بیٹے عبداللہ بن زمعہ نے اختلاف کیا۔ حضرت سعد زمانہ جاہلیت کی رسم کے مطابق کہتے تھے کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اور اس نے مرنے سے پہلے اس کی وصیت کی ہے۔ اور عبداللہ بن زمعہ کہتے تھے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ ان کا استدلال اسلام کے اس اصول پر مبنی تھا۔

کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے اصول کے مطابق عبداللہ بن زمعہ کے حق میں فیصلہ کردیا ۔اور رسم جاہلیت کو مٹادیا (۱۴۵)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اس کا نسب حقیقۃ عتبہ سے لاحق تھا۔اسی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت سودہ کو حکم دیا کہ اس سے پردہ کرنا۔ورنہ اگر آپ اس کو حقیقۃ زمعہ کا بیٹا قرار دیتے۔تو حضرت سودہ کا حقیقی بھائی ہوتا۔

درحقیقت وہ لڑکا عتبہ بن أبی وقاص کے نطفہ زنا سے پیدا ہوا تھا۔لیکن چونکہ زمعہ بن قیس کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔اس لئے اصول اسلام کے مطابق اس کو عبداللہ بن زمعہ کے حوالے کردیا لیکن وہ حقیقۃ زمعہ کا بیٹا نہیں تھا۔اس کا حکماً بیٹا تھا۔

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔

۴۔۳۔۲۔۸۔۵ استدراکات عائشہ علی الصحابۃ

۴۔۳۔۲۔۹ حرمت متعہ:

ترجمہ:

ابوملیکۃ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عورتوں کے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب موجود ہے۔پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

ترجمہ: ''اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں۔کہ ان پر (محفوظ رکھنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔

البتہ جو اس کے علاوہ کچھ چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں (۱۴۶)۔

ان کا استدلال یہ ہے کہ ممتوعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں داخل ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں ۔لونڈی تو وہ ظاہر ہے کہ نہیں ہے اور بیوی اس لئے نہیں ہے کہ زوجیت کے لئے جتنے قانونی احکام ہیں ان مین

سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ نہ وہ مرد کی وارث ہوسکتی ہے اور نہ مرد اس کا وراث ہوتا ہے۔ نہ اس کے لئے عدت ہے نہ طلاق، نہ نفقہ، نہ ایلا اور ظہار اور لعان وغیرہ۔ بلکہ چار بیویوں کی مقررہ حد سے بھی وہ مستثنیٰ ہے بس جب وہ بیوی اور لونڈی دونوں کی تعریف میں نہیں آتی تو لامحالہ وہ "ان کے علاوہ کچھ اور" میں شمار ہوگی۔ جس کے طالب کو قرآن "حد سے گزرنے والا" قرار دیتا ہے۔

نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہ ہے کہ کہے کسی عورت سے کہ میں تجھ سے اتنی مدت اتنے مال کے بدلے نفع اٹھاؤں گا (۱۴۷)۔

۴۔۳۔۲۔۹۔۱ رضاعت الکبیر کا جواز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم ہمارے ساتھ مکان میں رہتے ہیں وہ دوسرے مردوں کیطرح بالغ ہوگئے ہیں۔ اور مردوں کی باتوں کو سمجھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان کو دودھ پلاؤ۔ تم اس پر حرام ہوجاؤ گی۔ حضرت سہلہ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم اس کے بعد میں نے حضرت ابوحذیفہ کے چہرے پر ناگواری محسوس نہیں کی (۱۴۸)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ رضاعت کبیر جائز ہے۔ مگر آنخضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات نے اس سے انکار کیا ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریمؐ کی تمام ازواج نے اس قسم کی رضاعت کے ساتھ کسی کے گھر آنے سے انکار کیا اور سب نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا اللہ کی قسم یہ ایک خاص رخصت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالم کو عطا فرمائی تھی اور یہ صرف سالم کی خصوصیت تھی۔ اس رضاعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو ہمارے سامنے نہیں لائے نہ ہم اس کو جائز خیال کرتے ہیں (۱۴۹)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ

عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ حضرت سالم کو دودھ پلا دیں کا کہ وہ انکا رضائی بیٹا ہو جائے۔ حالانکہ سالم اس وقت جوان ہو چکے تھے۔ یہ دودھ کیسے پلایا گیا۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں:

عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ کسی ڈراپر قسم کی ڈبیہ یا برتن میں دودھ کی ایک چسکی ڈالی جاتی۔ اور پانچ دن تک روزانہ اس میں سے حضرت سالم کو ایک قطرہ پلایا جاتا (۱۵۰)۔

جمہور صحابہ، تابعین اور مجتہدین کا یہ نظریہ ہے کہ اس سے حکم عام مستنبط نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ہر بالغ مرد کو عورت اپنا دودھ پلا کر بیٹا بنالے۔ یہ صرف حضرت سہلہ بنت سہیل کے لئے رخصت تھی اور حضرت سالم کی خصوصیت تھی البتہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اجتہاد سے اس کو حکم عام سمجھا اور باقی ازواج نے بھی اس مسئلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موافقت نہیں کی۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ''رضاعت بھوک سے ہوتی ہے'' (۱۵۱)۔

یعنی جب دودھ پینے سے بھوک مٹ سکے۔ اور یہ دو یا ڈھائی سال کی عمر تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد بھوک کھانے سے مٹتی ہے۔ نیز حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رضاعت سے حرمت اس وقت تک ثابت ہوتی ہے جب پستان کا دودھ بچہ کی انتڑیوں میں تختی سے پہنچے (یعنی اس کی غذا بنے) اور یہ اس کے کھانا کھانے کی عمر سے پہلے))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے سنن ابو داؤد، مسند طیالسی اور سنن دارقطنی میں اسی مضمون کی روایات ہیں۔ اور تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ بالغ کو اگر کوئی عورت دودھ پلائے تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

ابن حزم اور ابن تیمیہ نے اس اجماع کی مخالفت کی ہے۔ بالغ کو دودھ پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ بوڑھا ہو جیسا کہ بچہ کو دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی اور ان میں کوئی فرق نہیں (۱۵۲)۔

شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رضاعت اس وقت معتبر ہوگی جب بھوک مٹا سکے۔ لیکن حضرت عائشہؓ کی رائے یہ تھی۔ کہ جب دودھ پلانے سے مقصود غذا ہو۔ اور دو سال کے اندر دودھ پلایا جائے تو حرمت رضاعت ہوگی۔ اگر دو سال کے بعد دودھ پلانے سے مقصود غذا نہ ہو بلکہ کسی ضرورت کی وجہ سے رشتہ رضاعت ثابت کرنا ہو تو دو سال کے بعد بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ کیونکہ ضرورت کی وجہ سے کئی ایسی چیزیں جائز ہو جاتی ہیں جو بلا ضرورت جائز نہیں ہوتیں۔ اور یہ قول لائق توجہ ہے (۱۵۳)۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ

داؤد ظاہری کا بھی یہی موقف ہے کہ بالغ دودھ پینے سے محرم ہو جاتا ہے (۱۵۴)۔

اگر ضرورت ہو تو یہ جائز ہے اور بہت سے مسائل کا حل ہے۔

۴۔۳۔۳ طلاق

۴۔۳۔۳۔۱ طلاق کے لغوی معنی:

طلاق کا مادہ طلق ہے۔ لغت میں قید (بندش) کو کھول دینے کے ہیں (۱۵۵)۔

نکاح کا گرہ کھول دینا، ترک کر دینا، چھوڑ دینے کے ہیں (۱۵۶)۔

۴۔۳۔۳۔۲ طلاق کے اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں اس کے معنی نکاح کا زائل ہو جانا۔ مطلب یہ ہے کہ عقد نکاح جاتا رہے کہ آئندہ کے لئے بیوی اس پر حرام ہو جائے (۱۵۷)۔

الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا از روئے مال نکاح کی قید اٹھا دینا۔ طلاق ہے۔

الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مادہ طلاق پر صراحۃً یا کنایۃً مشتمل ہوں۔ اس میں خلع بھی شامل ہے۔ اور نامردی اور لعان کی وجہ سے قاضی کی تفریق بھی شامل ہے۔ طلاق بائنہ کی وجہ سے

نکاح کی قید فی الفور اٹھ جاتی ہے۔ اور طلاق رجعی کیوجہ سے نکاح کی قید ازروئے مال اٹھ جاتی ہے(۱۵۸)۔

اسلام میں اپنی منکوحہ سے علیحدگی اختیار کرنے کا ایک شرعی طریقہ ہے۔

۳۔۳۔۳۔۴ طلاق کی مشروعیت:

اسلام کا منشا یہ ہے کہ جو لوگ رشتہ نکاح میں منسلک ہوجائیں۔ ان کے نکاح کو قائم اور برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔ اور اگر کبھی ان کے درمیان اختلاف یا نزاع پیدا ہو تو رشتہ دار اور مسلم سوسائٹی کے ارباب حل وعقد اس اختلاف کو دور کر کے ان میں صلح کرالیں۔ اور اگر ان کی پوری کوشش کے بعد زوجین میں صلح نہ ہوسکے اور یہ خطرہ ہو کہ اگر بدستور نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ اور نکاح کے مقاصد فوت ہوجائیں گے تو ان کی عدم موافقت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

۴۔۳۔۳۔۴ صرف ناگزیر حالت میں طلاق دی جائے:

قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ اگر شوہر کو بیوی ناپسند ہو پھر بھی وہ اس سے نباہ کرنے کی کوشش کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کے ساتھ رہو۔ اور اگر تم کو وہ ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کردے(۱۵۹)۔

ارشاد گرامی ہے:

''حضرت محارب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے، ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ

ناپسندیدہ ہے''(۱۶۰)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریمؐ نے فرمایا:

ترجمہ: ''حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے''(۱۶۱)۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلامی ہدایات یہ ہیں کہ طلاق صرف ان حالات میں دی جائے جب نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ ورنہ شوہر پر لازم ہے کہ اختلاف کی صورت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے۔ طلاق اگر ناگزیر ہو جائے تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ پر طلاق دے۔

۴۔۳۔۳۔۵ طلاق کی اقسام:

احسن۔

حسن۔

بدعی۔

طلاق دینے والے کو چاہیے کہ وہ طلاق کے احسن طریقہ کو اختیار کرے۔ یا پھر حسن کو، طلاق بدعی سے احتراز کرے اگرچہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے مگر گناہ ہے۔

۴۔۳۔۳۔۵۔۱ طلاق احسن:

احسن طلاق کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مجامعت بھی نہ کی ہو تو ان ایام میں صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

''جو شخص طلاق دینے کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ ایک طلاق دے۔ پھر چھوڑ دے کہ عورت

تین حیض گزارے"(۱۶۲)۔

حضرت علیؓ سے بھی روایت ہے آپؓ نے فرمایا:

"اگر لوگ طلاق کی حد کو پہنچ جائیں تو کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے ۔ پھر تین ماہواریاں گزارنے تک چھوڑ دے تو وہ اپنی طلاق پر نادم نہیں ہوگا"(۱۶۳)۔

حضرت ابراہیم نخعی نے بیان کیا:

"صحابہ کرامؓ اس کو مستحب جانتے تھے کہ بیوی کو ایک طلاق دی جائے پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے"۔

طلاق احسن کا فائدہ یہ ہے کہ تین ماہواریوں تک مرد کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع مل جاتا ہے اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو تو اسے بھی اپنے مطالبے پر غور کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔اور عین ممکن ہے کہ عورت اپنا ارادہ ترک کر دے۔

بالفرض مرد دورانِ عدت رجوع نہ بھی کرے پھر بھی عدت گزرنے کے ساتھ صرف نکاح ختم ہوتا ہے۔طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوتی کہ طلاق مغلظہ کے بعد سوائے حلال شرعیہ کے نکاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔عدت کے بعد اگر حالات سازگار ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔حلالہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

۲۔۵۔۳۔۳۔۴ طلاق حسن:

طلاق حسن کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے پاک ہو۔اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو۔ان ایام میں پہلی طلاق دے اس کے بعد ایک ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کیے پاکیزگی کے اس دور میں دوسری طلاق دے دے پھر جب ایک ماہواری اور گزر جائے تو بغیر مقاربت کئے پاکیزگی کے اس دور میں تیسری طلاق دے دے اسے طلاق سنت بھی کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ:

''طلاق سنت یہ ہے کہ مرد عورت کو ہر طہر (پاکیزگی کے زمانہ) میں ایک طلاق دے گا''(۱۶۴)۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:

''سنت یہ ہے کہ جب ماہواری سے پاکیزگی کا دور آئے تو ہر ماہواری کے بعد پاکیزگی کے دور میں ایک طلاق دے''(۱۶۵)۔

اگر کوئی شخص حسن طریقے سے طلاق دیتا ہے تو تیسری طلاق دینے تک اپنے فیصلہ پر غور و فکر کا موقع میسر آتا ہے۔ مرد جب پہلی طلاق دے گا اور ماہواری کے وقفے کے بعد دوسری طلاق دے گا تو عورت کو یقین ہو جائے گا کہ میرے شوہر نے پہلی طلاق کے بعد اگر دوسری طلاق بھی دے دی تو تیسری طلاق دینے سے بھی باز نہیں آئے گا۔ اگر وہ اپنے گھر کو آباد رکھنا چاہتی ہوگی تو اپنی روش بدل لے گی۔

۳۔۵۔۳۔۳۔۴ طلاق بدعی

۱۔۳۔۵۔۳۔۳۔۴ طلاق بدعی کی صورتیں:

اس کی تین صورتیں ہیں:

۲۔۳۔۵۔۳۔۳۔۴ پہلی صورت:

ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دینا۔

حضرت محمود بن لبید بیان کرتے ہیں:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شخص کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک وقت تین طلاقیں دے دی ہیں۔ تو آپؐ غضب ناک حالت میں کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا: میرے

سامنے اللہ کی کتاب کو کھیل بنایا جارہا ہے، حتی کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اسے قتل نہ کروں" (۱۶۶)

حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس نے غصہ میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں۔ آپؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا ہے"۔ اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈرا۔ میں تیرے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی (۱۶۷)۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:

"اگر تم نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تجھے طلاق دینے کا جس طریقہ سے حکم دیا تو نے اس کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی" (۱۶۸)۔

۳۔۳۔۵۔۳۔۳۔۴ دوسری صورت:

عورت کی ماہواری یا خون ولادت کے ایام میں طلاق دینا۔ ماہواری کے ایام میں طلاق دینا ممنوع ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو" (۱۶۹)۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:

"انہوں نے عہدِ رسالت میں اپنی بیوی کو ماہواری کی حالت میں ایک طلاق دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس طلاق سے رجوع کریں۔ پھر ماہواری ختم ہونے تک بیوی کو رکھیں پھر جب ماہواری سے پاک ہو جائے تو ایک حیض گزرنے تک اسے مہلت دیں۔ اور پھر جب وہ اس دوسری ماہواری سے پاک ہو جائے اور وہ اس کو طلاق دینا چاہیں تو ماہواری سے پاکیزگی کے اس دور میں طلاق دیں بشرطیکہ پاکیزگی کے اس دور میں بیوی سے مجامعت نہ کی ہو۔ اور یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ

نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے‘‘(۱۷۰)۔

۴۔۳۔۳۔۵۔۳۔۴ تیسری صورت

پاکیزگی کے جن ایام میں مجامعت کی ہو ان ایام میں طلاق دینا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عمرؓ سے فرمایا:

’’اگر تو طلاق دینا چاہے تو مقاربت سے قبل طلاق دے‘‘(۱۷۱)۔

لہٰذا پاکیزگی کے جس دور میں مجامعت کی ہو اس میں طلاق دینا بدعت ہے۔

تیسری طلاق آخری حد ہے۔ اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لئے تیسری طلاق دینے سے قبل غور وفکر کرنے کا موقع احسن اور حسن طریقہ پر طلاق دینے کی صورت میں میسر آتا ہے۔ بیک کلمہ یا بیک وقت یا بیک مجلس یا بیک طہر تینوں طلاقیں دینے میں یہ موقع نہیں ملتا پھر سوائے ندامت، پشیمانی و پریشانی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

طلاق بدعی دینا گناہ ہے اور دینے والا گنہگار ہوتا ہے چاہے تینوں صورتوں میں سے کسی صورت پر بھی دے لہٰذا اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو احسن اور حسن طریقہ پر طلاق دی جائے۔ یہی دو طریقے جواز کے ہیں۔ اور تیسرا طریقہ (طلاق بدعی) کا عدم جواز کا ہے۔ اگر چہ اس طریقہ پر دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۶۔۳۔۳۔۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فقہی آراء:

۱۔۶۔۳۔۳۔۴ طلاق دو مرتبہ ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص اپنی بیوی کو جتنی بار چاہتا طلاقیں دے دیتا اور پھر عدت کے دوران رجوع کر لیتا۔ تو وہ اس کی بیوی رہتی۔ اگر چہ

اس نے سو بار یا اس سے زیادہ مرتبہ طلاقیں ہی کیوں نہ دی ہوتیں۔ یہاں تک کہ ایک آدمی نے اپنے بیوی سے کہا خدا کی قسم! میں تمہیں کبھی طلاق نہ دوں گا۔ تا کہ تو مجھ سے جدا نہ ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود تجھ سے کبھی نہیں ملوں گا۔ اس نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا اس طرح کہ میں تجھے طلاق دوں گا۔ اور پھر جب تمہاری عدت پوری ہونے والی ہوگی تو میں رجوع کرلوں گا۔ وہ عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور انہیں بتایا۔ تو وہ خاموش رہیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہؐ تشریف لائیں اور انہیں یہ واقعہ سنایا گیا۔ لیکن نبی کریمؐ خاموش رہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''طلاق دو ہی مرتبہ ہے۔ اس کے بعد یا تو قاعدے کے مطابق رکھ لو یا احسن طریقے سے چھوڑ دو''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد لوگوں نے طلاق کا حساب رکھنا شروع کر دیا۔ جو طلاق دے چکے تھے انہوں نے بھی اور جنہوں نے نہیں دی تھی انہوں نے بھی (۱۷۲)۔

اس کا ثبوت قرآن پاک سے ملتا ہے ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''طلاق دو ہی مرتبہ ہے'' (۱۷۳)۔

ایک بہت بڑی معاشرتی خرابی جو عرب جاہلیت میں رائج تھی اس کی اصلاح کی گئی ہے۔ عرب میں قاعدہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو بے حد و حساب طلاق دینے کا مجاز تھا۔ جس عورت سے اس کا شوہر بگڑ جاتا۔ اس کو وہ بار بار طلاق دے کر رجوع کرتا رہتا تھا۔ تا کہ نہ تو وہ غریب اس کے ساتھ بس ہی سکے اور نہ اس سے آزاد ہو کر کسی اور سے نکاح ہی کر سکے۔ قرآن مجید کی یہ آیت اسی ظلم کا دروازہ بند کرتی ہے۔ اس آیت کی رو سے ایک مرد رشتہ نکاح میں اپنی بیوی پر حد سے حد دو ہی مرتبہ طلاق رجعی کا استعمال کر سکتا ہے۔ جو شخص اپنی منکوحہ کو دو مرتبہ طلاق دے کر اس سے رجوع کر چکا ہو وہ اپنی عمر میں جب کبھی اس کو تیسری بار طلاق دے گا عورت اسے مستقل طور پر جدا ہو جاتی ہے۔

۴-۳-۳-۶-۱-۱ طلاق کا صحیح طریقہ:

طلاق کا صحیح طریقہ جو قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ عورت کو حالت طہر میں ایک مرتبہ طلاق دی جائے۔ اگر جھگڑا ایسے زمانے میں ہوا ہو جبکہ عورت ایام ماہواری میں ہو تو اسی وقت طلاق دے بیٹھنا درست نہیں ہے۔ بلکہ ایام سے اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ پھر ایک طلاق دینے کے بعد اگر چاہے تو دوسرے طہر میں دوبارہ ایک طلاق اور دے ورنہ بہتر یہی ہے کہ پہلی طلاق کا اکتفاء کرے۔ اس صورت میں شوہر کو یہ حق حاصل رہتا ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے پہلے جب چاہے رجوع کرے۔ اور اگر عدت گزر بھی جائے تو دونوں کے لئے موقع باقی رہتا ہے۔ پھر باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرلیں۔ لیکن تیسرے طہر میں تیسری بار طلاق دینے کے بعد نہ تو شوہر کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور نہ اس کا ہی موقع رہتا ہے کہ دونوں کا پھر نکاح ہوسکے۔ رہی یہ صورت کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جائیں جیسا کہ آج کل لوگوں کا طریقہ ہے یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔ حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہے اس کو آپ درے لگاتے تھے۔ تاہم گناہ ہونے کے باوجود آئمہ اربعہ کے نزدیک تینوں واقع ہوجاتی ہیں۔ اور طلاق مغلظ ہوجاتی ہے۔

دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد دو اختیار ہیں:

خواہ (یہ کہ صحبت کر کے عورت کو) قاعدہ کے مطابق رکھ لے خواہ (یہ کہ رجعت نہ کرے عدت پوری ہونے دے) اور اس طرح اچھے طریقے سے اس کو چھوڑ دے۔

۴-۳-۳-۶-۲ حلالہ کے لئے ہمبستری شرط ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دے دی۔ اور اس نے کسی اور شخص سے نکاح کرلیا۔ اور اس کے ساتھ خلوت کرلی۔ لیکن جماع کرنے سے قبل ہی طلاق دے دی کیا وہ اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال

ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وہ پہلے خاوند کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جبتک کہ وہ دوسرے کا مزہ نہ چکھ لے اور وہ مرد اس کا مزہ نہ چکھ لے))(۱۷۴)۔

دوسری روایت میں ہے:

رفاعہ کی بیوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے بتایا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی۔ اس نے مجھے طلاق دے دی اور طلاق کا پورا کورس ختم کر دیا (یعنی) اس نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ تو اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے نکاح کر لیا۔ لیکن وہ بالکل از کار رفتہ ہے (یعنی نکاح کا جو مقصد ہوتا ہے وہ اس کے قابل نہیں ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کیا یہ چاہتی ہے کہ پھر رفاعہ کے نکاح میں چلی جائے۔ اس نے کہا ہاں۔ میں چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم دونوں میں باہم صحبت کا عمل نہ ہو جائے (۱۷۵)۔

ان احادیث سے یہ فقہی نکتہ نکلتا ہے کہ حلالہ کے لئے ہمبستری شرط ہے ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے''(۱۷۶)۔

اس آیت کریمہ میں ''تنکح''، یعنی لفظ نکاح مذکور ہے اور یہاں نکاح بمعنی جماع ہے۔ کیونکہ فرمان ہے'' نکاح کرے دوسرے شوہر سے'' اور دوسرا شخص شوہر جبھی ہو گا کہ اس سے صحیح عقد کرے۔ اور عقد کے معنی تو لفظ زوج کے اطلاق سے حاصل ہو گئے۔ لہٰذا آیت کریمہ کا مطلب یہی ہو گا کہ تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہ ہو گی جبتک دوسرے شوہر سے نکاح اور دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

لہٰذا حلالہ میں زوج ثانی کا جماع کرنا شرط ہے۔ کیونکہ قرآن سے سابق شوہر کے لئے مطلقہ

ثلاثہ کے حلال ہونے کے لئے ﴿حتی تنکح زوجًا غیرہ﴾ کی شرط لگائی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح اور صریح الفاظ میں نکاح کا معنی ومطلب قربت وجماع قرار دیا ہے۔ کیونکہ جب حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی تمیمہ جسے رفاعہ نے تین طلاقیں دی تھیں۔ پھر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے نکاح کر لیا تھا اور وہ وظیفہ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ نکلے تو وہ اپنے سابق شوہر سے نکاح کرنا چاہتی تھیں انہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے سابق شوہر رفاعہ قرظی سے اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتیں جب تک تم اور تمہارے شوہر وظیفہ زوجیت کی لذت نہ پالو۔ لہٰذا قرآن وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کے شوہر اول پر حلال ہونے کے لئے شوہر ثانی کا صرف عقد نکاح کرنا کافی نہیں بلکہ بعد نکاح صحیح جماع بھی شرط ہے۔

۳۔۶۔۳۔۳۔۴ مطلقہ کی عدت تین قروء ہے:

حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ کو اس وقت عدت سے اٹھا دیا تھا جس وقت ان کے تیسرے حیض کے خون کا آغاز ہوا تھا۔

حضرت ابن شہاب نے فرمایا ہے۔ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے پاس تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے کہا ''حضرت عروہ نے سچ فرمایا ہے''۔ لوگوں نے اس کے متعلق حضرت ام المؤمنین سے جھگڑا شروع کیا انہوں نے کہا۔ ارشاد ربانی ہے ﴿ثَـلاثَةَ قُـرُوءٍ﴾ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا ''تم نے سچ کہا ہے کیا تم جانتے ہو کہ اقراء سے کیا مراد ہے۔ اقراء سے مراد اطہار (طہر) ہیں (۱۷۷)۔

اقراء قرء کی جمع ہے۔ قروء کی تفسیر میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک قروء سے مراد طہر ہے اور تین اطہار گزرنے پر عدت ختم ہو جائے گی ۔ امام شافعی اور امام مالک کا نقطہ نظر یہی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی دوسری جماعت کے نزدیک قروء سے مراد حیض ہیں۔ خلفاء اربعہ، عبادلہ ثلاثہ، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، عبادہ بن ثامت، ابو

موسی اشعری کا یہ مذہب ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ مسئلہ عہدِ صحابہ سے لیکر متاخرین علماء تک مختلف فیہ ہے۔

۱۔۳۔۶۔۳۔۳۔۴ پہلی دلیل:

علماء احناف نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ آیت کریمہ ثلاثۃ قروء میں قروء سے مراد حیض ہے۔ اور عدت کا اختتام تیسرے حیض سے غسل کر لینے پر ہوگا۔

یہ موقف اس حدیث شریف کے موافق ہے:

((لونڈی کی طلاقیں دو ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں))(۱۷۸)۔

ورنہ لونڈی کی عدت دو طہر ہوتی نہ کہ دو حیض۔ کیونکہ لونڈی کی عدت آزاد عورت کی عدت کے نصف ہے۔ اور جب حیض میں تجزی ممکن نہیں تو ڈیڑھ کی بجائے دو حیض قرار دیئے گئے۔

۲۔۳۔۶۔۳۔۳۔۴ دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں تمام عورتوں کے لئے عام حکم یہ فرمایا:

ترجمہ: ''اور طلاق دی ہوئی عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین قروء تک''(۱۷۹)۔

۳۔۳۔۶۔۳۔۳۔۴ تیسری دلیل:

طلاق سنت وہ طلاق ہے جو حالت طہر میں دی جائے۔ اگر قروء سے مراد طہر لیا جائے تو پھر طہر وہ جس میں طلاق واقع ہوئی ہوا گر اسے شمار کر لیا جائے تو مجموعہ تین قروء سے کم ہوگا۔ اور اگر اسے شمار نہ کیا جائے تو مجموعہ تین قروء سے بڑھ جائے گا۔ اور یہ بات آیت کریمہ کے خلاف ہے۔ لیکن اس کے برعکس جب قروء کو حیض پر محمول کیا جائے تو یہ اشکال وارد نہیں ہوتا اور ثلاثہ کے لفظ پر مکمل عمل ہو جاتا ہے۔

قروء سے حیض مراد لینے کا نظریہ خلفائے اربعہ، اور اکابر صحابہ کا مذہب ہے۔ لہٰذا اس کو قبول کرنا

صغار صحابہ کے قول کی بنسبت اولی ہے۔

احناف کے نزدیک عدت کا اختتام اس وقت ہوگا جب مطلقہ تیسرے حیض کے خون سے غسل کرے گی۔
حضرت ابراہیم نخعی سے روایت ہے:

ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو طلاق رجعی دی۔ پھر چھوڑ دیا۔ حتی کہ اس کے تیسرے حیض کا خون منقطع ہوگیا وہ غسل خانے داخل ہوئی غسل کے لئے پانی قریب کیا تو اس کا خاوند اس کے قریب گیا اور کہنے لگا میں نے تجھ سے رجوع کرلیا تھا۔ اس عورت نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھا اس وقت وہاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے رائے طلب کی تو انہوں نے کہا میرے نزدیک وہ شوہر ہی رجوع کا زیادہ مستحق ہے۔ جب تک عورت تیسرے حیض سے غسل نہیں کرلیتی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میری رائے بھی یہی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کا نقطہ نظر بھی یہی ہے۔ امام شعبی نے تیرہ صحابہ کرامؓ سے یہی موقف اختیار کیا ہے(۱۸۰)۔

۴۔۳۔۳۔۶۔۴ تین افراد کا طلاق دینا معتبر نہیں:

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((تین آفراد سے قلم اٹھا دی گئی۔ سونے والے جاگنے تک اور بچے سے بڑے ہونے تک، دیوانے سے سیانے ہونے یا اچھا ہونے تک))(۱۸۱)۔

نابالغ، مجنون، یا سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس روایت کی تصدیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((صغیر (بچے) اور مجنون اور سونے والے سے قلم اٹھایا جاتا ہے))(۱۸۲)۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے، سونے والے اور مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

تابعین کے نزدیک غلام کا عمل:

ہم نے تابعین میں سے امام شعبیؒ، حسن بصریؒ اور ابراہیم نخعیؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ:

''بچہ جب تک بالغ نہ ہو، اس کی طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) جائز نہیں یعنی وہ طلاق دے گا تو واقع نہ ہوگی۔ اس طرح اگر وہ کسی غلام یا باندی کو آزاد کرے گا وہ آزاد نہ ہوں گے'' (۱۸۳)۔

معتوہ مجنون کی مثل ہے۔ اس کی طلاق واقع نہ ہوگی جب افاقہ ہو جائے تو عاقل کی مثل ہے۔ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ہر طلاق نافذ ہے سوائے معتوہ (بوہرے) مغلوب العقل کی)) (۱۸۴)۔

اس حدیث میں جواز سے مراد نفاذ ہے (۱۸۵)۔

۱۔۴۔۶۔۳۔۳۔۴ اہل علم کا عمل:

اہل علم صحابہ کرامؓ کا اس پر عمل ہے کہ معتوہ (بوہرے) مغلوب العقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ مگر ایسا بوہرہ جس کے بوہرے پن میں کبھی افاقہ ہوتا ہو تو حالت افاقہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے (۱۸۶)۔

امام ابن ہمام فرماتے ہیں:

بچہ اگرچہ عاقل ہو اور مجنون اور سونے والے اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی (۱۸۷)۔

یہ تین افراد جو اچھا یا بُرا کام کریں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور نہ ہی ان کا حساب کتاب ہے۔ لہٰذا ان کا طلاق دینا بھی درست نہیں۔

۴-۳-۳-۶-۵ جنون میں طلاق نہیں ہوتی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مجبوری میں طلاق اور عتاق نہیں))(۱۸۸)۔

۴-۳-۳-۶-۵-۱: جبراً طلاق دلوانے کا واقعہ اور نبی کریم ﷺ کا فیصلہ:

صفوان بن عمران بیان کرتے ہیں:

ایک شخص سو رہا تھا تو اس کی بیوی اٹھی اور ہاتھ میں چھری لیکر اس کے سینے پر بیٹھ گئی۔ کہنے لگی مجھے تین طلاقیں دو ورنہ میں تجھے ذبح کردوں گی۔ تو اس شخص نے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طلاق میں قیلولہ نہیں ہے(۱۸۹)۔

۴-۳-۳-۶-۵-۲ حضرت عمرؓ کا فیصلہ:

ایک عورت نے جبراً اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اس نے تین طلاقیں دے دیں۔ تو یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اس شخص کی بیوی اس سے جدا کردی(۱۹۰)۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''چار مبہمات مقفلات ہیں جن میں رد نہیں ہوتا۔ وہ چار یہ ہیں: نکاح، طلاق، عتاق (غلام آزاد کرنا) اور صدقہ''(۱۹۱)۔

۴-۳-۳-۶-۵-۳ حضرت ابن عمرؓ کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

حضرت ابن عمرؓ مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز سمجھتے تھے(۱۹۲)۔

تابعین کرام کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

ہشم بن یسار نے امام شعبیؒ تابعی سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ مکرہ (مجبور) کی طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے (۱۹۳)۔ آپ نے فرمایا وہ مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

- ابراہیم نخعی تابعیؒ نے فرمایا: مُکْرَہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے (۱۹۴)۔
- حضرت سعید بن المسیبؒ بھی مُکْرَہ کی طلاق کو جائز قرار دیتے ہیں (۱۹۵)۔
- قاضی شریح کا نکتہ نظر بھی یہی تھا (۱۹۶)۔
- ابوقلابہ بھی اس کو جائز قرار دیتے ہیں (۱۹۷)۔
- امام زہری، قتادہ، اور سعید بن جبیرؒ کے نزدیک مُکْرَہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور یہی اِمام اَبوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے (۱۹۸)۔
- امام نخعیؒ، شعبیؒ اور ثوریؒ نے بھی یہی کہا ہے (۱۹۹)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں لفظ اغلاق استعمال ہوا ہے یعنی اغلاق میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور اغلاق کے معنی اِکراہ (جبر) کے ہیں جو کہ درست نہیں۔

اِمام اَبوداوٗد سلیمان بن اشعث نے اغلاق کی تفسیر غضب کے ساتھ کی ہے۔ اور حدیث جس باب کے تحت ذکر کی اس کا نام رکھا ہے "باب فی الطلاق علی الغیظ" یعنی حالتِ غضب میں طلاق دینے کے بیان میں باب (۲۰۰)۔

اِمام محمد بن اسماعیلؒ نے اغلاق اور اکراہ کو الگ الگ ذکر کیا ہے (۲۰۱)۔

یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اغلاق کے معنی اکراہ (جبر) نہیں ہے۔ اس حدیث کا مطلب اس وقت صحیح نکلتا ہے جب ہم اغلاق کی تفسیر غضب سے کریں۔ اور غضب میں طلاق کہ حکم یہ ہے کہ اس حالت (یعنی غصہ کی حالت) میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

''غصہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے'' (۲۰۲)۔

غصہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک معمولی غصہ جس میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

دوسرا وہ غصہ جس کی شدت جنون اور پاگل پن تک پہنچا دے۔ ایسے غصے میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((اِغلاق میں طلاق اور عتاق واقع نہیں ہوتے))۔

اِغلاق سے مراد وہ غصہ ہے جس میں عقل زائل ہو جائے۔ طلاق اکثر غصے میں دی جاتی ہے۔ واقع ہوتی ہے۔ مگر جب غصہ اس حد کا ہو کہ عقل زائل ہو جائے کہ غصہ کی شدت میں مجنون اور پاگل کی طرح ہو جائے کہ اسے کچھ اختیار باقی نہ رہے جو کچھ کہے اس کا علم نہ رہے کہ کیا کہتا ہے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اگر واقع میں اس حد کا غصہ نہ ہو اور لوگوں پر ظاہر کرتا ہے کہ مجھے بالکل خبر نہیں کہ کیا کہا تو اپنے اسے جھوٹے بیاں سے مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگا (۲۰۳)۔

لہٰذا اگر اغلاق کے معنی غصہ لیے جائیں تو دوسری حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

۶۔۶۔۳۔۳۔۴ عورت کا منہ دیکھتے ہی طلاق دینے کا جواز:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ایک کالی عورت حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو کہنے لگی اعوذ باللہ منک میں اللہ تعالیٰ کی آپ سے پناہ مانگتی ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تو نے بہت بڑی ہستی کی پناہ لی۔ لہٰذا تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ)) (۲۰۴)۔

نعمان بن جون کندی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ کیا میں حضور ﷺ کی شادی عرب کی سب سے زیادہ خوبصورت عورت سے نہ کر دوں۔ انہوں نے اپنی لڑکی امیمہ بنت نعمان کی شادی حضور ﷺ سے کر دی۔ اور ابو اُسید کے ساتھ امیمہ کو مدینے بھیجا۔ انہوں نے اسے لا کر بنی ساعدہ میں اتارا۔ اس

کے پاس قبیلے کی عورتیں خوش خوش آئیں۔ اور وہاں سے واپس آ کر اس کے جمال کا تذکرہ کیا۔ وہیں حضورؐ امیمہ کے پاس

گئے۔ امیمہ نے حضورؐ کو پہچانا نہیں اور یہ کہہ کر اعوذ باللہ منک پناہ مانگی۔ جب کہ دوسری روایت سے ظاہر ہے جب بعد میں اس کو بتایا گیا تو وہ بہت پچھتائی۔

اس سلسلے میں ایک بیہودہ روایت یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی امیمہ کو دیکھنے گئیں۔ اور دونوں نے اس کا بناؤ سنگار بھی کیا۔ اور انہیں میں کسی نے اس کو سکھا دیا تھا کہ جب حضور ﷺ تمہارے پاس آئیں تو یہ کہنا ''اعوذ باللہ منک'' حضور ﷺ کو یہ جملہ بہت پسند ہے۔ مگر حضور ﷺ کو دیکھ کر جملہ مذکورہ کہنا کفر ہے اور کفر کی تلقین بھی کفر ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی کو کفر کی تلقین کریں (۲۰۵)۔

اس کی تردید کتاب الأشربہ کی روایت سے صراحۃً ہو رہی ہے۔ کہ امیمہ نے حضور ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ وہ ملکہ تھی۔ اس نے سوچا ہوگا کہ میرا شوہر بھی بڑے آن بان کا ہوگا۔ زرق برق لباس پہن کر آئے گا۔ حضورؐ روزمرہ کے لباس میں تشریف لے گئے۔ پہچانتی تو شاید ایسی گستاخی نہ کرتی۔ اس کے منہ میں جو کچھ آیا کہہ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی عورت ایسے الفاظ کہے تو اس کو طلاق دے کر رخصت کر دینا چاہیے۔

۷۔۶۔۳۔۳۔۴ بیوہ کا سوگ:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((جو عورت اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے))(۲۰۷)۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سوگ مسلمان عورت کے ساتھ ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ واضح ہیں۔ کہ جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں:

باندی بیوی اور صغیرہ پر بھی سوگ نہیں ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ ام الولد یا لونڈی کا شوہر جب فوت ہو جائے۔ تو اس پر سوگ نہیں ہے۔ اور جس کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اس میں اختلاف ہے۔

امام مالک اور امام شافعی نے کہا اس پر سوگ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور دوسرے فقہاء نے کہا اس پر سوگ ہے (۲۰۸)۔

۸۔۶۔۳۔۳۔۴ ظہار:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے کہا اللہ جل جلالہ کا شکر ہے جو تمام آوازوں کو سنتا ہے۔ اور حضرت خولہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے خاوند کا شکوہ کیا۔ یعنی اس کے ظہار کرنے سے گھر اور بچے خراب اور تباہ ہوئے۔ اور اس نے اپنی کلام سمجھ سے مخفی رکھی تھیں۔ تب اللہ رب العزت نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''اللہ رب العزت نے اس عورت کی بات سن لی۔ جو آپؐ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی ہے۔ اور اللہ کے آگے شکوہ کرتی ہے۔ اور اللہ رب العزت تم دونوں کا سوال و جواب سماعت فرماتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والا ہے'' (۲۰۹)۔

(بعد ازاں اللہ رب العزت نے ظہار اور اس کے کفارے کا بیان فرمایا ہے)۔

خولہ بنت ثعلبہ بہت حسین و جمیل عورت تھی۔ ایک دفعہ نماز پڑھ رہی تھی۔ جب سلام پھیرا تو اس کے خاوند اوس بن صامت نے خواہش ظاہر کی اس نے نہ مانا اور خاوند نے غصہ میں آ کر ظہار کر لیا۔

ظہار ظہر سے مشتق ہے۔ جس کے معنی پیٹھ کے ہیں۔ ایک عرب اپنی بیوی سے کہہ دیتا تھا ''تو

مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے"۔اس کو اصطلاح میں ظہار کہتے ہیں (۲۱۰)۔

ان الفاظ کے بولتے ہی میاں بیوی کے تعلقات منقطع ہوجاتے ہیں۔مگر عورت کو خاوند کا گھر چھوڑنے کی اجازت نہ تھی۔وہ ایک متروکہ عورت کی حیثیت سے رہتی تھی۔اوس بن ثابت نے اپنی بیوی خولہ سے ایسا سلوک کیا تو وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔اور اپنے خاوند کی اس بدسلوکی کا اظہار کیا۔ آپؐ خاموش رہے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: "اللہ نے اس عورت کی بات سن لی۔جو اپنے شوہر کے معاملے میں جھگڑتی تھی۔اور اللہ سے شکوہ کر رہی تھی۔اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔تم میں جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا۔اور یہ لوگ بے شک ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں۔۔۔اور جو لوگ اپنی بیوں سے ظہار کریں پھر اس سے رجوع کریں جو انہوں نے کہا تھا تو ایک گردن یعنی غلام آزاد کرنا ہے اس سے پہلے کہ وہ آپس میں ہاتھ لگائیں اس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے۔اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ پھر جو شخص یہ نہ پائے تو دو مہینے کے لگا تار روزے رکھے اس سے پہلے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں۔پھر جو شخص ایسا نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے" (۲۱۱)۔

دور جاہلیت میں ظہار کا رواج تھا اور اس سے مراد ایسی طلاق ہوتی تھی۔جس میں رجوع کی گنجائش نہ ہو۔قرآن کریم نے اس رسم بد کا خاتمہ کر دیا۔

ظہار کے لئے ضروری ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو اپنی محرمات عورتوں کے کسی عضو سے تشبیہ دے۔ اگر اپنے باپ یا بیٹے یا دوسرے محارم سے تشبیہ دی تو یہ ظہار نہ ہوگا (۲۱۲)۔

ظہار کرنے کی صورت میں اس وقت تک بیوی سے نہ مجامعت کر سکتا ہے نہ اس کا بوسہ لے سکتا ہے اور نہ شہوت سے مس کر سکتا ہے۔جبتک کفارہ ادا نہ کرے (۲۱۳)۔

دوسری روایت ہے:

اُم المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ جمیلہ اوس بن ثابت کی بیوی تھی ۔اور وہ آدمی کچھ بیمار تھا۔ اور جب اسے جوش آتا تو اپنی بیوی سے ظہار کرتا ۔تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں کفارہ ظہار اتارا (۲۱۴)۔

لَمم کے معنی خبل اور جنون ہے۔ لَمم سے مراد یہاں پر عورت کی شدید خواہش اور جماع کی سخت حرص ہے۔

اسلام میں سب سے پہلا ظہار اوس بن ثابت نے کیا تھا۔ایک دفعہ ہوش وحواس کی حالت میں اپنی بیوی سے جھگڑا کیا اور ظہار کے الفاظ بولے۔ بعد میں نادم ہوا۔

ظہار میں ضروری ہے کہ مظاہر (ظہار کرنے والا) کفارے کا اہل ہو۔ چنانچہ ذمی یا نابالغ یا مجنون کا ظہار کرنا ٹھیک نہ ہوگا (۲۱۵)۔

۹۔۶۔۳۔۳۔۴ ایلاء:

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ آپ ایک ماہ تک ازواج مطہرات کے پاس نہیں جائینگے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ انتیس راتیں گزر گئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے مجھ سے ابتداء کی۔ میں نے کہا: یارسول اللہؐ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس تشریف نہیں لائیں گے اور آپ انتیس روز بعد آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا مہنیہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے (۲۱۶)۔

یہ ۹ھ کا واقعہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت زینب کے پاس کہیں سے شہد آ گیا۔ آپ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپؐ نے نوش فرمایا۔ اس میں وقت مقررہ سے دیر ہوگئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں شہد نہیں کھاؤں گا۔ اس پر قرآن کی یہ آیت اتری:

ترجمہ: ''اے پیغمبر! اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو کیوں حرام کرتے

ہو‘‘(۲۱۷)۔

اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی راز کی بات حضرت حفصہؓ سے فرمائی اور تاکید کردی کہ کسی سے نہ کہنا۔انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دی۔اس پر یہ آیت اتری

ترجمہ: ’’اور جب کہ پیغمبرؐ نے اپنی بعض بیویوں سے راز کی بات کہی۔اور انہوں نے فاش کردی اور خدا نے پیغمبرؐ کو اس کی خبر دی۔تو پیغمبرؐ نے اس کا کچھ حصہ اُن سے کہا اور کچھ حصہ چھوڑ دیا پھر جب ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی۔پیغمبرؐ نے کہا مجھ کو خدائے عالم خبیر نے خبر دی‘‘(۲۱۸)۔

شکررنجیاں بڑھتی گئیں۔حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے باہم مظاہرہ کیا۔یعنی دونوں نے اس پر اتفاق کیا کہ دونوں ملکر زرو ڈالیں۔اس پر حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی شان میں یہ آیتیں اتریں۔

ترجمہ: ’’اگر تم دونوں خدا کیطرف رجوع کرو۔تو تمہارے دل مائل ہو چکے ہیں۔اور اگر ان کے (یعنی رسول اللہ) کے مقابلہ کرو تو خدا اور جبریل علیہ السلام اور نیک مسلمان اور سب کے بعد فرشتے رسول اللہ کے مددگار ہیں‘‘(۲۱۹)۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے جن معاملات کی وجہ سے ایسا کیا تھا وہ خاص تھے۔لیکن توسیع نفقہ کے تقاضے میں تمام ازواج مطہرات شریک تھیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکون خاطر میں یہ تنگ طلبی اس قدر خلل انداز ہوئی کہ آپؐ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات کے سے نہ ملیں گے۔اتفاق سے اسی زمانے میں آپؐ گھوڑے سے سے گر پڑے اور ساق مبارک میں زخم آیا۔آپؐ نے بالا خانہ پر تنہا نشینی اختیار کی۔واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے خیال کیا کہ آپؐ نے تمام ازواج کو طلاق دی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں اور ایک انصاری (اوس بن خولی یا عتبان بن مالک) ہمسایہ تھے۔ اور معمول تھا کہ باری باری ایک دن بیچ دے کر ہم دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

قریش کے لوگ عورتوں پر قابو رکھتے تھے۔ اور ان پر غالب رہتے تھے۔ لیکن جب مدینہ آئی تو یہاں انصار کی عورتیں مردوں پر غالب تھیں۔ انکا انداز دیکھ کر ہماری عورتوں نے بھی ان کی تقلید شروع کی۔ ایک دن میں نے کسی بات پر اپنی بیوی کو ڈانٹا انہوں نے الٹ کر جواب دیا۔ میں نے کہا تم میری بات کا جواب دیتی ہو۔ بولیں تم کیا ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ان کو برابر کا جواب دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ رات بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روٹھی رہتی ہیں۔ میں نے دل میں کہا غضب ہو گیا۔ اٹھ کر حفصہؓ کے پاس آیا۔ اور پوچھا کیا تو واقعی آنحضرت ﷺ سے رات بھر روٹھی رہتی ہے۔ حفصہؓ نے اقرار کیا۔ میں نے کہا تجھ کو یہ خیال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضی خدا کی ناراضی ہے۔ بخدا رسول اللہؐ میرا خیال فرماتے ہیں ورنہ تجھ کو طلاق دے چکے ہوتے۔ پھر حضرت ام سلمہؓ کے پاس گیا۔ ان سے بھی یہی شکایت کی۔ بولیں کہ عمر! تم ہر معاملے میں دخل دینے لگے۔ یہاں تک کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔ میں چپ رہ گیا اور اٹھ کر چلا آیا۔

"کچھ رات گئی میرے ہمسایہ انصاری باہر سے آئے۔ اور بڑے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں گھبرا کر اٹھا۔ اور دروازہ کھول کر پوچھا خیر ہے؟ انہوں نے کہا غضب ہو گیا۔ میں نے کہا کیا غسانی مدینہ پر چڑھ آئے۔ بولے کہ نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج کو طلاق دے دی۔ میں صبح کو مدینہ آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر ادا کی۔ آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہو کر بالا خانہ میں تنہا جا کر بیٹھ گئے۔ میں حفصہؓ کے پاس آیا۔ تو دیکھا وہ بیٹھی رو رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے تجھ سے پہلے ہی کہا تھا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر مسجد نبویؐ میں آیا۔ دیکھا تو صحابہؓ منبر کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ لیکن طبیعت کو سکون نہیں ہوتا تھا۔

اٹھ کر بالا خانہ کے پاس آیا اور رباح (خادم خاص) سے کہا اطلاع کرو۔ لیکن آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ میں اٹھ کر پھر مسجد میں چلا آیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بے تاب ہو کر بالا خانہ سے نیچے آیا۔ اور دوبارہ اذن طلبی کی درخواست کی۔ جب کچھ جواب نہیں ملا تو میں نے پکار کر کہا رباح! میرے لئے اذن مانگ۔ شاید رسول کو یہ خیال ہے کہ حفصہؓ کی سفارش کرنے آیا ہوں۔ خدا کی قسم! رسول فرمائیں تو حفصہؓ کی گردن اڑا دوں۔ آنحضرتؐ نے اجازت دی۔ اندر گیا تو دیکھا آپؐ کھری چارپائی پر لیٹے ہیں۔ اور جسم مبارک پر بالوں کے نشان پڑ گئے ہیں۔ ادھر اُدھر نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہوئے تھے۔ ایک کونے میں کسی جانور کی کھال کھونٹی سے لٹک رہی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آنحضرتؐ نے سبب پوچھا میں نے عرض کی اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا۔ قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ پیغمبر ہو کر آپ کی یہ حالت ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا لیں اور ہم آخرت۔ میں نے عرض کی کیا

آپ نے ازواج کو طلاق دے دی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں اللہ اکبر پکار اٹھا۔ پھر عرض کی کہ مسجد میں تمام صحابہ کرام مغموم بیٹھے ہیں۔ اجازت ہو تو خبر کر دوں کہ واقعہ غلط ہے۔ چونکہ ایلاء کی مدت ایک مہینہ گزر چکا ہے۔ آپؐ بالا خانہ سے اتر آئے۔ اس کے بعد آیت تخیر نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''اے پیغمبرؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور دنیا کی زیب و آرائش مطلوب ہے تو آؤ تم کو رخصتی جوڑے دے کر بہ طریق احسن رخصت کر دوں۔ اور اگر خدا اور خدا کا رسول اور آخرت مطلوب ہے تو خدا نے تم میں سے نیکوکاروں کے لئے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے'' (۲۲۰)۔

اس آیت کی رو سے آنحضرتؐ کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرمادیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں۔ دنیا اور آخرت اگر تم چاہتی ہو تو آکر میں تم کو رخصتی جوڑے دے کر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم خدا اور رسول اور زندگی ابدی کی طلب گار ہو تو خدا نے نیکوکاروں کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے''۔

مہینہ ختم ہو چکا تھا۔آپؐ بالا خانہ سے اترے۔اور چونکہ تمام معاملات میں حضرت عائشہ پیش پیش تھیں۔اس کے پاس تشریف لے گئے۔اور مطلع فرمایا۔انہوں نے کہا۔میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہوں۔تمام ازواج نے بھی یہی جواب دیا(۲۲۱)۔

۱۔۹۔۶۔۳۔۳۔۴ ایلاء کے حکم میں مذاہب اربعہ:

ایلاء لغت میں باب افعال سے مصدر ہے۔جس کے معنی قسم اٹھانا ہے۔اصطلاح شرع میں اس سے مراد مرد کا اس بات پر قسم اٹھانا کہ وہ چار ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائے گا(۲۲۲)۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک: چار ماہ گزرنے کے بعد خود بخود طلاق بائن واقع ہو جائے گی(۲۲۳)۔

- امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایلاء میں یہ شرط ہے کہ چار ماہ سے زیادہ مدت تک مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائے۔اگر چار ماہ کی قسم کھائی تو یہ صرف قسم ہے ایلاء نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ تک ازواج سے الگ رہنے کی قسم کھائی تھی اس لئے یہ شرعی ایلاء نہیں تھا۔

- امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ایلاء سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔
- امام ابوحنیفہ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے(۲۲۴)۔

۱۰۔۶۔۳۔۳۔۴ لونڈی کی طلاق:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لونڈی کی طلاق دو طلاقیں ہیں۔اور اس کی عدت دو حیض ہے(۲۲۵)۔

لونڈی کے حقوق آزاد کی نسبت نصف ہیں۔لہٰذا اس کی طلاقیں دو ہی ہیں۔اس کی عدت آزاد عورت کا نصف ہے۔مگر حیض میں تجزی ممکن نہیں۔تو ڈیڑھ کی بجائے دو حیض قرار دیئے۔

۴۔۳۔۳۔۶۔۱۱ لونڈی کو آزادی کے بعد اختیار:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

حضرت بریرہ کی وجہ سے شریعت کے تین احکام معلوم ہوئے۔ان میں سے ایک سنت یہ ہے کہ انہیں آزاد کیا گیا تو انہیں اپنے خاوند کے متعلق اختیار دیا گیا''(۲۲۶)۔

اگر لونڈی کو آزاد کردیا جائے۔تو اسے اختیار ہے کہ اس کے گھر میں رہے۔یا اسے چھوڑ دے۔کیونکہ آزاد ہونا مختار ہونا ہے۔جب لونڈی آزادی ہوگئی۔تو مختار ہوگی۔اکثر علماء کے نزدیک لونڈی کو صرف اس صورت میں اختیار ہوگا۔جبکہ اس کا خاوند غلام ہو بریرہ کا خاوند غلام تھا۔

بریرہ نامی عورت انصار کی لونڈی تھی۔انہوں نے کہا اے بریرہ آپ ہمیں اتنا مال دیں۔تو ہم آپ کو آزاد کریں گے۔جب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی امداد سے آزاد ہونے کی صورت بندھی۔تو وہ لوگ بریرہ سے کہنے لگے۔تو فوت ہوجائے گی تو تیرے مال کے ہم وارث ہوں گے۔تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: آزاد کیے گئے شخص کی میراث آزاد کرنے والے شخص کی ہے''۔

۴۔۳۔۳۔۷ تفردات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

۴۔۳۔۳۔۷۔۱ تخییر طلاق نہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا ہم نے آپ کو اختیار کرلیا۔آپ نے اس کو ہمارے حق میں شمار نہیں کیا (۲۲۷)۔

دوسری روایت میں ہے:

مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خیار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو کیا طلاق

ہوئی؟(۲۲۸)۔

جبتک عسرت تھی ۔ ازواج مطہرات صبر وشکر کے ساتھ رہیں جب بعد میں فراخی ہوئی ۔تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نان ونفقہ کا سوال کیا جس پر آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: ''اے نبیؐ اپنی بیویوں سے فرمادیں اگر تم دنیا کی آرائش چاہتی ہوتو آؤ میں تمہیں مال دوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں''(۲۲۹)۔

اس کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کو اختیار دے دیا مگر سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا۔اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے۔اور بیوی نے شوہر کو اختیار کرلیا تو طلاق نہیں پڑے گی ۔اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی (۲۳۰)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو کیا یہ طلاق تھی یعنی طلاق نہیں ہوئی۔

اِمام مالک ، اِمام شافعی ، اِمام اُبوحنیفہ ، اِمام اُحمد بن حنبل اور جمہور فقہاء اسلام اسی کے قائل ہیں۔

یعنی جس شخص نے بیوی کو اختیار دیا تو یہ طلاق نہیں ہے۔اور اس سے تفریق نہیں ہوگی۔

مرد اگر عورت کو اختیار دے اور وہ نکاح میں نہ رہنے کو اختیار کرے تو بالاِ تفاق طلاق بائن ہو جائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ، حضرت زید بن ثابتؓ ، حسنؒ اور لیثؒ بن سعد سے مروی ہے کہ نفس تخیر سے طلاق بائنہ ہو جاتی ہے(۲۳۱)۔

۸۔۳۔۳۔۴ استدراکات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علی الصحابہؓ

۱۔۸۔۳۔۳۔۴ عدت شوہر کے گھر گزارے:

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے حضرت قاسم بن محمد اور حضرت سلیمان بن یسار کو تذکرہ کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید بن عاص نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو تین طلاقیں دے دیں۔ عبدالرحمٰن بن حکم اسے اپنے گھر لے گئے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مروان بن حکم کی طرف پیغام بھیجا وہ اس وقت مدینہ طیبہ کا امیر تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا:

اللہ سے ڈرو۔ اور عورت کو واپس اپنے گھر بھیج دو۔ حضرت سلیمان کی روایت کے مطابق مروان نے کہا عبدالرحمٰن نے مجھ پر غلبہ پالیا ہے۔ حضرت قاسم کی روایت کے مطابق مروان نے کہا اے ام المؤمنین کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کے معاملے کا علم ہے؟ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا: تمہیں کیا خسارہ ہوتا ہے۔ اگر فاطمہ بنت قیس کا واقعہ بیان نہ کرو۔ مروان نے کہا اگر وہاں شر وفساد کا اندیشہ تھا۔ تو ان دونوں کے مابین جو فساد ہے وہ بھی آپ (کی رائے کی تبدیلی) کے لئے کافی تھا (۲۳۲)۔

امام محمد فرماتے ہیں: عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے گھر سے نکلے جہاں اس کے خاوند نے اسے طلاق دی ہے۔ خواہ طلاق بائنہ ہو یا غیر بائنہ یا اس کا خاوند فوت ہوگیا ہو۔ یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فاطمہ بنت قیس کا قصہ عبدالرحمٰن بن حکم کی لڑکی کو مفید نہیں۔ اولاً اس بناء پر کہ یہ روایت قرآن کی نص صریح کے معارض ہے۔ یا اس بناء پر کہ فاطمہ کو عذر کی بناء پر دوسری جگہ عدت گزارنے کی اجازت ملی تھی۔ اور حکم کی بیٹی کے لئے وہ عذر نہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور اپنے رب اللہ سے ڈرو۔ عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو۔ اور نہ وہ آپ

نکلیں''(۲۳۳)۔

عورت کو عدت اپنے شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے۔اور نہ شوہر کو جائز ہے کہ مطلقہ کو عدت میں گھر سے نکالے اور نہ عورت کو خود نکلنا روا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ ''یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا''(۲۳۴)۔

۲۔۸۔۳۔۳۔۴ نکالنے کی اجازت:

اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں کو ایذاء دے تو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ''مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں''(۲۳۵)۔

حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''صریح بے حیائی کی بات یہ ہے کہ عورت مرد کے گھر والوں سے فحش بکے اور انہیں ایذاء دے''(۲۳۶)۔

۳۔۸۔۳۔۳۔۴ نکلنے کی اجازت:

اگر شوہر نے اسے طلاق بائن یا مغلظہ دی ہو وہ فاسق ہو۔ جس سے اس عورت کے ساتھ بدفعلی کا خوف ہو وہاں کوئی ایسا نہ ہو۔ جو اس کی نیت کو روک سکے تو ایسی صورت میں وہ عورت اس مکان سے نکل جائے۔ کیونکہ یہ عذر ہے۔ پھر جس مکان میں منتقل ہو وہاں سے نہ نکلے۔ بہتر ہے کہ مرد خود نکل جائے(۲۳۷)۔

اس طرح اگر گھر میں کوئی اور نہیں اور مکان آبادی کے کنارے پر ہو اور اسے وہاں جان یا مال کا خوف ہو۔ یا صرف تنہا رہنے سے خوف کھاتی ہو ایسی صورت میں مکانے بدلنے کی اجازت ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی فاطمہ بنت قیس کی روایت سے یہی جواز نکالا ہے کہ فاطمہ بنت قیس مکان وحشت میں تھیں تو اس کے آبادی کے کنارے پر ہونے کا خوف کیا گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مکان بدلنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

فاطمہ بنت قیس کو ان کے شوہر نے یمن جاتے ہوئے بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تینوں کو نافذ فرما دیا تھا۔ لہٰذا وہ مطلقہ مغلظہ تھیں۔ شوہر ان کے پاس نہیں تھے۔ عذر پائے جانے کی صورت میں مطلقہ بائنہ کو بھی مکان بدلنے کی شرعاً اجازت دی گئی ہے

۴۔۳۔۳۔۸۔۴ نئے مکان کے تعین کا اختیار:

- نئے مکان کے تعین کا اختیار شوہر کے پاس رہے گا (۲۳۸)۔
- جس مکان کی طرف منتقل ہو پھر اسے نہ چھوڑے۔ عدت وہیں پوری کرے (۲۳۹)۔
- عورت کو شوہر کے گھر عدت گزارنا واجب ہے۔ جب تک کوئی شرع عذر نہ پایا جائے اس کے گھر میں رہے۔

۴۔۳۔۳۔۹ مطلقہ کے لئے نفقہ وسکنی کا جواز:

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ کا کیا حال ہے؟ اپنے کہنے میں اللہ سے کیوں نہیں ڈرتی۔ کہ اس کے لئے نہ سکنی ہے نہ نفقہ (۲۴۰)۔

حضرت فاطمہ بنت قیس قریشی خاتون تھیں۔ حضرت ضحاک بن قیس کی بڑی بہن تھیں۔ سابقین اولین ہجرت کرنے والی خواتین میں سے تھیں۔ ان کی شادی حضرت خالد بن ولید کے چچا کے لڑکے ابوعمرو بن حفص سے ہوئی تھی۔ ابوعمرو بن حفص کو رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کے ساتھ یمن بھیج دیا تھا وہیں سے انہوں نے فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں دے دیں۔ اور اپنے چچا زاد بھائیوں حارث بن ہشام اور عیش بن اُبی ربیعہ کو حکم دیا کہ فاطمہ کو عدت کے لئے نفقہ کے لئے پانچ صاع کھجوریں اور پانچ

صاع جودیں۔ فاطمہ بنت قیس نے اس کو کم جانا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے لئے نہ نفقہ ہے نہ سکنی (۲۴۱)۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عام حالات میں مطلقہ کے لئے نفقہ اور سکنی نہیں ہے۔ اس لئے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ وہ اپنے کہنے سے اللہ سے کیوں نہیں ڈرتی۔

۱۔۹۔۳۔۳۔۴ پہلی دلیل:

ارشاد ربانی ہے: "اور مطلقہ عورتوں کے لئے (اختتام عدت تک) دستور کے مطابق نان ونفقہ دینا پرہیزگاروں پر لازم ہے" (۲۴۲)۔

دوسری جگہ آتا ہے: "اور مطلقہ عورتوں کو کچھ برتنے کے لئے دو۔ (یعنی کم از کم کپڑوں کا ایک جوڑا) خوشحال اپنی حیثیت کے مطابق دے اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ یہ نیکی کرنے والوں پر واجب ہے" (۲۴۳)۔

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق متاع دینے کو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے۔ اور یہاں متاع سے مراد بالا تفاق ایسی چیز ہے جس سے وقتی طور پر نفع اٹھایا جاسکے۔ جیسے کپڑوں کا ایک جوڑا، خادم کچھ نقد رقم وغیرہ (۲۴۴)۔

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۴۱ میں بھی متاع سے مراد نفقہ لیا جائے۔ کیونکہ از روئے لغت متاع کا اطلاق نفقہ پر بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں متاع کا اطلاق نفقہ پر گیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "اور تم میں سے جو لوگ فوت ہوجائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی بیویوں کو ایک سال تک نان ونفقہ ادا کرنے کی وصیت کریں۔ اور اس مدت میں ان عورتوں کو گھر سے نہ نکالا جائے (۲۴۵)۔

اس آیت میں متاع سے بالا تفاق اور بالا جماع نفقہ مراد ہے۔ ان دونوں آیتوں میں لفظ نکرہ

ہے۔اور اصول عربی یہ ہے کہ نکرہ جب مکرر ہو تو ثانی پہلے کا غیر ہوتا ہے۔ جب پہلے متاع سے مراد وقتی نفع کی چیز ہے تو دوسری متاع سے مراد نان ونفقہ ہے۔

اس آیت میں مطلقات کا لفظ عام ہے اور تمام مطلقات کو شامل ہے۔ وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔

امام رازی کی تفسیر اور اصول عربی سے ثابت ہوا کہ مطلقہ عورت کے لئے دوران عدت نفقہ واجب ہے خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ یہی احناف کا موقف ہے۔

۲۔۹۔۳۔۳۔۴ دوسری دلیل:

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''ان مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو اور ان پر تنگی کرنے کے لئے ان کو ضرر نہ پہنچاؤ اور اگر یہ مطلقہ عورتیں حاملہ ہوں تو وضع حمل ہونے تک ان پر خرچ کرو'' (۲۴۶)۔

مطلقہ ثلاثہ کے نفقہ کے وجوب پر اس آیت میں تین دلیلیں ہیں۔

۱۔ سکنی مالیات میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مطلقہ کے لئے مال میں حق واجب کیا ہے

خواہ مطلقہ رجعیہ ہو یا مطلقہ ثلاثہ ہو۔ اور سکنی بھی نفقہ کا ایک حصہ ہے۔

۲۔ مطلقہ کو ضرر پہنچانے سے منع کیا۔ اور مطلقہ عورت کو نان ونفقہ نہ دینا بھی ضرر ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت پر تنگی کرنے سے منع کیا ہے۔ یعنی نہ سکنی میں تنگی کرو نہ نان ونفقہ میں تنگی کرو یہ نہی دونوں کو شامل ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ترجمہ: ''اگر وہ مطلقہ عورتیں حاملہ ہیں تو ان پر خرچ کرو''۔

اس میں مطلقہ عورت سے مراد ہے تمام خواہ مطلقہ رجعیہ ہو یا مطلقہ ثلاثہ۔ کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ اگر مطلقہ ثلاثہ حاملہ ہو تو اس کا نفقہ بھی واجب ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نفقہ کا وجوب حاملہ ہونے کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے ہے کہ وہ دوران عدت اس کے گھر رہے گی اور جبکہ اس پر اتفاق ہے کہ رجعیہ کا نفقہ بھی اس آیت سے ثابت ہے۔ اور وہ حمل کی وجہ سے نہیں بلکہ دورانِ عدت اسکے گھر رہنے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ رجعیہ اگر غیر حاملہ ہو پھر بھی اس کا نفقہ واجب ہے۔ تو پھر مطلقہ ثلاثہ کا نفقہ بھی اس وجہ سے واجب ہوگا کہ دورانِ عدت خاوند کے گھر رہے گی (۲۴۷)۔

جب مطلقہ ثلاثہ کے لئے امام شافعی اور امام مالک اس آیت سے سکنی کا وجوب مانتے ہیں تو نفقہ کا وجوب بطریق اولی ثابت ہوگا۔ کیونکہ نان ونفقہ سکنی سے زیادہ اہم ہے۔

۳۔۹۔۳۔۳۔۴ تیسری دلیل:

حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اللہ کی کتاب اور رسولؐ کی سنت کو ایک عورت کے قول کیوجہ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ پتہ نہیں اس نے حدیث کو یاد رکھا یا بھول گئی۔ مطلقہ ثلاثہ کے لئے سکنی بھی ہے۔ اور نفقہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اِلا یہ کہ وہ کھلی بدکاری کریں'' (۲۴۸)۔

حضرت عمرؓ کی اس روایت سے واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت یہ تھی کہ مطلقہ ثلاثہ کا سکنی اور نفقہ واجب ہے۔ اِمام اَحمد بن حنبل نے مطلقہ ثلاثہ نے نفقہ وسکنی کے وجوب کے نفی پر حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس کے شوہر حضرت اسامہ بن زید سے جب بھی حضرت فاطمہ کی اس روایت کو سنتے تو پوری قوت سے اس روایت کا رد کرتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

"یہ عورت اس روایت سے اس دنیا میں ایک فتنہ پیدا کر رہی ہے" (۲۴۹)۔

فاطمہ بنت قیس کو نان وسکنی نہ ملنے کی دو وجوہات ہیں۔

۱۔ ان کے شوہر مدینہ سے یمن گئے ہوئے تھے۔انہوں نے اپنے بھائی کو جو کا بطور نفقہ دینے کا وکیل بنایا۔انہوں ے لینے سے انکار کر دیا اور اس کا خاوند موجود نہیں تھا۔ جو اس کے بدلہ میں کوئی اور چیز ادا کرتا۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ روایات کے مطابق فاطمہ بنت قیس بہت زبان دراز تھیں اپنے دیوروں کو بہت تنگ کرتی تھیں۔اس وجہ سے ان لوگوں نے ان کو گھر سے نکال دیا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حضرت ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا۔جس کی وجہ سے انہوں نے یہ گمان کیا کہ ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفقہ وسکنی مقرر نہیں فرمایا (۲۵۰)۔

حوالہ جات

فصل سوم/ باب چہارم

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، ج:۸، ص:۲۳۔

۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج:۵، ص:۲۸۹۔

۳۔ غلام زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق، ج:۵، کوئٹہ مکتبہ حامدیہ، ص:۲۵۶۔

۴۔ ابن منظور، لسان العرب، ج:۸، ص:۲۳۔

۵۔ ﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یَشۡتَرُوۡنَ الضَّلٰلَةَ﴾، سورۃ النساء:۴۴

۶۔ ﴿لَا یَشۡتَرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیۡلًا﴾، آل عمران: ۱۹۹.

۷۔ ﴿وَاشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا فَبِئۡسَ مَا یَشۡتَرُوۡنَ﴾، أیضاً:۱۸۷۔

۸۔ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الۡکُفۡرَ بِالۡاِیۡمَانِ﴾، أیضا:۱۷۷۔

۹۔ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَاَیۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا﴾ أیضا:۷۷۔

۱۰۔ ﴿وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا﴾، سورۃ البقرۃ:۴۱۔

۱۱۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ﴾، سورۃ التوبۃ:۱۱۱۔

۱۲۔ ابن منظور، لسان العرب، ج۸، ص:۲۳۔

۱۳۔ ﴿بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ﴾، سورۃ البقرۃ:۹۰۔

۱۴۔ ﴿وَشَرَوۡهُ بِثَمَنٍ م بَخۡسٍ دَرَاهِمَ مَعۡدُوۡدَةٍ﴾، سورۃ یوسف:۲۰۔

۱۵۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ﴾، سورۃ البقرۃ:۲۰۷۔

۱۶۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ

وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾،سورۃ الجمعہ:۹

۱۷۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾'سورۃ النساء:۲۹۔

۱۸۔ ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾'سورۃ البقرۃ:۲۷۵۔

۱۹۔ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾'سورۃ الصّف:۱۰،۱۱۔

۲۰۔ ((عَن قيس بن أبى غرزة قال كنا فى عهد رسول ﷺ نُسمى السماسرة فَمَرَّ بنا النبىؐ فسمانا باسم هو أحسن منه فقال : يا معشر التجار إن البيع يحضرُه اللغو والحلف فشوّبوه بالصدقة))۔سنن أبي داوٗد، ج ۲، کتاب البیوع باب فی التجار رخا لطها ، العلف وللغوا، حدیث ۳۳۲۶،ص:۲۶۲۔

۔ سنن ترمذی، ج ۳، کتاب البیوع، باب التجار وتسمیۃ النبیؐ ایاہم، حدیث ۱۲۰۸،ص:۵۱۴۔

۲۱۔ ((عَن أبى سعيد عن النبىؐ قال التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء))' حدیث ۱۲۰۹،ص:۵۱۵۔

۲۲۔ ((عَن عبد اللّٰه بن عثمان بن خيثم عن اسماعيل بن عبيد بن رفاعة عن أبيه عن جده : أنه خرج مع النبى ﷺ إلى المصلى فرأى الناس يتاعوون فقالَ يا معشر التجار فاستجابوا لرسول اللّٰهِ ورَفعوا أعناقَهم وأبصارَهم إليه فقالَ إن التجارَ يُبعثونَ يومَ القيامَةِ فجارا إلا من التقى اللّٰهَ وبَرَّ وصَدَقَ))،أیضاً،حدیث ۱۲۱۰،

ص:۵۱۵۔

۲۳۔ ((عَن عِکرمة عن عائشةؓ قالت کان علی رسول اللّٰهِ ﷺ بردین قطریین ' وکان إذا جَلَسَ فعرق فیهما ثقلا علیه' وقدِمَ لفلا ن الیهودی بز من الشام' فقلتُ لو لا أرسلتَ))لیه فاشتریتَ منه ثوبینِ إلی المَیسَرةِ فأرسلَ إلیه فقال قد علمتُ ما یریدُ محمد' إنما یریدُ أن یذهبَ بمالی ' أو یذهبَ بهما' فقال رسول اللّٰه ﷺ کذبَ قد علِمَ أنی من أتقاهم للّٰهِ وأداهم للأمان)) ' سنن نسائی ، ج:۷ ، کتاب البیوع باب البیع إلی الأجل المعلوم ، حدیث۴۶۲۸، ص:۲۹۴.

. سنن ترمذی ، ج۳ ، کتاب البیوع ،باب الرخصة فی الشراء إلی أجلٍ ، حدیث۱۲۱۳ ص:۵۱۸.

۲۴. إمام شوکانی ،نیل الأوطار ،ج:۵،ص:۱۵۳.

۲۵. ((عَن عائشة رضی اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه ﷺ قضی أن خراج العبدِ بضمانِه)). سنن ابن ماجه ،ج۲ ، ، کتاب التجارات ، باب الخراج بالضمان 'حدیث ۲۲۴۲، ص:۷۵۴.

. إمام أحمد بن حنبل ، مسند، ج۶، حدیث ۲۴۲۷۰،ص: ۴۹.

أیضاً ، حدیث ۲۶۰۴۱،ص: ۲۳۷.

. سنن أبی داؤد ، ج۲، کتاب التجارة ، باب فیمن اشتری عبداً فاستعمله ثم وجد به عیباً،حدیث۳۵۰۸،ص:۳۰۶.

أیضاً،حدیث۳۵۰۹.

- سنن ترمذی ، ج۳، کتاب البیوع ' باب فیمن یشتری العبد ویستعمله ثم ما یجد به عیباً ، حدیث ۱۲۸۵ ، ص: ۵۸۱.
- سنن نسائی ، ج۷، کتاب البیوع ، باب الخراج بالضمان، حدیث ۴۴۹۰، ص: ۲۵۴
- جلال الدین السیوطی ' الإشباه والنظائر . حنفی ، ج ا ،بیروت دار الکتب العلمیة القاعده العاشرة ،الخراج بالضمان ، ص: ۱۷۶.
- علی بن عمر ابو الحسن ، سنن دار قطنی ، ج۳، کتاب البیوع ،حدیث ۲۱۳،ص ۵۳.

۲۶. ((حدثنابراهیم بن مروان ثنا ابی ثنا مسلم بن خالد الزنجی ثنا هشام بن عروة عن أبیه عن عائشة أن رجلاً إبتاع غلاماً فأقام عنده ماشاء اللّٰهُ أن یقیمَ ثم وجد به عیباً فخاصمه إلی النبیﷺ فرده علیه فقال الرجلُ یا رسول اللّٰه قد اشعل غلامی فقال الخراج بالضمان)).سنن أبی داؤد ، ج۲ ، کتاب التجارة، باب فیمن اشتری عبداً فاستعمله ثم وجد به عیباً،حدیث ۳۵۱۰،ص:۳۰۷.

- سنن ترمذی ، ج۳، کتاب البیوع ' باب فیمن یشتری العبد ویستعمله ثم ما یجد به عیباً ، حدیث ۱۲۸۵ ، ص: ۵۸۱.
- سنن نسائی ، ج۷، کتاب البیوع ، باب الخراج بالضمان، حدیث ۴۴۹۰، ص: ۲۵۴.

. سنن ابن ماجه ، ج۲، کتاب التجارات ، باب الخراج بالضمان ، حدیث۲۲۴۳،
ص: ۷۵۴.

۲۷. ((عن عائشة قالت قال رسولُ اللّٰهِ إن أطیبَ ما أکلتُم من کَسبِکُم وإن أولادَکم
من کسبکُم)). سنن أبی داؤد ، ج۲،کتاب الأحکام، باب فی الرجل یأکل من
مال ولده' حدیث۳۵۲۸، ص: ۳۱۱، سنن ترمذی، ج۳، کتاب الأحکام، باب
أن الولد یأخذ من مال ولدِه ، حدیث ۱۳۵۸، ص: ۶۳۹.

. سنن نسائی، ج۷، کتاب البیوع ، باب الحث علی الکسب ، حدیث ۴۴۴۹،
ص: ۲۴۰.

. سنن ابن ماجه ، ج۲، کتاب التجارات ، باب ما للرجل من ما ل ولده ،
حدیث ۲۲۹۰ ص: ۷۶۸.

. الحمیدی ' مسند الحمیدی ، ج: ۱، حدیث ۲۴۶، ص: ۱۲۰.

. إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶، حدیث ۲۵۳۳۵، ص: ۱۶۲،
أیضاً، حدیث ۲۴۰۷۸، ص: ۸۱.

۲۸. ((عن عائشة رضی اللّٰهُ عنها قالتْ قال رسول اللّٰهِ ﷺ لا یمنع فضل الماء ولا
یمنع حفر البئر)). سنن ابن ماجه ، ج۲، کتاب الرهون ، باب النهی عن منع
فضل الماء لیمنع به الکلاء، حدیث ۲۴۷۹، ص: ۸۲۸.

. إمام أحمد بن حنبل ،مسند، ج۶، حدیث ۲۴۸۵۵، ص: ۱۱۲.

. أیضاً: حدیث ۲۶۱۹، ص: ۲۵۲.

۲۹. صحیح بخاری ، ج۲، باب السهولة والسماحة فی الشراء والبیع من طلب حقا فلیطلُبُه فی عفاف، باب التجارة فیما یکره لبسه للرجال والنساء ، حدیث۱۹۹۹ ،ص: ۷۴۲.

۳۰. إمام أبو جعفر أحمد بن محمد طحطاوی ' شرح معانی الآثار ، ج۲ ،مطبوعه مجتبائی ۱۳۰۴هـ، کتاب الکراهیة ، باب الصور تکون فی الثیاب ، ص:۲۵۵.

۳۱. ((عَنْ سعید بن أبی الحسن قال جاء رجلٌ إلی ابن عباس فقال: إنی رجلٌ أُصوِّرُ هذه الصورة فأفْتِنی فیها فقال له ادنُ منی فدنا منه ثم قال اُدن منی فدنا حتی وضعَ یده علی رأسه قال أنَبِّئُکَ بما سمعتث من رسول ﷺ سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ یقول: کل مصوِّر فی النار یُجعل له بکل صورةٍ صوَّرَها نفساً فتُعذِّبُه فی جهنم ، وقالَ إن کنتَ لابد فاعلاً فاصنع الشجر وما لا نفسَ له)). صحیح مسلم ج۳، کتاب اللباس ، باب تحریم التصویر صورة الحیوان وتحریم اتخاذ ما فیه صورة غیر متهنة، حدیث ۲۱۱۰، ص: ۱۶۷۰ .

۳۲. أیضاً ،حدیث ۲۱۰۸، ص: ۱۶۶۹ .

۳۳. ((حدثنی عروة بن الزبیر أن عائشةؓ قالــــت لما استحلــــفَ ابو بکر الصدیقؓ قال لقد عَلِمَ قومی أن حرفتی لم تکن تعجز عن مؤونة أهلی وشغلتُ بأمر المسلمین فسیأکل آل أبی بکر من هذا المال ویحترف للمسلمین فیه)). صحیح بخاری ، ج۲، کتاب البیوع ، باب کسب الرجل وعمله بیده ، حدیث ۱۹۶۳،

ص: ۶۲۹۔

☆. اگر غلام یا لونڈی آزاد ہونے کے بعد کچھ ترکہ چھوڑ کر فوت ہو جائے اور پھر اس کے ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ وارث نہ ہوں تو ان کا ترکہ آزاد کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔ اس کو ولاء کہتے ہیں۔

۳۴. ((عن ابن عمر عن عائشةؓ أنها أرادت أن تشترى جاريةً تُعْتِقُها فقال أهلُها نَبيعكها على أن ولاء ها لنا فذكرتْ ذلک لرسول الله ﷺ فقال لا يَمنَعُک ذلک فإنما الولاء لمن أعتقَ)). صحيح مسلم، ج۲، کتاب العتق، باب إنما الولد لمن أعتقَ، حديث: ۱۵۰۴، ص: ۱۱۴۱.

. سنن الترمذی، ج۳، کتاب البیوع، باب ما جاء فی اشتراط الولاء والزجر عن ذلک حديث ۱۲۵۶، ص: ۵۵۷.

. مصنف عبد الرزاق، ج۹، کتاب الولاء، باب الولاء لمن أعتق، حديث ۱۶۱۶۱، ص:۷.

۳۵. ((عَنْ عروة أن عائشةؓ أخبرتْه أن بريرة جاءتْ عائشةَ تَستعينها فى كتابتها ولم تكن قضتْ من كتابتِها شيئاً فقالتْ لها عائشةُ إرجعى إلى أهلِک فإنْ أحبوا أن أقضى عنکِ كتابتک ويكون ولاؤکِ لى فعلتُ فذكرتْ ذلک بريرةُ لأهلِها فأبوا وقالوا إن شاءتْ أن تحتسبَ عليک فلتفعل ويكون لنا الولاء فذكرتْ ذلک لِرسول اللّٰهِ ﷺ فقال لها رسول اللّٰهِ ابتاعى فأعتِقى فإنما الولاء لمن أعتقَ ثم قام رسول اللّٰهِ ﷺ فقال ما بال أناسٍ يشترطون شروطاً ليستْ فى كتاب اللّٰهِ؟

من اشترطَ شرطاً ليس فی کتاب اللّٰہِ فلیس له إن شرطَ مائة مرة شرطُا اللّٰہِ أحقُّ وأوثَقُ)). صحيح مسلم، ج ٢، کتاب العتق ، باب إنما الولاء لمن أعتقَ ، حديث ١٥٠٤، ص: ١١٤١.

. السرخسی، المبسوط، ج٦، کتاب البيوع ،باب البيوع إذا کان فيها شرطٌ، ص: ٢٠٠.

٣٦. ((عن هشام بن عروة عن أبی عن عائشة رضی اللّٰہ عنها أن النبی ﷺ کان يَقبَلُ الهدية ويُثِيبُ عليها)). سنن أبی داؤد ، ج٢، کتاب الإجارة ، باب فی قبول الهدايا، حديث ٣٥٣٦، ص: ٣١٣.

٣٧. ((عن عروة عن أبيه عن عائشةؓ أن قوما قالوا يا رسول اللّٰہ ﷺ إن قوما يأتوننا باللحم ولا ندری أذكروا إسم اللّٰہِ عليه أم لا ؟ فقال رسول ﷺ سموا اللّٰہَ عليه وکُلوه)). صحيح بخاری ، ج٢، کتاب البيوع ، باب من لم ير الوساوس ونحوها من المشبهات حديث ١٩٥٢، ص: ٤٢٦.

٣٨. أيضاً ، ج٥، کتاب الذبائح والصيد ، باب ذبيحة الأعراب ونحوهم، حديث ٥١٨٨، ص: ٢٠٩٧.

٣٩. أيضا: ج٦، کتاب التوحيد ،باب السوال باسماء اللّٰہِ تعالٰی والاستعاذة بها ، حديث ٦٩٦٣، ص: ٢٦٩٢.

☆. ويصلح فی ماله إن کان فقيرا أکل منه بالمعروف. صحيح بخاری ، ج٢، کتاب البيوع ،باب من أجری أمر الأمصار علی ما يتعارفون بينهم فی البيوع

والتجارۃ، حدیث۲۰۹۸، ص: ۲۲۰.

۴۰. ہشام بن عروۃ یحدث عن أبیہ أن سمع عائشۃ رضی اللّٰہُ عنہ تقولُ ﴿ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ أنْزِلَتْ فی والی الیتیم الذی یقیم علیہ.

۴۱. ایضاً، ج۴، کتاب التفسیر سورۃ النساء، حدیث۴۲۹۹، ص: ۱۶۶۹.

. أیضاً : ج۳، کتاب الوصایا ،باب وما للوصی أن یعمل فی مال الیتیم وما یأکل منہ بقدر عمالتہ، حدیث ۲۶۱۴، ص: ۱۰۱۷.

. صحیح مسلم، ج۴، کتاب التفسیر، حدیث۳۰۱۹، ۲۳۱۵.

۴۲. ((عن عائشۃ عن النبیؐ قال: لا تبیعوا ثمارکم حتی یبدو صلاحہا وتنجو من الغاہۃ)). مجمع الزوائد، ج۴، کتاب البیوع، باب بیع الثمر قبل بدو صلاحہا حدیث ۶۴۸۶،ص: ۱۸۳.

. إمام أحمد بن حنبل . مسند. ج۶، حدیث ۲۴۴۵۲، ص: ۷۰.

۴۳. ابن ہمام، فتح القدیر، ج۵، ص: ۴۸۹.

۴۴. مولانا غلام رسول رضوی، تفہیم البخاری، ج۳، فیصل آباد، ص: ۴۳۵.

۴۵. علامہ موفق الدین أبو محمد عبد اللّٰہ بن أحمد، المغنی، ج۴، بیروت دار الفکر، ۱۴۰۵ھ، ص: ۷۲.

۴۶. ((عن عائشۃؓ قالت لما نزلت الآیات من آخر البقرۃ فی الربا خرج رسول اللّٰہ ﷺ إلی المسجد وحرم التجارۃ فی الخمر)). أحمد بن حنبل . مسند. ج۶،

حديث ۲۴۲۳۹، ص: ۴۶.

. أيضاً. حديث ۲۴۷۳۶، ص: ۱۰۰،

. أيضاً، حديث ۲۵۰۰۴، ص: ۱۲۷.

. سنن أبى داؤد، ج۲، كتاب الاجارة، باب فى ثمن الخمر والميتة،

حديث ۳۴۹۰، ص: ۳۰۲.

. سنن ابن ماجه، ج۲، كتاب الأشربة، باب التجارة فى الخمر، حديث ۳۳۸۲،

ص: ۱۱۲۲.

۴۷. صحيح بخارى، ج۲، كتاب البيوع، بات تحريم التجارة فى الخمر،

حديث ۲۱۱۳، ص: ۷۷۵.

. أيضًا: كتاب التفسير، سورة البقرة، حديث ۴۲۶۹، ص: ۱۶۵۲.

۴۸. إمام أحمد بن حنبل. مسند. ج۶، حديث ۲۵۵۷۲، ص: ۱۸۶.

. أيضاً، حديث ۲۵۶۱۷، ص: ۱۹۰.

. الدارمى، مسند دارمى، ج۲، كتاب البيوع، باب فى النهى عن بيع الخمر،

حديث ۲۵۶۹، ص: ۳۳۲.

. صحيح بخاى، ج۲، كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة فى الشراء والبيع،

ومن طلب حقاً فليطلبه فى عفاف، حديث ۱۹۷۸، ص: ۷۳۴.

. أيضاً، ج۱، كتاب أبواب المسجد، باب تحريم تجارة الخمر فى المسجد

حديث ۴۴۷، ص: ۱۷۵.

. أیضاً ، ج۴، کتاب التفسیر ، سورۃ سورۃ البقرۃ ، حدیث ۴۲۶۶، ص: ۱۲۵۱ .

. صحیح مسلم ، ج۳، کتاب المساقاۃ ، باب تحریم بیع الخمر ، حدیث ۱۵۸۰ ،

ص:۱۲۰۶ .

☆. سنن نسائی ، ج۷، کتاب البیوع ، باب الخمر ، حدیث۴۶۶۵، ص: ۳۰۸.

۴۹. غلام یحی بن شرف نووی ، شرح مسلم ، ج۲، ص: ۲۲ .

۵۰. إمام أحمد بن حنبل . مسند. ج۲ ، حدیث ، ص: .

۵۱. صحیح مسلم ، ج۳ ، کتاب الأشربة ' باب تحریم التداوی بالخمر ،

حدیث۱۹۸۴ ، ص:۱۵۸۳ .

۵۲. سنن أبی داؤد ،ج۲ ، کتاب الطب ، با ب فی الرجل یتداوی ،

حدیث ۳۸۵۵،ص:۳۹۶.

۵۳. ((عن عائشة رضی اللّٰہ عنھا أن النبی صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم قال من غشنا

فلیس منا)). نورالدین علی بن أبی بکر الھیثمی ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،

ج۴، بیروت، دار الفکر ، ۱۴۱۲ھ ، کتاب البیوع ، باب فی الغش ،

حدیث:۶۳۴۰، ص: ۱۳۹ .

۵۴. ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوۡٓا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّآ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً

عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ﴾'سورۃ النساء: ۲۹ .

۵۵. الدارمی ' سنن الدارمی ' ج۲ ا ' کتاب البیوع ' باب النھی عن الغش ' حدیث:

۲۵۴۱' ص: ۳۲۳.

۵۶. صحیح بخاری ، ج ۲ ، کتاب الإجارۃ ، باب استجار المشرکین عند الضرورۃ، أو إذا لم یوجد أھل الإسلام ، حدیث ۲۱۴۴ ، ص: ۵۹۰.

۵۷. ((عَنْ عائشۃَ رضی اللّٰہُ عنھا قالتْ دخلتْ ھندٌ بنت عتبۃ امرأۃ ابی سفیان علی رسولِ اللّٰہِ ﷺ فقالتْ إن أباسفیان رجلٌ شَحیحٌ لا یُعطینی من النَّفَقَۃِ ما یکفینی ویکفی بَنیَّ إلا مَا اخذتُ من مَالِہ بغیرِ عِلْمِہ فھَلُ عَلَیَّ فی ذٰلِکَ من جُناحٍ فقال رسول اللّٰہ ﷺ خُذی من مالِہ ما یکفیکِ ویکفی بنیکِ))

سنن أبی داؤد ، ج ۲ ، کتاب الإجارۃ ، باب فی الرجل یأخذ حقہ من تحت یدہ ، حدیث ۳۵۳۲، ص: ۳۱۲.

۵۸. أیضاً ، حدیث ۳۵۳۳.

۵۹. ((عن ھشام عن أبیہ عن عائشۃؓ قالتْ قَلَّ یومٍ کان یأتی علی النبیؐ إلا یأتی فیہ بیت أبی بکر أحد طرفی النھار فلما إذن لہ فی الخروج إلی المدینۃ لم یرعنھا غلا وقد أتانا ظھرا فخبر بہ أبو بکر فقال ما جاء نا النبیؐ فی ھذہ الساعۃ إلا لأمر حدث فلما دخل علیہ قال لأبی بکر (أخرج من عندک)قال یا رسول اللّٰہِ إنما ھما ابنتای یعنی عائشۃ وأسماء قال (أشعرتَ قدأذن فی الخروج) قال الصحبۃ یا رسول اللّٰہِ قال (الصحبۃ) قال یا رسول اللّٰہِ (إن عندی ناقتین أعددتھما للخروج فخذ إحدیھما قال (قد أخذتُھا بالثمن))، صحیح بخاری ، ج ۲ ، کتاب البیوع ،باب اذا اشتری متاعاً أو دابۃ فوضعہ عند البائع أو مات قبل أن یقبض ، حدیث ۲۰۳۱ ،ص: ۵۷۱.

۲۰. ((عن عائشة رضی اللّٰہ عنھا أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اشتری طعاماً عن یہودی إلی أجلٍ ورھنــہ درعہ))، سنن ابن ماجہ ، ج۲، کتاب الرھون ، باب : حدثنا أبو بکر بن أبی شیبۃ، حدیث ۲۴۳۶، ص: ۸۱۵، أیضاً ، حدیث ۴۶۵۰، ص:۳۰۳.

. سنن نسائی ، ج۷، کتاب البیوع ، باب الرجل یشتری الطعام إلی أجلٍ ویترھن البائع منہ بالثمن رھنا ، حدیث ۴۶۰۹، ص: ۲۸۸.

. إمام أحمد بن حنبل . مسند . ج۶، حدیث ۲۴۱۹۲،ص: ۴۲.

. أیضاً ، حدیث ۲۵۳۱۳، ص: ۱۶۰.

. صحیح البخاری ، ج۲، کتاب البیوع ، باب السھولۃ والسماحۃ فی الشراء والبیع ومن طلب حقا فلیطلبہ فی عفاف ، حدیث ۱۹۹۰، ص:۷۳۷.

. أیضا، باب شراء النبیؐ بالنسیۃ ، حدیث ۱۹۶۲، ص: ۷۲۹.

. أیضاً، ج۲، کتاب الرھن ، باب ومن رھن درعۃ ، حدیث ۲۳۷۴، ص: ۸۸۷. إمام أحمدبن حنبل ، مسند ،ج۶، حدیث ۲۶۰۴۰، ص: ۲۳۷.

۲۱. سنن نسائی، ج۷، کتاب البیوع ، باب مبایعۃ أھل الکتاب ، حدیث ۴۶۵۱، ص:۳۰۳.

۲۲. ﴿وَإِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ سورۃ البقرۃ:۲۸۳.

۲۳. علامہ یحی بن شرف نووی ، شرح مسلم ، ج۲، کراچی ، مطبوعۃ نورمحمد اصح المطابع ۱۳۷۵ھ، ص: ۳۱.

. صحیح مسلم ، ج۳، کتاب المساقاة ،باب الرھن وجوازہ،حدیث۱۶۰۳ ص۱۲۲۶ .

۲۴. ((عن محمد بن علی أن عائشة رضی اللّٰہ عنھا کانت تدان فقیل لھا ما یحملک علی الدَّینِ ولک عنہ مندومة ، قالت إنی سمعتُ رسول اللّٰہِ ﷺ یقول ما من عبد یدان وفی نفسہ اداؤہ إلا کان معہ من اللّٰہِ عون فأنا ألتمس ذاک العون))، إمام أحمد بن حنبل، مسند ، ج۶ ، حدیث ۲۶۰۱۹، ص: ۲۳۴ .

. أیضاً : حدیث ۲۶۱۷۰، ص: ۲۵۰ .

صحیح بخاری ، ج۲ ، کتاب الاستقراض وأداء ، باب من اشتری بالدین ولیس عندہ ثمنہ أو لیس بحضرتہ ، حدیث ۲۲۵۶، ص: ۸۴۱.

. أیضاً : ج۳، کتاب الجھاد والسیر ، باب ما قیل فی درع النبی ، القمیص فی الحرب ، حدیث ۲۷۵۹، ص:۱۰۶۸ .

۲۵. ((عن أبی سلمة عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ من حمل من أمتی دَیناً ثم جھد فی قضائہ فمات ولم یقضہ فأنا ولیہ)). إمام أحمد بن حنبل، مسند ، ج۶ ، حدیث ۲۴۳۹۹، ص: ۷۴.

. أیضاً : حدیث ۲۵۲۵۲، ص: ۱۵۴ .

. الھیثمی ' مجمع الزوائد ، ج۴، کتاب البیوع ، باب فیمن نوی قضی دینہ واھتم بہ ، حدیث: ۶۶۵۷، ص: ۲۳۷.

۲۶. إمام أحمد بن حنبل، مسند ، ج۶ ، حدیث ۲۶۳۵۵، ص: ۲۶۸ .

. الهیثمی، مجمع الزوائد، ج۴، کتاب البیوع، باب حسن القضا وقرض الغیر وغیره، حدیث ۶۶۸۶، ص: ۲۴۸.

۲۷. الهیثمی، مجمع الزوائد، ج۴، کتاب البیوع، باب وضع الجائحة، حدیث ۶۶۰۵، ص: ۲۲۱.

۲۸. ((سمعتُ أمرأة أبی السفر تقول سألتُ عائشةؓ فقلتث بعتُ زید بن أرقم جاریةً إلی العطاء بمثان مئة درهم وابتعتها منه بست مئة فقالت لها عائشة بئس ما اشتریتِ أو بئس ما اشتری أبلغی زید بن أرقم أنه قد أبطل جهاده مع رسول اللّٰهِ ﷺ إلا أن یتوبَ قالت أفرأیتِ إن أخذتُ رأس مالی قالت لا بأس من جاءه موعظ من ربه فانتهی فله ما سلف))، إمام عبد الرزاق صنعانی، المصنف عبد الرزاق، ج۳، کتاب البیوع، باب الرجل یبیع السامة ثم یرید اشتراءها، بنقد، حدیث : ۱۴۸۱۳، ص: ۱۸۶.

. عبد اللّٰه بن یوسف ابو محمد الحنفی، نصب الرایة لأحادیث الهدایة، ج۴، مصر، دار الحدیث ۱۳۵۷ھ، ص: ۲۴.

. البیهقی، سنن البیهقی الکبریٰ، ج۵، کتاب البیوع، باب الرجل یبیع الشیء إلی أجلٍ ثم یشتریه بأقل، حدیث ۱۰۵۸۱، ص: ۳۲۱.

۲۹۔ ابن منظور، لسان العرب، ج۲، ص: ۶۲۵۔

۔ الفیروزآبادی، القاموس، ج۱، باب الحاء فصل النون، ص: ۵۰۲۔

۷۰۔ عبدالرحمٰن الجزائری، الفقہ علی المذاہب الأربعۃ، ج۴، ص: ۶۔

۔ السرخسی، المبسوط، ج۴، کتاب النکاح، ص: ۴۱۔

۔ المرغینانی، الہدایہ، ج۱، کتاب النکاح، ص: ۱۸۵۔

- ابن قدامہ، المغنی، ج ۷، کتاب النکاح، ص: ۳۳۳۔

۷۱۔ ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾، سورۃ النساء: ۲۲۔

۷۲۔ الجزائری، کتاب الفقہ، ج ۴، ص: ۱۔

۷۳۔ ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾، سورۃ البقرۃ: ۲۳۰۔

۷۴۔ الجزائری، کتاب الفقہ، ج ۴، ص: ۱۔

۷۵۔ أیضاً۔

۷۶۔ الفیروزآبادی، القاموس، باب الحاء فصل النون، ص: ۵۰۲۔

۷۷۔ تنزیل الرحمٰن مجموعہ قوانین اسلام، ج: ۱، ص: ۵۶۔

۷۸۔ ﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾، سورۃ النور: ۳۳۔

۷۹۔ مولانا منہاج الدین مینائی، اسلامی فقہ، ص: ۲۸۹، ۲۹۰۔

۸۰۔ ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، ج ۲، ص: ۲۵۸۔

۸۱۔ الجزائری، کتاب الفقہ، ج ۴، ص: ۹۔

۸۲۔ أیضاً۔

۸۳۔ أیضاً۔

۸۴۔ ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ○﴾، سورۃ نور: ۳۲۔

۸۵۔ ابوبکر الجصاص، احکام القرآن، ج ۳، باب الترغیب فی النکاح، ص: ۳۲۰۔

- مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج ۶، ص: ۴۰۸۔

- مولانا مودودی، تفہیم القرآن، ج ۳، ص: ۳۹۷۔

۸۶۔ ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾، سورۃ النساء: ۳۔

۸۷۔ ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾، سورۃ البقرۃ: ۲۳۲۔

۸۸۔ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾، سورۃ الرعد: ۳۸۔

۸۹۔ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾، سورۃ الروم: ۲۱۔

۹۰۔ ((عن عبدالرحمن بن يزيد قالَ دخلتُ مع عَلْقَمَة الأسود على عبد الله فقالَ عبدالله كُنّا مَعَ النَّبِيّ شَباباً لا نَجِد فَقالَ لَنا رسولٌ (يا مَعْشَر الشَّباب مَنِ استَطَاعَ الباءة فَلْيَتَزَوّج فإنّه أعضُّ للبَصَرِ وأحْصَنُ للفرج ومن لم يستَطِعْ فَعَلَيهِ بالصَّوْم فإنه له وجاء))

صحيح بخارى ، ج۵، كتاب النكاح ، باب من لم يستَطِعْ فَعَليهِ فليَصُمْ، حديث: ۴۷۷۹، ص: ۱۹۵۰.

. صحيح مسلم ، ج۲، كتاب النكاح ، استحباب النكاح لمن تاقتْ نفسه إليه وجد مؤنة، حديث: ۱۴۰۰، ص: ۱۰۱۸.

. سنن أبى داؤد، ج۱، كتاب النكاح ،باب التعريض على النكاح ،حديث: ۲۰۴۶، ص: ۶۲۴.

. سنن نسائى ، ج۶، كتاب النكاح ، باب الحث على النكاح ،حديث: ۳۲۰۹، ص: ۶.

سنن ابن ماجه ، ج۱ ، كتاب النكاح، باب ما جاء فى فضل النكاح ،حديث: ۱۸۴۵، ص: ۵۹۲.

۹۱. ((عن سعد بن أبى وقاص رد رسولٌ على عثمان بن مظعون التبتل))،

صحيح بخارى ، ج۵، كتاب النكاح، باب ما يكره من التبتل والخصاء ، حديث ۴۷۸۶ ص: ۱۹۵۲.

. صحيح مسلم ، ج۲، كتاب النكاح ،باب استحباب النكاح لمن تاقتْ نفسُه إليه ووجد المؤنة، حديث: ۱۴۰۲، ص: ۱۰۲۰.

۹۲. ((أما والله أنى لَأخشاكُم للهِ وأتقاكُم له لكِنّى أصومُ وأُفطِرُ وَأصلّى وأرْقُدُ وأتزَوّجُ النساءَ فَمَن رَغِبَ عن سُنّتِى فَلَيسَ منى))' صحيح بخارى ، ج۵، كتاب النكاح ، الترغيب فى النكاح ، حديث: ۴۷۷۶، ص: ۱۹۴۹.

☆. اس سے تعلق قائم کرے۔ اوراس کی صحبت سے حمل حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

☆. بڑی شان والا۔

☆. یہ شرمناک طریقہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کے بعض قبیلوں میں رائج تھا۔ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ ایک پست نطفہ کا آدمی چاہتا تھا کہ اس کا بیٹا بہادر اور شہسوار ہو یا حسین وجمیل اور قد آور ہو تو وہ کسی ایسے آدمی کے

متعلق جو ان صفات میں ممتاز ہوتا اپنی بیوی سے کہتا تو اس آدمی سے تعلق قائم کرے۔ تا کہ اسکا حمل قرار پائے۔ پھر بیٹا انہی صفات کا اسی طرح کا پیدا ہو۔ اور خود اس وقت تک بیوی سے الگ رہنا جب تک کہ اس دوسرے آدمی سے حمل قرار پاتا۔ عربی میں اس کو اس استبضاع کہا جاتا ہے۔

۹۳۔ ((اخبرنی عُروۃ بن الزبیر أنَّ عائشة زوجَ النبیَّ ﷺ أخبرتُه أن النکاحَ فی الجاهليةِ كـانَ علـى اربَعةِ اَنحاءٍ فنکاحُ منها نكاح الناسِ اليومَ يخطِبُ الرجلُ إلى الرجلِ ولِيَّته أو اِبُنَتَه فَيُصدِقُها ثم يُنكِحُها ونكاح الآخرِ كان الرجلُ يقولُ لِامرأته إذا طهُرتِ من تَمَثِها اَرُسِلِي إلى فُلانِ فاستضِعى مِنه ويعتزِلُها زوجُها ولا يَمُسُّها أبدًا حتى يَتبيَّنَ حملُها من ذالک الرجلِ الذى تَسُتَبُضِعُ منه فإذا تبيَّنَ حملُها أصابَها زوجُها إذا أحبَّ وإنَّما يَفعَلُ ذالک رَغبةً فى نَجابَتِه الولدِ فکان هذا النکاحُ نكاحُ الإستِبُضاعِ ونکاحٌ آخرُ يجتمع الرهطُ ما دونَ العشرةِ فيدخلونَ على المرأة كلُّهم يُصيبُها فإذا حملتْ ووضعتْ ومرَّ عليها لَيالٍ بعد أن تَضَعَ حملُها أرسلتُ إليهم ولم يَسُتَطِع رجلٌ منهم أن يمتنعَ حتى يجتمعوا عندها تقولُ لهم قد عرفتُم الذى كان من اَمرِكم وقد ولدتُّ فهو إبنُک يا فلانٌ تُسَمى من اَحَبَّتُ بِإسُمِه فَيُلُحَقُ به ولدَها فلا يستطيعُ أن يَمُتَنِعَ الرجل ونكاح الرابعُ يجتمع الناسُ الكثير فيدخلونَ على المرأةِ لا مِمَّنُ جاء ها وهن البغايا كُنَّ يَنُصَبُنَ على أبوابِهن راياتٍ تكونُ عَلماً فَمن ارادهن دخل عليهن فإذا حملتْ احداهن ووضعتْ حملها جمعوا لها ودُعُوا لهم القافَّةُ ثم الحقوا ولدَها بالذى يَرونَ فالتاطَ به ودُعى ابنَه لا يمتنعُ من ذالک فلما بُعثَ محمدٌ ﷺ بالحق هَدَمَ نكاحَ الجاهليةِ كلَّه إلا نكاحَ الناس اليومَ)). صحيح بخارى، ج:۵، كتاب النكاح ، باب من قال لا نكاح إلا لولى لقوله تعالىٰ: ﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾، حديث: ۴۸۳۴،ص: ۱۹۷۰.

۹۴ مولانا مفتى محمد شريف ' نزهة القارى فى شرح البخارى ، ج:۵،ص: ۳۰۳.

۹۵. ﴿وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ﴾، سورة النساء :۲۵.

۹۶. "هو أن يقولَ الرجلُ لِامرأةٍ اَتَمَتَّعُ بک مدةً كذا مقابلة مالِ كذا"، المرغينانى ' الهداية، ج ا ، كتاب النكاح ، فصل فى بيان المحرمات ، ص: ۱۸۲ ، مولانا جميل

احمد ، اشرف الهداية ، شرح هداية ، ج:۴، ص: ۴۸.

۹۷. "عن عائشة قالت تزوجنی رسول اللّٰہ ﷺ لست سنین وبنی بی وأنابنت تسع سنین قالت فقدمنا المدینة فوعکت شهرا فوفی شعری جمیعة فأتتنی أم رومان وأنا علی أرجوحة ومعی صواحبی فعرضت لی فأتیتها وما أدری ما ترید بی فأخذت بیدی فأوقفتنی علی الباب فقلت مه مه حتی ذهب نفسی فأدخلتنی بیتا فإذا نسوة من أنصار فقلن علی الخیر والبرکة .وعلی خیر طائر فأسلمتنی إلیهن فغسلن رأسی وأصلحننی فلم یرعنی إلا ورسول اللّٰہ ﷺ ضحی فأسلمننی إلیه وأنا یومئذٍ تسع سنین. "، سنن ابن ماجه ، ج ا ، کتاب النکاح ، باب نکاح الصغار یزوجهن الأباء،حدیث: ۱۸۷۶ ، ص:۶۰۳.

. المرغینانی ' الهدایة، ج ا ، کتاب النکاح ، باب فی الأولیاء والأکفاء ، ص: ۱۹۱ .

. السرخسی ' المبسوط ، ج۴، کتاب النکاح ،باب نکاح الصغیر والصغیرة، ص:۴۳.

۹۸. علامه یحی بن شرف نووی ، شرح مسلم ، ج ا ، ص: ۴۵۶.

۹۹. ((عن عائشةؓ قالتْ تزوَّجنی رسولٌ وأنا بنتُ ست سنین وبنی بی وأنا بنت تسع سنین))، صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب النکاح باب تزویج الاب البکر الصغیرة ، حدیث: ۱۴۲۲ ، ص: ۱۰۳۷ .

. السرخسی' المبسوط ، ج:۴، کتاب النکاح ، باب نکاح الصغیر والصغیرة، ص:۴۳.

۱۰۰. ﴿الّٰئِی یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰئِی لَمْ یَحِضْنَ﴾،سورة الطلاق:۴.

۱۰۱. مفتی محمد شریف ' نزهة القاری فی شرح البخاری ، ج۵، کتاب النکاح ، ص: ۳۰۳-۳۰۴.

۱۰۲. ((عن عائشة رضی اللّٰهُ عنه قالتْ یا رسولَ اللّٰهِ إن البکر تَسْتَحی؟ قال رضاها صمتُها)) صحیح بخاری ج۵، کتاب النکاح ، باب لا ینکح الأب وغیره البکرَ والیثب برضاها حدیث۴۸۴۴، ص: ۱۹۷۴ .

. أیضاً ، ج۶ ، کتاب الحیل ، باب فی النکاح ، حدیث: ۶۵۷۰، ص:۲۵۵۶.

. أیضاً ، ج۶ ، کتاب الإکراه ، باب لا یجوز نکاح المکره ، حدیث ۶۵۴۷،

ص:۲۵۴۷.

. صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب النکاح ، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت ، حدیث : ۱۴۲۰ ، ص: ۱۰۳۷ .

. سنن نسائی ، ج۲ ،کتاب النکاح ، باب إذن البکر ، حدیث ۳۲۶۶، ص: ۸۵.

۱۰۳ . ((عن ذکوان أبی عمرو مولی عائشة عن عائشة قالتُ قال رسول اللّٰہِ استامروا النساء فی أبضاعتهن قال قیل فإن البکر تستحی أن تکلم قال سکوتُها إذنها)).

إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۲ ، حدیث ۲۴۲۳۱، ص: ۴۵.

أیضاً، حدیث۲۵۷۱۳،ص: ۲۰۳.

. سنن نسائی ،ج۲ ، کتاب النکاح ،باب اذن البکر ، حدیث ۳۲۶۶، ص:۸۵.

المرغینانی 'الهدایة ، ج ۱ ، کتاب النکاح ، باب فی الأولیاء والأکفاء ، ص: ۱۹۱ .

. المبسوط ، ج۴، کتاب النکاح ، باب نکاح البکر ، ص: ۳۶.

۱۰۴ . ((قال ذکوان مولی عائشة سمعتُ عائشة تقولُ سألتُ رسولَ عن الجاریة ینکحها أهلها أتستأمر أم لا ؟ فقال لها رسول اللّٰہُ نعم تُستأمر . فقالتْ عائشة له فإنها تستحی فقال رسول اللّٰهﷺ فذلک إذنها إذا هی سکتتْ)).

صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب النکاح ، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت ، حدیث : ۱۴۲۰ ، ص: ۱۰۳۸ .

۱۰۵ . مولانا جمیل محمد اشرف ' اشرف الهدایة ، ج۴، کتاب النکاح ، باب فی الأولیاء والأکفاء ، ص: ۵۷.

۱۰۶ . ((لا نِکاحَ إلا بولی))، سنن ابن ماجه ، ج ۱ ، کتاب النکاح ، باب لا نکاح إلا بولی ، حدیث: ۱۸۸۰ ، ص:۶۰۵ .

۱۰۷ . ((عن عائشة رضی اللّٰهُ عنها قالتْ قال رسول اللّٰہِ أیما إمرأةٍ نکحتْ بغیر إذن ولیها فنکاحها باطل ، ثلاث مرات ، فإن دخل بها بالمهرُ لها بما أصاب منها فإن تشاجروا فالسلطان ولی من لا ولی له)).

. سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب النکاح ، باب فی الولی ،حدیث ۲۰۸۳ ، ص: ۶۳۴ .

- سنن ابن ماجه ،ج ا ، کتاب النکاح ، باب لا نکاح إلا بالولی ، حدیث ۱۸۷۹ ، ص: ۶۰۵ .
- سنن ترمذی ، ج۳، کتاب النکاح ، باب لا نکاح إلا بالولی ، حدیث ۱۱۰۲ ، ص: ۴۰۷.
- المرغینانی ' الهدایة ، ج ا ، کتاب النکاح ، فصل فی الوکالة بالنکاح ، ص: ۱۹۷ .
- السرخسی ' المبسوط ، ج۴، کتاب النکاح ، باب النکاح بغیر ولی ، ص: ۲۶ .
- ابن قدامة ' المغنی ، کتاب النکاح ،فصل لا نکاح إلا بولی وشاهدین ، ص: ۳۳۷.

۱۰۸ . ((عن ابن عباس أن النبیؐ قال الأیم أحق بنفسها من ولیها والبکر تسأذن فی نفسها وإذنها صماتها ؟ قال نعم)).صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب النکاح ، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت ، حدیث ۱۴۲۱ ، ص: ۱۰۳۷ .

۱۰۹ . عن یحی بن أبی سلمه أن أبا هریرة حدثم أن النبیؐ قال لا تنکح الأیم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن ، قالوا یا رسول اللّٰہ وکیف إذنها ، قال أن تسکتُ)).
صحیح بخاری ، ج۵، کتاب النکاح ، باب لا یُنکِح الأب وغیره البکر والثیب إلا برضاها ،حدیث :۴۸۴۳، ص:۱۹۷۳ .
- أیضاً ج۲، کتاب الحیل ، باب فی النکاح ، ح:۶۵۶۷، ص:۲۵۵۵.
- صحیح مسلم ، ج ۲ ، کتاب النکاح ، باب استیئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت ، حدیث : ۱۴۱۹، ۱۰۳۶ .

۱۱۰ . ((عن خنساء بنت حزام الأنصاریة أن أباها زوجها وهی ثیب فکرهت ذلک فأتتُ رسولؐ فرد نکاحه)). صحیح بخاری ،ج۵، کتاب النکاح ، باب إذا زوج ابنته وهی کارهة فنکاحهم مردود، حدیث:۴۸۴۵،ص: ۱۹۷۴ .

۱۱۱ . ((عن أبی سلمه بن عبد الرحمن قال جاء ت امرأة إلی النبیؐ فقالتُ یا رسول اللّٰہ إن ولد عمی خطبنی فرده أبی وزوجنی وأنا کارهة . قال فدعا أباها فسأله عن ذلک فقالَ إنی انکحتها ولم آلوها خیرا فقال رسولؐ لا نکاح إذهبی فانکحی من شئتِ))
مصنف ابن أبی شیبة ، ج۳، کتاب النکاح ، باب اجازه بغیر ولی ولم یفرق ،

حدیث:۱۵۹۵۳ ، ص: ۴۵۷.

۱۱۲. ((عن القاسم بن محمد أن عائشة انکحت حفصة ابنة عبد الرحمن بن أبی بکر المنذر بن زبیر وعبد الرحمن غائب فلما قدم عبدالرحمن غضب وقال أی عباد اللّٰہ یُفتاب علیه فی بناته فغضبت عائشة وقالت اترغب عن المنذر، أیضاً، حدیث: ۱۵۹۵۵ .

۱۱۳. إمام عبد الرزاق بن همام ، المصنف عبد الرزاق ، ج:۲ ، حدیث:۱۰۳۷۸، ۱۹۷ .

۱۱۴. عن عائشة قالت قلتُ یا رسول اللّٰہ أرأیتَ لو نزلت وادیاً وفیه شجرة قد أکِل منها ووجدت شجرا لم یُوکل منها فی أیها کنت ترتع بغیرک؟ قال فی التی لم یرتع منها)) تعنی أن رسول اللّٰہ ؐ لم یتزوج بکرا غیرها . صحیح بخاری ، ج۵، کتاب النکاح ، باب نکاح الأبکار ، حدیث: ۱۷۸۹، ص: ۱۹۵۳ .

۱۱۵. ((عن عائشةؓ أن سودة بنت زمعهؓ وهبت یومها لعائشة وکان النبی ؐ یقسم لعائشة بیومِها ویوم سودة)). صحیح بخاری، ج۵، کتاب النکاح ، باب المرأة تهب یومها من زوجها لضرتها وکیف یقسم ذاک .حدیث : ۳۹۱۴، ص: ۱۹۹۹ .

. صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الرضاع ، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها ، حدیث:۱۴۶۳ ، ص: ۱۰۸۵ .

۱۱۶. ((عن عائشةؓ أن رسولَ اللّٰہ ؐ نهی عن التبتل))، سنن نسائی ،ج۲، کتاب النکاح ، باب النهی عن التبتل ، حدیث : ۳۲۱۳، ص: ۵۸ .

. مسند إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۲، حدیث :۲۶۱۹۳، ص: ۲۵۲ .

. أیضاً ، حدیث :۲۵۲۷۸، ص: ۱۵۷ .

. أیضاً ، حدیث: ۲۴۹۸۷، ص: ۱۲۵ .

۱۱۷. ((عن سعد بن هشام قال أتیتُ عائشة فقلتُ یا أم المومنین إنی ارید أن أتبتل فقالت لا تفعل الم تقرأ (لقد کان لکم فی رسول اللّٰہِ اسوةٌ حسنةٌ))، قد تزوج رسولُ وولده، إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۲، حدیث ۲۴۸۵۴، ص: ۱۱۲ .

۱۱۸. ((عن عروة عن عائشة قالت تزوجنی النبی ؐ فی الشوال ، فأی نسائه کان أحظی عنده منی وکانت عائشة تستحب أن تدخل نسائها فی شوال))، سنن ابن ماجه ، ج۱ ،

کتا ب النکاح . باب متی یُستحب البناء بالنساء، حدیث : ۱۹۹۰ ، ص: ۲۴۱ .

۱۱۹ . صحیح بخاری ، ج۵، کتاب النکاح ، باب لا تطیع المرأۃ زوجھا فی معصیۃ ، حدیث ۴۹۰۹، ص: ۱۹۹۷ .

((عن عائشۃ أن امرأۃ من الأنصار زوجت ابنتھا فتعطر شعر رأسھا فجاء ت إلی النبیؐ فذکرت ذلک لہ فقالت إن زوجھا أمرنی أن أصل فی شعرھا فقال (لا إنہ قد لُعن الموصلات)).

. صحیح مسلم ، ج۳، کتاب اللباس والزینۃ ، باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ .... ، حدیث ۲۱۲۳، ص: ۱۶۷۷ .

۱۲۰ . علامہ علاؤ الدین مصکفی ، درمختار علی ھامش درمختار ، ج۵، مصر، دار الکتب العربیۃ ۱۳۲۷ھ ، ص: ۲۶۳..۲۶۴ .

۱۲۱ . علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی ، رد المختار، ج۵، مصر ،دار الکتب العربیۃ ۱۳۲۷ھ ، ص: ۲۶۴ .

۱۲۲ . ((عن عروۃ عن عائشۃ أن جدامۃ بنت وھب حدثتھا أن رسولؐ قال لقد ھممتُ أن أنھی عن الغیلۃ حتی ذکرتُ أن فارس والروم یصنعہ وقال اسحاق یصنعونہ فلا یضر أولادھا .))،سنن نسائی ، ج۶ ، کتاب النکاح ، باب الغیلۃ ، حدیث ۳۳۲۶، ص: ۱۰۶ .

۱۲۳ . ((عن أبی سلمۃ بن عبد الرحمن أنہ قال سألت عائشۃ زوج النبیؐ کم کان صداق رسول اللّٰہِ ؟ قالتْ کان صداقہ لأزواجہ ثنتی عشرۃ اوقیۃ ونش. قالت أتدری ما النش؟ قال قلت نصف اوقیۃ فتلک خمسمائۃ درھم فھذا صداق رسول اللّٰہ لِأزواجہ)).

صحیح مسلم ، ج۲، کتاب النکاح ، باب الصداق وجوز کونہ تعلیم قرآن وخاتم حدید وغیر ذلک من قلیل. حدیث : ۱۴۲۶، ص: ۱۰۴۲ .

. سنن ابن ماجہ ، ج ۱ ، کتاب النکاح ، باب صداق النساء ، حدیث ۱۸۸۶ ، ص: ۶۰۷ .

۱۲۴ . عبد الرحمن الجزائری ، کتاب النفقه ، ج۴، ص: ۱۲۲ .

. المرغینانی ' الهدایة، ج ا ، کتاب النکاح، باب المهر ، ص: ۱۹۸ .

. السرخسی ' المبسوط ، ج۴، کتا ب النکاح ، باب المهور ، ص:۲۶ .

. إمام شافعی ' الأم ، ج۵، کتاب الصداق ، ۹۲ .

. ابن قدامة ' المغنی ، ج۸، کتاب الصداق باب مقدار المهر ، ص: ۵.

۱۲۵ . ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾، سورة النساء : ۴.

۱۲۶ . ﴿عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ﴾، سورة البقرة : ۲۳۶.

۱۲۷ . صحیح مسلم ، ج۲، کتاب النکاح ، باب الصداق وجوز کونه تعلیم قرآن وخاتم حدید وغیر ذلک من قلیل. حدیث : ۱۴۲۶ ، ص: ۱۰۴۳ .

۱۲۸ . ﴿وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا﴾، سورة النساء : ۲۰ .

۱۲۹ . ابن کثیر ، تفسیر ابن کثیر ، ج ا ، سورة السناء :آیت:۲۰، ص: ۲۱۷.

۱۳۰. Encyclopaedia of Islam London 1936, Vol iii , P138.

۱۳۱ . محمد بن أحمد بن رشد ، بدایة المجتهد ونهایة المقتصد ، الجزء الثانی ، لاهور، دار النشر الکتب الإعلامیة ، ص: ۱۴ .

۱۳۲ . محمد بن عبد الواحد الشهیر بابن الهمام ، فتح القدیر مع الکفایة ، ج:۳، سکهر ، المکتبه النوریة الرضویة ، ص: ۲۰۵ .

۱۳۳ . کتاب الهدایة ، ج ا ، ص: ۱۴۸ .

۱۳۴ . ((عن علی قال لا تقطع الید فی أقل من عشرة دراهم ولا یکون المهر أقل من عشرة دراهم))، کتاب الهدایة ، ج ا ، ص: ۱۴۸ .

۱۳۵ . ((عن عائشةؓ أم المؤمنین أن رسول اللّٰهِ قال یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة)).

إمام أحمد بن حنبل ،مسند ، ج۶ ، حدیث ۲۴۴۱۶ ، ص: ۲۶ .

. سنن ابن ماجه ، ج ا ، کتاب النکاح ، باب یحرم من الرضا ع ما یحرم من النسب ، حدیث : ۱۹۳۷ ، ص: ۶۲۳.

. السرخسی ' المبسوط ، ج:۴، کتاب النکاح ، باب الرضا ع ، ص: ۷۹.

. عبد الرحمن الجزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة ، ج۴، ص ۱۲۶ .

۱۳۶ . علامه زین الدین ابن نجیم ، البحر الرائق ، ج۳، کوئٹه مکتبه ماجدیة ، ص: ۲۲۱ ،
إمام شوکانی ، نیل الأوطار ، ج۷، کتاب الرضاع ، باب یحرم الرضاعة ما یحرم .
من النسب ، ص: ۷۳.

۱۳۷ . ملا نظام الدین حنفی فتاویٰ عالمگیری ، ج ۱ ، مصر مطبعه کبری امیریه بولاق
۱۳۱۰ھ، ص: ۳۴۳.

۱۳۸ . علامه یحی بن شرف النووی، شرح مسلم ، ج ۱ ، کراچی مطبوعه نور محمد اصح
المطابع ، ۱۳۷۵ھ ، ص: ۴۶۲.

۱۳۹ . ((أخبرنی عروة بن زبیر أن عائشةؓ زوج النبیؐ أخبرته أنه جاء ها افلح أخو أبو القبیس
وأبو القبیس أرضع عائشة فجاء ها یستأذن علیها فأبت ان تأذن له حتی ذکرت ذلک
لرسولؐ فقالت یا رسول اللّٰه إن أفلح أخا أبی القبیس جاء یستأذن علی فلم اذن له فقال
لها رسولؐ وما یمنعک أن تأذنی لعمک قلت یا رسول اللّٰه إن أبا القبیس لیس هو
أرضعنی إنما أرضعتنی امرأته فقال لی رسول اللّٰه ائذنی له حین یأتیک فإن عمک.))
إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶ ، حدیث : ۲۶۳۷۷، ص: ۲۷۱.
صحیح مسلم ، ج۲ ،کتاب الرضاع ، باب تحریم الرضاعة من جاء ، حدیث ۱۴۴۵ ،
ص: ۱۰۶۹ .
إمام مالک ، مؤطا ، ج۲، کتاب الرضاع ، باب الرضاعة الصغیر ، حدیث ۱۲۶۲ ،
ص: ۶۰۴ .
. إمام شوکانی ، نیل الأوطار ، ج۷، کتاب الرضاع، باب یحرم من الرضاعة ما یحرم
من النسب ، ص: ۷۴.

۱۴۰ . ((عن عروة عن عائشة أن رسول اللّٰه أمر إمرأة أبی حذیفة فأرضعت سالماً خمس
رضعات فکان یدخل علیها بتلک الرضاعة)). إمام أحمد بن حنبل ، ج۶، حدیث
۲۶۲۲۲، ص: ۲۵۵. .

۱۴۱ . أیضا، حدیث: ۲۶۳۵۷، ص: ۲۶۹.

۱۴۲. صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الرضاع ، باب التحریم بخمس رضعات ، ح: ۱۴۵۲، ص: ۱۰۷۵.

. ابن ماجه ، ج ا ، کتاب النکاح ، باب لا تحرم المصة ولا المصتان ، حدیث ۲۰۶۲، ص: ۲۲۹.

. سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب النکاح ، باب هل یحرم ما دون خمس ، ح: ۲۰۶۲، ص: ۲۲۹.

۱۴۳. عبد الرحمن الجزیزی ، کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة ، ج ا ، ص: ۳۱۶.

. علامه أبو الحسن علی بن أبی بکر مرغینانی ، هدایه مع فتح القدیر ، ج:۳، سکهر ، مطبوعه مکتبه نوریه رضویة ، ص: ۳۰۴.

. صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الرضاع ، باب فی المصة والمصتان ، حدیث: ۱۴۵۰، ص: ۱۰۷۳.

. سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب النکاح ، باب هل یحرم ما دون خمس ر ضعات ، حدیث ۲۰۶۳، ص: ۲۲۹.

. سنن ابن ماجه ، ج ا ، کتاب النکاح ، باب لا تحرم المصة ولا المصتان ، ح: ۱۹۴۱، ص: ۲۲۴.

۱۴۴. ((عن عرة عن عائشة أنها قالت اختصم سعد بن أبی وقاص وعبد بن زمعه إلی رسولؐ فقال سعد یا رسول الله ابن أخی عتبة بن أبی وقاص عهد إلی أنه ابنه أنظر إلی شبهه وقال عبد بن زمعه هذا أخی یا رسول اللهِ ولد علی فراش أبی فنظر رسولؐ إلی شبهه فرآی شبهاً بیناً بعتبة فقال هولک یا عبد بن زمعة الولد للفراش وللعاهر الحجر واحتجبی منه یا سودة ابنة زمعه قالت فلم یر سودة قط)).

إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶، حدیث: ۲۵۰۱۹، ص: ۱۲۹.

. أیضاً: حدیث ۲۵۶۸۵، ص: ۲۰۰.

. أیضاً: حدیث ۲۴۱۳۲، ص:۳۷.

. أیضاً: حدیث :۲۶۰۴۳، ص:۲۳۷.

- صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب الرضاع ، باب الولد للفراش وتوقی الشبهات ، ح:۱۴۵۷ ، ص: ۱۰۸۰ .

۱۴۵ . علامه بدر الدین عینی ، عمدة القاری ، ج۱۱ ، مصر ، مطبوعه ادارة الطباعة المنیریة، ۱۰۴۸ھ ، ص: ۱۲۹ .

۱۴۶ . ((سمعت عبد اللّٰه بن عبید اللّٰه بن أبی ملیکة یقول سألت عائشة عن متعة النساء ؟ فقالت بینی وبینکم کتاب اللّٰهِ قال وقرأت هذه الآیة ﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾)). محمد بن أبو عبد اللّٰه الحاکم النیسابوری ، مستدرک الحاکم ، ج۲ ، بیروت ، دار الکتب العلمیة ۱۴۱۱ھ ، حدیث : ۳۴۸۴ ، ص: ۳۲۷.

- عبد الرحمن الجزیری ، الفقه علی المذاهب الأربعة ، ج:۴ ،کتاب النکاح ، باب نکاح المؤقت أو نکاح متعة ، ص: ۳۲.
- الشوکانی ، نیل الأوطار ، ج۶ ، کتاب النکاح، باب ما جاء فی نکاح المتعة ، ص: ۱۹۳ .

۱۴۷ . مولانا جمیل أحمد أشرف ،اشرف الهدایة شرح الهدایة، ج۴، کتاب النکاح ،ص۴۸،

- ابن قدامة ، المغنی ، ج۷، ص: ۵۷۱.

۱۴۸ . ((عن عائشةؓ أن سالما مولی أبی حذیفة کان مع أبی حذیفة وأهله فی بیتهم فأتت (تعنی ابنة سهیل) النبیﷺ فقالت إن سالما قد بلغ ما یبلغ الرجال وعقل ما عقلوا وإنه یدخل علینا وإنی أظن أن فی نفس أبی حذیفة من ذلک شیئا فقال لها النبی أرضعیه تحرمی علیه ویذهب الذی فی نفس أبی حذیفة فرضعت فقالت إنی قد أرعته فذهب الذی فی نفس أبی حذیفة). صحیح مسلم ، ج۲ ، کتاب الرضاع ، باب رضاعة الکبیر حدیث : ۱۴۵۳ ، ص: ۱۰۷۶ .

- إمام شوکانی ، نیل الأوطار ، ج۷، کتاب الرضاع ،باب ما جاء فی رضاعة الکبیر، ص: ۲۰.

۱۴۹. صحیح مسلم، ج۲، کتاب الرضاع، باب رضاعة الکبیر، ح۱۴۵۳، ص: ۱۰۷۶.

۱۵۰. ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۸، بیروت، مطبوعه دار الصادر ۱۳۸۸ھ، ص: ۲۷۱.

. حافظ ابن حجر عسقلانی، الإصابة، ج۴، بیروت، مطبوعه دار الفکر ۱۳۹۸، ص: ۳۳۷.

۱۵۱. صحیح مسلم، ج۲، کتاب الرضاع، باب إنما الرضاعة من المجاعة، حدیث۱۴۵۵، ص:۱۰۷۸.

۱۵۲. شیخ علی بن أحمد بن حزم ظاهری، المحلی ج۱۰، مصر الطباعة المنیریة ۱۳۴۹ھ ص: ۱۷.

۱۵۳. شیخ أبو العباس تقی الدین ابن تیمیه، مجموع الفتاوی، ج۳۴، مطبوعه بامر فهد بن عبد العزیز آل سعود، ص: ۶۰.

۱۵۴. علامه یحیی بن شرف نووی، شرح مسلم، ج۱، کراچی، مطبوعه نور محمد، أصح المطابع ۱۳۷۵ھ، ص: ۴۶۹.

. شیخ محمد بن علی شوکانی، نیل الأوطار، ج۸، مصر، مطبوعه الکلیات الأزهریة ۱۳۹۸ھ، ص ۱۳۶.

۱۵۵. عبد الرحمن الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة، ج۴، کتاب الطلاق، تعریف بیروت، دار احیاء التراث ۱۹۶۹ء، ص' ۲۷۸.

۱۵۶. ابن منظور، لسان العرب، ج۱۰، حرف القاف مع الطاء، بیروت، دارالفکر ۱۴۱۰ھ ص: ۲۲۹.

سید محمدمرتضیٰ زبیدی، تاج العروس، ج۶، مصر، مطبعه خیریه ۱۳۰۶ھ، ص' ۴۲۵.

۱۵۷. عبد الرحمن الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة، ج۴، ص:۳۴۵.

مفتی محمد شریف ' عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ،ج۱۴ ، کتاب الطلاق،

بیروت دارالفکر ۱۴۱۸ھ،ص: ۲۲۵ .

۱۵۸ . علامہ زین الدین ابن نجیم،البحر الرائق، ج۳، کتاب الطلاق ،بیروت ،دار الکتب

العلمیۃ ۱۴۱۸ھ ، ص:۴۱۰.

۱۵۹ . ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ

خَيْرًا كَثِيْرًا﴾سورۃ النساء : ۱۹ .

۱۶۰ . "عن محارب قال:قال رسولُ اللهِ صلَّى اللّٰهُ علیه وَسَلَّمَ مَا أحلَّ اللّٰهُ شیئاً أبغَضَ إلیه

من الطَّلاق" ، سنن أبی داؤد ، ج۲، کتاب الطلاق باب فی کراهیة الطلاق ،بیروت،

مطبوعہ دار ابن حزم ۱۴۱۸ھ ، حدیث ۲۱۷۷، ص: ۴۳۸.

۱۶۱ . "عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال أبغضُ الحلال إلی اللّٰهِ تعالٰی الطلاق "

أیضاً ، حدیث: ۲۱۷۸.

۱۶۲ . "عن عبد اللّٰه قال من أراد الطلاق الذی هو الطلاق فلیطلقها تطلیقة ثم یَدَعها حتی

تحیض ثلاث حیض"

أبی شیبه ' مصنف ابن أبی شیبه ،ج۴، کتاب الطلاق ،باب ما یستحب من طلاق السنة

کیف هو، حدیث: ۱۷۷۳۹، ص: ۵۶.

۱۶۳ . قال علی لوأن الناس أصابوا حد الطلاق ما ندم رجل علی امرأة یطلقها واحدة ثم

یترکها حتی تحیض ثلاث حیض . أیضاً ،حدیث:۱۷۷۴۲، ص: ۵۶.

۱۶۴ . عن عبد اللّٰه قال : طلاق السنة أن یطلقها فی کل طهرٍ تطلیقةً.

البیهقی ' سنن الکبری ، ج۷، کتاب الخلع والطلاق ، باب الإختیار للزوج أن لا یطلق

إلا واحد ' حديث: ۱۴۷۲۴، ص: ۳۳۲.

ابن قدامة ' المغنی ، ج۸، کتاب الطلاق ، ص: ۲۳۶ .

۱۶۵ . ابن حجر' الدراية فی تخريج احاديث الهداية مع الهداية ، ج ا ، کتاب الطلاق ، باب طلاق السنة، ملتان ، مكتبة شركت علمية ، ص: ۳۵۵.

صحیح مسلم ، ج۵، کتاب الطلاق ، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها وأنه لو خالف وقع الطلاق يؤخر، حديث: ۱۴۷۱ ، ص: ۵۴ .

۱۶۶ . قال سمعتُ محمود بن لبيد قال أخبِرَ رسولُ اللّٰه ﷺ عن رجلٍ طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعاً فقام غضباناً ثم قال أيلعبُ بكتاب اللّٰه وأنابين اظهرِكم حتى قام رجل وقال يا رسول اللّٰه ألا اَقْتُله.

سنن نسائی ، ج۲ ، کتاب الطلاق ، باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ ، حديث: ۳۴۰۱، ص: ۱۴۲ .

۱۶۷ . عن مجاهد قال كنتُ عند ابن عباسؓ فجاء ه رجل فقال إنه طلق امرأته ثلاثا قال سكت حتى ظننت أنه رادها إليه ثم قال ينطلق أحدُكم فيركب الحموقة ثم يقول يا ابن عباسؓ وإن اللّٰه قال: ﴿وَمَن يَّتقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ له مَخْرَجاً﴾. وإنک لم تتق اللّٰهَ فلم أجد لک مخرجا عصيتَ ربک وبانتْ منک امرأتک، سنن أبی داؤد ، ج۲، کتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراهقة الخ ، بيروت ، دار ابن حزم ۱۴۱۸ھ ، حديث:۲۱۹۷، ص: ۳۴۹.

البيهقی ' سنن الكبرى ، ج۷، كتاب الخلع والطلاق ، باب الإختيار للزوج أن لا يطلق إلا واحدة ، بيروت، دار الكتب العلمية ۱۴۲۰ھ، حديث: ۱۴۹۴۴، ص: ۵۴۲.

۱۶۸ . صحیح مسلم ، ج۵، کتاب الطلاق ، باب تحریم طلاق الحائض ، حدیث: ۱۴۷۱،

ص، ۵۵.

ابن قدامة ' المغنی ، ج۸، کتاب الطلاق ، (لوقال لها وهی حائض ولم یدخل بها)،

ص: ۲۵۰.

۱۶۹ . ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾سورة الطلاق : ۱.

۱۷۰ . صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الطلاق ،باب تحریم طلاق الحائض ، حدیث: ۱۴۷۱۲،

ص: ۱۰۹۳.

۱۷۱ . صحیح بخاری ، ج:۳، کتاب الطلاق ، باب قول اللّٰهِ عزوجل الخ ، حدیث: ۵۲۵۱

ص: ۴۱۰.

۱۷۲ . عن عائشةؓ قالت: کان الناس والرجل یطلق امرأتَه ما شاء أن یطلقها وهی امرأته إذا أرجعها وهی فی العدة وإن طلقها مائة مرة أو أکثر حتی قال رجل لامرأتِه واللّٰهِ لا أطلقک فتبینی منی ولا أریک أبدا قالت وکیف ذاک ؟ قال أطلقک فکلما همت عدتک أن تنقضی راجعتک وذهبت المرأة حتی دخلت علی عائشة فأخبرتها فسکتت عائشةُ جاء النبیﷺ فأخبرته فسکت النبیﷺ حتی نزل القرآن ، قالت عائشة فاستأنف الناس الطلاق مستقبلاً من کان طلق ومن لم یکن طلق. سنن ترمذی ، ج۳، کتاب الطلاق ،حدیث: ۱۱۹۲، ص: ۴۹۷.

۱۷۳ . ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ص فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ سورة البقرة: ۲۲۹.

۱۷۴ . عن رجل طلق امرأة ثلاثا فتزوجت مطلق فسُئِل النبیﷺ أتحل للأول؟ قال لاحتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول. صحیح بخاری ، ج۵، کتاب الطلاق ،باب من أجاز طلاق الثلاث ،حدیث ۴۹۶۱، ص:۲۰۱۴.

سنن أبی داؤد ، ج۱ ، کتاب الطلاق ، باب فی المبتوتة لا یرجع إلیها زوجها حتی

تنکح زوجها ، حدیث: ۲۳۰۹، ص: ۵۰۷.

سنن نسائی ، ج:۲،کتاب الطلاق ، باب الطلاق حتی تنکح زوجها ثم لا یدخل بها،

حدیث۳۴۰۷، ص: ۱۴۶ .

علامه ابن القیم الجوزی ' فتاویٰ إمام المفتین ورسول رب العالمین ' ج ا ، فصل عن

فتاویه فی الطلاق عن الطلاق الثلاث، ص:۱۴۲

۱۷۵ . "أن إمرأة رفاعة القرظی جاء ت إلی رسولؐ فقالت یا رسول اللّٰه إن رفاعة طلقنی فبت

طلاقی ، وأنی نکحت بعبد الرحمن بن الزبیر القرظی ،وإنما معه مثل الهدبة قال

رسولؐ لعلک تریدین أن ترجعی إلی رفاعة ؟ لا حتی یذوق عسیلتک وتذوقی

عسیلته". صحیح بخاری ،ج۵، کتاب الطلاق ، باب من أجاز الطلاق الثلاث ،

حدیث: ۴۹۶۰، ص: ۲۰۱۴.

صحیح مسلم ، ج۲، کتاب النکاح ، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتی تنکح

زوجاً غیره ویطأها ثم یفارقها وتنقضی عدتها ، حدیث۱۴۳۳، ص: ۱۰۵۵ .

سنن ترمذی ، ج۳،کتاب النکاح ،باب ما جاء فیمن یطلق امرأته ثلاثا فیتزوجها آخر

فیطلقها قبل أن یدخل بها، حدیث:۱۱۱۸، ص: ۴۲۶.

سنن نسائی ، ج۲ ، کتاب الطلاق ، باب الطلاق للتی تنکح زوجا ثم لا یدخل بها.

حدیث:۳۴۰۸، ص: ۱۴۶ .

سنن ابن ماجه ، ج ا ، کتاب الطلاق ، باب الرجل یطلق امرأة ثلاثاً فتزوج ، فیطلقها

قبل أن یدخل بها أترجع ،حدیث۱۹۳۲، ص: ۶۲۱ .

إمام مالک مؤطأ ، ج۲، کتاب الطلاق ، باب المرأة یطلقها زوجها فتزوج رجلاً

فیطلق، حدیث: ۱۵۸۱، ص: ۵۱۸.

۱۷۶. ﴿حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ﴾سورۃ البقرۃ: ۲۳۱.

۱۷۷. "عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ أم المؤمنین أنھا انتقلت حفصۃ بنت عبد الرحمن بن أبی بکر الصدیق حین دخلت فی الدم من الحیضۃ الثالثۃ قال بن شھاب فذکر ذلک لعمرۃ بنت عبد الرحمن فقالت صدق عروۃ وقد جادلھا فی ذلک ناس فقالوا إن اللّٰہ تبارک وتعالٰی یقول فی کتابہ ﴿ثلاثۃ قروء﴾فقالتْ عائشۃ صدقتم تدرون ما الإقراء إنما الإقراء الأطھار". إمام مالک ،مؤطأ ، ج۲،کتاب الطلاق ، باب ماجاء فی الإقراء وعدۃ الطلاق وطلاق الحائض ، حدیث:۱۱۹۷، ص:۵۷۶.

۱۷۸. "عن عائشۃ عن النبیؐ قال طلاق الأمۃ تطلیقتان قرؤھا حیضتا"،سنن أبی داؤد ، ج ۱، کتاب الطلاق ، باب فی سنۃ طلاق العبد ،حدیث: ۲۱۸۹، ص: ۶۳.

۱۷۹. ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾سورۃ البقرۃ: ۲۲۵.

۱۸۰. مؤطأ إمام مالک ،مترجم علامہ ذو الفقار علی ، لاھور ضیاء القرآن ،ص: ۵۹۳، ۵۹۵.

۱۸۱. "عن الأسود عن عائشۃ عن النبیؐ قال: رُفِع القلم عن الثلاث عن النائم حتی یستیقظ وعن الصغیر حتی یکبر وعن المجنون حتی یعقل أویفیق".

سنن نسائی ،ج:۲، کتاب الطلاق ، باب من لا یقع طلاقہ من الزواج ، حدیث: ۳۴۳۲، ص:۱۵۶.

سنن ابن ماجہ ، ج ۱، کتاب الطلاق ،باب طلاق المعتوہ والصغیر والنائم ، حدیث: ۲۰۴۱، ص:۲۵۸.

۱۸۲ . "عن أبی بن أبی طالب أن رسول اللّٰہؐ قال یرفع القلم عن الصغیر وعن المجنون وعن النائم".أیضاً ، حدیث: ۲۰۴۲، ص: ۲۵۹ .

سنن الکبری ، ج۷، کتاب الخلع والطلاق ،باب لا یجوز طلاق الصبی حتی یبلغ الخ.

حدیث: ۱۴۸۸۸،ص: ۵۳۵۹ .

۱۸۳ . قالوا لا یجوز طلاق الصبی ولا عتقه حتی یحتلم .

البیهقی ' سنن الکبری ، ج۷، کتاب الخلع والطلاق ، باب لا یجوز طلاق الصبی حتی یبلغ الخ' حدیث: ۱۴۸۸۷، ص: ۳۵۹.

۱۸۴ . عن أبی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰہؐ کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب علی عقله .سنن ترمذی، ج۳، کتاب الطلاق باب ماجاء فی طلاق المعتوه،حدیث: ۱۱۹۱

ص: ۴۹۶.

۱۸۵ . ابن همام ، فتح القدیر ، ج۳، کتاب الطلاق ، باب طلاق السنة ما جاء فی الطلاق،ص: ۳۴۳.

۱۸۶ . سنن ترمذی ، ج۳، کتاب الطلاق ، باب ما جاء فی طلاق المعتوه ، ص: ۴۹۶.

۱۸۷ . ابن همام ،فتح القدیر ، ج:۳، کتاب الطلاق ،باب الطلاق السنة ، ص: ۳۴۳.

۱۸۸ . "عن ابن اسحاق عن ثور بن یزید الحنفی عن محمد بن عبید بن أبی صالح الذی کان یسکن إیلیا قال خرجت مع عدی بن عدی الکندی حتی قدمنا مکة فبعثنی إلی صفیة بنت شیبة وکانت قد حفظت من عائشة قالت سمعت عائشة تقول : سمعتُ رسول اللّٰہؐ یقول :"لا طلاق ولا عتاق فی غلاق". سنن ابی داؤد ،ج ۱ ، کتاب الطلاق ، باب فی الطلاق علی الغلط، حدیث ۲۱۹۳، ص:۲۶۶.

١٨٩ . "أن رجلاً كان نائماً فقامت امرأته فأخذت سكينا فجلست على صدره فقالتْ لتطلقنى ثلاثا أو لأذبحنّك فطلقها ثم أتى النبىّ فذكر له ذلك فقال قيلولة فى الطلاق .

ابن حجر العسقلانى ' الدراية فى تخريج احاديث الهداية برحاشية هداية اولين ، ج ٢، بيروت ' دار المعرفة' كتاب الطلاق ، باب طلاق السنة ، ص: ٣٥٨.

ابن همام ' فتح القدير ، ج٣، كتاب الطلاق ، باب طلاق السنة ، بيروت ، دار إحياء التراث العربى، ص: ٣٤٤.

١٩٠ . فرفع ذلك إلى عمر فأباها ، إمام أبوبكر احمد بن حسين بيهقى ، سنن الكبرى ، ج٧ كتاب الخلع والطلاق ، باب ماجاء فى طلاق المكره ، حديث:١٤٨٨٧ ، ص:٣٥٨

١٩١ . وروى أيضاً عن عمر أنه قال أربع مبهمات مقفلات ليس فيهن رد النكاح والطلاق والعتاق والصدقة.ابن همام ، فتح القدير ،ج٣، كتاب الطلاق ، با ب طلاق السنة ، فصل ٣٤٤.

١٩٢ . ابن حجر' الدراية فى تخريج احاديث الهداية برحاشية هداية اولين ، ج ٢، كتاب الطلاق ، باب طلاق السنة ، ص: ٣٥٨.

١٩٣ . أبى شيبه' مصنف ابن أبى شيبة ، ج٤، كتاب الطلاق ، باب من يرى طلاق المكره جائزاً ، حديث: ١٨٠٣٩ ، ص: ١٩٢٨٣ ، أيضاً ، حديث: ١٨٠٤١ ، أيضا ،حديث : ١٨٠٤٢.

. ابن حجر' الدراية فى تخريج احاديث الهداية برحاشية هداية اولين ، ج ٢، كتاب الطلاق ، باب طلاق السنة ، ص: ٣٥٨.

١٩٤ . أيضاً ، حديث: ١٨٠٤١

١٩٥. أيضاً، حديث: ١٨٠٣٢

١٩٦. أيضاً، حديث: ١٨٠٣٣

١٩٧. أيضاً، حديث: ١٨٠٣٤

١٩٨. علامه بدر الدين عينى ' عمدة القارى، ج١٤، كتاب الطلاق، باب الطلاق فى الإغلاق والكره، ص: ٢٥٩.

١٩٩. ابن همام ' فتح القدير، ج٣، كتاب الطلاق، باب الطلاق السنة، ص: ٣٣٤.

٢٠٠. سنن أبى داؤد، ج١، كتاب الطلاق، باب فى الطلاق على غيظ، ص: ٢٢٦.

٢٠١. صحيح بخارى، ج:٣، كتاب الطلاق، باب الطلاق فى الإغلاق والكره والسكران والمجنون الخ، ص: ٣١٦.

٢٠٢. علامه عينى ' عمدة القارى، ج١٤، كتاب الطلاق، باب فى الطلاق والإغلاق الخ، ص: ٢٥٩.

٢٠٣. فتاوى امجدية، كتاب الطلاق، ج٢، كراچى مكتبه رضويه ١٤١٩هـ/١٩٩٨ء، ص: ١٩٧.

٢٠٤. صحيح بخارى، ج٥، كتاب الطلاق، باب من طلق وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق حديث:٤٩٥٥، ص: ٢٠١٢.

سنن نسائى، ج٦، كتاب الطلاق، باب مواجهة الرجل المرأة بالطلاق، حديث :٣٤١٧ ص: ١٥٠.

سنن ابن ماجه، ج١، كتاب الطلاق، باب ما يقع به الطلاق من الكلام، حديث ٢٠٥٠ ص: ٦٦١.

۲۰۵. مولانا مفتی محمد شریف الحق ،نزهة القاری شرح صحیح بخاری ، ج۵، لاهور ، فرید بک سٹال ،ص: ۳۳۹.

۲۰۶. صحیح بخاری ، ج۵، کتاب الأشربة ، باب الشرب من قدح النبیؐ وآنیته ، حدیث: ۵۳۳۴، ص: ۲۱۳۴.

۲۰۷. "عن عائشةؓ عن النبیؐ قال لا یحل لإمرأة تؤمن باللّٰهِ والیوم الآخر أن تحد علی میت فوق ثلث إلا علی زوجها".

صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الطلاق ، باب وجوب الإحداد فی عدة الوفاة وتحریمه فی غیر ذلک إلا ثلثة أیام ، حدیث: ۱۴۹۱، ص: ۱۱۲۷.

۲۰۸. علامه غلام رسول سعیدی ، شرح صحیح مسلم ، ج: ۱، ص: ۴۸۶، ۴۸۷.

۲۰۹. "عن عائشةؓ قالت الحمدُ للّٰهِ الذی وسع سمعه الأصواب لقد جاء ت خولة إلی رسولؐ تشکو زوجَها فکان یُخفی علی کلامهما ، فأنزل اللّٰهُ عزوجل ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ط﴾" سورة المجادلة: ۱ . سنن النسائی ، ج۲، کتاب الطلاق ، باب الظهار ، حدیث: ۳۴۶۰، ص: ۱۶۸ .

سنن أبی داؤد ، ج ۱ ، کتاب الطلاق ، باب فی الظهار ، ص: ۲۲۲۰، ص:۶۷۵.

۲۱۰. ابن قدامة ' المغنی ، ج۸، کتاب الظهار ، ص: ۵۵۴.

۲۱۱. ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ﺻﻠﮯ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ☆ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ط اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ط وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ☆

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ط ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ☆فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ج فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ☆﴾ سورة المجادلة : ا تا ۴.

۲۱۲. ابن عابدین الشامی ' در المختار بر حاشیة الدر المختار ، ج۲، کوئٹہ مکتبہ ما جدیہ ' ص: ۵۹۰.

۲۱۳. ملا نظام الدین ' الفتاویٰ العالمگیریہ ، ج ا ، ص: ۵۰۶.

۲۱۴. "عن عروة عن عائشةؓ أن جميلة كانت أوس بن الصامت و كان رجلا به لمم فكان إذا اشتد لممه ظاهر من امرأته فأنزل الله عزوجل فيها كفارة الظهار". سنن أبی داؤد ، ج ا ، کتاب الطلاق،باب فی الظهار ، حدیث : ۲۲۱۹.

۲۱۵. ملا نظام الدین ' الفتاویٰ العالمگیریہ ، ج ا ، ص: ۵۰۶.

. علامہ ابن القیم ' فتاویٰ إمام المفتین ، ج ا ، ص: ۱۴۷.

. الشوکانی ' نیل الأوطار ، ج۷، کتاب الظهار ، حدیث: ۵، ص: ۳۲.

. السرخسی ' المبسوط ، ج۵، کتاب الطلاق ، باب الظهار ، ص: ۴۰.

. ابن رشد ' بدایة المجتهد ، ج ا ، کتاب الظهار ، ص: ۸۳۴.

. جلال الدین السیوطی ' الإشباه والنظائر ، ج ا ،بیروت ' دار الکتب العلمیة' ص: ۵۰۳.

۲۱۶. "عن عروة بن الزبير عن عائشةؓ انها قالت اقسم رسول الله ﷺ أن لايدخل على نسائه شهراً قالت فلبث تسعا وعشرين قالت فكنتُ أول من بدأ به فقلتُ للنبيﷺ

ألیس کنت أقسمت شهراً فعدت الأیام تسعا وعشرین فقال النبیؐ الشهر تسع وعشرون". إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج٦ ، حدیث: ٢٤٠٩٦ ، ص: ٣٦ .

- صحیح مسلم ، ج٢ ، کتاب الطلاق ، باب الإیلاء واعتزال النساء وتخییرهن وقوله تعالیٰ ﴿وإن تظاهر علیه﴾ ، حدیث: ١٤٧٥ ، ص: ١١٠٥ .
- أیضاً ، کتاب الصیام ، باب الشهر یکون تسعاً وعشرین ، حدیث: ١٠٨٣ ، ص: ٧٦٣ .
- سنن ترمذی ، ج٥ ، کتاب التفسیر ، باب سورة التحریم ، حدیث: ٣٣١٨ ، ص: ٣٢٠ .
- سنن نسائی ، ج٣ ، کتاب الصیام ، باب کم الشهر وذکر اختلاف علی الزهری فی الخبر عن عائشة ، حدیث : ١٢٣١ ، ص: ١٣٦ .

٢١٧ . ﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ . سورة التحریم : ١ .

٢١٨ . ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ج فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ م بَعْضٍ ج فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ هٰذَا ط قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ﴾ سورةالتحریم : ٣ .

٢١٩ . ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا ج وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ج وَ الْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَهِیْرٌ﴾سورة التحریم : ٤ .

٢٢٠ . ﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا☆ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا☆﴾سورة الأحزاب : ٢٨، ٢٩ .

۲۲۱. صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الطلاق ، باب الإیلاء واعتزال النساء وتخییرهن وقوله تعالیٰ ﴿وإن تظاهر علیه﴾، حدیث: ۱۴۷۹، ص: ۱۱۰۵.

. ابن قدامة ' المغنی ، ج۸، کتاب الإیلاء، ص: ۵۰۳.

۲۲۲. ملا نظام الدین ' الفتاویٰ العالمگیریه ، ج۱ ، ص: ۴۷۶.

۲۲۳. المرغینانی ' الهدایة ، الجزء الثانی ، ص: ۴۰۲.

۲۲۴. قاضی أبوالولید محمد بن أحمد بن رشد ، بدایة المجتهد ، ج۲، بیروت دار الفکر ، ص: ۷۶.

. إمام سرخسی ،المبسوط ، ج۵،کتاب الطلاق ، باب الإیلاء،ص: ۴۹.

. ابن رشد، بدایة المجتهد ، ج۱ ، کتاب الإیلاء ، ص: ۸۲۲.

۲۲۵. "عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال طلاق....تطلیقتان وقرؤها حیضتان .

سنن أبی داؤد ، ج۱ ، کتاب الطلاق ، باب فی سنة طلاق العبد، حدیث: ۲۱۸۹، ص: ۲۶۴.

۲۲۶. "عن عائشةؓ أم المؤمنین أنها قالت کان فی بریرة ثلاث سنن فکانت إحدی السنن الثلاث أنها اعتقت فخیرت فی زوجها" .

إمام مالک ، مؤطاً ، ج۲ ،کتاب الطلاق ، باب ما جاء فی الخیار ، حدیث: ۱۱۷۰، ص: ۵۶۲.

. سنن نسائی، ج۶ ، کتاب الطلاق ، باب خیار .... ، حدیث: ۳۴۴۸، ص: ۱۶۲ .

۲۲۷. "عن مسروق قال قالت عائشةؓ قد خیرنا رسول اللّٰهؐ فلم نعده طلاقاً ".

صحیح مسلم ، ج۲، کتاب الطلاق ، باب أن تخییر امراته لا یکون طلاقاً إلا بالنیة،

حدیث ۱۴۷۷، ص: ۱۱۰۳.

سنن ترمذی، ج۳، کتاب الطلاق، باب الخیار، حدیث: ۱۱۷۹، ص: ۴۸۳.

الشوکانی' نیل الأوطار، ج۷، کتاب الطلاق ،باب الطلاق بالکنایات إذا نواہ بھا

وغیر ذلک،حدیث: ۱، ص: ۱۷.

سنن أبی داؤد، ج۱، کتاب الطلاق، باب فی الخیار، حدیث: ۲۲۰۳،ص: ۷۶۰.

إمام أحمدبن حنبل ،مسند، ج۶، حدیث ۲۵۴۴۰، ص: ۱۷۳، تفرد بہ.

۲۲۸. "ولقد سألت عائشۃؓ فقالت قد خیرنا رسول اللّٰہ ﷺ أفکان طلاقاً أیضاً،

۲۲۹. ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا﴾ سورۃ الأحزاب: ۲۸.

۲۳۰. إمام السرخسی' المبسوط، ج۵، کتاب الطلاق، باب الخیار، ص: ۳۶.

علامہ غلام رسول سعیدی ،شرح صحیح مسلم، ج۳، ص: ۱۰۷۳.

۲۳۱. أیضا.

. مولانا جمیل أحمد، اشراف الھدایۃ شرح الھدایۃ، لاھور،مکتبہ رحمانیہ،ص: ۳۲۷.

. الھدایۃ، ج۱، باب تفویض الطلاق، فصل فی الإختیار، ص: ۳۳۶.

. عبد اللّٰہ احمد بن قدامۃ، المغنی فی الفقہ الإمام أحمد بن حنبل، ج۸، بیروت، دار الفکر، ص: ۲۹۸.

۲۳۲. إمام مالک ،مؤطأ، ج۲، کتاب الطلاق ،باب ما جاء فی عدۃ المرأۃ فی بیتھا إذا طلقت فیہ، حدیث :۱۲۰۶،ص: ۵۷۹.

۲۳۳. ﴿واتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ﴾سورۃ الطلاق: ۱.

۲۳۴. ﴿وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ط وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ط﴾. أیضاً.

۲۳۵. ﴿إلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ط﴾. أیضاً.

۲۳۶. البیھقی ' سنن الکبری ، ج۷، کتاب العدد ، باب ما جاء فی قول اللّٰہ عزوجل ﴿إلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ط﴾ ، بیروت ، دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۰ھ ،حدیث: ۱۵۴۸۵ ، ص:۷۰۸.

۲۳۷. ابن ھمام ' فتح القدیر ، ج۴، کتاب الطلاق ،باب العدۃ ،بیروت ،دار إحیاء التراث العربی ، ص: ۲۷.

۲۳۸. علامہ علاء الدین حصکفی ، در مختار ، ج۳،کتاب الطلاق ،باب العدۃ ،فصل فی الحداد ، بیروت ، دار الفکر ۱۳۹۹ھ ، ص: ۵۳۷.

۲۳۹. علامہ ابن عابدین شامی ، رد المختار ، ج۳،کتاب الطلاق ، باب العدۃ ، بیروت ، دار الفکر ۱۳۹۹ھ، ص: ۵۳۷.

۲۴۰. صحیح بخاری ، ج۵،کتاب الطلاق ،باب قصۃ فاطمۃ بنت قیس ،حدیث : ۵۰۱۵، ص: ۲۰۳۹.

۲۴۱. أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی ، فتح الباری ، شرح صحیح بخاری ، ج۹، بیروت دار المعرفۃ ۱۳۷۹ھ ، ص: ۴۷۷.

۲۴۲. ﴿وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌم بِالْمَعْرُوْفِ ط حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ﴾ سورۃ البقرۃ: ۲۴۱.

۲۴۳. ﴿وَّمَتِّعُوْھُنَّ ج عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ ج مَتَاعًام بِالْمَعْرُوْفِ ج حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ أیضاً : ۲۳۶.

۲۴۴. إمام محمد بن عمر فخر الدين رازی ،تفسیر کبیر، ج:۲، بیروت دار الفکر ۱۳۹۸ھ ص: ۲۷۰.

۲۴۵. ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ج وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ سورة البقرة: ۲۴۰.

۲۴۶. ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ط وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ سورة الطلاق: ۲.

۲۴۷. علامه أبوبکر علی الجصاص ،احکام القرآن ، ج۳،لاهور ،سهیل اکیڈمی ۱۴۰۰ھ،

۲۴۸. ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾، سورة الطلاق: ۱.

۲۴۹. علامه غلام رسول سعیدی ،شرح صحیح مسلم ، ج۳، ص: ۱۰۹۰.

۲۵۰. محمد احمد سرخسی ، المبسوط، ج:۵، بیروت دار المعرفة ، ص: ۲۰۲.

۴۔۴ اخلاقیات وسیاسیات

۱۔۴۔۴ اخلاق کا لغوی مفہوم:

اخلاق خُلُق کی جمع ہے جس کے معنٰی عادتیں، خصلتیں، خوش خوئی، ملنساری، کشادہ پیشانی، خاطر مدارت اور آؤ بھگت کے ہیں (۱)۔

خَلق اور خُلُق دونوں کی اصل ایک ہے۔ خَلق کا لفظ ان ہیئات، اشکال اور صورتوں کے ساتھ مختص ہے جن کا آنکھ کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے۔ اور خُلق کا لفظ ان قوتوں اور خصلتوں کے ساتھ مخصوص ہے جنکا بصیرت کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور بلاشبہ آپ ضرور بہت عظیم اخلاق پر ہیں'' (۲)۔

اِنسان اپنے کسب سے جس فضیلت کو حاصل کرے اس کو خلاق کہتے ہیں قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: ''آخرت میں اس کے لئے کوئی اجر نہیں'' (۳)۔

۲۔۴۔۴ اخلاق کا اصطلاحی مفہوم:

وہ پختہ اور اچھے اوصاف جو کسی کی فطرت اور طبیعت کا اس طرح لازمی جزو بن جائیں کہ زیادہ غور وفکر بغیر روزمرہ زندگی میں ان کا ظہور ہوتا ہے۔

خُلق ایک ملکہ نفسانیہ ہے جو اس سے متصف ہو اس کے لئے افعال محمودہ کا اکتساب سہل اور آسان ہوجاتا ہے۔ بخل، غضب، معاملات میں تشدد کرنا، قول اور فعل میں لوگوں کے ساتھ تکبر کرنا، ترک تعلق کرنا، خرید وفروخت میں تساہل کرنا، رشتہ داروں کے حقوق سے تغافل کرنا وغیرہ ان تمام چیزوں سے احتراز کرنا حسن خلق میں داخل ہے۔ جب انسان کی روح قدسیہ ہو اور اس میں معارف الٰہیہ کی بہت زیادہ استعداد ہو اور عقائد باطلہ کو قبول کرنے کی بالکل استعداد نہ ہو تو پھر اس کی طبیعت میں ایسا ملکہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اس

کے لئے افعال محمودہ کا کرنا سہل اور آسان ہو جاتا ہے (۴)۔

اخلاقیات سے مراد تعلیم و تربیت کا وہ شعبہ ہے جس کے ذریعے اخلاق کی تربیت دی جاتی ہے۔

۳۔۴۔۴ اخلاق قرآن کی روشنی میں:

قرآن مجید اخلاقی تعلیمات سے بھرپور ہے۔ وہ ایک مکمل ضابطہ اخلاق ہے جس کی نظر انسانی ہستی کے پورے نظام پر ہے۔ اس کے نفاذ میں اس نے وسیع، ہمہ گیر، مفصل، مکمل اور جامع دفعات کا لحاظ رکھا ہے۔ اس میں انفرادی اخلاق، عائلی اخلاق، تمدنی اخلاق، اقتصادی و معاشی اخلاق، قانونی اخلاق، سیاسی اخلاق اور علمی اخلاق کی دنیا سمائی ہوئی نظر آتی ہے۔

قرآن مجید نے جابجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں یہ کہا ہے:

ترجمہ: ''یہ پیغمبر ان اَن پڑھ جاہلوں کو پاک صاف کرتا اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے'' (۵)۔

اس میں دو لفظ توجہ طلب ہیں۔ ایک پاک صاف کرنا جس کو قرآن حکیم نے تزکیہ کہا ہے اور دوسرا حکمت۔

ا۔ تزکیہ:

تزکیہ کے معنی پاک صاف کرنا، نکھارنا، میل کچیل دور کرنا ہیں۔ قرآن پاک نے اس لفظ کو اس معنی میں استعمال کیا ہے کہ نفس انسانی کو ہر قسم کی نجاستوں اور آلودگیوں سے نکھار کر صاف ستھرا کیا جائے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''قسم ہے نفس کی اور جیسا اس کو ٹھیک کیا پھر اس میں اس کی بدی اور نیکی الہام کر دی۔ بے شک جس نے اس نفس کو صاف ستھرا بنایا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کو مٹی میں ملایا وہ ناکام ہوا'' (۶)۔

دوسری جگہ ہے:

ترجمہ: ''بے شک وہ جیتا جس نے اپنے کو پاک صاف کیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی'' (۷)۔

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کی نبوت اور رسالت کا سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ نفوس انسان کو

جلا دیں ۔ان کو برائیوں اور نجاستوں کی آلودگیوں سے پاک کریں۔اور ان کے اخلاق واعمال کو درست اور صاف ستھرا بنادیں۔

۲۔ حکمت:

دوسرا لفظ حکمت کا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں توحید، والدین کی اطاعت و تعظیم، قرابتداروں اور محتاجوں کی امداد کی نصیحت اور فضول خرچی، بخل، اولاد کشی بدکاری، کسی بے گناہ کی جان لینے اور یتیموں کے ستانے کی ممانعت کے بعد ایفائے عہد کرنے ٹھیک ناپنے اور تولنے اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنے کی تاکید کی گئی ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''یہ حکمت کی ان باتوں میں سے ہیں جن کو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہے''(۸)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: ''ھم نے لقمان کو حکمت کی باتیں سکھائیں کہ خدا کا شکر ادا کر''(۹)۔

اس کے بعد حکمت کی باتوں کی تشریح کی گئی ہے کہ:

''کسی کو خدا کا شریک نہ بنا۔ والدین کے ساتھ مہربانی سے پیش آ۔ نماز پڑھا کر۔ لوگوں کو بھلی بات کرنے کو کہہ اور بری بات سے باز رکھ۔ مصیبتوں میں استوار اور مضبوطی دکھا۔ مغرور نہ بن، زمین پر اکٹر کر نہ چل۔ نیچی آواز میں باتیں کر''۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں ان فطری امور خیر کو بھی جن کا خیر ہونا فطرۃ تمام قوموں اور مذہبوں میں مسلم ہے اور جن کو دوسرے معنی میں اخلاق کہہ سکتے ہیں حکمت کہا گیا ہے۔

شریعت محمد یہ میں اخلاق کا مرتبہ یہ ہے کہ اس کو حکمت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلام میں عبادات اور احکام کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے کم اخلاق کی اہمیت اس کی نگاہ میں نہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! رکوع کرو سجدہ کرو اور اپنے رب کو پوجو اور نیکی کرو تاکہ تم فلاح پاؤ''(۱۰)۔

گویا ایمان کی روح کے بعد دعوت محمدی ﷺ کے جسم کے دو بازو ہیں۔ایک عبادت اور دوسرا اخلاق۔ایک خالق کا حق اور دوسرا مخلوق کا اور انہی کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔

۱۔۳۔۴۔۴ ایمان کی پہچان۔اخلاق حسنہ:

قرآن پاک نے ایمان کی پہچان اخلاق حسنہ کو قرار دیا ہے۔سورہ مومنوں میں عبادات کے ساتھ اخلاق کو بھی اہل ایمان کی ان ضروری صفات میں گنایا گیا ہے جن پر ان کی کامیابی کا دارومدار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''بیشک وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرتے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے۔جو زکوۃ دیا کرتے ہیں۔جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا لحاظ رکھتے ہیں۔جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں''(۱۱)۔

ان آیات میں ایمان والوں کی پہچان وقار،تمکنت لغویات سے اعراض،فیاضی اور ایفائے عہد وغیرہ بتائی گئی ہے جو ان کی کامیابی کی دلیل ہے۔

دوسری جگہ آتا ہے:

''نیکی یہی نہیں کہ تم نماز میں اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو بلکہ اصل نیکی اس کی ہے جو خدا پر' قیامت پر' فرشتوں پر' کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لایا اور مال کی خواہش کے باوجود اپنا مال رشتہ داروں کو' غریبوں کو' مسافر کو' مانگنے والوں کو اور غلاموں کے آزاد کرنے میں دیا اور نماز ادا کرتا رہا اور زکوۃ دیتا رہا اور جو وعدہ کر کے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہیں اور جو مصیبت اور لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جو راستباز ہیں اور یہی تقوی والے ہیں''(۱۲)۔

اس سے ظاہر ہوا کہ راست بازی اور تقوی کا پہلا نتیجہ جس طرح ایمان ہے اس طرح ان کا دوسرا لازمی نتیجہ اخلاق کے بہترین اوصاف،فیاضی،ایفائے عہد اور صبر وثبات وغیرہ بھی ہیں۔

۲۔۳۔۴۔۴ اخلاق حسنہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صفت:

قرآن پاک میں خدا کے نیک بندوں کی یہ صفت بتائی گئی ہے:

''اور رحم والے خدا کے وہ بندے ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔اور جب ناسمجھ لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہیں۔جو اپنے پروردگار کی خاطر قیام اور سجدہ میں رات گزارتے ہیں۔اور جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے جہنم کا عذاب دور کر کہ اسکا عذاب بڑا تاوان ہے اور جہنم بُرا ٹھکانہ اور مقام ہے۔اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ تنگی کریں بلکہ ان دونوں کے بیچ سے وہ سیدھے گزریں۔اور خدا کے ساتھ کسی اور خدا کو نہیں پکارتے اور جو جان کا ناحق خون نہیں کرتے جس کو خدا نے منع کیا ہے۔اور نہ بدکاری کرتے ہیں کہ جو ایسا کرے گا وہ گناہ سے پیوستہ ہوگا۔اور جو جھوٹے کام میں شامل نہیں ہوتے۔اور جب کسی لغوبات پر گزر رہے ہوں تو سنجیدگی اور وقار سے گزر جاتے ہیں۔اور جب خدا کی نشانیاں ان کو سنائی جائیں تو وہ اندھے اور بہرے نہ ہو پڑیں اور یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہمارے بیوی بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک بخش اور ہم کو پرہیز گاروں کا پیشوا بنا (۱۳)۔

پھر فرمایا:

''وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔جو غصہ کی حالت میں معاف کرتے ہیں۔جو اپنے پروردگار کی پکار کا جواب دیتے ہیں۔نماز ادا کرتے ہیں۔اور ان کے کام باہم مشورے سے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں دیتے ہیں اور جب ان پر چڑھائی ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔اور برائی کا بدلہ ویسے ہی برائی ہے تو جو کوئی معاف کردے اور نیکی کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔وہ ظلم کرنے والوں کو پیار نہیں کرتا۔اگر کوئی مظلوم ہو کر بدلہ لے لے تو اس پر کوئی ملامت نہیں۔ملامت تو ان پر ہے جو لوگوں پر از خود ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد مچاتے ہیں ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے اور بیشک جو (مظلوم ہونے پر بھی) ظالم کو معاف کردے اور سہہ لے تو یہ ہمت کے کام ہیں'' (۱۴)۔

۴۔۴۔۳۔۳ جنت کا وعدہ:

اخلاق حسنہ والوں کیلئے جنت کا وعدہ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''جنت ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف دونوں حالتوں میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ جو غصہ کو دباتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور خدا اچھے کام کرنے والوں کو پیار کرتا ہے'' (۱۵)۔

گویا اخلاق حسنہ سے متصف لوگوں سے اللہ تعالیٰ پیار کرتے ہیں۔

۴۔۴۔۳۔۴ دُہرے اجر کا وعدہ:

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے دوگنے اجر کا وعدہ کیا ہے فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کو دُہرا ثواب ملے گا اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا۔ وہ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو ہم نے دیا ہے اس سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے۔ تم سلامت رہو ہم ناسمجھ کو نہیں چاہتے'' (۱۶)۔

۴۔۴۔۳۔۵ اخلاق حسنہ صفات الٰہی کا پرتو ہے:

اخلاق حسنہ درحقیقت صفات الٰہی کا سایہ اور ظل ہیں اور اسی کی صفات حاملہ کے ادنی ترین مظاہر ہیں اس لئے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اللہ کے رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں'' (۱۷)۔

اور حدیث مبارک میں ہے:

ترجمہ: ''اپنے اندر وہ اخلاق پیدا کرو جو الٰہی اخلاق کے رنگ سے رنگین ہوں'' (۱۸)۔

ہم انہیں اخلاق کو اچھا سمجھتے ہیں جو صفات ربانی کا عکس ہیں اور انہی کو برا کہتے ہیں جو خدا کی صفات کے منافی ہیں۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ خدا کی بعض صفتیں ایسی بھی ہیں جو اسی کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً واحد ہونا، خالق ہونا، پرجلال ہونا، جو صرف خدا کو ہی زیبا ہیں۔ جیسے اس کی کبریائی اور بڑائی وغیرہ۔ اس قسم کی صفات کا بندہ میں کمال یہ ہے کہ ان کے مقابل کی صفتیں اس میں پیدا ہوں۔ خدا کی کبریائی کے مقابلہ میں بندہ میں خاکساری اور تواضع ہو اور خدا کی بلندی کے مقابلے میں بندے میں پستی اور فروتنی ہو۔ الغرض اسلام نے انسان کی روحانی تکمیل کا ذریعہ اخلاق کو اس لئے قرار دیا ہے کہ وہ صفات الٰہی کے انوار کے کسب وفیض کا سبب ہیں۔ ہم جس حد تک اس کسب وفیض میں ترقی کریں گے ہماری ترقی کا سلسلہ جاری رہے گا اور یہی ہماری زندگی کی روحانی سیر کی آخری منزل ہے۔

۴۔۴۔۴ اخلاق حدیث کی روشنی میں:

اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال سے ظاہر ہے۔ آنحضور ﷺ نماز میں دعا مانگا کرتے:

''اے میرے خدا تو میری بہتر سے بہتر اخلاق کی طرف راہنمائی کر تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے اور ان کو کوئی نہیں پھیر سکتا مگر تو'' (۱۹)۔

ان الفاظ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے تقرب اور استجابت کے بہترین موقع پر بارگاہ الٰہی سے جو چیز مانگتے ہیں وہ حسن اخلاق ہے۔

۱۔۴۔۴۔۴ ایمان کی تکمیل اخلاق سے ہے:

ایمان سے بڑھ کر اسلام میں کوئی چیز نہیں۔ لیکن اس کی تکمیل بھی اخلاق ہی سے ہے فرمایا:

''مسلمانوں میں کامل ایمان اسکا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو'' (۲۰)۔

اسلام میں ایمان کے کمال کا معیار جس چیز کو ٹھہرایا گیا ہے وہ حسن اخلاق ہے اور یہی وہ پھل ہے جس سے ایمان کے درخت کی پہچان ہوتی ہے۔

۲۔۴۔۴۔۴ اخلاق حسنہ، نماز، روزے کا قائم مقام:

اسلام میں نماز اور روزہ کو اہمیت حاصل ہے لیکن اخلاق حسنہ کو بھی ان کی قائم مقامی کا شرف حاصل ہوجاتا ہے

ارشاد نبوی ہے:

''انسان حسن خلق سے وہ درجہ پا سکتا ہے جو دن بھر کے روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے''(۲۱)۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نفل نمازوں میں رات بھر کی شب بیداری اور نفل روزوں میں دن بھر کی بھوک پیاس سے جو درجہ حاصل ہوسکتا ہے وہی درجہ حسن خلق سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ حسن اخلاق کی یہ حیثیت اس کو یک گونہ عبادات کی کثرت سے بڑھا دیتی ہے۔

۳۔۴۔۴۔۴ بہترین اخلاق خدا کا عطیہ:

بندہ کو خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے جو کچھ ملا ہے اس میں حسن خلق کا عطیہ سب سے بڑھ کر ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

''لوگوں کو قدرت الٰہی کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئیں ان میں سب سے بہتر اچھے اخلاق ہیں (۲۲)۔

۴۔۴۔۴۔۴ سب سے پیارا بندہ:

اسلام میں اخلاق ہی وہ معیار ہے جس میں باہم انسانوں میں درجہ اور اللہ کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔

فرمایا:

ترجمہ: ''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں''(۲۳)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: ''اللہ کے بندوں میں اللہ کا سب سے پیارا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں'' (۲۴)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حسن خلق خدا کی محبت کا ذریعہ ہے اور درحقیقت رسول اللہ کی محبت کا بھی یہی ذریعہ ہے۔ فرمایا:

ترجمہ: ''تم میں میرا سب سے پیارا اور قیامت کے دن نشست میں مجھ سے نزدیک وہ ہیں جو تم میں خوش خلق ہیں اور مجھے ناپسندیدہ اور قیامت میں مجھ سے دور وہ ہوں گے جو تم میں بداخلاق ہیں'' (۲۵)۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں دو صحابی بیویاں تھیں ایک رات بھر نماز پڑھتیں اور دن کو روزہ رکھتیں اور صدقہ دیتیں مگر اپنی زبان درازی سے پڑوسیوں کی ناک میں دم کرتیں تھیں دوسری بیوی صرف فرض نماز پڑھتیں اور غریبوں میں چند کپڑے بانٹ دیتیں۔ آنحضرت ﷺ سے ان دونوں کی نسبت پوچھا گیا تو آپ نے پہلی کی نسبت فرمایا:

فرمایا: ''اس میں کوئی نیکی نہیں وہ اپنی بدخلقی کی سزا بھگتے گی''

اور دوسری کی نسبت فرمایا:

''وہ جنتی ہوگی'' (۲۶)۔

ان دونوں بیویوں کی سیرتوں کے جو مختلف نتیجے پیغمبر اسلام کی زبان فیض ترجمان سے ظاہر ہوئے ہیں وہ اسلام میں اخلاق کی حیثیت کو پوری طرح نمایاں کر دیتے ہیں۔

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ ایک بدوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی مجھے وہ کام سکھائیے جو مجھ کو جنت میں لے جائے فرمایا:

''انسان کو غلامی سے آزاد کرے۔ انسان کی گردن کو قرض کے بندھن سے چھڑا۔ اور ظالم رشتہ دار کا ہاتھ پکڑ۔ اگر تو یہ نہ کر سکے تو بھوکے کو کھلا اور پیاسے کو پلا، نیکی بتا اور برائی سے روک۔ اگر یہ یہ بھی نہ کر سکے تو بھلائی کے سوا اپنی زبان روک'' (۲۷)۔

یہ حدیث اخلاقی عظمت کو کہاں تک بڑھا رہی ہے۔

۴۔۴۔۵ اخلاقی تعلیمات کی قسمیں:

اخلاقی تعلیمات کو اسلام نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۴۔۴۔۵۔۱ حقوق:

حق کی جمع ہے۔حق کے معنیٰ فرض ہے(۲۸)۔

ارشادِ ربانی ہے:

''خدا نے تمہارے (کام کے) لئے زمین میں ساری چیزیں پیدا کیں''(۲۹)۔

انسان کو دنیا کی ہر اس چیز سے نفع کا تعلق ہے ایک گونہ لگاؤ ہے۔اس لگاؤ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی ترقی وحفاظت میں کوشش کی جائے اور اس کو ہر اس پہلو سے بچایا جائے جس سے اس کی نفع رسانی کو نقصان پہنچے۔اسی ذمہ داری کا نام حق ہے۔جس کو از خود ادا کرنا ضروری ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: ''ان کے مالوں میں سائل کا اور اس کا حق ہے۔جس پر مالی افتاد پڑی ہے''(۳۰)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: ''اور قرابت والے کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو''(۳۱)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: ''اور پیداوار کا حق اس کے کاٹنے کے دن ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو''(۳۲)۔

ارشادِ نبوی ہے:

ترجمہ: ''تیرے بیوی کا تجھ پر حق ہے اور تیرے ملاقاتی کا بھی اور تیرے بچوں کا بھی تم پر حق ہے''(۳۳)۔

ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرانسان پر دوسرے انسان کے کچھ حقوق ہیں بلکہ ہرانسان کا خود اپنے اوپر بھی حق ہے۔آنحضرت صلی اللہ نے فرمایا:

ترجمہ: ''بے شک تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے''(۳۴)۔

اسلام ان تمام حقوق کی ادائیگی میں ترتیب ملحوظ رکھی ۔دوسرے مذاہب میں حقوق کی درجہ وار کوئی تفصیل نہیں۔انسان اور حیوان کے درمیان کوئی حد فاصل قائم نہیں کیا گیا مثلاً بدھ اخلاقی تعلیمات میں انسان اور حیوان کے پھر انسانوں میں اہل ملک ،قوم ،قبیلہ اور خاندان کی کوئی تمیز نہیں بلکہ سرے سے رشتہ دار اور قرابت ہی کی کوئی دفعہ نہیں آتی ۔اسطرح ہندو قانون میں ایک جانور اور ایک انسان کا قتل برابر کا درجہ رکھتا ہے۔اور ایک جانور بھی اپنی کسی منفعت رسائی کے باعث انسان کی ماں کا درجہ پاسکتا ہے ۔یہودیت اور عیسائیت میں تمام قرابت داروں کو چھوڑ کر صرف ماں باپ کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اسلام نے اس مسئلہ میں پوری تفصیل سے کام لیا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور رشتہ دار پڑوسی کے ساتھ اور بیگانہ پڑوسی کے ساتھ اور ساتھی کے ساتھ اور مسافر کے ساتھ اور لونڈی غلام کے ساتھ''(۳۵)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: ''اے پیغمبران سے کہہ کہ تم جو خرچ کرو وہ اپنے ماں باپ اور عزیزوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافر کے لئے اور جو بھی نیکی کا کام تم کرو اللہ اس سے آگاہ ہے''(۳۶)۔

پھر فرمایا: ''اور رشتہ دار کا حق ادا کر اور مسکین کا اور مسافر کا اور فضول خرچی نہ کر''(۳۷)۔

۲۔۵۔۴۔۴ آداب

۱۔۲۔۵۔۴۔۴ ادب کے لغوی معنیٰ:

عربی میں اس کا مادہ (أ۔د۔ب) ہے۔ادب کی جمع آداب ہے۔لغت میں ادب کے معنیٰ کلچر، شائستگی، اچھی پرورش یا تربیت، اچھے ڈھنگ سماجی نوازشات، آداب مجلس، ذوق سلیم، خوش اسلوبی، خوش اطواری، خوشنمائی، زیبائی، انسانی ہمدردی، ادبی مطالعے اور تحریریں ہیں (۳۸)۔

لغت میں حسن اخلاق اور مکارم افعال کو ادب کہتے ہیں اور علوم عربیہ پر ادب کا اطلاق کرنا متاخرین کی اصطلاح ہے(۳۹)۔

۲۔۲۔۵۔۴۔۴ ادب کے اصطلاحی معنیٰ:

وہ اخلاقی ملکہ جو انسان کو ہر ناشائستہ بات سے باز رکھے(۴۰)۔

انسانی زندگی کے دن رات کے ضروری مشاغل رہنے سہنے' اٹھنے بیٹھنے' چلنے پھرنے' بولنے چالنے، سونے جاگنے' نہانے دھونے وغیرہ کے وہ تمام عمدہ قواعد جو ایک متمدن زندگی کے ضروری جز ہیں آداب کہلاتے ہیں۔ان آداب میں خوبی اور لطافت ملحوظ رکھنا حسن ادب ہے۔

دنیا کی دوسری قومیں مذہب ایک جگہ اور اپنے آداب یعنی ایٹی کیٹ دوسری جگہ لیتی رہی ہیں۔عیسائی قوموں نے مذہب انجیل سے اور آداب وآئین یونان اور روم سے حاصل کئے۔لیکن اسلام میں جو مذہب کا سرچشمہ ہے وہی اس کے آداب کا ماخذ بھی ہے۔اس لئے اسلام وحشی سے وحشی قوموں میں صرف قرآن اور اپنی پیغمبر کی سیرت لے کر جاتا ہے اور ان کو چندروز میں مہذب اور شائستہ بنادیتا ہے۔

۳۔۵۔۴۔۴ فضائل ورذائل:

اخلاق کی دو قسمیں ہیں:

۱۔۳۔۵۔۴۔۴ فضائل اخلاق:

وہ اخلاق جن کو خدا پسند فرماتا ہے فضائل کہلاتے ہیں ۔مثلاً سچ بولنا ،سخاوت ،عفت وپاکبازی ، دیانتدار اور امانت ،شرح وحیا، رحم ،عدل وانصاف ،عہد کی پابندی ، احسان ،عفوودرگزر ،حلم وبردباری ،رفق ولطف ،تواضع وخاکساری ،خوش کلامی ،ایثار ،اعتدال ،میانہ روی ،خوداری یا عزت نفس ،شجاعت ،استقامت ، حق گوئی ،استغناء وغیرہ فضائل اخلاق کہلاتے ہیں۔

۲۔۳۔۵۔۴۔۴ رذائل اخلاق:

رذائل اخلاق سے مراد بُری خصلتیں ہیں جنکو خدا تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔قرآن پاک میں رذائل کے لئے منکر ،فحشاء (بے حیائی)، سیئۃ (برا)،سوء (برائی)،مکروہ (ناپسندیدہ) ، خطاء (بھول) ، اثم (گناہ)،عدوان (زیادتی) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

ان الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ رذائل سے متصف ہونا کتنا گھناؤنا اور نفرت کے قابل ہے۔یہ ایسے کام ہیں جو عقل اور شرع دونوں کی نگاہوں میں بدنما ہیں۔

۳۔۳۔۵۔۴۔۴ منکر:

رذائل کے لئے قرآن پاک میں سب سے عام لفظ منکر استعمال ہوا ہے۔سورہ مائدہ میں جن برائیوں کی روک ٹوک نہ کرنے پر بنی اسرائیل کی ملامت کی گئی ان کو ایک لفظ منکر سے ادا کیا گیا ہے۔

ترجمہ: ''وہ ایک دوسرے کو اس منکر سے جو کرتے تھے روکتے نہ تھے کیا برا کام ہے جو وہ کرتے تھے''(۴۱)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: اور تم اپنی مجلس میں منکر کے مرتکب ہوتے ہو''(۴۲)۔

۴۔۳۔۵۔۴۔۴ فحشاء:

اور کہیں فحشاء اور منکر کا لفظ ساتھ ساتھ آیا ہے۔

ترجمہ: ''وہ فحشاء اور منکر کرنے کو کہتا ہے'' (۴۳)۔

نماز کی خوبی یہ ہے کہ:

ترجمہ: ''بے شک نماز فحشاء اور منکر سے باز رکھتی ہے'' (۴۴)۔

۵۔۳۔۵۔۴۔۴ سیئہ (برا):

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور زمین پر اترا کر نہ چل کہ تو نہ تو زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑ کو پہنچ جائے گا۔
ان میں سے جو بری بات ہے وہ تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسندیدہ ہے'' (۴۵)۔

۶۔۳۔۵۔۴۔۴ خطاء (بھول):

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور اپنے بچوں کو مفلسی کے ڈر سے مت مار ڈالو۔ ہم ہی ان کو اور تم کو روزی پہنچاتے ہیں۔
بے شبہ ان کا مار ڈالنا بڑی چوک ہے'' (۴۶)۔

اخلاق ذمیمہ فحشاء، منکر اور بغی پر منحصر ہیں۔

- فحشاء میں جس برائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ اساساً ایک فرد کی ذات تک محدود رہتی ہے جیسے ننگے رہنا، بدکاری میں مبتلا ہونا وغیرہ۔
- منکر سے پوری جماعت کی معاشرتی زندگی متاثر ہوتی ہے جیسے شوہر کا ظلم، باپ کی سنگدلی، اولاد کی نالائقی
- بغی: جماعت آگے بڑھ کر پورے ملک وملت کو چھا لیتی ہے جیسے چوری، قتل ڈاکہ وغیرہ۔

۴۔۴۔۶ رذائل اخلاق کی اساسی برائیاں:

اسلام نے تین اساسی برائیاں قرار دی ہیں اور جس قدر رذائل ہیں ان میں ان ہی تین میں سے کوئی برائی پائی جاتی ہے۔

۴۔۴۔۶۔۱ عدم صدق:

اس سے مقصود یہ ہے کہ دل اور زبان میں یکسائی نہ ہو۔ جھوٹ، غیبت، خلاف وعدگی، اتہام، بدگمانی، خوشامد، چغلخوری، دورخاپن، جھوٹی قسم وغیرہ اسی ایک جڑ کی مختلف شاخیں ہیں۔

۴۔۴۔۶۔۲ حب مال:

دوسری اساسی برائی حب مال ہے۔ جب مال سے مقصود دنیا کے مال ودولت سے غیر معمولی محبت ہے۔ بخالت، حرص وطمع، چوری، غضب، خیانت، غلول، ناپ وتول میں کمی بیشی وغیرہ ایک ہی اصل کی مختلف فروع ہیں۔

۴۔۴۔۶۔۳ حب ذات:

تیسری اساسی برائی حب ذات ہے۔ اس سے مقصود اپنی ذات سے غیر معمولی شغف ہے۔ حسد، تکبر، عجب، غیض وغضب، ظلم، کینہ وغیرہ ایک ہی حقیقت کے مختلف مظاہر ہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ جو شخص ان تینوں اساسی برائیوں سے ہر طرح پاک رہنے کی کوشش کرے گا وہ ہر قسم کے رذائل سے محفوظ رہے گا اور جنت میں آرام پائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ”اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو غلط خواہش سے بچایا تو جنت اس کی آرام گاہ ہے“ (۴۷)۔

۷۔۴۔۴ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۱۔۷۔۴۔۴ صلہ رحمی کا حکم اور قطع رحمی کی ممانعت:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اللہ اس سے تعلق

جوڑے گا اور جس نے میرے ساتھ تعلق منقطع کیا اللہ تعالیٰ اس سے تعلق منقطع کرے گا'' (۴۸)۔

عربی زبان میں قرابت کا حق ادا کرنے وصل رحم (رحم ملانا) اور قرابت کا حق کو ادا نہ کرنے کو قطع رحم (رحم کاٹنا) کہتے ہیں۔ رحم مادری ہی تعلقات قرابت کی جڑ ہے۔ کسی امر میں دو انسانوں کا اشتراک ان کے باہمی تعلقات اور حقوق محبت واعانت کی اصل گرہ ہے۔ یہ اشتراک کہیں ہم عمری، کہیں ہم درسی، کہیں ہمسائیگی، کہیں ہم مذاقی، کہیں ہم پیشگی، کہیں ہم وطنی، کہیں ہم قومی کی مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ اس اشتراک کے عقد محبت کو استوار اور محفوظ رکھنے کے لئے جانبین پر حقوق کی نگہداشت اور فرائض محبت کی ادائیگی واجب ہے۔ لیکن ان تمام بندھوں سے بڑھکر وہ اشتراک ہے جس کا موطن رحم مادر ہے۔ یہ رحم خالق فطرت کی باندھی ہوئی گرہ ہے جو متفرق انسانی ہستیوں کو خاص اپنے دست قدرت سے باندھ کر ایک کر دیتی ہے۔ اور جس کا توڑنا انسان کی قوت سے باہر ہے۔ اس لئے ان کے حقوق کی نگہداشت بھی انسانوں پر سب سے زیادہ ضروری ہے ان لوگوں کو جو محبت کی فطری گرہ کو توڑنے کی کوشش کریں وحی محمدی نے فاسق کا خطاب دیا ہے۔ اور ان کو ضلالت کا مستحق ٹھہرایا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اس سے وہ انہی کو گمراہ کرتا ہے جو حکم نہیں مانتے جو خدا کا عہد باندھکر توڑتے ہیں اور

خدا نے جس کے جوڑنے کو کہا اس کو کاٹتے ہیں'' (۴۹)۔

حضرت محمد ﷺ کی اخلاقی تعلیمات میں صلہ رحم اور حقوق قرابت کی اہمیت دنیا کے تمام مذاہب سے زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی محمدی ﷺ میں اس کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن پاک میں کم از کم

بارہ آیتوں میں اس کی صریح تاکید ہے اور اس کو انسان کا احسان نہیں بلکہ اس کا فرض اور حق بتایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''تو قرابت دار کو اس کا حق ادا کر'' (۵۰)۔

پھر فرمایا:

ترجمہ: ''اور تو قرابت والے کو اس کا حق ادا کر'' (۵۱)۔

مال و دولت کی محبت اور ذاتی ضرورت کے باوجود صرف خدا کی مرضی کے لئے خود تکلیف اٹھا کر اپنے قرابت مندوں کی امداد اور حاجت روائی اصلی نیکی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور اصل نیکی اس کی جس نے مال کو اس کی محبت پر قرابت مندوں کو دیا'' (۵۲)۔

والدین کے بعد اہل قرابت ہی ہماری مالی امداد کے مستحق ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ فائدہ کی جو چیز تم خرچ کرو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے (۵۳)۔

ماں باپ کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک خدا تعالیٰ کے ان خاص احکام میں ہے جنکا انسان سے عہد لیا گیا:

ترجمہ: ''بنی اسرائیل ۳ سے عہد لیا گیا کہ خدا ہی کو پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا'' (۵۴)۔

سورۃ النحل میں ہے:

ترجمہ: ''بے شک اللہ انصاف اور حسن سلوک اور قرابت دار کو دینے کا حکم دیتا ہے'' (۵۵)۔

ایک مسلمان کی دولت کے بہترین مستحق والدین کے بعد اس کے قرابت دار ہیں۔ اگر کسی قرابت

دار سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو اہل دولت کو زیبا نہیں کہ وہ اس سزا میں اپنی امداد سے ہاتھ روک لیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور جو تم میں بڑائی اور کشائش والے ہیں وہ قرابت مندوں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں'' (۵۶)۔

خدا کی خالص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کیساتھ نیکی ہے۔ فرمایا:

ترجمہ: ''اور اللہ کی عبادت کرو۔ اور کسی چیز کو اس کا ساتھی نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والے کے ساتھ نیکی کرنا'' (۵۷)۔

حق قرابت کو اسلام میں وہ اہمیت حاصل ہے کہ داعی اسلام نے اپنی تمام محنتوں، رحمتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں ان کو پیش آئیں اور اپنے اس احسان و کرم کا جو ہدایت، تعلیم اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا بدل، معاوضہ اور مزدوری اپنی امت سے یہ طلب فرماتے ہیں کہ رشتہ داروں اور قرابت مندوں کا حق ادا کرو اور ان سے لطف و محبت سے پیش آؤ۔

فرمایا:

ترجمہ: ''اے پیغمبر! کہ میں تم سے اس پر بجز اس کے مزدوری نہیں مانگتا کہ رشتہ داروں سے محبت اور پیار کرو'' (۵۸)۔

آنحضور ﷺ نے حدیث میں انسانوں کی اسی فطرہ گرہ کی تشریح استعارہ میں فرمائی کہ رحم (شکم مادر کا نام) رحمان (اللہ) سے مشتق ہے اس لئے محبت والے خدا نے رحم کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

''جس نے تجھکو ملایا اس کو میں نے ملایا جس نے تجھ کو کاٹا اس کو میں نے کاٹا''۔

اس مفہوم کو استعارے کے گہرے رنگ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ادا فرمایا:

''رحم انسانی عرش الٰہی کو پکڑ کر کہتا ہے جو مجھے ملائے اس کو خدا ملائے اور جو مجھے کاٹے اس کو خدا کاٹے'' (۵۹)۔

جب اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو رحم انسانی نے اس رحمت والے خدا کا دامن تھام لیا۔ خدا نے فرمایا ٹھہر جا یہ اس کا مسکن ہوگا جو تیری گرہ کاٹنے سے بچے گا۔ کیا تو اس سے خوش نہیں کہ جو تجھ کو ملائے اُن کو میں اپنے سے ملاؤں اور جو تجھ کو کاٹے اس کو میں اپنے سے کاٹوں (۶۰)۔

یعنی رحم مادر اور اس رحمان کے رحم وکرم کے درمیان حرفوں کا یہ اشتراک محبت کے معنوی اشتراک کے بھید کو فاش کرتا ہے۔ اور اس سے وہ اہمیت ظاہر ہوتی ہے جو اسلام کی نظر میں اہل قرابت کی ہے۔

رحم اور رحمان کے اس جوڑ کی طرف خود قرآن پاک کی اس آیت میں اشارہ موجود ہے:

ترجمہ: ''اور جس خدا کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے درخواست کرتے ہو اس کا اور رشتوں کا خیال رکھو'' (۶۱)۔

جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو صلہ رحمی یعنی قرابت کا حق ادا نہ کرے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا'' (۶۲)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کو پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے'' (۶۳)۔

جو لوگ اپنے خاندان والوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ، صلہ رحمی اور خوش خلقی سے پیش آتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ارشاد نبوی خانگی مسرت، انشراح اور طمانیت رہتی ہے۔ صلہ رحمی سے قرابت والوں میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

صلہ رحمی کا کمال یہ نہیں کہ جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کا جواب صلہ رحمی میں دے گا۔ بلکہ یہ ہے کہ جو قطع رحمی کرتا ہے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے (۶۴)۔

یعنی جو قرابت دار کا حق ادا نہیں کرتا ان کا حق ادا کیا جائے۔

۲۔۷۔۴۔۴ بیٹیوں کے ساتھ نیکی فضیلت:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا:

''ایک عورت سوال کرنے کے لئے آئی اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں پایا۔ میں نے وہ کھجور اسے دے دی اس نے اسے دو بچیوں میں تقسیم کر دیا اور اس نے اس میں سے کچھ نہ کھایا پھر اٹھی اور چلی گئی اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے حضور ﷺ کو یہ واقعہ بتایا تو فرمایا جو ان بچیوں سے آزمایا جائے تو یہ بچیاں اس کے لئے جہنم کی آڑ ہوں گی'' (۶۵)۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے ایثار کی وجہ سے اس عورت کے لئے جنت کو واجب کر دیا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دیا۔

ان روایات سے بیٹیوں کی پرورش کی فضیلت کا اظہار ہے کہ اولاد کی پرورش کرنا دخول جنت کا باعث ہے۔ خاص طور پر بیٹیوں کی پرورش کرنا۔

قبل از اسلام عرب میں لڑکیاں شرم و عار کا باعث سمجھی جاتی تھیں۔ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو باپ کو سخت رنج ہوتا اور وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا تھا۔ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں۔ قرآن نے کہا کہ تم کو لڑکی ہو تو تمہاری شرم کا باعث ہو اور خدا کو لڑکیوں کا باپ کہو تو شرم نہ آئے ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور جب ان میں کسی کو اس کے ہونے کی خوشخبری دی جائے جس کی وہ رحمت والے خدا پر تہمت باندھتے ہیں تو اندر ہی اندر غصہ کو مارے اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے'' (۶۶)۔

رفتہ رفتہ یہ حالت پہنچتی کہ اس شرم و عار کے مجسمہ کو پردہ خاک میں چھپا کر اس مصیبت سے نجات پانے کی فکریں کرتے۔ قرآن مجید نے اہل عرب کی اس حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

ترجمہ: ''اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے اور غصہ کے

گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔اس خوشخبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا ہے کہ آیا ذلت اٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دے یا اس کو مٹی میں چھپا دے'' (یعنی زندہ دفن کر دے) (٦٧)۔

بنو تمیم کے رئیس قیس بن عاصم نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اقرار کیا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اٹھ دس لڑکیوں کو زندہ دفن کیا۔فرمایا اے قیس! ہر لڑکی کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرو۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اونٹ ہیں۔فرمایا: اے قیس! ہر لڑکی کے کفارے میں ایک اونٹ کی قربانی کرو۔

مشہور شاعر فرزدق کے دادا صعصہ نے اس میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔اسلام کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اسلام سے پہلے تین سو ساٹھ لڑکیوں کو خرید کر موت سے بچایا ہے کیا مجھ کو اس کا ثواب ہوگا فرمایا: ہاں تم کو اس کا ثواب ملے گا۔خدا نے تم کو مسلمان بنا کر تم پر احسان کیا ہے۔

زید بن عمرو بن نفیل جو بعثت نبوی ﷺ سے پہلے دین ابراہیمی کے پیرو تھے وہ بھی اس قسم کی لڑکیوں کو اپنی آغوش شفقت میں لیتے تھے۔اوران کی پرورش کرتے تھے۔ جب وہ بڑی ہو جاتی تھیں تو وہ ان کے باپ کو کہتے تھے کہ کہو تو میں تم کو واپس کر دوں چاہے ان کو میرے پاس رہنے دو (٦٨)۔

یہ شخصی کوششیں تھیں جو ملک میں بارآور نہ ہوئیں لیکن بعثت محمدی کی رحمت عام کی جب بہار آئی تو ان شقاوتوں کے موسم پر ہمیشہ کے لئے خزاں چھا گئی۔لوگ عموماً لڑکیوں کے وجود کو مصیبت سمجھتے تھے۔نبوت محمدی ﷺ نے اس مصیبت کو ایسی رحمت بنا دیا کہ نجات اخروی کا ذریعہ بن گئیں۔

فرمایا: ''جو دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اور اس کا مرتبہ دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا کہ یوں برابر ہوگا'' (٦٩)۔

اس رسم بد کے انسداد کے لئے آپ ﷺ نے عورتوں اور مردوں سے بیعت لی کہ:

''وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی'' (٧٠)۔

فرمایا: ''خدا نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا حرام ہے'' (٧١)۔

آپ کی انہی تعلیمات کا اثر تھا کہ ادائے عمرہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ مکہ سے روانہ ہونے کا قصد کرتے ہیں۔ سید الشہداء حمزہ کی یتیم بچی امامہ جو مکہ میں رہ گئی تھی چچا چچا کہتی دوڑتی آتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہاتھوں سے اٹھا لیتے اور حضرت فاطمہ الزہراءؓ کے حوالہ کرتے ہیں کہ یہ لو تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ دعوی کرتے ہیں کہ یہ بچی مجھ کو ملنی چاہیے کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے گھر میں ہے۔ حضرت زیدؓ آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ حضور یہ لڑکی مجھ کو ملنی چاہیے کہ حمزہ میرے مذہبی بھائی تھے۔ حضرت علیؓ کا دعوی ہے کہ یہ میری بہن بھی ہے اور پہلے میری گود میں آئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دل خوش کن منظر کو دیکھتے ہیں۔ پھر سب کے دعوی مساوی دیکھ کر اس کو یہ کہہ کر اس کو خالہ کی گود میں دیتے ہیں کہ ''خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے'' (۷۲)۔

کیا یہ وہی جنس نہ تھی جس کی ہستی شرم و عار کا موجب تھی جس کی پیدائش کی خبر سن کر باپ کے چہرہ کا رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا اور وہ لوگوں کے مجمع میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا تھا۔ اب حال یہ ہے کہ ایک لڑکی کی پرورش کے لئے چار گودیں خالی ہوجاتی ہیں اور فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ وہی اولاد جو پہلے مصیبت تھی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنتی ہے۔

''جنت ان کو ملے گی جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہم کو آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما'' (۷۳)۔

۳۔۷۔۴۔۴ چھوٹے بچوں کا منہ چومنا:

''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور انہوں نے کہا تم بچوں کا بوسہ لیتے ہو۔ اور ہم بوسہ نہیں لیتے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں کیا کروں جب اللہ تعالٰی نے تیرے دل سے رحم نکال دیا ہے'' (۷۴)۔

شارحین نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ اعرابی اقرع بن حابس ہوں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ قیس بن عاصم تمیمی ہو۔ علامہ عینی نے فرمایا ہوسکتا ہے کہ یہ عیینہ بن حصن فزاری ہوں۔ اس لئے کہ ان کا قصہ نام کی تصریح کے ساتھ مذکور ہے۔

بچوں سے پیار کرنا، دل کی نرمی اور رحم کیوجہ سے ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے دل سے رحم نکال لیا گیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ گویا رحم سے خالی دل والے بچوں کو پیار نہیں کرتے۔ رحم کے جذبہ کی جڑ خود رحمان کی ذات ہے اور ساری رحم دلیوں کے جذبے اس کی شاخیں ہیں۔ بچوں کی محبت اسی جذبہ سے پیدا ہوتی ہے۔

حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک زانو پر مجھ کو اور دوسرے زانو پر امام حسن کو بٹھا لیتے تھے پھر دونوں زانوں کو ملا کر کہتے تھے کہ خداوندا ان دونوں پر رحم کر کیونکہ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں'' (۷۵)۔

''ایک بار ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس کو لپٹانے لگا۔ آپ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا تم اس پر رحم کرتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ ارشاد ہوا کہ خداوند تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جس قدر تم اس بچے پر رحم کرتے ہو اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے'' (۷۶)۔

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ کا بوسہ لیا۔ اقرع بن حابس جو درشت خو بدو تھے پاس بیٹھے تھے بولے میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا ''جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا'' (۷۷)۔

رحم کی یہ خاص قسم یعنی چھوٹوں پر ترس کھانا امت محمدیہ ﷺ کا ایک عنصر ہے اس لئے فرمایا:

''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے'' (۷۸)۔

۴۔۷۔۴۔۴ ہمسایوں سے حسن سلوک اور خیر خواہی:

''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھ کو ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ وہ ہمسایہ کو وارث بنادیں گے'' (۷۹)۔

حقیقت میں اس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ ہمسایوں کا تعلق رشتہ داروں کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ ہمسایہ کا لفظ دو لفظوں سے ملکر بنا ہے۔ ہم + سایہ یعنی ایک ہی سائے والے۔ عربی میں ہمسایہ کے لئے جار کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اردو میں پڑوسی کہتے ہیں۔

پڑوسی کون ہے۔ اس کو ہر شخص اپنے عرف اور معاملے سے سمجھتا ہے۔ پھر بھی بزرگوں نے کچھ حد بیان فرمائی ہے۔

- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا:

"پڑوسی وہ ہے جو پکار سنے"۔

- حضرت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور امام اوزاعیؒ نے فرمایا:

"ہر طرف سے چالیس گھر پڑوس ہے۔

- ایک قول یہ ہے:

"جو تمہارے ساتھ صبح کی نماز پڑھے"۔

پڑوسی کے حق کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ ضرر دفع کرے اور خیر خواہی کرے۔ پڑوس میں مسلمان اور کافر، صالح اور فاسق، دوست و دشمن، اجنبی اور شہری سب شامل ہیں۔ عربوں میں دوسری قوموں سے زیادہ اسلام سے پہلے بھی پڑوس اور ہمسائیگی کے حقوق نہایت اہم تھے۔ بلکہ وہ عزت و افتخار کا موجب تھے۔ اگر کسی عرب کے پڑوسی پر کوئی ظلم ہو جائے تو وہ دوسرے پڑوسی کے لئے بے غیرتی اور عار کا موجب تھا۔ اور اس کی خاطر لڑنے مرنے کو اپنی شرافت کا نشان سمجھتا تھا۔ اسلام نے آکر عربوں کے اس احساس کو چند ترمیموں اور اصلاحات کے ساتھ اور زیادہ قوی کر دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

"اور (خدا نے) ہمسایہ قریب اور ہمسایہ بیگانہ اور پہلو کے ساتھی کیساتھ (نیکی کا حکم دیا ہے) (۸۰)۔

اس حکم کی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف طریقوں سے فرمائی۔

فرمایا: ''خدا کی قسم وہ مؤمن نہ ہوگا، خدا کی قسم وہ مؤمن نہ ہوگا، خدا کی قسم وہ مؤمن نہ ہوگا'' جانثاروں نے پوچھا کون یارسول اللہ۔ فرمایا: ''جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں'' (۸۱)۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

''جو خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے'' (۸۲)۔

فرمایا: ''جو شخص خدا اور روز جزا پر اعتقاد رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے'' (۸۳)۔

پھر فرمایا: ''خدا کے نزدیک ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہے۔ اور پڑوسیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہے'' (۸۴)۔

پڑوسیوں میں محبت کی ترقی اور تعلقات کی استواری کا بہترین ذریعہ تحفوں کا تبادلہ ہے۔ آنحضور ﷺ خود اپنی بیویوں کو اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اسی بناء پر ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا ''یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کے پاس تحفے بھیجوں؟ فرمایا: ''جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر کے قریب ہو'' (۸۵)۔

اس ہدیہ اور تحفہ کے لئے کسی بیش قیمت چیز کی ضرورت نہیں بلکہ کھانے پینے کی معمولی چیزیں بھی اس کے لئے کافی ہیں۔ کچھ نہ ہو سکے تو گوشت کا شوربا ہی ہو۔ حضرت ابوذرؓ کو نصیحت فرمائی:

''اے ابوذر! جب شوربا پکاؤ تو پانی بڑھا دو۔ اور اس سے اپنے ہمسایوں کی خبر گیری کرتے رہو'' (۸۶)۔

ان تحفوں کے بھیجنے کا زیادہ موقع عورتوں کو پیش آتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے خصوصیت کیساتھ عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

فرمایا: ''اے مسلمانوں کی بیویو! تم میں سے کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لئے حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو'' (۸۷)۔

ایک مسلمان کی مروت اور شرافت یہ نہیں کہ خود آرام سے رہے اور اس کا پڑوسی تکلیف میں ہو۔

فرمایا: ''مؤمن وہ نہیں جو خود سیر ہو اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے'' (۸۸)۔

برائی برائی ہے جہاں بھی ہو اور گناہ گناہ ہے جہاں بھی سرزد ہو لیکن اگر یہ اس جگہ ہو جہاں لازمی طور سے نیکی ہوئی چاہیے تھی تو ظاہر ہے کہ اس گناہ اور برائی کا درجہ عام گناہوں اور برائیوں سے بدرجہا زیادہ ہے۔

زنا حرام ہے۔ خدا اور رسول نے اس کو حرام فرمایا ہے لیکن دس بدکاریوں سے بڑھ کر بدکاری یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ چوری حرام ہے خدا اور رسول نے حرام کیا ہے لیکن دس گھروں میں چوری کرنے سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرالے (۸۹)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تکمیل تعلیم میں نہ صرف یہ کہ پڑوسی کو خود اپنے مانند پیار کرنے پر قناعت فرمائی بلکہ جو نہ کرے اس کو سب سے بڑی دولت یعنی ایمان کے چھن جانے کا خطرہ ظاہر فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کوئی مؤمن نہ ہوگا جب تک اپنے پڑوسی کی جان کے لئے وہی پیار نہ رکھے جو خود اپنی جان کے لئے پیار رکھتا ہے'' (۹۰)۔

صرف یہی نہیں بلکہ خدا اور رسول کی محبت کا اس کو معیار قرار دیا۔

فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو کہ خدا اور اس کا رسول ﷺ اس کو پیار کرے یا جس کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا دعوی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کا حق ادا کرے'' (۹۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک دفعہ ایک بکری ذبح کی اُن کے پڑوس میں ایک یہودی بھی رہتا تھا۔ انہوں نے گھر کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم نے میرے یہودی ہمسایہ کو بھی بھیجا کیونکہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید کرتے رہے کہ میں سمجھا کہ وہ اس کو پڑوسی کے ترکہ کا حقدار بنادیں گے (۹۲)۔

یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کی تصدیق کرتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلام مبالغۃً فرمایا ورنہ حضور ﷺ کے ظن کے مطابق احکام شرعیہ نازل ہو جاتے تھے۔

۸۔۴۔۴ آداب فطرت:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں فطرت سے ہیں، موچھیں کترانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے پشت کو دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، پانی سے استنجا کرنا۔

زکریا کہتے ہیں کہ مصعب نے فرمایا میں دسویں چیز بھول گیا لیکن وہ کلی کرنا ہوگا (۹۳)۔

اس حدیث میں فطرت سے مراد سنت ہے اس سے مراد انبیاء علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔

ا۔ موچھیں کاٹنا، کترانا:

مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا سنت ہے۔ انسان کو اختیار ہے کہ خود مونچھیں تراشے یا کسی اور سے مونچھیں کٹوائے۔ مونچھیں کاٹنے کی ابتداء دائیں طرف سے کرے۔ مونچھیں اتنی کاٹے جس سے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے۔ اور مونچھوں کو جڑ سے نہ مٹائے۔ جن روایات میں ہے ''مونچھوں کو مٹاؤ'' ان کا محمل یہ ہے کہ جو مونچھیں دونوں ہونٹوں سے لمبی ہو جائیں تو ان کے اس زائد مقدار کو مٹاؤ۔

مونچھیں منڈانا سنت ہے۔ اس قول کو امام اُبوحنیفہؒ، اِمام اُبو یوسفؒ اور اِمام محمدؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور مونچھوں کو کاٹ کر اتنا کم کرنا کہ وہ اوپر والے ہونٹ کے کنارے کے برابر ہو جائیں بالا جماع سنت ہے (۹۴)۔

داڑھی بڑھانا:

رخساروں اور ٹھوڑی پر اُگے ہوئے بالوں کے مجموعہ کو داڑھی کہتے ہیں (۹۵)۔

اعفاء اللحیۃ کے معنیٰ ہیں داڑھی کو چھوڑ دینا۔ یعنی داڑھی کو بڑھانا۔ اہل فارس داڑھی کترتے تھے۔ شریعت اسلامی نے اس سے روک دیا۔

مسواک کرنا:

داؤد ظاہری کے نزدیک مسواک کرنا واجب ہے۔ باقی تمام فقہاء کے نزدیک مسواک کرنا سنت

ہے۔ مخصوص لکڑی سے دانت صاف کرنا شرط نہیں کسی چیز سے بھی دانت صاف کر لئے جائیں تو سنت ادا ہو جائے گی۔

۴۔۴۔۹ قضائے حاجت کے لئے عورتوں کو باہر جانے کی اجازت:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ اوڑھنے کے بعد قضا حاجت کے لئے باہر نکلیں۔ حضرت سودہؓ دیگر خواتین سے قد اور جسامت میں بہت بڑھی تھیں اور جو شخص انہیں جانتا ہو اس پر (باوجود پردہ کے) مخفی نہیں رہتی تھیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا اے سودہ بہ خدا آپ ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں۔ سو آپ سوچ کہ آپ کیسے باہر نکلیں گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ سن کر حضرت سودہؓ لوٹ آئیں۔ درآں حالیکہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر کھانا کھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہؓ نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں باہر گئی تھی اور حضرت عمر فاروقؓ نے اس طرح کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ پھر وحی منقطع ہوئی اور آپ ﷺ اس طرح ہڈی پکڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قضائے حاجت کے لئے تمہیں باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے'' (۹۶)۔

یہ واقعہ اُن دنوں کا ہے جب گھروں میں بیت الخلاء بنانے کا رواج نہیں تھا۔ جب گھروں میں بیت الخلاء بن گئے ازواج مطہرات کو گھر سے نکلنے سے روک دیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جیسا کہ واقعہ افک میں بیان کیا ہے۔

سلام کرنے کے آداب:

۴۔۴۔۱۰ اہل کتاب کو سلام کے جواب دینے کا طریقہ:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ یہودی آئے۔ انہوں نے کہا ''السام علیک یا اَبَا القاسم'' آپ ﷺ نے فرمایا وعلیکم۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا بلکہ تم پر سام اور دام (موت اور ذلت) ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ بد زبان مت بنو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا آپ نے سنا نہیں۔ انہوں نے کیا کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا

میں نے ان کے قول کو ان کی طرف واپس نہیں کیا میں نے کہا "وعلیکم" (۹۷)۔

دوسری روایت ہے:

فرمایا: "اے عائشہ! اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بدزبانی کو پسند نہیں کرتا" (۹۸)۔

ترمذی کی روایت میں ہے: "اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے" (۹۹)۔

حدیث میں وعلیکم کے کئی معنیٰ ہیں۔

- ایک معنیٰ یہ ہیں کہ تم پر موت آئے۔
- دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ موت میں ہم اور تم دونوں مساوی ہیں۔ دونوں نے مرنا ہے۔
- تیسرا معنیٰ یہ ہے کہ جس مذمت کے تم مستحق ہو تم پر وہ مذمت ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں یہ خوبی ہے کہ بات وہی ہے مگر اس میں تختی کا نشان نہیں اور پھر اس طرح سے ہے کہ مخاطب ذرا سوچے تو خود بخود اس کا دل شرمندہ ہو۔

سلام کے آداب

ا۔۱۰۔۴۔۴ سلام کا جواب بہتر الفاظ میں دینا:

ترجمہ: "ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بتایا کہ جبرئیل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ" (۱۰۰)۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا چاہیے ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "جب تم ہیں کسی لفظ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ اس کو سلام کر دیا اسی لفظ کے ساتھ جواب دو" (۱۰۱)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کیا۔

ابتداء سلام کرنا سنت ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے ''آپس میں سلام کو پھیلاؤ'' (۱۰۲)۔ اگر کسی ایک شخص کو سلام کی جائے تو اس کا جواب دینا فرض عین ہے۔ اور اگر جماعت کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب دینا فرض کفایہ ہے (۱۰۳)۔

۱۱۔۴۔۴ گلے ملنا اور بوسہ لینا:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زید بن حارثہؓ مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ میرے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ حضرت زیدؓ نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی کریم ﷺ برہنہ☆ کپڑے کھینچتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ اللہ کی قسم میں نے آپ ﷺ کو اس سے پہلے یا بعد کبھی برہنہ نہیں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا'' (۱۰۴)۔

ملاقات کیوقت اظہار محبت اور اظہار مسرت کا طریقہ زبان سے سلام کرنا، مصافحہ کرنا، گلے ملنا اور بوسہ لینا ہے ترمذی کی روایت ہے: ''ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے تو کیا اس کے ملتے جھک جائے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا اس سے لپٹ جائے اور اس کا بوسہ لے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے فرمایا ہاں'' (۱۰۵)۔

اس حدیث اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے مگر تضاد نہیں ہے۔ یہ حکم اس موقع سے مخصوص ہے جہاں کوئی شرعی عذر ہو۔ یا یہ ممانعت روزانہ ملنے والوں کے لئے ہے کہ وہ مصافحہ کریں۔ اگر کوئی دور سے آئے اور مدت بعد ملاقات ہو تو گلے ملنا اور بوسہ لینا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔

۱۲۔۴۔۴ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھائے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے درمیان جس وقت یاد آئے ''بسم اللہ اولہ و اٰخرہ'' کہہ لے'' (۱۰۶)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھانے کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھنی چاہیے۔ اور اگر ''بسم اللہ'' پڑھنی بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اُبو ایوب انصاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی ''بسم اللہ'' نہ پڑھے تو کھانے میں ساتھ شیطان شامل ہو جاتا ہے۔

''بسم اللہ'' کہنا بالاتفاق سنت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دوسری روایت ہے فرماتی ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ آدمیوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدوی آیا اور اور اس نے دو لقموں میں نمٹا دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر یہ ''بسم اللہ'' پڑھ کر کھاتا تو یہ کھانا سب کو کافی ہو جاتا'' (۱۰۷)۔

یعنی ''بسم اللہ'' نہ پڑھنے کی وجہ سے شیطان شامل ہو گیا اور بے برکتی ہو گئی۔

۱۔۱۲۔۴۔۴ طعام کو ذخیرہ کرنا:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے عائشہؓ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں' اے عائشہؓ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں' آپ ﷺ یہ کلمات دو یا تین مرتبہ فرمائے'' (۱۰۸)۔

دوسری روایت میں ہے:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کھجوریں ہوں وہ لوگ بھوکے نہیں ہوتے'' (۱۰۹)۔

دونوں حدیثوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ گھر میں طعام جمع کرنے کا جواز ہے اور ان لوگوں کا رد ہے جو اناج جمع کرنے کو توکل کے خلاف کہتے ہیں۔ آنحضور ﷺ اپنی ازواج کو سالانہ غلہ دیا کرتے تھے اگر یہ خلاف توکل ہوتا تو آپ ﷺ ایسا نہ کرتے۔

۲۔۱۲۔۴۔۴ سرکہ بہترین سالن ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''سرکہ بہترین سالن ہے''(۱۱۰)۔

اس حدیث میں سرکہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے آپ ﷺ نے سرکہ کی تعریف کی ہے اس سے آنحضور ﷺ کے زہد کا بیان ہے اور آپ کی سادگی اور انکساری کا ذکر ہے کہ صرف سرکہ سے روٹی کھا لیتے تھے۔ سرکہ میں بے شمار فوائد ہیں جیسے زبان رسالت ﷺ میں بہترین کہا گیا ہے۔ اس میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔ بلغم اور صفراء کا قاطع ہے' کھانے کے ہضم میں معین ہے' پیٹ کے کیڑوں کا قاتل ہے' بھوک اچھی لگا تا ہے۔ البتہ سرد مزاج ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں کے لئے مضر ہوتا ہے۔ یہ اس لحاظ سے بہترین سالن ہے کہ بروقت میسر آسکتا ہے۔ جتنی بھی مدح ہو قرین قیاس ہے۔

حضرت جابرؓ سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی اور فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہ سالن رہا ہے پھر فرمایا:''

''جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہیں یعنی احتیاج باقی نہیں رہتی'' (ابن ماجہ)۔

۳۔۱۲۔۴۔۴ ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا مباح ہے:

قشیری بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی میں نے اُن سے نبیذ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نبیذ کے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی، روغن کیے ہوئے برتنوں اور سبز گھڑوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا(۱۱۱)۔

ان برتنوں میں نبیذ بنانا ابتدائے اسلام میں ممنوع تھا تا کہ نبیذ نشہ آور حد کو نہ پہنچ جائے۔ چونکہ نشہ آور مشروب کی اباحت کا زمانہ قریب تھا اس لئے ان برتنوں میں نبیذ بنانا منسوخ کردیا گیا۔ اور جب کافی عرصہ گزر گیا تو نشہ آور مشروبات کی تحریم مشہور ہوگئی تو پھر ان کے لئے ہر برتن میں نبیذ بنانے کی رخصت دے دی گئی۔

حضرت بریدہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے تم کو مشک کے سوا باقی برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا اب سب برتنوں میں پیو اور

نشہ آور چیز نہ پیو'' (۱۱۲)۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا مباح ہے'' (۱۱۳)۔

۴۔۱۲۔۴۔۴ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پئے تو اس نے اپنے پیٹ میں آگ بھری'' (۱۱۴)۔

اس کی تصدیق حضرت ام سلمہؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

سونے اور چاندی کے استعمال کی حرمت کی علت فضول خرچی اور تکبر ہے۔ فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے اور تکبر کرنے والوں کو اللہ عز وجل پسند نہیں کرتے۔ اگر ان کے استعمال کو مباح کیا جائے تو پھر ان کا بازار میں زیادہ رواج ہو جائے گا جس سے اضطراب اور قلق پیدا ہوگا۔ سونے اور چاندی کے علاوہ دوسرے نفیس برتنوں کا استعمال جائز ہے۔

۱۳۔۴۔۴ گفتگو کرنے کا طریقہ:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگا تار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے'' (۱۱۵)۔

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو مجمل یا جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی کہ کچھ سمجھ میں آئے اور کچھ سمجھ میں نہ آئے۔ بلکہ ایسی اطمینان کی واضح گفتگو ہوتی تھی کہ مخاطبین اچھی طرح سمجھ جاتے تھے۔ اس لئے گفتگو ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے تا کہ سننے والوں کی سمجھ میں آ جائے۔

دوسری روایت میں ہے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام فصیح ہوتا تھا جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا''۔

۴۔۴۔۱۴ سونے کی دعا:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہر رات جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر اُن پر دم فرماتے اور سورۃ اخلاص اور معوذتین تین تین مرتبہ پڑھ کر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے۔ تین مرتبہ ایسے ہی کرتے۔ سر سے ابتداء فرماتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن'' (۱۱۶)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سونے کے وقت مختلف دعائیں پڑھنا ثابت ہے۔ اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی۔ اس حدیث میں تین سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے۔

۴۔۴۔۱۵ آداب لباس وزینت

۴۔۴۔۱۵۔۱ دائیں جانب سے کنگھا شروع کرنا:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں، جوتہ پہننے میں دائیں کو مقدم رکھتے تھے۔ یعنی پہلے دائیں جانب کنگھا کرتے پھر بائیں جانب'' (۱۱۷)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتہ پہننے میں دائیں طرف سے ابتداء کرتے تھے۔ کیونکہ جس چیز کا وجود زینت اور شرافت ہے اس کے پہننے میں دایاں مقدم ہوتا ہے۔ جیسے کپڑا، جوتا اور نکالنے میں بایاں مقدم اور چیز کا وجود زینت نہیں اس کے کرنے میں بایاں مقدم کرنا چاہیے جیسے پاخانہ جانا، کہ اس میں جاتے وقت بایاں مقدم ہونا چاہیے اور نکلتے وقت دایاں برخلاف مسجد کے اس کا قیام شرافت اور بزرگی ہے اس لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اول داخل کرنا چاہیے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں نکالنا چاہیے۔

۲۔۱۵۔۴۔۴ جھوٹے اوصاف ظاہر کرنے کی ممانعت:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے شوہر نے مجھے کچھ چیزیں نہیں دیں تو کیا میں کہہ سکتی ہوں کہ اس نے مجھے وہ چیزیں دی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹی زیبائش والے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے'' (۱۱۸)۔

اس روایت کی وضاحت حضرت اسماءؓ کی روایت سے ہوتی ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی۔ اور اس نے کہا میری ایک سوکن ہے اگر میں اس پر یہ ظاہر کروں کہ مجھے میرے شوہر نے فلاں مال دیا ہے حالانکہ اس نے وہ مال نہ دیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹی زیبائش والے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے'' (۱۱۹)۔

اس حدیث کے معنٰی یہ ہیں کہ جو شخص لوگوں کے پاس کسی چیز کی کثرت ظاہر کرے حالانکہ اس کے پاس وہ چیز نہ ہو اور اپنے کو باطل کے ساتھ مزین کرے تو یہ جھوٹ کا لباس پہننے کی طرح مذموم ہے۔

اسکا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص زہد و تقوی اور عبادت و ریاضت کا لباس پہنے اور اس کے دل میں جس قدر خشوع و خضوع نہ ہو لوگوں پر اس سے زیادہ ظاہر کرے وہ جھوٹ اور ریاکاری کا لباس پہننے والے کی طرح ہے۔ یا وہ شخص اس طرح ہے جیسے کوئی پرائے کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے کپڑے ہیں یا وہ ایسے جھوٹے گواہ کی طرح ہے جو حسین و جمیل لباس پہن کر خود کو معزز شخص ظاہر کرے تاکہ اس کی گواہی قبول کی جائے حالانکہ وہ جھوٹی گواہی دینے والا ہے۔

۳۔۱۵۔۴۔۴ باریک کپڑا خواتین کے لئے مکروہ ہے:

ترجمہ: ''حضرت علقمہؓ بن علقمہؓ نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت حفصہؓ بنت عبدالرحمٰن اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے پتلا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ اُم المؤمنین نے اسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹی چادر اوڑھنے کے لئے دی'' (۱۲۰)۔

۴۔۱۵۔۴۔۴ مردوں کے لئے ریشم پہننا جائز نہیں:

ترجمہ: ''حضرت عروہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر کو ریشم کی نقش ونگار والی چادر پہنائی۔ حضرت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ خود بھی زیب تن فرمالیتی تھیں'' (۱۲۱)۔

حدیث سے بظاہر معلوم ہورہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو ریشم کی نقش ونگار والی چادر پہنائی حالانکہ مردوں کے لئے ریشم حرام ہے۔

''سوید بن مقرن کا بیان ہے کہ میں براء بن عازبؓ کے پاس گیا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے روکا ہے۔ مریض کی عیادت کرنے، جنازہ کے ساتھ جانے، چھینک کا جواب دینے، قسم پوری کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت قبول کرنے اور بکثرت سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ انگوٹھی پہننے یا سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتنوں میں پینے، ریشمی کپڑا پہننے، استبرق (ریشم کی ایک قسم) پہننے، اور دیباج (ریشم کی ایک اور قسم) پہننے سے منع فرمایا ہے'' (۱۲۲)۔

اس روایت میں واضح طور پر ہر قسم کا ریشم پہننے سے کیا گیا ہے۔

دوسری روایت ہے:

''حضرت سوید بن غفلہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے البتہ دو یا تین یا چار انگلیوں کا استثناء فرمایا ہے'' (۱۲۳)۔

پہلی روایت میں بالکل ممانعت ہے اور دوسری میں دو یا تین یا چار انگلیوں کا استثناء فرمایا۔ اب حضرت عائشہ صدیقہؓ اور سوید بن مقرنؓ کی روایت میں تطبیق اسطرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیٹا بنایا ہوا تھا اور انہی کی نسبت سے اُم عبداللہ کہلاتی تھیں۔ ممکن ہے جب عبداللہ بچے ہوں اور بالغ نہ ہوں تو انہیں اپنی چادر اوڑھائی ہو جیسا کہ روایت سے ظاہر ہے کہ وہ خود بھی پہنا کرتی تھیں۔

دوسری بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس چادر کے کناروں پر دو تین چار انگلیوں کا کام ہوا ہو جو حضرت سوید بن غفلہ کی روایت کے مطابق جائز ہے۔ لہٰذا حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دوسری روایتوں میں کوئی تضاد باقی نہیں رہتا۔

روایت میں عورتوں کے ریشم پہننے کا جواز بھی ثابت ہو رہا ہے۔

اس کی تصدیق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ریشم کا کپڑا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے وہ کپڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا اس کو پھاڑ کر فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، فاطمہ بنت اسد (حضرت علیؓ کی والدہ) اور فاطمہ بنت حمزہ کی اوڑھیاں بنا دو۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ عورتوں کے لئے ریشم پہننا جائز ہے۔

۵۔۱۵۔۴۔۴ لباس میں انکسار اور موٹے کپڑے کا استعمال:

ترجمہ: ''ابو بردہ بیان کرتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گیا۔ حضرت عائشہؓ نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور ایک چادر نکالی جس کو ملبدہ کہا جاتا تھا۔ پھر انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہی دو کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا'' (۱۴۴)۔

لباس سے اصلی مقصد دو ہیں ایک جسمانی اور دوسرا اخلاقی۔ جسمانی یہ ہے کہ جسم کو سردی اور گرمی کی تکلیفوں سے بچایا جائے اور اخلاقی یہ کہ انسان کے بدن کے جن حصوں پر غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہیے چھپے رہیں۔

اس میں آنحضور ﷺ کے زہد کا بیان ہے۔ دوسری بات مردوں کو کسی ضرورت اور مجبوری کے بغیر ریشم کا بنا ہوا کپڑا نہیں پہننا چاہیے کیونکہ اس سے زنانہ پن کا اظہار ہوتا ہے۔ اور وہ اس عیش و تنعم کی یاد دلاتا ہے جو مردوں کی جدوجہد اور محنت کی زندگی کے خلاف ہے۔ ضرورت اور مجبوری کا مطلب یہ ہے کہ جیسے لڑائی میں زرہ کے نیچے ریشمی کپڑے پہنتے ہیں تا کہ اس کی لوہے کی کڑیاں بدن میں نہ چبھیں یا کسی کے بدن میں کھجلی ہو تو سوتی کپڑے کے کھردرا پن سے بدن کے چھل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لے ان دونوں موقعوں پر مرد ریشمی

کپڑے پہن سکتے ہیں۔ اگر کوئی دو چار انگل کی ریشمی دھجی کپڑے میں لگالے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

۴۔۴۔۱۵۔۶ سیاہ رنگ کا لباس پہننے کا جواز:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کالے بالوں کا بنا ہوا کمبل اوڑھ کر باہر آئے جس پر پالان کے نقشے بنے ہوئے تھے'' (۱۲۵)۔

اس حدیث سے اس بات کا جواز ملتا ہے کہ مرد سیاہ رنگ استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کی تصدیق دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔

''حضرت عبداللہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھائی درآں حالیکہ آپ ﷺ نے سیاہ جبہ پہنا ہوا تھا'' (۱۲۶)۔

''حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے درآں حالیکہ آپ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا'' (۱۲۷)۔

''جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میری نظروں کے سامنے اب بھی یہ منظر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیاہ عمامہ باندھے منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے اس کا شملہ دو کندھوں کے درمیان نہ صرف آنحضور ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا۔ بلکہ اُم خالد کو کالا جبہ عنایت فرمایا اور لینے کی تاکید فرمائی''۔

''اُم خالد بنت خالد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کپڑے آئے جن میں کالا جبہ بھی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے خیال میں ہم کس کو یہ جبہ پہنائیں صحابہ کرامؓ خاموش رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اُم خالد کو میرے پاس لاؤ پھر مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے ہاتھ سے وہ کالا جبہ پہنایا اور دو بار فرمایا (اس کو پہن پہن کر) ''پرانا اور بوسیدہ کرو''۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ مرد سیاہ رنگ پہن سکتے ہیں۔ پالان سے مراد دھاری دار ہے۔

۷۔۱۵۔۴۔۴ ٹوپی پہننے کا جواز:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے جو آپ کے سر پر جمی رہتی تھی'' (۱۳۰)۔

دوسری روایت ہے:

''حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ، سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں شامی ٹوپی پہنتے تھے'' (۱۳۱)۔

ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ ٹوپی پہنتے تھے۔

اس روایت کی تصدیق حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے۔ اور آپ ﷺ یمنی ٹوپی پہنتے تھے اور جنگ میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے۔ بعض اوقات ٹوپی اتار کر اس کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے (۱۳۲)۔

۸۔۱۵۔۴۔۴ آنحضور ﷺ کا بستر:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر جس پر آپ ﷺ سوتے تھے چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چال بھری ہوئی تھی'' (۱۳۳)۔

دوسری روایت ہے:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ تکیہ جس کے ساتھ آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا۔ اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی'' (۱۳۴)۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ جب صحابہ کرامؓ نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور ﷺ ارشاد فرماتے: مجھے دنیاوی راحت وآرام سے کیا کام۔ میری مثال تو اس راہ گیر جیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت آئیں۔انہوں نے آنحضورﷺ کا بستر دیکھا کہ عباء بچھا رکھا ہے۔انہوں نے واپس جا کر ایک بستر تیار کیا جس کے اندر اون بھر رکھی تھی اور حضورﷺ کے لئے میرے پاس بھیج دیا۔حضورﷺ تشریف لائے اُس کو رکھا ہوا دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت آئیں تھیں۔حضورﷺ کا بستر دیکھ کر یہ بنوا کر بھیجا ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دے۔مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا اس دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کر دوں مگر حضورﷺ نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ واللہ اگر میں چاہوں تو حق تعالیٰ شانہ میرے لئے سونے اور چاندی کے پہاڑ تیار کر دیں۔حضورﷺ کے اس ارشاد پر میں نے اس کو واپس کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک بورے پر آرام فرما رہے تھے جس کے نشانات حضورﷺ کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے۔میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔حضورﷺ نے فرمایا کیا بات ہوئی ؟ کیوں رو رہے ہو؟۔میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ قیصرو کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ اس بورے پر۔حضورﷺ نے فرمایا رونے کی بات نہیں ہے۔ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت۔

گویا نبی کریمﷺ نرم بستر پسند نہیں کرتے تھے کھردرا بستر پسند کرتے تھے تاکہ بستر کی نرمی تہجد سے مانع نہ ہو۔

۴۔۴۔۱۵۔۹ مصنوعی بال لگوانے کی ممانعت:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی وہ بیمار ہوگئی۔جس سے اسکے بال جھڑ گئے۔لوگوں نے اس کے بالوں میں پیوند کرانے کا ارادہ کیا۔انہوں نے رسول اللہﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا آپﷺ نے جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی پر لعنت فرمائی'' (۱۳۵)۔

اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔امام مالکؒ ،امام طبری اور جمہور فقہاء نے کہا کہ بالوں کے ساتھ کسی چیز کو بھی پیوند کرنا جائز نہیں ہے۔خواہ اس نے بالوں کو بالوں کے ساتھ پیوند کیا ہو،اون کے ساتھ پیوند کیا ہو یا کپڑے کے ساتھ۔ان کا استدلال اس حدیث سے ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے عورت کو اپنے سر کے بالوں کے ساتھ

کسی چیز کو پیوند کرنے سے منع کیا ہے۔اورلیث بن سعد نے کہا ہے کہ یہ ممانعت بالوں کو بالوں سے ملانے کے ساتھ مخصوص ہے۔اور بالوں کو اون یا کپڑے کے ساتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور بعض علماء نے کہا ہے کہ بالوں کے ساتھ ہر چیز کو ملانا جائز ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ریشم یا کسی اور چیز کے دھاگوں کے ساتھ بالوں کو باندھنا ممنوع ہے کیونکہ یہ حقیقۃً یا حکماً پیوند نہیں ہے۔ بلکہ یہ تجمل اور تحسین ہے۔حدیث میں ہے ''بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والے پر لعنت ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فعل حرام پر معاونت کرنے والا بھی لعنت میں شریک ہوتا ہے جیسا کہ عبادت میں معاونت کرنے والا ثواب میں شریک ہوتا ہے(۱۳۶)۔

بالوں کے ساتھ آدمی کے بالوں کو ملانا (پیوند کرنا) حرام ہے خواہ وہ عورت کے بال ہوں یا عورت کے علاوہ کسی اور کے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بال ملانے والی ،ملوانے والی، گودنے والی، گدوانے والی اور بال نوچنے والی اور نچوانے والی پر لعنت کی ہے(۱۳۷)۔

اگر کوئی عورت،عورت کے علاوہ کسی اور کے بال ملائے تو اس کے لئے حرام ہے کہ اس میں آدمی کے جز سے نفع حاصل کرنا ہے۔لیکن تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت کا غیر عورت کے بال ملانا مکروہ ہے اور غیر بنی آدم کے بال ملانا جائز ہے۔تاکہ اس کی مینڈھیاں بڑی ہو جائیں۔امام اُبو یوسف سے یہی مروی ہے۔اور خانیہ میں لکھا ہے کہ عورت اپنی زلفوں اور بالوں کے ساتھ اونٹ کے بال ملائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: ''سیاہ اُون کے چٹلے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے'' (۱۳۸)۔

۱۶۔۴۔۴ متفرق آداب

۱۔۱۶۔۴۔۴ بچے کی پیدائش کے وقت گھٹی دینا:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے آپ ان کو برکت کی دعا دیتے اور گھٹی دیتے'' (۱۳۹)

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن زبیر کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے آپ ﷺ نے ان کو گھٹی دی پھر ہم نے کھجور تلاش کی اور ہم کو اس کی تلاش میں دشواری ہوئی (۱۴۰)۔

۱۔ معلوم ہوا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے منہ میں گھٹی دی جائے۔ یہ فعل بالا جماع سنت ہے۔

۲۔ کھجور کی گھٹی دینا مستحب ہے اور کھجور کے علاوہ کسی اور چیز کی گھٹی دینا بھی جائز ہے۔

۳۔ گھٹی کسی صالح مرد یا صالح عورت کی دلانی چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر ہجرت کے بعد سب سے پہلے بچے ہیں جو قبا میں پیدا ہوئے۔

۲۔۱۶۔۴۔۴ علاج کے مستحب ہونے کا بیان:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو'' (۱۴۱)۔

آج کل جدید میڈیکل سائنس کے ماہرین بھی اس پر متفق ہیں کہ جب بخار تیز ہو جائے تو مریض پر برف کا مساج کرنا چاہیے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کا بخار کے لئے ٹھنڈے پانی سے غسل کو تجویز فرمانا مطلقاً بخار کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ علاج صفراء ی بخار پر محمول ہے۔ آپ ﷺ نے دوسری بیماریوں کے جو علاج تجویز فرمائے ہیں وہ بھی مرض کی خاص کیفیت، مریض کی عمر، مزاج اور عرب کی مخصوص آب و ہوا کے اعتبار سے ہے۔ اس حدیث سے یہ نقطہ نکلتا ہے کہ بیماری میں علاج کرنا مستحب ہے۔

۳۔۱۶۔۴۔۴ بخار میں حریرہ کا استعمال سود مند ہے:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے گھر میں جب کسی کو بخار ہوتا تو آپ اس کے لئے حریرہ تیار کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے یہ رنجیدہ دل کو قوت دیتا ہے اور بیماری کو دھوتا ہے جیسے چہرہ سے میل کو پانی دھوتا ہے'' (۱۴۲)۔

دوسری روایت میں ہے:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تو حریرہ کی ہانڈی چولھے پر چڑھادی جاتی وہ اس وقت اترتی جبکہ بیمار تندرست ہو جاتا یا وفات پا جاتا'' (۱۴۳)۔

بخار کی حالت میں مریض کے لئے حریرہ سود مند ہے جو جسم کو طاقت اور دل کو تقویت دیتا ہے۔

۴۔۱۶۔۴۔۴ نام بدلنے کا جواز:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا شہاب۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تو ہشام ہے'' (۱۴۴)۔

نبی کریم ﷺ نے بکثرت صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے اسماء تبدیل کیے اور نام بدلنے کی علت یا تو بدشگونی کا خوف ہے یا پارسائی کا اظہار ہوتا یا اس نام سے بدشگونی کا خدشہ ہو اس کو بدل دینا چاہیے۔

شہاب کے معنٰی ایسی لکڑی جس کا ایک کنارہ سلگ رہا ہو یا شہاب اس ستارہ کو کہتے ہیں جو رات کو ٹوٹتا ہے۔ درحقیقت ستارہ نہیں بلکہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو فرشتے شیطان کو مارتے ہیں اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام تبدیل کر دیا۔

۵۔۱۶۔۴۔۴ سب سے اچھا عمل:

ترجمہ: ''اسود سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آنحضور ﷺ کو سب سے پیارا عمل کونسا تھا۔ فرماتی ہیں: سب سے پیارا عمل وہ ہے جس پر آدمی ہمیشہ کاربند رہے اگرچہ وہ آسان (تھوڑا) ہو'' (۱۴۵)۔

دوسری روایت ہے:

''اُبو صالح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اُم سلمہؓ سے پوچھا آنحضور ﷺ کو کونسا عمل پسند تھا؟ دونوں نے فرمایا جس پر ہمیشہ کاربند رہا جائے چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہو''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو استقامت پسند ہے کہ ایک کام کریں تو پھر اس پر ہمیشہ عمل کریں۔ چاہے کم ہی کیوں نہ ہو۔ نوافل اور مستحبات پر بھی پابندی اور مداومت اللہ عزوجل کو پسند ہے۔

۶۔۱۶۔۴۔۴ مخنث کو عورتوں کے پاس جانا جائز نہیں:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا جس کو جنسی خواہش نہیں ہوتی۔ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے درآن حالیکہ وہ آپ کی ایک زوجہ کے پاس بیٹھا ہوا ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب وہ سامنے ہوتی ہے تو اس کی چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب وہ پیچھے ہوتی ہے تو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں نہیں دیکھ رہا کہ جو کچھ یہاں ہے یہ اس کو پہچانتا ہے۔ یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں پھر لوگوں نے اس کو روک دیا'' (۱۴۶)۔

امام نووی فرماتے ہیں

مخنث کی دو قسمیں ہیں

۱۔ ایک قسم وہ ہے جو اسی طرح پیدا کیا گیا ہو اور اس نے تکلف سے عورتوں کے اخلاق، ان کی ہیئت اور طور و اطوار کو نہ اپنایا ہو بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی خلقت پر ہو اس کی نہ کوئی مذمت ہے نہ اس کو ملامت ہے نہ آخرت میں گناہ ہوگا۔ کیونکہ یہ معذور ہے۔ اور اس خلقت میں اس کا دخل نہیں ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے پہلے اس مخنث کو اپنے گھر آنے سے منع نہیں کیا تھا۔

۲۔ مخنث کی دوسری قسم یہ ہے جو تکلف سے عورتوں کی ہیئت، ان کی وضع قطع اختیار کرے۔ ان کا لباس پہنے اور ان کی طرح حرکات کرے۔ اور ان کی طرح باتیں کرے۔ اس کی احادیث صحیحہ میں مذمت کی گئی

ہے۔جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ عورتوں میں رغبت رکھتا ہے تو پھر اسکو منع کر دیا۔

اس جیسی روایت اُم المؤمنین اُم سلمہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ان کے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ گھر میں تھے۔اس مخنث نے حضرت اُم سلمہؓ کے بھائی سے کہا اے عبداللہ بن اَبی امیہ اگر اللہ نے کل تم پر طائف فتح کر دیا تو میں غیلان کی بیٹی کی طرح تمہاری راہنمائی کروں گا جب وہ سامنے ہوتی ہے تو (فربہی کی وجہ سے)اس کے پیٹ پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہیتو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے اسکی بات سن لی تو فرمایا:''یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے''(۱۴۷)۔

گویا ایسا مخنث جو عورتوں میں رغبت رکھتا ہو اس کو عورتوں کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہے۔

۷۔۱۶۔۴۔۴ جادو کا بیان:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنو زریق کے یہودیوں میں لبید بن اعصم نام ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا حتی کہ (اس جادو کے اثر سے)رسول اللہ ﷺ کو یہ خیال آتا کہ میں یہ کام کر رہا ہوں حالانکہ آپ وہ کام نہیں کر رہے ہوتے تھے۔حتی کہ ایک دن یا ایک رات کو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ۔پھر دوبارہ دعا کی ۔پھر سہ بارہ دعا کی اور فرمایا: اے عائشہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا۔میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے جانب بیٹھ گیا سو جو شخص میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے پیروں کی جانب والے سے کہا یا پیروں والے کی جانب بیٹھنے والے نے سرہانے والے سے کہا اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔پہلے نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے۔پہلے نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی میں۔اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں میں۔اور کہا نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں ۔پہلے نے کہا یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا ذی اروان کے کنویں میں۔حضرت عائشہؓ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ کنواں پر گئے ۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ! بخدا اس کنویں کا پانی مہندی کے پانی کے مانند تھا اور وہاں کھجور کے درخت شیاطین کے سر کی طرح تھے۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں میں نے کہا یا رسول ﷺ آپ نے اسے جلا کیوں نہ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھا کر دیا اور میں لوگوں میں فساد بھڑکانے کو برا سمجھتا ہوں اس

لئے میں نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا (۱۴۸)۔

دوسری روایت میں ہے:

''میں نے کہا یا رسول اللہ اس کو نکال لیجئے''۔

جادو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ جادو کرنا حرام ہے اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔ اگر جادو میں کوئی ایسا قول یا فعل ہو جس کا تقاضا کفر ہو تو جادو کفر ہوگا ورنہ محض گناہ کبیرہ ہوگا۔ جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے۔

۔ امام مالکؒ کے نزدیک جادو کرنے والا کافر ہے اس کو جادو کی بناء پر قتل کر دیا جائے۔

امام احمدؒ کا قول بھی امام مالک کی طرح ہے (۱۴۹)۔

۸۔۱۶۔۴۔۴ کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت:

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی حقیقت نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو باتیں وہ بیان کرتے ہیں وہ بعض اوقات سچ نکلتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ سچی بات وہ ہے جس کو جن اچک کر اپنے ولی کے کان میں پھونک دیتا ہے جیسا کہ مرغ مرغی کو دانے کے لئے بلاتا ہے۔ پھر وہ اس میں ایک سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتا ہے'' (۱۵۰)۔

عرب میں کہانت کی تین قسمیں تھیں:

۱۔ کسی انسان کا جن دوست ہوتا تھا جو آسمان سے خبریں سن کر آتا اور اس شخص کو بتا دیتا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد یہ قسم باطل ہوگئی۔

۲۔ جن زمین کے گرد و نواح اور اطراف میں پھر کر اس کی خبریں اپنے دوست کو بیان کرتا ان کی خبر کبھی سچ ہوتی ہے اور کبھی جھوٹ۔ اور شرعاً ان کی خبر سننا اور اس کی تصدیق کرنا ممنوع ہے۔

۳۔ نجومی۔اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں میں ایک قوت پیدا کی (جس سے وہ مستقبل کے امور کو جان لیتے ہیں) لیکن ان کی خبروں میں زیادہ تر جھوٹ ہوتا ہے۔اس فن کے ماہر کو عراف کہتے ہیں۔عراف وہ شخص ہے جو بعض اسباب اور مصدقات سے بعض چیزوں کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ان تمام اقسام کو کہانت کہتے ہیں۔ اور شریعت نے ان سب کی تکذیب کی ہے۔اور ایسے لوگوں کے پاس جانے سے منع کیا ہے(۱۵۱)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے کاہن کے پاس جاکر کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی'' (۱۵۲)

۹۔۱۶۔۴۔۴ مریض پر دم کرنے کا استحباب:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے پھر فرماتے۔اے انسانوں کے مالک تکلیفوں کو دور کر دے،شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔تیری شفا کے سوا اور کوئی شفاء نہیں۔ایسی شفاء دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے۔پھر جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو میں آپ کا ہاتھ لیکر اسے آپ کی طرح آپ ﷺ کے جسم پر پھیرنے لگی۔آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور فرمایا۔اے اللہ مجھے بخشدے اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر میں نے دیکھا آپ ﷺ واصل حق ہو چکے تھے(۱۵۳)۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ پڑھ کر اس پر دم کرتے۔جب آپ ﷺ مرض وصال میں مبتلا تھے۔تو میں آپ ﷺ پر دم کرتی اور آپ کے ہاتھ کو آپ ﷺ پر پھیرتی کیونکہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی (۱۵۴)۔

ان احادیث میں قرآن مجید اور دیگر اذکار کے ساتھ دم کرنے کا ثبوت ہے۔

اسکا ثبوت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس روایت سے بھی ملتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضورﷺ کو بیماری میں ان الفاظ میں دم کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جب رسول اللہﷺ بیمار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام آپﷺ کو دم کرتے اور یہ کلمات کہتے:

''اللہ کے نام سے وہ آپ کو تندرست کرے گا اور ہر بیماری سے شفا دے گا۔اور حسد کرنے والے کے شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو پناہ میں رکھے گا'' (۱۵۵)۔

صحیح بخاری کی روایت ہے:

''جو لوگ جنت میں بغیر حساب داخل ہونگے یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ جھاڑ پھونک کریں' نہ جھاڑ پھونک کرائیں گے وہ صرف اپنے رب پر توکل کرنے والے ہوں گے'' (۱۵۶)۔

یہ حدیث بظاہر حضرت عائشہؓ کی روایت کے متضاد ہے۔اس میں جھاڑ پھونک نہ کرانے کی مداح کی گئی ہے۔ان حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اس میں جھاڑ پھونک سے مراد ہے جو کفار کے کلمات ہوں۔یا وہ عجمی کلمات ہوں جنکا معنیٰ مجہول ہو۔کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اسکے معنیٰ کفریہ ہوں یا کفر کے قریب ہو یا وہ کلمات مکروہ ہوں۔اگر قرآن مجید کی آیات پڑھ کر دم کیا جائے یا اذکار ماثورہ یا معروفہ پڑھ کر دم کیا جائے تو ان کی ممانعت نہیں ہے۔بلکہ ان کو پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔

صحیح مسلم کی دوسری حدیث ہے:

صحابہ کرام نے آنحضرتﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے (۱۵۷)۔

۱۔ یہ حدیث شروع کی ہے۔ابتداء میں آپﷺ نے دم کرنے سے منع فرمایا تھا بعد میں اس کی اجازت دی۔

۲۔ یہ ممانعت مجہول کلمات کے ساتھ دم کرنے پر محمول ہے۔

۱۰۔۱۶۔۴۔۴ نظر لگنے، زہریلے ڈنک میں دم کا استحباب:

حضرت اسودؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دم کرانے کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انصار کے ایک گھرانے کو رسول اللہ ﷺ نے زہریلے ڈنگ کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی ہے (۱۵۸)۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا یا اس کو کوئی چھالا یا زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اپنی انگلی سے اشارہ کر کے فرماتے: ''اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے لعاب دہن سے ہمارا بیمار اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفا پائیگا'' (۱۵۹)۔

ایک اور روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ انہیں نظر لگنے کی تکلیف میں دم کرانے کا حکم دیتے تھے'' (۱۶۰)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اسلام میں دم کرنا، دم کرانا دونوں جائز ہے کیونکہ اس حدیث میں حکم کا لفظ ہے۔ لہٰذا مختلف بیماریوں میں دم کرنے کا جواز ہے اور وہ حدیثیں شروع کی ہیں جس میں ممانعت ہے۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی تھی۔

۱۱۔۱۶۔۴۔۴ شعر پڑھنے کا جواز:

ترجمہ: حضرت مقدام بن شریح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں کبھی کبھی عبد اللہ بن رواحہؓ کا شعر پڑھا کرتے تھے اور کبھی کسی اور شاعر کا بھی۔ (یعنی تمہارے پاس جو لوگ خبریں لائیں گے جنکو تم نے زادراہ (سامان سفر) فراہم نہیں کیا) (۱۶۱)۔

دوسری روایت ہے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں حضرت

حسان بن ثابتؓ کے لئے منبر رکھا کرتے تھے جس پر کھڑے ہوکر حسانؓ آپ ﷺ کی طرف سے فخریہ اشعار کہتے تھے یا فرمایا جس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان آپ ﷺ کی طرف سے اعتراضات رد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے (۱۶۲)۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شعر پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر پڑھنا سننا جائز ہے۔ لیکن ابُوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں:

''جس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ''عرج'' جارہے تھے سامنے سے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کو پکڑ لو۔ یا فرمایا: شیطان کو روک لو۔ انسان کے پیٹ میں بھرنا شعر بھرنے سے بہتر ہے'' (۱۶۳)۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے اوپر شعر و شاعری کا اتنا غلبہ ہو کہ علوم شرعیہ کی تحصیل اور یاد الٰہی سے غافل کردے۔ خواہ وہ اشعار کسی قسم کے بھی ہوں۔ اور اگر اس پر قرآن، حدیث اور دیگر علوم شرعیہ کا غلبہ ہو اور تھوڑے سے اشعار بھی یاد ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سفر و حضر میں صحابہ کرامؓ کے سامنے اشعار سننے کی فرمائش کی اور مشرکین کی خدمت میں حضرت حسان بن ثابتؓ کو اشعار پڑھنے کا حکم دیا۔ خلفاء راشدین، اکابر صحابہ کرام، آئمہ اور سلف صالحین میں کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ مطلقاً شعر پڑھنا مذموم ہے۔ بلکہ جن اشعار میں فحش مضمون ہو وہ مذموم ہیں۔ امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں وحدانیت اور بعث بعد الموت کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس کے اشعار کی تحسین کی اور ان اشعار کو سننے کی فرمائش کی اور سو اشعار سنے۔ لہٰذا اچھا شعر سننا جائز ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں پہلے عبد اللہ بن رواحہ مشہور صحابی کا ذکر ہے۔ وہ ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہوگئے اور آنحضرت ﷺ کے سامنے غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تھے۔

دوسرا ذکر طرفہ عرب کے مشہور شاعر کا ہے۔ ادب کی مشہور کتاب ''سبعہ معلقات'' میں دوسرا ''معلقہ'' اسی کا ہے۔ اس نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا اس کا مصرعہ پڑھا کرتے تھے یعنی ''تیرے پاس خبریں کبھی وہ دشمن

بھی لے آتا ہے جس کو تو نے کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیا''یعنی واقعات کی تحقیق کے لئے کسی جگہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے تنخواہ دینی پڑتی ہے۔سفر کا خرچہ دے کر آدمی کو حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجنا پڑتا ہے۔مگر کبھی گھر بیٹھے بٹھائے کوئی آکر خود ہی سارے حالات سنا جاتا ہے۔کسی قسم کا خرچ بھی اس کے لئے نہیں کرنا پڑتا۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ نے اپنی مثال ارشاد فرمائی کہ بلا کسی اجرت اور معاوضہ کے گھر بیٹھے جنت دوزخ، آخرت، قیامت، پچھلے انبیاء علیہم السلام کے حالات اور آئندہ آنے والے واقعات سناتا ہوں پھر بھی یہ کافر قدر نہیں کرتے۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ نفس شعر میں کچھ بھلائی یا برائی نہیں مضمون صحیح اور مفید ہے تو شعر اچھی چیز ہے اور مضمون جھوٹ یا غیر مفید ہے تو جو حکم مضمون کا ہے وہی حکم شعر کا بھی ہے۔

۱۲۔۱۶۔۴۔۴ یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کوئی یہ نہ کہے کہ''خبثت نفسی''لیکن کہے کہ''تعست نفسی''(۱۶۴)۔

ذومعنٰی الفاظ کی اسلام میں ممانعت کر دی گئی کہ ایسے الفاظ استعمال ہی نہ کئے جائیں جن کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔قرآن پاک میں صحابہ کرامؓ کو''راعنا'' کہنے کی ممانعت کر دی گئی بلکہ''اُنظرنا'' کہا جائے۔اسی طرح جب آدمی کسی وجہ سے ست کبیدہ ہوتا ہے اور کسی کام کرنے کو اس کا دل نہیں چاہتا اور اسے کچھ اچھا نہیں لگتا اس وقت عرب والے بولتے تھے''خبثت نفسی''۔حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا اس لئے کہ خبیث زیادہ تر باطل اعتقاد، جھوٹی بات، برے افعال، حرام اور بری صفات پر بولا جاتا ہے۔فرمایا اس کی بجائے کہے''تعست نفسی''۔اور یہ ممانعت تنزیہ کے لئے ہے۔اس لئے کہ خود حضور ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز فجر کے وقت نہ اٹھے فرمایا:''اس کی صبح خبیث نفس کے ساتھ ہوئی''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مبہم اور مذموم الحال شخص کی صفت بیان کی ہے اس طرح جائز ہے اور کسی شخص کو علی الیقین خبیث کہنا ممنوع ہے۔اس کی نظیر یہ ہے کہ مسلمان کو معین اور مشخص کر کے اس پر

لعنت کرنا جائز نہیں ہے البتہ علی العموم صفات مذمومہ کے اعتبار سے لعنت کرنا جائز ہے جیسے ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت'' (۱۶۵)۔ ''ظالموں پر اللہ کی لعنت'' (۱۶۶)۔

متفرق

۱۳۔۱۶۔۴۔۴ میت کے محاسن بیان کرنے کا جواز:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مردہ شخص کا برائی کے ساتھ تذکرہ ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مردوں کا ذکر مت کرو مگر بھلائی سے'' (۱۶۷)۔

دوسری روایت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''برامت کہو مردوں کو وہ تو پہنچ گئے ہیں اپنے عملوں کو'' (۱۶۸)۔

مردوں کو اچھے نام سے یاد کرنا چاہیے۔ اور مرنے کے بعد ان کی برائیوں کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ دوسرے مسلمانوں کی تعریف سے اس کیلئے جنت واجب ہوجاتی ہے جیسا کہ حضرت انسؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ صحابہ کرامؓ نے اس کی اچھی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ پھر فرمایا تم زمین پر اللہ عزوجل کے گواہ ہو (۱۶۹)۔

اگر وہ بُرے ہوں مگر مسلمان ہوں تو ان کا ذکر برائی کے ساتھ نہ کرے اللہ معاف کرنے والا ہے۔

۱۴۔۱۶۔۴۔۴ دودھاری سانپ کو مارنے کا جواز:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دودھاری سانپ کو مارنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا: ''یہ خبیث سانپ انسان کو اندھا کردیتا ہے اور حمل گراتا ہے'' (۱۷۰)۔

سانپ انسان کا دشمن ہے اس لئے اسے مارنے کا حکم ہے اور دودھاری والا سانپ زیادہ نقصان دہ

ہے اس لئے اس کے مزید دو نقصان کی وضاحت فرمائی کہ اس کے کاٹنے سے انسان کی بینائی زائل ہو جاتی ہے اور اگر عورت حاملہ ہو تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔ اس کے پیش نظر اس کو مارنے کا حکم دیا۔

۴۔۴۔۱۶۔۱۵ آندھی کے وقت دعا:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب آندھی دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے

''اے اللہ میں تجھ سے آندھی کی بھلائی اور اس میں موجود خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ بھیجی گئی خیر کا طلبگار ہوں۔ پھر میں اس کے شر اور اس میں موجود شر اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں'' (۱۷۱)۔

امت کو آپ ﷺ کے ذریعے روحانی دولتوں کے جو عظیم خزانے ملے ہیں ان میں سے بیش قیمت خزانہ اُن دعاؤں کا ہے جو مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ سے خود آپ ﷺ نے کیں۔ یا امت کو ان کی تلقین فرمائی۔ ان میں سے خاص حالات یا اوقات اور مخصوص مقاصد اور حاجات کے لئے ہیں۔ ہر موقع کے لئے الگ دعائیں ہیں حتیٰ کہ آندھی اور بارش کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں اور اس کے اندر چھپے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ وجہ پوچھتی ہیں تو فرماتے ہیں کیا تو نہیں جانتی یہ آندھی اور بارش کا عذاب قوموں کو پہنچ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

۴۔۴۔۱۶۔۱۶ لیلۃ القدر کی دعا:

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا پڑھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یوں کہو:

''اے اللہ عز وجل میں معافی کی طلبگار ہوں تو بیشک معافی کو پسند کرتا ہے مجھے معاف کردے'' (۱۷۲)۔

لیلۃ القدر سے مراد قدر والی رات جو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آتی ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لیلۃ القدر میں عبادت کرنا ہزار مہینے عبادت کرنے سے افضل ہے'' (۱۷۳)۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا دعا مانگوں تو آنحضورﷺ نے یہ دعا بتائی۔ کیونکہ عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت ہے۔

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے'' (۱۷۴)۔

وہ اپنے شرمندہ بندوں کو اپنی غفاری کی شان کا یقین دلاتا ہے:

ترجمہ: ''اور اس میں شبہ نہیں کہ میں البتہ اس کی بڑی بخشائش کرتا ہوں جو توبہ کرے اور یقین لائے اور نیک کام کرے پھر راہ پر رہے'' (۱۷۵)۔

یہاں یہ اشارہ موجود ہے کہ جب ہم خود معافی کے طلبگار ہیں تو ہمیں بھی اپنے بھائیوں کے قصور معاف کر دینے چاہیے۔

۱۷۔۱۶۔۴۔۴ ہدیہ/تحفہ دینے کا طریقہ:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے'' (۱۷۶)۔

تحفہ دینا اور لینا سنت نبوی ہے۔ آنحضورﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس کے بدلے میں تحفہ دیا بھی کرتے تھے۔ تحفہ واپس کرنے سے دل شکنی ہوتی ہے اور بدلہ نہ دینے میں اس کو کوئی نفع نہیں۔ غلبہ محبت میں انسان خود مشقت اٹھا کر تحفہ دیا کرتا ہے بدلہ کی صورت میں اس کی دلداری بھی ہوگی اور اس کو نقصان بھی نہ ہوگا۔ حضرت عائشہؓ کا طریقہ کار بھی یہی تھا۔

عائشہ بنت طلحہؓ فرماتی ہیں:

''لوگ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس ہر شہر سے آتے تھے بعض آدمی میرے ان کے ساتھ تعلقات کی بناء پر مجھ سے ملنے آتے تھے۔ جوان آدمی مجھ سے برادرانہ رشتے قائم کر لیتے تھے۔ مجھ کو لوگ تحفے بھیجا کرتے تھے اور شہر شہر سے خط لکھتے تھے۔ میں حضرت عائشہؓ سے عرض کرتی خالہ جان فلاں شخص کا خط اور تحفہ آیا ہے۔ فرماتیں اس کا جواب لکھ دو اور معاوضہ میں تم بھی کچھ بھیجو۔ گویا تحفہ لینا اور دینا جائز ہے (۱۷۷)۔

۱۸۔۴۔۴ فضائل اخلاق:

۱۔۱۸۔۴۔۴ آسان راستہ اختیار کرنا:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوا گر وہ گناہ ہوتا تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور ہونے والے تھے'' (۱۷۸)۔

آپ ﷺ آسان راہ کو اختیار کرتے۔ آپ کا یہ طریقہ امت کے تعلیم کے لئے تھا کیونکہ دین یُسر (آسانی) پر مبنی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم کو مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں کرتا'' (۱۷۹)۔

اگر اللہ تعالیٰ امت کو دو سزائیں دینے کے درمیان آپ کو اختیار دیتا تو آپ آسان سزا کو اختیار فرماتے یا قتال کفار اور جزیہ لینے کے درمیان اختیار دیتا تو آپ ﷺ جزیہ لینے کو اختیار فرماتے (۱۸۰)۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے امت کے معاملہ میں ایک اور تخئیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت پر کسی چیز کے وجوب یا استحباب میں اختیار دے، یا کسی چیز کی تحریم یا اباحت میں اختیار تو آپ ﷺ اس امر کو اختیار فرماتے جس میں امت کے لئے سہولت یا آسانی ہوتی (۱۸۱)۔

مثلاً حج کو ہر سال فرض نہ کرنا، مسواک کرنے کو واجب نہ کرنا، تراویح کی فرضیت کے خدشہ سے باجماعت تراویح کو ترک کر دینا۔ اگر کسی مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہو تو اس قول پر فتوی دیں جس میں امت مسلمہ کے لئے آسانی اور سہولت ہو۔ مثلاً ایلو پیتھک داؤوں سے علاج کرنا اِمام اعظمؒ کے قول پر جائز ہے اور اس مسئلہ میں اِمام اعظمؒ کے قول پر فتوی دینا چاہیے۔ اس طرح مزارعت اِمام اعظمؒ کے قول پر ناجائز ہے اور صاحبین کے قول پر جائز ہے یہاں صاحبین کے قول پر فتوی دینا چاہیے تاکہ امت مسلمہ کے لئے سہولت پیدا ہو۔

۲۔۱۸۔۴۔۴ عفوودرگزر:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو البتہ جہاد فی سبیل اللہ یا قتال فرمایا۔ اور جب بھی آپ کو کچھ نقصان پہنچایا گیا آپ ﷺ نے اس سے انتقام نہیں لیا۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی کی جائے پھر آپ ﷺ اللہ عزوجل کے لئے انتقام لیتے'' (۱۸۲)۔

آنحضور ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ آپ ﷺ جن تکلیفوں پر صبر کرتے وہ آپ ﷺ کے ذاتی حقوق تھے۔ لیکن خدا کے حق میں آپ اس سختی سے کام لیتے تھے جس کا خدا نے حکم دیا تھا۔

سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ جب کفار نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر پتھر مار کر خون بہایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے''۔ جب کسی نے سختی سے آپ کو آواز دی، چادر گلے میں ڈال کر کھینچا تو آپ نے صبر اور حلم کا مظاہرہ کیا۔ یہی آپ کا حسن اخلاق ہے۔

اگر آپ ﷺ حدود اللہ کو قائم نہ کرتے تو اس سے دین میں ضعف ہوتا۔ اگر اپنے نفس کا انتقام لیتے تو یہ صبر اور حلم کے خلاف ہوتا۔ آپ ﷺ نے دونوں مذموم طرفوں کو اختیار نہ کر کے خیر الاُ مور اُوسطھا کو اختیار کیا۔

آپ ﷺ صحابہ کرام کو فرمایا کرتے:

''دین میں آسانی پیدا کرو اور سختی نہ برتو'' (۱۸۳)۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نوافل ومباحات میں سختی نہ برتی جائے اور شریعت نے جس حد تک گنجائش اور وسعت رکھی ہے اس میں تنگی نہ کی جائے۔ ایک صحابی سے ایک دفعہ روزہ میں ایک شرعی غلطی ہوئی۔ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں لے چلو۔ ان سب نے معاملہ کی اہمیت کے ڈر سے ساتھ چلنے سے انکار کیا تو انہوں نے اکیلے ہی خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر حقیقت حال عرض کی۔ ارشاد ہوا: ایک غلام کی گردن آزاد کرو۔ وہ اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر بولے یا رسول اللہ ﷺ اس گردن کے سوا میری کوئی ملکیت نہیں۔ فرمایا: لگاتار دو مہینے روزے رکھو۔ گزارش کی روزہ میں ہی تو یہ حرکت

ہوئی ہے۔ پھر روزہ رکھوں۔ پھر فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ عرض کی کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپکو حق دے کر بھیجا ہے کہ میں نے بھوک میں رات گزاری ہے۔ فرمایا کہ صدقہ کے فلاں محصل کے پاس جاؤ اور اس سے اتنے چھوہارے لے لو اس سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا کر جو بچ رہے وہ خود کھالو۔ وہ صحابی ہنسی خوشی اپنی قوم میں آئے اور اپنی روداد بیان کی اور بولے میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری رائے اور آنحضور ﷺ کے پاس کشادگی اور اچھی رائے پائی (۱۸۴)۔

قدرت کے باوجود اشتعال ہونے پر بھی اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر عفو و درگزر کرنا بڑے عزم کے کاموں میں سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''البتہ جو شخص صبر کرے اور دوسرے کی خطاء بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں'' (۱۸۵)۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معاف کر دینے سے اُن کے رعب وداب اور وقار میں فرق آجائے گا مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ انتقام سے گو فوری جذبہ کی تسکین ہو جاتی ہے اور کمزوروں پر دھاک بیٹھ جاتی ہے مگر معاف کر دینے سے شریفانہ وقار چھا جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: ''صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو معاف کرتا ہے اللہ اس کی عزت کو اور بھی بڑھاتا ہے اور جس نے اللہ کے لئے عاجزی اختیار کی اللہ نے اس کو رفعت (بلندی) عطا کرتا ہے'' (۱۸۶)۔

۳۔۱۸۔۴۔۴ نرمی کا حکم:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رفق اور نرمی کو پسند کرتا ہے وہ نرمی کیوجہ سے اتنی چیزیں عطا کرتا ہے جو سختی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے عطا نہیں فرماتا'' (۱۸۷)۔

دوسری روایت میں ہے:

فرمایا: ''نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسکو خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے

اس کو بدصورت کردیتی ہے"(۱۸۸)۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام "لطیف" بھی ہے جس کے معنٰی ہیں وہ اپنے بندوں کی راہنمائی میں نرمی فرماتا ہے۔ارشادربانی ہے:

ترجمہ:

"بے شک میرا رب لطف کرنے والا ہے جس بات کا چاہے بے شک وہی علم والا حکمت والا ہے"(۱۸۹)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے"(۱۹۰)۔

نرمی پیغمبروں کا شیوہ ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے:

ترجمہ: "بے شک ابراہیم نرم دل بردبار تھے"(۱۹۱)۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام فرعون جیسے سنگدل اور ظالم بادشاہ کے دربار میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب حق کی تبلیغ کے لئے بھیجے جاتے ہیں تو ان کو تبلیغ کے آداب سکھائے جاتے ہیں۔

ترجمہ: "سو تم دونوں اس سے نرم بات کہنا، شاید وہ نصیحت پائے یا خدا سے ڈرے"(۱۹۲)۔

اسی آیت سے معلوم ہوا کہ نرمی اور نرم خوئی تبلیغ کی کامیابی کی پہلی شرط ہے۔آنحضورﷺ کو اس صفت کا وافر حصہ عطا کیا گیا فرمایا:

ترجمہ: "تو اللہ کی رحمت کے سبب سے تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج کے اکڑ اور دل کے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے تتر بتر ہو جاتے"(۱۹۳)۔

یہ رفق، نرم دلی و نرم خوئی ہے جس سے انسان کا اخلاقی حسن دوچند ہو جاتا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔

حدیث میں "جس چیز" کا لفظ کتنا عام ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز میں نرمی کام کو بناتی ہے

اور سختی بگاڑتی ہے۔الا یہ کہ شریعت اور قانون یا جماعت کی مصلحت سختی کا تقاضا کرتی ہو۔

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''خدا نرم خو (رفیق) اور نرم خوئی کو پسند کرتا ہے اور نرم خوئی پر جو کچھ دیتا ہے وہ سختی اور اس کے علاوہ کسی اور چیز پر نہیں دیتا'' (۱۹۴)۔

جریر بن عبداللہؓ کا بیان ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا'' (۱۹۵)۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ کون شخص آگ پر حرام ہے اور کس پر آگ حرام ہے۔ ہر اس شخص پر جو لوگوں سے قریب ہو اور آسان ہو'' (۱۹۶)۔

اگر کوئی شخص حدود اللہ کو توڑنے والا ہو، جماعت کو نقصان پہنچانے والا تو ان کے ساتھ سختی کی جا سکتی ہے۔اسی طرح کافروں اور منافقوں کے شر سے بچنے کے لئے سختی کی جا سکتی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اے پیغمبر ﷺ! کافروں اور دغا بازوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو'' (۱۹۷)۔

اسی طرح شریعت کے گنہگاروں کو جب سزا دی جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے اجراء میں نرمی نہ برتیں۔ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور اللہ کا حکم چلانے میں تم کو ان دونوں پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہو'' (۱۹۸)۔

۱۹۔۴۔۴ رذائل اخلاق

۱۔۱۹۔۴۔۴ درشت کلامی سے پرہیز:

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو۔ یہ شخص اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے۔ جب وہ شخص آیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اس کے متعلق وہ فرمایا پھر آپ نے اس سے نرمی سے بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہوگا جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا ترک کر دیں'' (۱۹۹)۔

اس حدیث میں فاسق کی غیبت کے جواز کا بیان ہے۔ ایک شخص کے شر و فساد سے لوگوں کو آگاہ کرنے اور بچانے کے لئے اس کے احوال کا اظہار جائز ہے۔ جس اظہار میں دوسروں کی خیر خواہی کا جذبہ شامل ہو یا اس کے بغیر کوئی شرعی یا اخلاقی یا تمدنی مقصد حاصل نہ ہو سکتا ہے۔ اگر اس کو غیبت کہیں تو شریعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

اس شخص کا نام عیینہ بن حصن تھا۔ یہ اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اگر چہ اس نے بظاہر اسلام ظاہر کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ اس کا حال بیان کریں تا کہ لوگ اس کو پہچان لیں۔ اور جو شخص اس کا حال نہ جانتا ہو وہ اس سے دھوکا نہ کھائے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور آپ کی حیات طاہرہ کے بعد اس سے ایسے امور صادر ہوئے جو اسکے ضعف ایمان پر دلالت کرتے تھے۔ یہ مرتد ہو گیا اور حضرت اُبو بکرؓ کے پاس قید کر کے لایا گیا۔ نبی کریم ﷺ کا اس کے متعلق یہ ارشاد کہ یہ اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جسطرح فرمایا تھا اسی طرح ظاہر ہوا۔ نبی کریم ﷺ کا اس کے ساتھ نرم گفتاری سے پیش آنا اس کی اور اس جیسے لوگوں کی تالیف کے لئے تھا تا کہ اس کو اسلام پر مائل کیا جا سکے (۲۰۰)۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ان مقاصد کو چھ صورتوں میں محدود کر دیا ہے۔

۱۔ حاکم کے مظالم کی بارگاہ سلطانی میں فریاد کرنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**لصاحب الحق مقالاً**)۔

۲۔ مذاہبی اور اخلاقی برائیوں کا انسداد کرنا یعنی بغرض احتساب۔ (چنانچہ اس بناء پر کفار اور منافقوں کی برائیاں قرآن کریم نے طشت از بام کی ہیں)۔

۳۔ فتوی طلب کرنا۔ اس بناء پر حضرت ہند بنت عتبہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت ابو سفیانؓ کے بخل کی شکایت کی (اور آپ ﷺ نے سن کر اس کا مناسب جواب دیا)۔

۴۔ ایک شخص کے شر و فساد سے لوگوں کو بچانا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسی غرض سے ایک شخص کو "قبیلے کا بُرا آدمی" کہا تھا۔

۵۔ ایک شخص کا ایسے لقب سے مشہور ہو جانا جس سے گو اس کا عیب ظاہر ہو مگر غایت شہرت کی وجہ سے خود اس شخص کو بھی اس سے چڑ نہ ہو۔ مثلاً اَعمش یا اُعرج۔ کیونکہ یہ اس کی امتیازی علامت قرار پایا گیا ہے اور یہ اس کو ناگوار بھی نہیں ہوتا۔

۶۔ علانیہ فسق و فجور کرنے والے کی برائی بیان کرنا۔ اگر فاسق کے فسق کو بیان نہیں کیا جائے گا تو لوگ ان سے بچیں گے کیسے؟

۲۔۱۹۔۴۔۴ غیبت کی ممانعت:

ترجمہ: "اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کافی ہے آپ کو صفیہ کا یہ عیب"۔ مسدد کی روایت ہے۔ یعنی اس کا قد چھوٹا ہونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے عائشہ! تو نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر وہ دریا میں گھولا جائے تو دریا پر غالب آ جائے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ایک شخص کی نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نہیں چاہتا کہ کسی شخص کی نقل کروں اگرچہ مجھے اتنا روپیہ ملے" (۲۰۱)۔

حضرت صفیہؓ ازواج مطہرات میں سے تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی سوکن تھیں۔ انکا قد چھوٹا تھا۔ حضرت عائشہ

صدیقہؓ نے جب یہ کہا کہ صفیہ کا قد چھوٹا ہے تو آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں آئی ۔فرمایا عائشہ تم جانتی ہو کہ تم نے کیسی بات کی ہے اگر اس بات کو سمندر کے پانی میں ڈالا جائے تو پانی کا رنگ بدل جائے ۔یہ تمثیل گناہ کی برائی ظاہر کرتی ہے۔یعنی اس سے منع کیا گیا ہے۔اور یہ بات حضرت صفیہؓ کی غیر موجودگی میں کہی گئی تھی لہٰذا یہ غیبت میں شمار ہوگئی۔پھر رسول اللہ ﷺ نے نقل کا ذکر کیا فرمایا: میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اگر کوئی مجھے کہے کہ میں اتنی رقم دوں گا۔اگر کسی کی پیٹھ پیچھے اس کا عیب زبان سے بیان کرے اور صورت بھی ویسی بنا دے تو یہ غیبت میں شامل ہے۔ان دونوں کی ممانعت ہے۔

۳۔۱۹۔۴۔۴ مسلمان بھائی سے ناراضگی کی ممانعت:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کو درست نہیں ہے چھوڑ دینا اپنے بھائی کا تین دن سے زیادہ۔جب اُسے ملے تین مرتبہ سلام کرلے۔اگر وہ تینوں کا جواب نہیں دے گا تو وہ گنہگار ہوگا'' (۲۰۲)۔

مسلمان بھائی کے ساتھ تعلقات ختم کرنے یا ناراضگی کی حد تین دن ہے ۔یہ ترک تعلق دنیا کے باعث سے ہو۔جو ترک ملاقات دین کے لئے ہو جیسے اہل بدعات کو چھوڑ دینا۔ان کا چھوڑ دینا درست ہے جب تک توبہ نہ کرلیں۔اوران میں سے بہتر وہ ہے کہ جب ملے تو سلام کرے اگر دوسرا جواب نہ دے تو وہ گنہگار ہوگا۔

۴۔۱۹۔۴۔۴ لڑائی جھگڑے کی ممانعت:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند سخت جھگڑالو ہے'' (۲۰۳)۔

گویا جھگڑے کی ممانعت ہے۔اللہ عزوجل کو فساد کسی صورت پسند نہیں۔سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اور بعض آدمی وہ ہیں جس دنیا کی زندگی میں بات تجھے بھلی لگے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے حالانکہ وہ سب سے بُرا جھگڑالو ہے'' (۲۰۴)۔

ایک قول کے مطابق یہ آیت کریمہ اوراس کے بعد کی تین آیتیں اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئیں۔گویا یہاں مراد مسلمانوں میں سب سے مبغوض جھگڑالو شر پسند ہے۔

۵۔۱۹۔۴۔۴ جھوٹ اور وعدہ خلافی سے پناہ مانگنا

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ سرور کونینﷺ اکثر قرض داری اور گناہ سے پناہ مانگتے تھے۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ آپ قرضداری سے اکثر پناہ مانگتے ہیں تو رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص مقروض ہوگا وہ جھوٹی بات کہے گا اور وعدہ خلافی کرے گا'' (۲۰۵)۔

قرض سے پناہ مانگنے کی وجہ جھوٹ سے نجات اور وعدہ خلافی سے بچنا ہے۔اخلاق ذمیمہ میں سب سے بُری اور مذموم عادت جھوٹ کی ہے۔جھوٹ خواہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے۔ہمارے ہاں تمام اعمال کی بنیاد اس پر ہے۔نبی کریمﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''جھوٹ گناہ (فجور) کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف۔اور ایک بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے'' (۲۰۶)۔

اسلام کی لغت میں سخت ترین لفظ لعنت ہے۔لعنت کے معنیٰ اللہ کی رحمت سے دوری اور محرومی ہے۔ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو'' (۲۰۷)۔

اگر زبان سے بات کی جائے تو یہ قولی جھوٹ ہے اور اگر عمل سے اظہار کیا جائے تو یہ عملی جھوٹ ہے۔جیسے وعدہ خلافی وغیرہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''بے شک وعدہ کی باز پرس ہوگی'' (۲۰۸)۔

اس لئے نبی کریمﷺ قرض سے پناہ کی یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

المختصر اخلاق سے مقصود باہم بندوں کے حقوق وفرائض کے وہ تعلقات ہیں جن کو ادا کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا ہر شے سے تھوڑا بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔اس تعلق کے فرض کو بحسن وخوبی انجام دینا اخلاق ہے۔ اس کے اپنے ماں باپ، اہل وعیال ،عزیز اور رشتہ دار دوست احباب سب سے تعلقات ہیں بلکہ ہر اس انسان کے ساتھ اس کا تعلق ہے جس سے وہ محلّہ ،وطن ،قومیت، جنسیت یا اور کسی نوع کا تعلق رکھتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر حیوانات تک کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں ان تعلقات کے سبب سے اس پر کچھ فرائض عائد ہیں۔

دنیا کی ساری خوشی، خوشحالی اور امن وامان اسی اخلاق کی دولت سے ہے۔اس دولت کی کمی حکومت و جماعت اپنے طاقت وقوت کے قانون سے پورا کرتی ہے۔ اگر انسانی جماعتیں اپنے اخلاقی فرائض کو پوری طرح از خود انجام دیں تو حکومتوں کے جبری قوانین کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو۔

۲۔۴۔۴ سیاست

۱۔۲۔۴۔۴ لغوی مفہوم:

سیاست۔ یہ س۔و۔س۔مادے سے ہے۔سیاست کے معنٰی ہے کسی چیز کی اصلاح کا انتظام کرنا(۲۰۹)۔

ساس کے معنٰی ہیں اَمَرَ (حکم دیا)۔حدیث میں ہے ''بنو اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ان کی سیاست کرتے تھے''۔یعنی ان کے معاملات کے متولی تھے۔جس طرح امراء اور حکام رعیت کے معاملات کے متولی ہوتے ہیں۔سیات کے معنٰی ہیں کسی چیز کی اصلاح کے اقدامات کرنا۔سیاست سائس کا فعل ہے۔سائس مویشیوں کی دیکھ بھال اور نگہبانی کرنے والے کو کہتے ہیں۔والی اور حاکم بھی اپنی رعیت کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا ہے۔سوس کا معنٰی ہے کسی کے لئے کسی چیز کو مزین کرنا(۲۱۰)۔

۲۔۲۔۴۔۴ اصطلاحی مفہوم:

اصطلاح میں سیاست کے معنٰی ہے:

ملک کے داخلی اور خارجی استحکام کے لئے غور و فکر اور تدبر کرنا، الجھے ہوئے اور پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کرنا، قوم کے دکھ درد دور کرنے اور اس کی فلاح و بہبود کے لئے لائحہ عمل بنانا۔

المختصر سیاست وہ علم ہے جس میں انواع ریاست، سیاسیات اور اجتماعات مدینہ کے جملہ احوال وکوائف اور ضروریات سے بحث ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں سیاست (تدبیر ملک داری کے تصورات) کا آغاز خود قرآن مجید سے ہوجاتا ہے۔لیکن قرآن مجید میں تفصیلی تشکیل نہیں ملتی البتہ مجمل اشارے ہیں جن سے تشکیل کے احوال مرتب ہو سکتے ہیں۔ایک اسلامی ریاست کو چلانے کی بنیادی اخلاقی تدبیریں بتائی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور اُن کے (تمام) اُمور آپس کے مشورے سے طے پاتے ہیں''(۲۱۱)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

ترجمہ: ''اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اولوالأمر کی'' (۲۱۲)۔

آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں جس معاشرے کی تشکیل کی ۔اس سے ایک ریاست بھی وجود میں آئی ۔اس کے مجمل اصول حجۃ الوداع کے خطبے میں موجود ہیں۔

استخلاف فی الأرض کے وعدے کے مطابق آنحضرت ﷺ نے انتظامات ملکی بھی کیے ۔چنانچہ اس سادہ سی ریاست میں آپ نے حکام، ولاۃ اور عمال کا تصور، امیر العسکر، آئمہ اور موذنوں کا تقرر، زکوٰۃ و جزیہ کے محصلین کا اہتمام، مقدمات کا فیصلہ، غیر قوموں کے تعاملات، اِجرائے فرامین، اجرائے تعزیز کا کام خود انجام دیا۔

اللہ کا نبی زمین میں اللہ کا خلیفہ اور نائب ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جو شخص نبی ﷺ کی شریعت پر عمل کرتا اور کراتا ہے وہ نبی کا خلیفہ کہلاتا ہے۔

۳۔۲۔۴۔۴ خلافت کا لغوی مفہوم:

خلافت کے معنٰی امارت، اِمامت اور جانشینی کے ہیں (۲۱۳)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''میں زمین خلیفہ بنانے والا ہوں'' (۲۱۴)۔

ایک اور جگہ فرمایا:

ترجمہ: ''اور ہم ہی نے زمین میں تمھارا ٹھکانہ بنایا اور اس میں تمہارے لئے سامان معیشت پیدا کیے (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو'' (۲۱۵)۔

اس طرح سورۃ النور میں فرمایا:

ترجمہ: ''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا

حاکم بنادیگا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا'' (۲۱۶)۔

۴۔۲۔۴۔۴ خلافت کا شرعی مفہوم:

خلافت کا معنٰی ہے کسی شخص کا قائم مقام ہونا۔اس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ اصل شخص کے غائب ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۲۔ اصل شخص کی موت کے بعد دوسرا شخص اس کا قائم مقام ہو۔

۳۔ اصل شخص کے عاجز ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۴۔ دوسرے شخص کو اپنی نیابت سے مشرف کرنے کے لئے اس کو اپنا قائم مقام بنایا جائے۔

اللہ تعالٰی نے اپنے پسندیدہ بندوں کو اپنی زمین میں اس آخری وجہ سے خلیفہ بنایا ہے۔اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''اے داوٗد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا'' (۲۱۷)۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے نائبین کیلئے خلفاء کا لفظ استعمال کیا ہے۔جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا:

ترجمہ: ''تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے'' (۲۱۸)۔

دوسری جگہ آتا ہے:

حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

ترجمہ: ''بارہ خلیفہ پورے ہونے تک اسلام کو غلبہ رہیگا اور فرمایا وہ سب خلفاء قریش سے ہوں گے'' (۲۱۹)۔

دونوں جگہ خلیفہ کے معنٰی جانشین کے ہیں۔

۵۔۲۔۴۔۴ خلافت قرآن کی روشنی میں:

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں دین اور دنیا دونوں کی برکتیں لے کر آئیں تاکہ دنیا میں خدا کی بندگی اور رضا جوئی بے خوف وخطر کی جا سکے اور اس کے لئے خدا کی بادشاہی خدا کے قانون کے مطابق دنیا میں قائم ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادیگا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائدار کریگا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں'' (۲۲۰)۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت حکومت، سلطنت اور سیاست ہے۔ یہاں تک کہ کتاب اور نبوت کی دلالت کے بعد اسی کا درجہ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور بڑی سلطنت بخشی'' (۲۲۱)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں:

ترجمہ: ''اے میرے لوگو! اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا'' (۲۲۲)۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب ہوا:

ترجمہ: ''اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا'' (۲۲۳)۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس نعمت میں مزید وسعت کی دعا فرمائی:

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار! میری مغفرت کر اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا فرما کہ میرے بعد کسی

کوشایان نہ ہو‘‘(۲۲۴)۔

یہ نعمت کسی انسان کے دینے لینے سے نہیں ملتی۔اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ جس کو چاہے دے اور جس سے چاہے چھین لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ’’اے اللہ سلطنت کے مالک تو جسے چاہے سلطنت بخشے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے‘‘(۲۲۵)۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ’’اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہونگے‘‘(۲۲۶)۔

خدا تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح والوں کو زمین کی سلطنت، تمکین اور امن عطا فرمائے جانے کی غرض بتائی ہے تا کہ وہ ہر مانع اور مخالف طاقت سے بے پرواہو کر میری اطاعت، عبادت اور میرے احکام کی بجا آوری اور میرے قانون کے اجراء میں لگے رہیں۔اور اگر اس امن واطمینان اور مانع طاقتوں کے استیصال کے بعد بھی احکام الٰہی سے کوئی سرتابی کرے گا تو وہ نافرمان ٹھہرے گا۔نماز کا قیام، زکوٰۃ کا انتظام اور رسول اللہ کی اطاعت اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

دوسری جگہ ہے:

ترجمہ: ’’یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے‘‘(۲۲۷)۔

مسلمانوں کو زمین میں قوت عطا فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ نماز کو جو حقوق الٰہی کی بجا آوری کا سرعنوان ہے قائم کریں اور زکوٰۃ جو بندوں کے ادائے حقوق کا دوسرا نام ہے ادا کریں۔ اور دنیا میں امور خیر کی تعمیل اور امور شر کے انسداد کا اہتمام کر سکیں۔ اسلامی سلطنت کا مقصد نہ جزیہ کا حصول، نہ خراج کا حصول، نہ غنیمت کی فراوانی، نہ دولت کی ارزانی، نہ تجارت کا فروغ، نہ جاہ و منصب کا فریب، نہ عیش و عشرت کا دھوکا اور نہ شان و شوکت کا تماشا ہے۔ بلکہ سرتاسر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری اور اس کے لئے جدوجہد اور سعی و محنت کی ذمہ داری کا نام ہے۔

۴۔۴۔۲۔۶ خلافت حدیث کی روشنی میں:

اسلام انسانی زندگی کے سارے شعبوں پر حاوی ہے۔ عقائد، عبادات، اخلاق، آداب معاشرت اور معاملات کی طرح نظام حکومت کے بارے میں بھی اپنے پیروکاروں کی راہنمائی کرتا اور احکام و ہدایات دیتا ہے بلکہ سلطنت و حکومت کا شعبہ اہم ترین شعبہ ہے کیونکہ دوسرے بہت سے شعبوں کا وجود اس سے وابستہ ہے رسول اللہ نے اپنے طرز عمل وارشادات سے اس شعبہ کے بارہ میں امت کی راہنمائی فرمائی ہے۔

۴۔۴۔۲۔۶۔۱ عوام کو امیر کی اطاعت اور امیر کو تقویٰ اور عدل کی ہدایت:

حضرت اُبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ((جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی فرمانبرداری کی اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی))(۲۲۸)۔

اور اِمام (یعنی حکومت کا سربراہ) سپر اور ڈھال ہے۔ قتال کیا جاتا ہے اس کے پیچھے سے اور اس کے ذریعے بچاؤ کیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ خدا ترسی اور پرہیزگاری کا حکم کرے اور عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرے تو اس کے لئے اس کا اجر وثواب ہے اور اگر وہ اس کے خلاف بات کرے تو اس پر اس کا وبال وعذاب پڑے گا۔

قرآن وحدیث میں ''امیر'' کے معنیٰ حکمران کے ہیں۔ بظاہر حضورﷺ کے اس ارشاد کا مقصد ''امیر'' حاکم وقت کی اطاعت فی المعروف کی اہمیت جتلانا ہے۔ اس کی فرمانبرداری اور نافرمانی اللہ کے رسول کی اور بالواسطہ خود اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نافرمانی ہے۔

اور آخر میں ان امراء (اصحاب حکومت) کو نصیحت فرمائی گئی ہے کہ وہ تقویٰ اور عدل وانصاف کو لازم پکڑیں اور اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ قیامت میں اس کے حضور میں پیشی ہوگی اور امیر وحاکم کی حیثیت سے جو کچھ ہم نے یہاں کیا ہوگا اس کا بڑا سخت محاسبہ ہوگا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ترجمہ: ((قیامت کے دن اللہ کے بندوں میں سب سے افضل اللہ کے نزدیک نرم خو، رحم دل و منصف سربراہ حکومت ہوں گے اور بدترین درجہ میں سخت دل، ظالم وغیر منصف سربراہ حکومت ہوں گے))(۲۲۹)۔

یعنی خلیفہ کو خدا ترس، عادل اور منصف ہونے کے ساتھ نرم خو اور رحم دل بھی ہونا چاہیے۔ جیسا کہ حکومت کے معاملے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ تھا۔

۲۔۶۔۲۔۳۔۴ امیر کو عوام کی خیر خواہی کی سخت تاکید:

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ

ترجمہ: ((جس بندے کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا راعی (یعنی حاکم ونگران) بنائے اور وہ اس کی خیر خواہی پوری نہ کرے تو وہ حاکم جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا))(۲۳۰)۔

امیر اور حاکم کا فرض ہے جو لوگ اس کے زیر حکومت ہیں ان کی خیر خواہی اور خیر اندیشی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔ اگر عوام کی خیر خواہی میں کوتاہی کرے گا تو جنت سے بلکہ اس کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔

۳۔۶۔۲۔۴۔۴ اہل حاجت کے لئے امیر کا دروازہ کھلا رہنا چاہیے:

حضرت عمرو بن مرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے ہیں کہ جو حکمران ضرورت مندوں اور کمزور بندوں کے لئے اپنا دروازہ بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت، اس کی ضرورت اور اس کی مسکینی کے وقت آسمان کے دروازے بند کرے گا (۲۳۱)۔

آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کا بھی یہی طریقہ تھی کہ اصحاب حاجت بلا روک ٹوک پہنچ کر مل سکتے تھے اور اپنے مسئلے پیش کر سکتے تھے۔ ان کے لئے دروازہ بند نہیں رہتا تھا۔ لیکن جب خوارج کی طرف سے خفیہ حملوں کا سلسلہ شروع ہوا اور حضرت علی مرتضیٰؓ ان کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضرت امیر معاویہؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے لوگوں کی آمد و رفت پر پابندی لگا دی۔ اس موقع پر حدیث کے راوی حضرت عمرہ بن مرہ نے ان کو رسول ﷺ کا ارشاد سنایا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سننے کے بعد حضرت معاویہ نے دروازہ پر ایک خاص آدمی مقرر کر دیا جو لوگوں کی حاجات وضروریات معلوم کر کے حضرت معاویہؓ تک پہنچاتا تھا۔

۴۔۶۔۲۔۴۔۴ معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اصحاب امر کے احکام سننا اور ماننا ہر مرد مومن کے لئے ضروری ہے ان امور میں بھی جو پسند ہوں اور ان امور میں بھی جو ناپسندیدہ ہوں۔ جب تک کہ کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ لیکن جب کوئی صاحب اُمر کسی خلاف شریعت بات کا حکم دے تو پھر سمع وطاعت (سننے اور ماننے) کا حکم نہیں)) (۲۳۲)۔

اگر شریعت کے خلاف امیر کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اللہ کا اور اس کی شریعت کا حکم مقدم اور سب سے بالا ہے۔

۴۔۴۔۲۔۶۔۵ ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے:

حضرت ابُوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے))(۲۳۳)۔

ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے میں اپنی جان کا یا کم از کم سزا کا خطرہ ہوتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے اس کو افضل الجہاد فرمایا گیا ہے۔

۴۔۴۔۲۔۶۔۶ خلافت علی منہاج النبوۃ صرف تیس سال:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خلافۃ النبوۃ (یعنی نبوی اصول وطریق کار کی پابندی کے ساتھ نظام حکومت کی سربراہی) صرف تیس سال تک رہی گی اس کے بعد اللہ جس کو چاہے بادشاہت دے گا))(۲۳۴)۔

اللہ تعالٰی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر یہ بات منکشف کردی گئی تھی کہ آپ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ تیس سال تک ہوگی۔ اس کے بعد بادشاہی اور حکمرانی کا دور آجائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضور ﷺ کی وفات کے ٹھیک تیسویں سال حضرت علیؓ کی شہادت ہوئی آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت حسنؓ آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔ لیکن انہوں نے چند ہی مہینے بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی ختم کرنے کے لئے حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی۔ حضرت حسنؓ کی خلافت کے چند مہینے شامل کرلئے جائیں تو تیس سال پورے ہوگئے۔ یہ حدیث بھی آنحضور ﷺ کا معجزہ اور آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

۴۔۴۔۲۔۶۔۷ بادشاہوں اور حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا صحیح طریقہ:

حضرت عیاض بن غنم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((جو شخص کسی صاحب حکومت کو کسی بات کی نصیحت کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ علانیہ (اور دوسروں

کے سامنے) نصیحت نہ کرے ۔ بلکہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر تنہائی میں اپنی بات اس کے سامنے رکھے پھر اگر وہ اس کو قبول کرلے اور مان لے تو فبہا (یعنی مقصد پورا ہوگیا) اور اگر اس نے نصیحت قبول نہیں کی تو اس نصیحت کرنے والے نے اپنا فرض ادا کردیا)) (۲۳۵)۔

حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ تنہائی میں ملاقات کی جائے ۔ یہ طرز عمل مخاطب کے دل میں یقین پیدا کرتا ہے کہ نصیحت کرنے والا مخلص اور میرا خیر خواہ ہے۔

اس کے برخلاف علانیہ اور دوسروں کے سامنے نصیحت میں وہ اپنی توہین محسوس کرسکتا ہے۔ رازدارانہ خط و کتابت کے ذریعہ نصیحت کرنا بھی تنہائی کی ملاقات ہی کے حکم میں ہے۔

۷۔۲۔۴۔۴ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فقہی آراء

۱۔۷۔۲۔۴۔۴ خلیفہ اپنا جانشین نامزد بھی کرسکتا ہے اور اہل حل وعقد کے انتخاب پر بھی چھوڑ سکتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا اے عائشہ! اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی (عبدالرحمٰن بن أبی بکر) کو میرے پاس بلوادو تا کہ میں (خلافت کے بارہ میں) تحریر لکھوادوں ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ (خلافت کی) تمنا رکھنے والا کوئی آدمی اس کی تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں ہوں اس کا مستحق اور وہ نہیں ہوگا مستحق اور اللہ تعالیٰ کو اور مؤمنین کو ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے سوا کوئی منظور نہ ہوگا (۲۳۶)۔

آنحضور ﷺ نے اپنے مرض وفات میں ارادہ فرمایا تھا کہ اپنے بعد خلیفہ کی حیثیت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نامزد فرمائیں اور "خلافت نامہ" تحریر کروادیں۔ اور اس کی تکمیل کے لئے حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن بن أبی بکر کو بلوانا چاہا تھا لیکن پھر یہی انکشاف ویقین ہوگیا کہ مشیت الٰہی میں یہی طے ہوچکا ہے اور میرے بعد اہل ایمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا کسی کو خلیفہ منتخب نہیں کریں گے تو آپ ﷺ نے اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت نہیں سمجھی اور یہی مناسب سمجھا کہ میری نامزدگی کے بغیر ہی اہل ایمان کے انتخاب سے وہ خلیفہ ہوں۔ اس کی تصدیق حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر آپ خلیفہ مقرر کریں تو کس کو کریں گے۔ فرمایا حضرت ابوبکرؓ صدیق کو۔ میں نے پوچھا پھر کس کو؟ فرمایا حضرت عمر فاروقؓ کو۔ میں نے کہا حضرت عمر فاروقؓ کے بعد کسے مقرر کریں گے؟ فرمایا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو۔

وکیع کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔ اگر خلیفہ مقرر کرتے تو حضرت أبوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو فرماتے (۲۳۷)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استخلاف اور نامزدگی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے جس کے بارے میں سوچا اور اس کا اظہار فرمادیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب اپنے بعد کے لئے حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کیا تو ان کے سامنے دلیل کے طور پر رسول اللہ ﷺ کا یہی ارادہ تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلیفہ نامزد کرنے کی بجائے مسئلہ کو ایک مجلس شوریٰ کے سپرد کیا۔ تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے روشنی حاصل کی۔ غرض دونوں طریقے انتخاب اور استخلاف و نامزدگی کے لئے درست ہیں۔

۲۔۷۔۲۔۴۔۴ عادل حاکم کی فضیلت اور ظالم حاکم کی مذمت:

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن شماسہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس کچھ پوچھنے کے لئے گیا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا میں مصر والوں میں سے ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا تمہارا حاکم تمہارے ساتھ جہاد میں کس طرح پیش آتا ہے؟ میں نے کہا ہمیں اس کی کوئی بات ناگوار نہیں گزری۔ اگر ہمارے کسی شخص کا اونٹ مرجائے تو وہ اس کو اونٹ دیتا ہے اور اگر غلام مرجائے تو وہ اس کو غلام دیتا ہے اور اگر کسی کو خرچ کی ضرورت ہو تو وہ اس کو خرچ دے دیتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا میرے بھائی محمد بن أبی بکرؓ کے ساتھ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ مجھے اس حدیث کو بیان کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حجرے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”اے اللہ! میری امت کا جو شخص بھی کسی پر والی اور حاکم ہو اور وہ ان پر سختی کرے تو تو بھی ان پر سختی کر اور اگر وہ ان پر نرمی کرے تو تو بھی ان پر نرمی کر“ (۲۳۸)۔

محمد بن اُبی بکر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھائی تھے۔ان سے آپؓ بے حد محبت کرتی تھیں۔ان کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ یہ حجتہ الوداع کے موقع پر مدینہ سے مکہ کو جانے والے راستے میں پیدا ہوئے۔حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد ان کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے حضرت علیؓ سے شادی کی اور انہوں نے حضرت علیؓ کے ہاں پرورش پائی۔حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں شریک ہوئے۔پھر ماہ رمضان ۳۷ ہجری میں حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا حاکم مقرر کر دیا۔پھر حضرت علیؓ نے ان کو عمرو بن العاص کے خلاف جنگ کے لئے ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا۔محمد بن اُبی بکر نے اس جنگ میں شکست کھائی اور ۳۸ ہجری صفر کے مہینہ میں ان کو قتل کر دیا گیا(۲۳۹)۔

ایک روایت کے مطابق ایک ویرانے میں جا کر مردہ گدھے کے پیٹ میں چھپ گئے اور ان کو گدھے کے پیٹ ہی میں جلا دیا۔ایک قول یہ ہے کہ معاویہ بن خدیج نے ان کو میدان جنگ میں قتل کیا۔پھر بعد میں مردہ گدھے کے پیٹ میں رکھ کر جلا دیا۔ایک قول یہ ہے کہ انہیں عمرو بن العاصؓ کے پاس لایا گیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا(۲۴۰)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عادل حاکم کی فضیلت اور ظالم حاکم کی مذمت بیان کی ہے۔یعنی جو جیسا ہوگا ویسے ہی جزاء یا سزا پائے گا۔

۳۔۷۔۲۔۴۔۴ سچا وزیر اللہ کی بھلائی کی نشانی ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((جب اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا چاہتے ہیں تو اس کے لئے کسی کو سچا وزیر بنا دیتا ہے۔اگر بھولے تو اسے یاد کرائے اور یاد آئے تو اس کی مدد کرے۔اور جب اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دوسرا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کے لئے بُرا وزیر مقرر فرماتا ہے کہ اگر بھولے تو اسے یاد نہ کرائے اور اگر یاد آئے تو اس کی مدد نہ کرے))(۲۴۱)۔

وزیر کے معنیٰ بوجھ اٹھانے والا یعنی امیر پر جو امارت کے فرائض کا بوجھ ہوتا ہے وزیر اس بوجھ کو اٹھاتا ہے اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں اس کی مدد کرتا ہے۔ یا وزیر اس لئے کہتے ہیں کہ موازرت کے معنیٰ اعانت اور خیر سگالی کے ساتھ دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ وزیر چونکہ امیر کا مددگار اور معین ہوتا ہے۔ بہتر تدابیر اختیار کر کے اس کے فرائض کی ادائیگی میں اس کا ساتھ دیتا ہے اس لئے وزیر کہلاتا ہے۔ قول و فعل اور نیت و ارادہ میں سچا وزیر وہی ہے جو نیک مشورہ دے۔ اچھائی میں ساتھ دے اور اصلاح احوال میں کوشاں رہے۔

گویا سچا وزیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی کی نشانی ہے اور برا وزیر انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔

۴۔۷۔۲۔۴۔۴ اموال فئے کی تقسیم:

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک تھیلی یا ڈبیا لائی گئی جس میں موتی تھے۔ آپ ﷺ نے وہ آزاد اور غلام سب عورتوں پر تقسیم فرمائے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

''میرا باپ آزاد اور غلام سب پر تقسیم کرتے تھے'' (۲۴۲)۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مال فئے کی عطاء میں سب مسلمانوں کو مساوی رکھا تھا حتی کہ آزاد اور غلام میں بھی امتیاز نہ کیا تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اسلام، ہجرت یا مالی قربانیوں اور جہاد وغیرہ میں سبقت اور قربانیوں کے پیش نظر بیت المال کے رجسٹر تیار کرائے اور اس درجہ بندی کے حساب سے وہ مال فئے تقسیم کرتے تھے۔ لیکن ان شہادت کا واقعہ پیش آ گیا اور تجویز بس تجویز ہی رہی۔

۵۔۷۔۲۔۴۔۴ آنحضور ﷺ کے خاص اموال فئے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے ارادہ کیا کہ عثمان بن عفانؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجیں اور نبی کریمؐ کی میراث کا آٹھواں حصہ ۱/۸ طلب کریں۔ پس عائشہ صدیقہؓ نے ان سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے (۲۴۳)۔

دوسری روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ میں نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔اور یہ مال تو آل محمد کے لئے ان کے حوادث ونوائب اور مہمانوں کے لئے ہے۔پھر جب میں وفات پا جاؤں تو مال میرے بعد حکومت میں میرے قائم مقام کے سپرد ہوگا (۲۴۴)۔

یعنی جب میں اس دنیا سے گزر جاؤں تو یہ مال اس کے سپرد ہوگا جو میرے بعد اس امر حکومت کا متولی ہوگا۔

۶۔۷۔۲۔۴۔۴ عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ:

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مسلمان عورتیں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ﷺ اس آیت کی بناء پر ان کا امتحان لیتے۔"اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں آئیں اور آپ ﷺ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہیں بنائیں گی، نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی"۔حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ مسلمان عورتوں میں سے جو عورت ان باتوں کا اقرار کر لیتی اس کا امتحان منعقد ہو جاتا اور جب وہ ان باتوں کا اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے جاؤ میں تمہیں بیعت کر چکا ہوں۔بخدا! رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ہاں نبی کریم ﷺ ان کو زبان سے بیعت کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ بخدا! رسول اللہ ﷺ نے ان سے انہی باتوں کا عہد لیا جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کبھی کسی عورت کی ہتھیلی سے مس نہیں ہوئی۔آپ ﷺ جب کبھی ان سے بیعت لیتے تو زبانی فرما دیتے میں نے تم سے بیعت کر لی (۲۴۵)۔

حوالہ جات

فصل چہارم/ باب چہارم

۱. فیروز اللغات ، ص:۱۰۶ .

. اردو انسائیکلو پیڈیا ،کراچی ،فیروز سنز ، ص:۹۳ .

۲. ﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾،سورۃ القلم: ۴.

۳. ﴿وَ مَا لَه فِی الآخِرَة مِنْ خَلَاقٍ﴾،سورۃ البقرۃ: ۱۰۲ .

۴. إمام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی ،تفسیر کبیر، ج۸، بیروت دار الفکر ۱۳۹۸ھ ،ص: ۱۸۶ .

۵. ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾، الجمعة : ۲ .

۶. ﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَاO فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَاO قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا O وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاO﴾ سورۃ الشمس: ۷ تا ۱۰ .

۷. ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی O وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰیO﴾، سورۃ الأعلی :۱۴،۱۵ .

۸. ﴿ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰی اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ﴾، سورۃ بنی اسرائیل: ۳۹.

۹. ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ﴾،سورۃ لقمان: ۱۲ .

۱۰. ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾، سورۃ الحج: ۷۷.

۱۱ ۔ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ. وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾،

سورۃ المؤمنون: ۸، ۹۔

۱۲ ۔ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾، سورۃ البقرۃ: ۱۷۷۔

۱۳ ۔ ﴿وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝﴾، سورۃ الفرقان: ۶۳ تا ۷۴۔

۱۴ ۔ ﴿وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْىُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌo وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِo﴾،سورۃ الشوری : ۳۶ تا ۴۳.

۱۵. ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَo الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾، سورۃ آل عمران : ۱۳۳، ۱۳۴.

۱۶. ﴿اُولٰٓئِکَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَo وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَo﴾،سورۃ القصص: ۵۴،۵۵.

۱۷. ﴿ صِبْغَةَ اللّٰهِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ﴾،سورۃ البقرۃ:۱۳۸ .

۱۸. علامہ سید سلیمان ندوی ' سیرۃ النبی ﷺ ج۶' سروسز کلب ' ص ۲۲.

۱۹. صحیح مسلم، ج ۱ ، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها ، باب الدعاء فی الصلاۃ وقیامہ حدیث: ۱۷۷، ص:۵۳۴.

۲۰. ((أکمل المؤمنین إیماناً أحسنهم خلقا))، المتقی الهندی ، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال ،ج۳، بیروت، مؤسسة الرسالة ،حدیث: ۵۱۳۳، ص:۴.

۲۱. ((عن عائشةؓ إن المؤمنَ لَیُدْرِکُ بِحُسنِ خُلُقِه درجةَ القائم الصائمِ))، أیضاً ، حدیث: ۵۱۴۲، ص: ۹.

۲۲. ((أن الناس لم یُعْطُوا شیئاً خیرا من حُسن الخُلُق))، أیضا، حدیث: ۵۱۵۵، ص: ۱۱.

۲۳. ((إن من خیارکم أحاسنکم أخلاقاً))، صحیح مسلم ، ج۴، کتاب الفضائل ، باب

کثرة حیائه ،حدیث: ۲۳۲۱، ص: ۱۸۱۰ . إمام بخاری ،الإدب المفرد ، ج ا ،

کتاب حسن الخلق ، حدیث: ۲۷۱، ص:۱۰۳ .

۲۴. ((أحب عبادِاللّٰه إلیٰ اللّٰه أحسنهم خُلُقا))، کنز العمال ، ج۳، حدیث: ۵۱۳۸،ص:۲

۲۵. ((أحَبُّکُم إلیَّ أقربکم منی مجلساً یوم القیامة أحاسنکم أخلاقا و أبغضکم إلیَّ و أبعدکم منی مجلساً یوم القیامة مساویکم أخلاقا))،أیضاً ، حدیث: ۵۱۹۹، ص:۲۷.

۲۶. ((قیل للنبی ﷺ یا رسول اللّٰه إن فلانةً تقوم اللیلَ وتصوم النهارَ وتفعل وتصدق و تؤذی جیرانها بلسانها فقال رسول اللّٰه ﷺ لا خیر فیها هی من أهل النار ، قالوا و فلانة تصلی المکتوبة وتصدق بأثواب و لا تؤذی أحدا فقال رسول اللّٰه ﷺ هی من أهل الجنة))، إمام بخاری ، الأدب المفرد ، ج ا ، باب من لا یؤذی جاره ، حدیث: ۱۱۹، ص: ۵۴.

۲۷. إمام طحاوی ، مشکل الآثار ، ج۴،حیدر آباد دکن ، ص: ۲.

۲۸. المنجد، ص: ۲۱۴.

۲۹. ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾،سورة البقرة: ۲۹.

۳۰. ﴿وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾، سورة الذٰریٰت: ۱۹.

۳۱. ﴿وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا﴾، سورة بنی اسرائیل:۲۶.

۳۲. ﴿وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ز وَلَا تُسْرِفُوْا﴾، سورة الأنعام : ۱۴۱ .

۳۳. ((إن لزائرک علیک حقاً وإن لزوجک علیک حقاً))، صحیح بخاری ، کتاب الصوم ، باب حق الضیف فی الصوم ، حدیث: ۱۸۷۳، ص: ۲۹۲.

۳۴. ((وإن لجسدک علیک حقاً وإن لعینک علیک حقاً))،أیضاً، ج۲، باب حق

الجسم فی الصوم ، حدیث: ۱۸۷۴، ص:۲۹۷.

۳۵. ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَ الْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾، سورۃ النساء: ۳۶.

۳۶. ﴿قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾سورۃ البقرۃ:۲۱۵.

۳۷. ﴿وَاٰتِ ذا القُربٰی حَقَّه والمِسْكِينَ وابنَ السَّبِيلَ ولا تُبَذِّرْ تَبْذِيراً﴾، سورۃ بنی اسرائیل:۲۶۔

۳۸. المنجد، مترجم عصمت أبو سلیم، لاھور، مکتبہ دانیال، ص: ۹.

۳۹. سید محمد مرتضی حسینی زبیدی، تاج العروس، ج۲، المطبعۃ الخیریۃ ۱۳۰۶ھ، ص: ۴۴.

۴۰. المنجد، ص: ۹.

۴۱. ﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾،سورۃ المائدہ: ۷۹.

۴۲. ﴿وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾، سورۃ العنکبوت: ۲۹.

۴۳. ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾، سورۃ النور: ۲۱.

۴۴. ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ سورۃالعنکبوت: ۴۵.

۴۵. ﴿وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا. كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا﴾،سورۃ بنی اسرائیل: ۳۷، ۳۸.

۴۶. ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۖ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً

كَبِيْرًا﴾، أيضاً، ۳۱.

۴۷. ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾،

سورة النازعات:۴۰،۴۱.

۴۸. ((عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ الرحم معلقة بالعرش تقول من وصلنی

وصله اللّٰه ومن قطعنی قطعه اللّٰه))، صحیح مسلم، ج۴، کتاب البر والصلة، باب

صلة الرحم وتحریم قطیعتها، حدیث:۲۵۵۵، ص: ۱۹۸۱.

۴۹. ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ

اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾، سورة البقرة:۲۶،۲۷.

۵۰. ﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ﴾، سورة الروم: ۳۸.

۵۱. ﴿وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾، سورة بنی اسرائیل :۲۶.

۵۲. ﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى

حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ﴾، سورة البقرة: ۱۷۷.

۵۳. ﴿قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ مَا

تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾، أيضاً:۲۱۵.

۵۴. ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ﴾، أيضاً، ۸۳.

۵۵. ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى﴾، سورة النحل:۹۰.

۵۶. ﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ﴾،

سورۃ النور: ۲۲.

۵۷. ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى﴾،

سورۃ النساء: ۳۶.

۵۸. ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى﴾، سورۃ الشوریٰ : ۲۳.

۵۹. ((عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال الرحم شجنة فمن وصلنی وصله اللّٰه ومن قطعنی قطعه اللّٰه))صحیح بخاری، ج۵، کتاب الأدب ،باب من وصل وصله حدیث: ۵۶۴۳،ص: ۲۲۳۲.

۶۰. ((عن أبی ھریرۃ عن النبی ﷺ إن اللّٰه خلق الخَلْقَ حتی إذا فرغ من خلقه قالت الرحم ھذا مقام العائذ بک من القطیعة قال نعم أما ترضین أن أصل من وصلک وأقطع من قطعک))،أیضاً ، حدیث: ۵۶۴۱، ص: ۲۲۳۲.

۶۱. ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾، سورۃ النساء: ۲.

۶۲. ((لا یقطع الجنة قاطعٌ))، صحیح بخاری، ج۵،کتاب الأدب ،باب اثم القاطع ، حدیث: ۵۶۳۸، ص: ۲۲۳۱.

. محمد بن عثمان الذھبی، الکبائر ، ج ۱ ، بیروت ،دار الندوۃ الجدیدۃ ، ص:۴۷.

۶۳. ((عن أبی ھریرۃؓ قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ من سرہ أن یبسط له فی رزقه وأن یُنسأ له فی أثرہ فلیصل رحمه))، صحیح بخاری، ج۵، کتاب الأدب ،باب من بسط له فی الرزق بصلة الرحم ، حدیث: ۵۹۳۹، ص: ۲۲۳۲.

۶۴. ((عن عبد اللّٰه بن عمرو عن النبی ﷺ قال لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی إذا انقطعت رحمه وصلھا))،سنن ترمذی ،ج۴، کتاب البر والصلة ، باب صلة

الرحم ، حدیث: ۱۹۰۸،ص: ۳۱۶.

۲۵. ((عن عائشةؓ دخلت امرأة معها ابنتان لها تسأل فلم تجد عند شیئاً غیر تمرة فأعطیتها إیاها فقسمتها بین ابنتیها ولم تأکل مناه ثم قامت فخرجت فدخل النبی ﷺ علینا فأخبرته فقال من ابتلی من هذه البنات بشیءٍ کن له سترا من النار))، صحیح بخاری ، ج ۲، کتاب الزکاة ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقلیل من الصدقة ، حدیث: ۱۳۵۲، ص: ۵۱۴.

. صحیح مسلم ، ج۴، کتاب البر والصلة والأداب ، باب فضل الإحسان إلٰی البنات، حدیث: ۲۶۲۹، ص: ۲۰۲۷.

. سنن ترمذی ، ج۴، کتاب البر والصلة ، باب النفقة علی البنات والأخوات ، حدیث: ۱۹۱۶، ص: ۳۲۰.

۲۶. ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾، سورة الزخرف : ۱۷.

۲۷. ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَبِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ﴾،سورة النحل: ۵۸، ۵۹.

۲۸. صحیح بخاری ، ج۳،کتاب فضائل الصحابة ،باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل، حدیث:۳۶۱۶، ص: ۱۳۹۲.

۲۹. ((عن أنس بن مالک قال قال رسول اللّٰه ﷺ من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة أنا هو وضم أصابعه))، صحیح مسلم ، ج۴،کتاب البر والصلة والأداب، باب فضل الأحسان إلی البنات ، حدیث: ۲۶۳۱، ص: ۲۰۲۴.

۷۰. ﴿وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ﴾، سورة الممتحنة: ۱۲.

۷۱. ((عن المغيرة عن النبی ﷺ عليكم عقوق الأمهات ومنعا وهات وأد البنات وكره لكم قيل وقال وكثرة السؤال وإضاعة المال))،صحيح البخارى ، ج۵، كتاب الأدب باب عقوق الوالدين من الكبائر ، حديث: ۵۶۳۰، ص: ۲۲۲۹.

۷۲. صحيح البخارى، ج۲،كتاب المغازى ، ج۲، باب عمرة القضاء ،حديث:۴۰۰۵، ص:۱۵۵۱.

۷۳. ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾، سورة الفرقان: ۷۴.

۷۴. ((عن عائشةؓ قالت جاء أعرابى إلى النبیﷺ فقال تقبلون الصبيان؟ فما نقبلهم فقال النبی ﷺ أو أملک لک أن نزل اللّٰه من قلبک الرحمة))، صحيح بخارى، ج۵، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته ،حديث:۵۶۵۲، ص:۲۲۳۵.

. صحيح مسلم ، ج۴، كتاب الفضائل ، باب رحمة الصبيان والعيال ، حديث:۲۳۱۷، ص:۱۸۰۸.

. إمام بخارى، الأدب المفرد ، ج۱ ،كتاب الأنبياء ،باب من لا يرحم لا يُرحم ، حديث: ۹۸،ص: ۴۸.

۷۵. ((عن أسامة بن زيدؓ كان رسول اللّٰه يأخذنى فيقعدنى على فخذه ويقعد الحسن على فخذه الآخر ثم يضمها ثم يقول اللّٰهم إرحمهما فإنى أرحمهما))، صحيح بخارى ، ج۵، كتاب الأدب ، باب وضع الصبى على الفخذ ، حديث:۵۶۵۷، ص:۵۶۵۷، ص:۲۲۳۶.

۷۶. ((عن أبى هريرةؓ قال أتى النبیﷺ رجل معه صبى فجعل يضمه إليه فقال النبی ﷺ

أترحمه قال نعم قال فاللّٰہ ارحم بک منک به وهو أرحم الراحمين))، إمام بخاری، ج ١ ، الأدب المفرد ، كتاب حسن الخلق ،باب رحمة العيال ، حديث: ٣٧٧، ص: ١٣٨.

٧٧. ((عن أبی هريرة قال قَبَّلَ رسولُ اللّٰہِ الحسنَ بن علیؓ وعنده الأقرع بن حابس التميمی جالساً فقال الأقرع أن لی عشرة من الولد ما قبلت منهم أحداً فنظر إليه رسول ﷺ ثم قال من لا يرحم لا يُرحم))، صحيح بخاری، ج٥، كتاب الأدب ، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته،حديث: ٥٦٥١، ص: ٢٢٣٥.

٧٨. ((عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال ما زال يوصينی جبرئيل بالجار حتی ظننتُ أنه سيورثه))، سنن ترمذی ، ج٤، أبواب البر والصلة ،باب ما جاء فی رحمة الصبيان، حديث: ١٩١٩ ، ص: ٣٢١.

٧٩. صحيح بخاری، ج٥، كتاب الأدب ، باب الوصاءة بالجار،حديث:٥٦٦٨، ص: ٢٢٣٩.

. صحيح مسلم ، ج٤، كتاب البروالصلة والأدب ، باب الوصية بالجار والإحسان إليه حديث:٢٦٢٤، ص: ٢٠٢٥.

٨٠. ﴿وَالْجَارِذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾، سورة النساء: ٣٦.

٨١. ((عن أبی شريح أن النبی ﷺ قال واللّٰہ لا يؤمن واللّٰہ لا يؤمن واللّٰہ لا يؤمن قيل ومن يا رسول اللّٰہ ؟ قال الذی لا يأمن جارُہ بوائقَه))، صحيح بخاری ، ج٥، كتاب الأدب باب من لا يأمن جارُہ بوائقه ، حديث: ٥٦٧٠، ص: ٢٢٤٠.

٨٢. ((من كان يؤمن باللّٰہ واليوم الآخر فليكرم جاره))، صحيح بخاری، ج٥، كتاب

الأدب باب من كان يؤمن باللّٰہ والیوم الآخری فلا یؤذ جارہ ، حدیث:۵۶۷۳،

ص:۲۲۴۰.

۸۳. ((عن أبی ہریرہؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ))،أیضاً ، حدیث: ۵۶۷۲. الذہبی ، الکبائر ، ج ا ، ص: ۲۰۷.

۸۴. ((قال رسول اللّٰہ ﷺ خیر الأصحاب عند اللّٰہ خیرہ لصاحبہ وخیر الجیران عند اللّٰہ خیرہم لجارہ))، سنن ترمذی ، ج۴،أبواب البر والصلۃ ،باب حق الجوار ، حدیث: ۱۹۴۴، ص:۳۳۳.

۸۵. ((عن عائشۃ قالت قلت یا رسول اللّٰہ ﷺ إن لی جارین فإلٰی أیہما أہدی قال إلٰی أقربہما منک بابا))،صحیح بخاری، ج۵، کتاب الأدب، با ب حق الجوار فی قرب الأبواب ، حدیث: ۶۷۵۰، ص: ۲۲۴۱.

۸۶. ((عن أبی ذر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یا أبا ذر إذا طبخت مرقۃ فأکثر ماء ہا وتعاہد جیرانک))، صحیح مسلم ، ج۴، کتاب البروالصلۃ والأدب ، باب الوصیۃ بالجار والإحسان إلیہ، حدیث:۲۶۲۵، ص: ۲۰۲۵.

۸۷. ((عن أبی ہریرۃ کان النبی ﷺ یقول یا نساء المسلمات لا تحقرن جارۃ لجارتہا ولو فرسن شاۃ))،صحیح بخاری ، ج۵، کتاب الأدب ، باب لا تحقرن جارۃ لجارتہا، حدیث: ۵۶۷۱، ص: ۲۲۴۰.

۸۸. ((لیس المؤمن الذی یشبع وجارہ جائع))، إمام بخاری، ج ا ، الأدب المفرد ، کتاب الجار، باب لا شبع دون جارہ ، حدیث: ۱۱۲، ص: ۵۲.

۸۹. ((سأل رسول اللّٰہ أصحابہ عن الزنی قالوا حرام حرمہ اللّٰہ ورسولہ فقال لأن یزنی

الرجل بعشر نسوة أيسر عليه أن يزنى بامرأة جاره وسألهم عن السرقة قالوا حرام حرمها اللّٰه عزوجل ورسوله فقال لأن يسرق من عشرة أهل أبيات أيسر عليه من أن يسرق من بيت جاره))، أيضاً ، باب حق الجار، حديث:١٠٣ ، ص: ٥٠ .

٩٠ . ((عن أنس بن مالک عن النبی ﷺ قال لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیه (أو قال لجاره) ما یحب لنفسه))، صحیح مسلم ، ج ٢ ، کتاب الإیمان ، باب الدلیل علی أن من خصال الدین أن یحب لأخیه ما یحب لنفسه ، حدیث: ٤٥ ، ص: ٦٧ .

٩١ . ((من سره أن یحب اللّٰه ورسوله أو یحبه اللّٰه ورسوله فلیصدق حدیثه إذا حدث ولیؤد أمانته إذا اؤتمن ولْیُحْسِن جوار من جاره))، التبریزی ' مشکوٰة شریف ، ج٣، کتاب الأدب ،باب الشفقة والرحمة علی الخلق ،حدیث: ٤٩٩٠،ص: ٨١ .

٩٢ . ((عن عبد اللّٰه بن عـــمرو أنـه ذبح شاة فقال أهدیتم لجاری الیهودی ؟ فإنی سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول ما زال جـــبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت أنه سیورثه))، سنن أبی داؤد ، ج٣، کتاب الأدب ،باب حق الجوار ، حدیث: ٥١٥٢ ، ص: ٢٦٠ .

٩٣ . ((عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه ﷺ عشر من الفطرة قص الشارب وإعفاء اللحیة والسواک واستنشاق الماء وقص الأظفار وغسل البراجم ونتف الإبط وحلق العانة وانتقاص الماء قال زکریا قال مصعب ولیست العاشرة إلا أن تکون المضمضة))، صحیح مسلم ، ج ا ، کتاب الطهارة ، باب خصال الفطرة ، حدیث: ٢٦١ ، ص:٢٢٣

. جامع ترمذی ، ج٥، کتاب الأدب ،باب تقلیم الأظفار ، حدیث: ٢٧٥٧ ، ص: ٩١ .

. علامه عبد اللّٰه بن محمد ، إکمال إکمال المعلم ، ج ٢ ، بیروت ، ص: ٣٥ .

٩٤ . علامه سید محمد امین ، رد المختار ، ج٥، استنبول عثمانیه ١٣٢٧ هـ ، ص: ٣٥٨ .

٩٥. إبن منظور افریقی ،لسان العرب ، ج۱۵ ، ص: ۲۴۳.

٩٦. ((عن عائشۃؓ قالت خرجت سودۃؓ بعد ما ضرب علیها الحجاب لتقضی حاجتها و وکانت امرأۃ جسیمة تفرع النساء جسماً لا تخفی علی من یعرفها فراها عمر بن الخطابؓ فقال یا سودۃ واللّٰہ ما تخفین علینا فانظری کیف تخرجین قالت فانکفأت راجعة ورسول اللّٰہ فی بیتی وإن لیتعشی وفی یدہ عرق فدخلت فقالت یا رسول اللّٰہ إنی خرجت فقال لی عمر کذا وکذا قالت فأوحی إلیه ثم رفع عنه وإن العرف فی یدہ فأوضعه فقال إن أذن لکن أن تخرجن لحاجتکن))، صحیح مسلم ، ج۴، کتاب السلام، باب إباحة الخروج للنساء لقضاء حاجة الإنسان ،حدیث:۲۱۷۰،ص۱۷۰۹.

٩٧. صحیح مسلم ، ج۴، کتاب السلام ، باب النهی عن ابتداء أهل الکتاب ، حدیث: ۲۱۶۵، ص: ۱۷۰۶.

٩٨. أیضاً ، حدیث:۲۱۶۵.

٩٩. سنن ترمذی ، ج۵، أبواب استیذان والأدب ،باب التسلیم علی أهل الذمة ، حدیث: ۲۷۰۱، ص: ۶۰.

١٠٠. ((عن أبی سلمةؓ أنه عائشۃؓ حدثته أن النبی ﷺ قال لها أن جبریل یقرأ علیک السلام فقالت وعلیه السلام ورحمة اللّٰہ))، سنن أبی داؤد ، ج۲، کتاب الأدب ، باب فی الرجل یقول فلان یقرئک السلام ، حدیث: ۵۲۳۲، ص: ۷۸۰.

١٠١. ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا﴾، سورۃ النساء: ۸۵.

١٠٢. ((أفشوا السلام بینکم))، سنن أبی داؤد ، ج۲، کتاب الأداب ، باب فی إفشاء السلام

حدیث: ۵۷۹۳،ص : ۷۷۱.

۱۰۳. ڈاکٹر وھبہ زحیلی ، الفقہ الإسلامی وأدلتہ ،ج۳، بیروت دار الفکر ۱۴۰۹ھ ،

ص:۵۷۷.

☆۔ برہنہ سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے گرگئی تھی اور خوشی کی شدت کی وجہ سے اُسے اوڑھا بھی نہیں۔اور جلدی حضرت زیدؓ سے معانقے کے لئے دوڑے۔

۱۰۴. ((عن عائشة قالت قـــدم زید بن حارثة المدینة ورسول اللہ ﷺ فی بیتی فأتاہ فقرع الباب فقام إلیہ رسول ﷺ عریانا یجر ثوبہ واللہ ما رأیتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ فاعتنقہ وقَبَّلَہ))، سنن ترمذی ،ج۵، کتاب استیذان ،باب المعانقة والقبلة ،حدیث:۲۷۳۲،

ص: ۷۶.

۱۰۵. ((عن أنس بن مـالک ،قال قــــال رجل یا رســـول اللہ ﷺ الرجل منا یلقی أخاہ أو صدیقہ أینحـــنی لـــہ ؟ قال لا قال أفیلتزمہ ویقبلہ ؟ قال لا قال أفیأخذ بیدہ ویصافحہ؟ قال نعم))،أیضاً ، باب ما جاء فی المصافحة ، حدیث:۲۷۲۸، ص:۷۵.

۱۰۶. ((عن عائشةؓ قـــالت قـال رسول اللہ ﷺ إذا أکل أحدکم فنسی أن یذکر اللہ تعالیٰ علی طعامہ فلیقل ، بســـم اللّٰـــہ أولہ وآخرہ))، أبو موسی محمد بن سورة الترمذی ، مختصر الشمائل المحمدیة ،باب ما جاء فی قول رسول قبل الطعام وبعدہ،

حدیث: ۱۶۱، ص: ۱۰۵.

۱۰۷. ((عن عائشةؓ قالت کان النبی ﷺ یاکل الطعام فی ستة من أصحابہ فـــجاء اعرابـــی فأکلہ بلقمتین فقال رسول اللہ لو سمی اللہ لکفاکم))،أیضاً، حدیث: ۱۶۵،

ص:۱۰۷.

۱۰۸ . ((عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ یا عائشة بیت لا تمر فیه جیا ع أهله ،یا عائشة بیت لا تمر فیه جیا ع أهله ، أو جا ع أهله ، قالها مرتین أو ثلاثاً))، صحیح مسلم ، کتاب الأشربة ، باب فی ادخار التمر ونحوه من الأقوات للعیال ، حدیث: ۲۰۴۶، ص: ۱۶۱۸ .

۱۰۹ . ((عن عائشةؓ أن النبی ﷺ قال لا یجوع أهل بیت عندهم تمر))، أیضاً، حدیث: ۲۰۴۶، ص: ۱۶۱۸ .

۱۱۰ . ((عن عائشةؓ أن النبی ﷺ قال نعم الأدم أو الإدام الخل))، صحیح مسلم، ج۳، کتاب الأشربة ، باب فضیلة الخل والتادم ، حدیث: ۲۰۵۱، ص: ۱۶۲۱ .

۱۱۱ . ((حدثنا ثمامة بن حزن القشیری قال لقیت عائشةؓ فسألتها عن النبیذ فحدثتنی أن وفد عبد القیس قدموا علی النبی ﷺ فسألوا النبی ﷺعن النبیذ فنهاهم أن ینتبذوا فی الدبآء والنقیر والمزفت والحنتم))، صحیح مسلم ، ج۳، کتاب-الأشربة ،باب النهی عن الانتباذ فی المزفت والدبآء والحنتم والنقیر..، حدیث:۱۹۹۵، ص: ۱۵۷۸.

۱۱۲ . ((عن عبد اللّٰہ بن بریده عن أبیه قال قال رسول اللّٰہ نهیتکم عن النبیذ إلا فی سقآء فاشربوا فی الأسقیة کلها ولا تشربوا مُسکراً))، أیضاً، حدیث:۹۷۷، ص:۱۵۸۴ .

۱۱۳ . علامه بدر الدین أبو محمد محمود بن أحمد عینی ،عمدة القاری ، ج۲۱، ص:۱۷۸ .

۱۱۴ . ((عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال إن الذی یشرب فی إناء فضة إنما یجرجر فی بطنه النار))،سنن نسائی الکبری ، ج۴، کتاب أشربة المحظورة ،باب التشدید فی الشرب فی انیة الذهب والفضة ، حدیث:۶۸۷۲، ص: ۱۹۶ .

. صحیح مسلم ، ج۳، کتاب اللباس والزینة ، باب تحریم استعمال أوانی الذهب والفضة فی الشرب وغیره علی الرجال والنساء ، حدیث: ۲۰۶۵، ص: ۱۶۳۴ .

۱۱۵ . ((عن عائشةؓ قالتما کان رسول اللّٰہ یسرد کسردکم ھذا ولکنه کان یتکلم بکلام بین فصل یحفظه من جلس إلیه))، محمد بن عیسی ترمذی ، الشمائل المحمدیة، ،ج ۱، حدیث: ۱۹۱، ص:۱۱۹ .

۱۱۶ . ((عن عائشةؓ قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ إذا أوی إلی فراشه کل لیلة جمع کفیه فنفث فیهما وقرأ فیهما قل هو اللّٰہ أحد وقل أعوذ برب الفلق وقل أعوذ برب الناس، ثم مسح بهما ما استطاع من جسده یبدأ بهما رأسه ووجهه وما أقبل من جسده یصنع ذلک ثلاث مرات))، مختصر الشمائل المحمدیة ، حدیث:۲۱۸، ص: ۱۴۲ .

۱۱۷ . ((عن عائشةؓ قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ یحب التیمن فی طهوره إذا تطهر وفی ترجله إذا ترجل وفی انتعاله إذا انتعل))، الترمذی ' الشمائل المحمدیة ، ج ۱ ، حدیث:۳۴، ص: ۵۲.

۱۱۸ . ((عن عائشةؓ أن امرأة قالت یا رسول اللّٰہ أقول إن زوجی أعطانی ما لم یعطنی ؟ فقال رسول اللّٰہ المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی الزور))، صحیح مسلم ، ج۳، کتاب اللباس والزینة ، باب النهی عن التزویر فی اللباس وغیره والتشبع بما لم یُعط، حدیث: ۲۱۲۹، ص: ۱۶۸۱ .

۱۱۹ . ((عن أسماء جاءت امرأة إلی النبی ﷺ فقالت إن لی ضرة فهل علی جناح أن أتشبع من مال زوجی بما لم یعطنی ؟ فقال رسول اللّٰہ ﷺ المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور))، أیضاً.

۱۲۰ . ((عن علقمة بن علقمة عن أمه أنها قالت دخلت حفصة عبد الرحمن على عائشةؓ زوج النبی ﷺ وعلى حفصة خمار رقيق فشققته عائشة وكستها خمارا كثيفاً))، إمام مالک ، موطأ، ج۲، كتاب اللباس ، باب ما يكره للنساء لبسه من الثياب ، حديث: ۱۶۲۵، ص: ۹۱۳.

۱۲۱ . ((عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ أنها كست عبد الله بن الزبير مطرف خز كانت عائشة تلبسه))، إمام مالک ، موطأ، ج۲،باب ما جاء فی لبس الخز، حديث: ۱۶۱۴، ص: ۹۲۲.

۱۲۲ . ((حدثنی معاويه بن سويد بن مقرن قال دخلت على البراء بن عازب فسمعته يقول أمرنا رسول ﷺ بسبع ونهانا عن سبع أمرنا بعيادة المريض واتباع الجنازة وتشميت العاطس وابرار القسم أو المقسم ونصر المظلوم وإجابة الداعی وإفشاء السلام ونهانا عن خواتيم أو عن تختم بالذهب وعن شرب بالفضة وعن المياثر وعن القسی وعن لبس الحرير والاستبرق والديباج))، صحيح مسلم ، ج۳،كتاب اللباس والزينة باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء وخاتم الذهب والحرير على الرجل وإباحته للنساء،حديث: ۲۰۶۶، ص: ۱۶۳۵ .

۱۲۳ . ((عن سويد بن غفلة أن عمر بن الخطابؓ خطب بالجابية فقال نهى النبی ﷺ عن لبس الحرير إلا موضع إصبعين أو ثلاث أو أربع))، أيضاً ،حديث: ۲۰۶۱، ص: ۱۶۴۱.

۱۲۴ . ((عن أبی بردة قال دخلت على عائشةؓ فأخرجت إلينا إزاراً غليظاً مما يُصنع باليمن وكساء من التی يسمونها الملبدة قال فأقسمت بالله إن رسول الله قُبض فی هذين

الثوبین))، صحیح مسلم ، ج۳،کتاب اللباس والزینة ، باب التواضــع فی اللـــباس والاقتصار علی الغلیظ منه ، حدیث:۲۰۸۰،ص:۱٦۴۹ .

. سنن ترمذی ، ج۴،کتاب اللباس ، باب لبس الصوف ،حدیث:۱۷۳۳،ص: ۲۲۴ .

۱۲۵ . ((عن عائشةؓ قالت خرج النبی ﷺ ذات غداة وعلیه مرط مرحل من شعر أسود))، صحیح مسلم ، ج۳،کتاب اللباس والزینة ، باب التواضع فی اللباس والاقتصار علی الغلیظ منه ، حدیث:۲۰۸۱،ص:۱٦۴۹ .

۱۲٦ . ((عن عبد اللّٰه بن زید قال استسقی رسول اللّٰه ﷺ وعلیه خمیصة له سوداء))،

سنن ترمذی ، ج۵، کتاب الأدب ،باب الثوب الأسود ، حدیث:۲۸۱۳،ص:۱۱۹ .

سنن أبی داؤد ، ج۱ ، کتاب الصلوٰة ، أبواب صلاة استسقاء وتعریفها ، حدیث: ۱۱٦۴، ص:۳۷۲.

۱۲۷ . ((عن جابرؓ قال دخل النبی ﷺ مکة یوم الفتح وعلیه عمامة سوداء))،

سنن ترمذی ، ج۴،کتاب اللباس ،باب العمامة السوداء،حدیث: ۱۷۵۵،ص:۲۲۵

۱۲۸ . ((عن جعفر بن عمروبن حریث عن أبیه قال رأیت رسول ﷺ علی المنبر وعلیه عمامة سوداء قد أرخی طرفها بین کتفیه))، أیضاً.

۱۲۹ . ((عن أم خالد بنت خالد أتی النبی ﷺ بثیاب فیها خمیصة سوداء صغیرة فقال من ترون أن یکسوه هذه فســکت الـقوم فقال ائتونی بأم خالد، فأتی بها تحمل فأخذ الخمیصة بیده فألبسها وقال أبـــلی وأخـــلقی))، صحیح بخاری ، ج۵، کتاب الخمیصة السوداء ،حدیث:۵۴۸۵، ص:۲۱۹۱ .

۱۳۰ . ((کان رسول اللّٰه أبیض ملیحاً مقصدا))، علامه علی متقی بن حسام الدین،کنز العمال

ج۷، کتاب الشرکة ،باب فی حلیته رسول ، حدیث: ۱۷۸۰۶، ص:۴۹.

۱۳۱. المتقی الهندی ، کنز العمال، ج۷، ص: ۱۲۱.

۱۳۳. ((عن عائشةؓ قالت کان وسادة رسول اللّٰہ ﷺ التی یتکئی علیها من أدم حشوها لیف))، صحیح مسلم ، ج۳،کتاب اللباس والزینة ، باب التواضع فی اللباس والاقتصاد علی الغلیظ منه ، حدیث: ۲۰۸۲، ص: ۱۶۵۰.

. سنن ترمذی، ج۴، کتاب اللباس، باب فراش النبی ﷺ ، حدیث: ۱۷۶۱، ص:۲۳۷

۱۳۴. ((عن عائشةؓ قالت إنما کان فراش رسول اللّٰہ ﷺ الذی ینام علیه آدما حشوه لیف)) صحیح مسلم ، ج۳، کتاب اللباس والزینة ، باب التواضع فی اللباس والاقتصاد علی الغلیظ منه ، حدیث: ۲۰۸۲، ص: ۱۶۵۰.

۱۳۵. ((عن عائشةؓ أن جاریة من الأنصار تزوجت وأنها مرضت فتمرط شعرها فأرادوا أن یصلوه فسألوا رسول ﷺ عن ذلک؟ فلعن الواصلة والمستوصلة))، صحیح مسلم، ج۳،کتاب اللباس والزینة ، باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجات والمغیرات خلق اللّٰہ،حدیث:۲۱۲۳ ص: ۱۶۷۷.

۱۳۶. إمام نووی ، شرح صحیح مسلم ، ج۲،ص: ۲۰۴.

۱۳۷. علامه علاؤ الدین حصکفی ،درمختار علی هامش رد المختار ، ج۵، مصر دار الکتب العربیة ۱۳۲۷هـ ، ص: ۲۶۳،۲۶۴.

۱۳۸. ابن عابدین ، علامه سید محمد امین العابدین ، رد المختار ، ج۵، مصر، دار الکتب العربیة ۱۳۲۷ھ،ص۲۶۴.

۱۳۹ . ((عن عائشةؓ أن رسول ﷺ كان یوتی بالصبیان فیبرک علیهم ویحنکهم))،

صحیح مسلم ،ج۳، کتاب الأدب ، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته

وحمله إلٰی صالح یحنکه وجواز تسمیته یوم ولادته واستحبات التسمیة بعبد اللّٰه

ابراهیم وسائر اسماء الأنبیاء، حدیث: ۲۱۴۷، ص: ۱۶۹۱ .

۱۴۰ . ((عن عائشةؓ قالت جئنا بعبد اللّٰه بن الزبیر إلٰی النبی ﷺ لیحنکه فطلبنا تمرة فضر

علینا طلبها))،أیضاً، حدیث: ۲۱۴۸، ص: ۱۶۹۱ .

۱۴۱ . ((عــن عائشةؓ أن النبی ﷺ قال الحمــی من فیح جهنم فأبردوها بالماء))،سنن ابن

ماجه، ج۲،کتاب الطب ، باب الحمی من فیح جهنم وابردوها بالماء، حدیث: ۳۴۷۱

ص: ۱۱۴۹ .

۱۴۲ . ((عن عائشةؓ أنها کانت تأمر بالتلبین للمریض وللمحزون علی الهالک وکانت تقول

إنـــی سمعتُ رسول ﷺ أن التلبینه تجسم فؤاد المریض وتذهب ببعض الحزن))،

صحیح بخاری، ج۵، کتاب الطب ، باب التلبینة للمریض، حدیث: ۵۳۶۵،

ص: ۲۱۵۴ .

ابن أبی شیبة ،مصنف ابن أبی شیبة ،کتاب الطب ،باب فی التلبینة،حدیث: ۲۳۵۰۱،

ص: ۳۹ .

۱۴۳ . ((وکان إذا اشتکی أحد من أهله لم تزل البرمة علی النار حتی یأتی علی أحد طرفیه))،

۱۴۴ . ((عن عائشةؓ قالت سمع النبی ﷺ رجلاً یقول لرجل : ما اسمک فقال شهاب ،

فقال أنت هشام))، إمام أحمد بن حنبل ، مسند ،ج۶، حدیث: ۲۴۵۰۹، ص: ۷۵.

۱۴۵ . ((عن الأسود قال قلت لعائشة حدثینی بأحب العمل إلٰی رسولﷺ قالت کان

أحب العمل إليه الذی یدوم علیه الرجل وإن کان یسیرا))،إمام أحمد بن حنبل، مسند، ج۶،حدیث:۲۴۸۶۳، ص:۱۱۳.

إمام محی الدین أبو زکریا یحی بن شرف النووی ' ریاض الصالحین ' ج ا ' ترجمه مولانا محمد صادق خلیل 'لاهور 'نصابی کتب خانه ' باب سنت اور اداب سنت پر محافظت کے بیان میں ' حدیث:۱۵۸ ' ص: ۱۲۹.

۱۴۶. ((عن عائشةؓ قالت کان یدخل علی ازواج النبی ﷺ مخنث فکانوا یعدونه من غیر أولی الإربة قــال فــدخل النبی ﷺیوما وهو عند بعض نسائه وهو ینعت امرأة قال قال إذا أقبلت أقبلــت بأربع وإذا أدبرت أدبرت بثمان فقال النبی ﷺ ألا أری هذا یعرف ما هٰهنا لا یدخلن علیکن قالت حجبوه))، صحیح مسلم،ج۴،کتاب السلام، باب منع المخنث من الدخول النساء الأجانب ،حدیث: ۲۱۸۱، ص:۱۷۱۶.

۱۴۷. ((عن اُم سلمةؓ أن مخنثاً کان عندها ورسول اللّٰه ﷺ فی البیت فقال لأخ اُم سلمة یا عبد اللّٰه بن أبی اُمیة إن فتح اللّٰه علیکم الطائف غدا فإنی أدلک علی بنت غیلان فإنها تقبل بأربع وتدبر بثمان قــال فــسمعه رسول ﷺ فقال لا یدخل هؤلاء علیکم))، أیضاً ، حدیث: ۲۱۸۰.

۱۴۸. صحیح مسلم ، ج۴، کتاب السلام ،باب السحر ،حدیث: ۲۱۸۹، ص: ۱۷۱۹.

۱۴۹. إمام نووی ، شرح مسلم ، ج۲،ص: ۲۲۱.

۱۵۰. ((عن عائشةؓ قالت قلــت یا رسول اللّٰه أن الکهان کانوا یحدثوننا بالشیء فنجده حقا قال تلک الکلمة الحق یخطفها الجنی فیقذفها فی اُذن ولیه ویزید فیها مائة کذبة))، صــحــیح مسلم ،ج۴،کتــاب الــسلام ، باب تــحریم الکهانة وإتیان الکهان،

حدیث:۲۲۲۸، ص:۱۷۵۰.

۱۵۱. علامہ غلام رسول سعیدی ،شرح صحیح مسلم، ج۶،ص:۲۰۸.

۱۵۲. ((عن النبی ﷺ قال من أتی عرافاً فسأله عن شیءٍ لم تقبل له صلاة أربعین لیلة))، صحیح مسلم ، ج۴، کتاب السلام ،باب تحریم الکهانة إتیان الکهان،حدیث: ۲۲۳۰ ص: ۱۷۵۱.

۱۵۳. (عن عائشة قالت کان رسول اللّٰه إذا اشتکی منا إنسان مسحه بیمینه ثم قال اذهب البأس رب الناس واشف أنت الشافی لا شفاء إلا شفاؤک شفاء لا یغادر سُقماً فلما مرض رسول ﷺ وثقل أخذت بیده لأمسح به نحو ما کان یصنع فانتزع یده من یدی ثم قال اللّٰهم اغفرلی واجعلنی مع الرفیق الأعلٰی قالت فذهبت أنظر فإذا هو قد قضی))، صحیح مسلم ، ج۴،کتاب السلام ،باب استحباب رقیة المریض،حدیث: ۲۱۹۱، ص: ۱۷۲۱.

۱۵۴. ((عن عائشةؓ أن النبی ﷺ کان إذا اشتکی یقرأ علی نفسه بالمعوذات وینفث فلما اشتد وجعه کنت أقرأ علیه وأمسح عنه بیده رجاء برکتها))، أیضا، حدیث: ۲۱۹۲، ص: ۱۷۲۳.

. إمام مالک ،مؤطا، ج۲، کتاب العین ، باب التعوذ والرقیة من المرض حدیث: ۱۶۸۷ ص: ۹۴۲.

۱۵۵. ((عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ أنها قالت کان اذا اشتکی رسول ﷺرقاه جبریل قال باسم اللّٰه یبریک ومن کل داءٍ یشفیک ومن شر حاسد إذا حسد وشر کل ذی عین))، صحیح مسلم ، ج۴،کتاب السلام ، باب الطب والمرض وارقی ،حدیث:

۲۱۸۵، ص: ۱۷۱۸.

۱۵۶ . ((هم الذين لا يتطيرون ولا يسترقون ولا يكتوون وعلى ربهم يتوكلون))،

صحيح بخارى ، ج۵، كتاب الطب ،باب من لم يرق ، حديث: ۵۴۲۰،ص: ۲۱۷۰ .

۱۵۷ . ((سألت عائشة عن الرقية ؟ فقالت رخص رسول ﷺ لأهل بيت من الأنصار فى فى الرقية من كل ذى حمة))، صحيح مسلم ، ج۴، كتاب الطب ،باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة ،حديث: ۲۱۹۹، ص: ۱۷۲۶ .

۱۵۸ . أيضاً، حديث:۲۱۹۳، ص: ۱۷۲۴ .

۱۵۹ . ((عن عائشةؓ أن رسول الله ﷺ كان إذا اشتكى الإنسان الشىءَ منه أو كانت به قرحة أو جرح قال النبى ﷺ بأصبعه هكذا وضع سفيان سبابته بالأرض ثم رفعها باسم الله تربة أرضنا بريقة بعضنا يشفى به سقيمنا بإذن ربنا))، أيضاً ،حديث:۲۱۹۴ ص: ۱۷۲۴ .

۱۶۰ . ((عن عائشة أن رسول الله ﷺ كان يأمرها أن تسترقى من العين))، أيضاً، حديث: ۲۱۹۵، ص:۱۷۲۵ .

۱۶۱ . ((عـن عائشـــة قال قيل لها هل كان النبى ﷺ يتمثل بشىءٍ من الشعر ؟ قالت كان يتمثل بشعر ابن رواحة ويتمثل ويقول ويأتيک بالأخبار من لم تزود))، سنن ترمذى، ج۵، كتاب الأدب ،باب انشاء الشعر ،حديث: ۲۸۴۸،ص: ۱۳۹ .

۱۶۲ . ((عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يضع لحسان منبرا فى المسجد يقوم عليه قائـــماً يفاخر عن رسول الله ﷺ أوقال ينافح عن رسول الله ﷺ ويقول رسول ﷺ أن الله يؤيد حسان بروح القدس))، أيضاً،حديث: ۲۸۴۶،ص:۱۳۷ .

۱۲۳. ((عن أبی سعید الخدری ؓ قال بینا نحن نسیر مع رسول ﷺ بالعرج إذ عرض شاعر ینشد فقال رسول ﷺ خذوا الشیطان أو أمسکوا الشیطان لأن یمتلی جوف رجل قیحاً خیر له من أن یمتلی شعراً))، صحیح مسلم، ج۴، کتاب الشعر، حدیث: ۲۲۵۹، ص: ۱۷۶۹.

۱۲۴. ((عن عائشة ؓ عن النبی ﷺ قال لا یقولن أحدکم خبثت نفسی ولکن لیقل تعست نفسی))، صحیح بخاری، ج۵، کتاب الاداب، باب لا یقل خبثت نفسی، حدیث: ۵۸۲۵، ص: ۲۲۸۵.

صحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب وغیرها، باب کراهة قول الإنسان، خبثت نفسی، حدیث: ۲۲۵۰، ص: ۱۷۶۵.

۱۲۵. ﴿لعنةَ اللّٰه علی الکاذِبِیْن﴾، سورة آل عمران: ۶۱.

۱۲۶. ﴿لَعْنَةُ اللّٰه علی الظالِمِیْن﴾، سورة الأعراف: ۴۴.

۱۲۷. ((عن عائشة ؓ قالت ذکر عند النبی ﷺ هالک بسوء فقال لا تذکروا هلکاکم إلا بخیر))، سنن نسائی، ج۴، کتاب الجنائز، باب نهی عن ذکر الهلکی إلا بخیر، حدیث: ۱۹۳۵، ص: ۵۲.

۱۲۸. ((عن عائشة ؓ قالت قال رسول اللّٰه لا تسبوا الأموات فإنهم قد أفضوا إلی ما قدموا))، أیضا، باب النهی عن سب الأموات، حدیث: ۱۹۳۶، ص: ۵۳.

۱۲۹. ((عن أنس بن مالک قال مر علی رسول ﷺ جنازة فأثنوا علیها خیراً فقال رسول ﷺ وجبت ثم قال أنتم شهداء اللّٰه فی الأرض))، سنن ترمذی، ج۳، أبواب الجنائز باب ما جاء فی الثناء الحسن علی المیت، حدیث: ۱۰۵۸، ص: ۳۷۳.

۱۷۰. ((عـــن عائـــــشة قالت أمر النبی ﷺ بقتل ذی الطفتین فأن یطمس البصر ویسقط الحمل))،سنن ابن ماجه ، ج۲ ، کتاب الطب ،باب قتل ذی الطفتین،حدیث:۳۵۳۴، ص: ۱۱۶۹ .

. إمام أحمد بن حنبل ، مسند، ج۶، حدیث: ۲۵۰۶۹،ص: ۱۳۴ .

۱۷۱. ((عن عائشةؓ کان النبی إذا رای الریح قال اللّٰهم إنی أسألک من خیروخیر ما فیها وخیر ما أرسلت به))،سنن ترمذی ، ج۵، کتاب الدعوات ،باب ما یقول إذا هامت الریح.

۱۷۲. ((حدثنی ابن بریدة قـــال قالت عائشةؓ یا نبی اللّٰه أرأیت إن وافقت لیلة القدر ماأقول قال تقولین اللّٰهم إنــک عفو تحب العفو فاعف عنی))، إمام أحمد بن حنبل ،مسند، ج۶،حدیث:۲۵۴۲۳،ص: ۱۷۱ .

أیضاً، حدیث:۲۶۲۵۸،ص: ۲۵۸ .

۱۷۳. ﴿لَیلَة القَدرِ خَیرٌ مِن الُفِ شَهرٍ﴾،سورة القدر:۳.

۱۷۴. ﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾، سورة الشوریٰ : ۲۵ .

۱۷۵. ﴿وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی﴾،سورة الطٰهٰ:۸۲.

۱۷۶. مخصرت الشمائل المحمدیه ،ج ۱ ، باب ما جاء فی خلق رسول ، حدیث:۳۰۶، ص:۱۸۶ .

۱۷۷. إمام بخاری ،الأدب المفرد ،باب الکتابة إلی النساء.

۱۷۸. ((عن عائشـــة زوج النبـــی ﷺ أنها قالت ما خیر رسول ﷺ فی امرین قط إلا أخذ

أیسرھما ما لم یکن إثما فإن کان إثماً کان أبعد الناس منه وما انتقم رسول ﷺ لنفسه إلا أن تنتھک حرمة اللّٰه فینتقم للّٰه به))، إمام مالک ، مؤطأ ، ج ۲، کتاب حسن الخلق باب ما جاء فی حسن الخلق ،حدیث:۳۰۲، ص:۹۰۲.

۱۷۹. ﴿یُرِیْدُاللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾،سورة البقرة:۱۸۵.

۱۸۰. علامه عبدالرؤوف مناوی ، شرح الشمائل علی ھامش جمع الرسائل ،ج۲،کراچی نورمحمد أصح المطالع ، ص: ۱۹۸.

۱۸۱. ملا علی بن سلطان محمد القاری ،جمع الوسائل ، ج۲، کراچی نورمحمد أصح المطالع ، ص: ۱۹۸.ص: ۱۹۸.

۱۸۲. إمام مالک ، موطأ، ج۲، کتاب حسن الخلق ،باب ما جاء فی حسن الخلق،حدیث: ۱۲۰۳،ص:۹۰۲.

۱۸۳. ((یسروا ولا تعسروا))،إمام بخاری ،الأدب المفرد ، حدیث:۴۷۳، ص:۱۶۷.

۱۸۴. ((عن سلمة بن صخر قال ابن العلاء البیاضی قال کنت امرأ أصیب من النساء ما لا یصیب غیری فلما دخل شھر رمضان خفت أن أصیب من امرأتی شیئاً بی حتی أصبح فظاھرت منھا حتی ینسلخ شھر رمضان فبینا ھی تخدمنی ذات لیلة إذ تکشف لی منھا شیءٌ فلم ألبث أن نزوت علیھا فلما أصبحت خرجت إلٰی قومی فأخبرتھم الخبر وقلت امشوا معی إلٰی رسول ﷺ قالوا لا واللّٰه فانطلقت إلٰی النبی ﷺ فأخبرته فقال أنت بذاک یا سلمة ؟ قلت أنابذاک یا رسول اللّٰه مرتین وأنا صابر لأمر اللّٰه عزوجل فاحکم فِیَّ بما اراک اللّٰه قال : حرر رقبة.قلت والذی بعثک بالحق ما أملک رقبة غیرھا وضربت صفحة رقبتی قال فصم شھرین متتابعین وقال ھل أصبتُ الذی أصبتُ إلا من الصیام؟ قال فأطعم وسقا منتمر بین ستین مسکیناً قلت والذی بعثک بالحق لقد بتنا وحشین ما لنا طعام قال فانطلق إلی صاحب صدقة بنی زریق فلیدفعھا إلیک فأطعم ستین مسکینا وسقا من تمر وکل أنت وعیالک بقیتھا فرجعت إلٰی

قومی فقلت وجدت عندکم الضیق وسوء الرأی ووجدت عند النبیﷺ السعة وحسن الرأی وقد أمرلی وأمرنی بصدقتکم))، سنن أبی داؤد ،ج ا ، کتاب الطلاق ،باب الظهار ،حدیث: ۲۲۱۳، ص: ۶۷۳.

۱۸۵ . ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾، سورة الشوری :۴۳.

۱۸۶ . ((عن أبی هریرةؓ أن رسول اللّٰه ﷺ قال ما نقصتْ صدقةٌ من مال وما زاد اللّٰه عبداً بعفوٍ إلا عزا ومن تواضع للّٰه رفعه اللّٰه))، سنن ترمذی ،ج۴،أبواب البر والصلة ، باب ما جاء فی التواضع، حدیث: ۲۰۲۹، ص:۲۷۶.

۱۸۷ . ((عن عائشة زوج النبی ﷺ أن رسول اللّٰه ﷺ قال یا عائشةؓ إن اللّٰه رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف وما لا یعطی علی ما سواه))، صحیح مسلم ، ج۴، کتاب البر والصلة والأدب ، باب فضل الرفق ،حدیث:۲۵۹۳، ص:۲۰۰۳.

۱۸۸ . ((عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال إن الرفق لایکون فی شیءٍ إلا زانه ولا ینزع من شیءٍ إلا شانه))، أیضاً ، حدیث:۲۵۹۴.

۱۸۹ . ﴿اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ﴾، سورة یوسف : ۱۰۰.

۱۹۰ . ﴿اللّٰه لَطِیْفٌ بِعِبادِه﴾،الشوری: ۱۹.

۱۹۱ . ﴿ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ﴾، سورة التوبة: ۱۴.

۱۹۲ . ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی﴾، سورة طه:۴۴.

۱۹۳ .. ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ﴾، سورة آل عمران: ۱۵۹.

۱۹۳ . ((عن عائشة زوج النبی ﷺ أن رسول اللّٰه ﷺ قال یا عائشةؓ إن اللّٰه رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف وما لا یعطی علی ما سواہ))،

صحیح مسلم ، ج۴، کتاب البر والصلة والأدب ، باب فضل الرفق ،حدیث:۲۵۹۳،

ص:۲۰۰۳.

۱۹۵ . ((جریر بن عبد اللّٰه یقول قال رسول ﷺمن حرم الرفق حرم الخیر))، أیضاً، ۲۵۹۲

ص: ۲۰۰۳.

۱۹۶ . سنن ترمذی ، ج۴، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع ، حدیث: ۲۴۸۸،ص:۵۵۴

۱۹۷ . ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ﴾،

سورۃ التحریم: ۹

۱۹۸ . ﴿وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾،

سورۃ النور: ۲

۱۹۹ . ((عن عائشةؓ أن رجلاً استاذن علی النبی ﷺ فلما راہ قال (بئس العشیرة وبئس ابن العشیرة)فلما جلس تطلق النبی ﷺ فی وجهه وانبسط إلیه فلما انطلق الرجل قالت عائشةؓ یا رسول اللّٰه حین رایت الرجل قلت له کذا وکذا ثم تطلقت فی وجهه وانبسطت إلیه؟ فقال رسول اللّٰه ﷺ یا عائشة متی عهدتنی فحاشا إن شر الناس عند اللّٰه منزلة یوم القیامة ترکه الناس اتقاء شرہ))، صحیح بخاری ، ج۵،کتاب الأدب، باب لم یکن النبیﷺ فاحشا ولا متفحشاً ،حدیث:۵۶۸۵، ص: ۲۲۴۴.

. أیضاً ، باب ما یجو اغتیاب أهل الفساد والریب ، حدیث:۵۷۰۷، ص:۲۲۵۰.

. أیضاً ، باب المدارة مع الناس ،حدیث: ۵۷۸۰، ص: ۲۲۷۱.

. صحیح مسلم ، ج:۴، کتاب البر والصلة والأدب ، باب مدارة من یتقی فحشه ،
حدیث: ۲۵۹۱، ص: ۲۰۲ .

. سنن أبی داؤد ، ج۲، کتاب الأدب ، باب فی حسن العشرة ،حدیث: ۴۷۹۱،
ص: ۲۶۶ .

. سنن ترمذی ، ج۴، کتاب البر والصلة ، باب الاقتصاد فی الحب ، حدیث:۱۹۹۶،
ص: ۳۵۶.

۲۰۰. إمام نووی ، شرح مسلم ، ج۲، ص: ۳۲۲.

۲۰۱. ((عن عائشةؓ قالت قلت للنبی ﷺ حسبک من صفية كذا وكذا ، قال مسدد تعنی قصيرة فقال لقد قلت كلمة لو مزجت بماء البحر لمزجته قالت وحكيت له إنساناً قال " ماأحب إنی حكيت إنساناً وأن لی كذا وكذا))، سنن أبی داؤد ، ج۲، كتاب الأدب ، باب فی الغيبة ، حديث: ۴۸۷۵، ص: ۲۸۵ .

۲۱۲. ((عن عائشةؓ عن رسول الله قال لا يكون لمسلم أن يهجر مسلماً فوق ثلاثة فاذا لقيه سلم عليه ثلاث مرات كل ذلک لا يرد فقد باء باثم))،سنن أبی داؤد ، ج.... كتاب الأدب ، باب فيمن هجر اخاه المسلم ' حديث:۴۹۱۳'ص:۲۹۶ .

۲۰۳. ((عن عائشة عن النبی ﷺ قال إن أبغض الرجال إلى الله الألد الخصيم))،
صحيح بخاری، ج۲ ، كتاب المظالم، باب قول الله وهو ألد الخصام ،حديث: ۲۳۲۵
ص: ۸۶۷.

. أيضاً، ج۴، كتاب التفسير ، سورة البقرة،حديث: ۴۲۵۱، ص: ۱۶۴۴ .

۲۰۴. أيضا، ج۶، كتاب الأحكام ، باب الألد الخصم وهو الدائم فی الخصومة ، حديث:

۶۷۶۵، ص: ۲۶۲۸.

. صحیح مسلم ، ج۴، کتاب العلم ،باب فی الألد الخصم ،حدیث: ۲۶۶۸،ص:

۲۰۵۴.

. مفتی محمد شریف ،نزھة القاری شرح صحیح بخاری ، ج۳، ص: ۶۷۴.

۲۰۵. ((عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ أکثر ما یتعوذ من المغرم والمأثم قلـــت یا رسول اللّٰہ ما أکثر ما تتعوذ من المغرم قال إنہ من غرم حدث فکذب ووعد فأخـــــلف))،

سنن نسائی ، ج۸، کتاب الاستعاذة ،باب الاستعاذة من المغرم والمأثم ،حدیث:

۵۴۵۴، ص:۲۵۸.

۲۰۶.. صحیح بخاری ، ج۵، کتاب الأدب ،باب قولہ تعالیٰ﴿وکونوا مع الصادقین﴾،

حدیث: ۵۷۴۳، ص: ۲۲۶۱.

۲۰۷. ﴿اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَیۡہِ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ﴾،سورۃ النور:۷

۲۰۸. ﴿وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا﴾، سورۃ بنی اسرائیل :۳۴.

۲۰۹۔ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی،تاج العروس،ج۴،مصر المطبعہ الخیریہ۱۳۰۶ھ،ص:۱۲۹۔

۲۱۰۔ ابن منظور افریقی،لسان العرب،ج۶،ص:۱۰۸۔

۲۱۱۔ ﴿وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَهُمۡ﴾،سورۃ الشوریٰ:۳۸۔

۲۱۲۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ﴾،سورۃ النساء:۵۹۔

۲۱۳۔ المنجد،

۲۱۴۔ ﴿وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً﴾،سورۃ البقرۃ:۳۰۔

۲۱۵۔ ﴿وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾،سورۃ النور:۵۵۔

۲۱۶۔ ﴿وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ﴾سورۃ الأعراف:۱۰

۔ ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ﴾سورۃ ص:۲۶۔

۲۱۷۔ علامہ راغب اصفہانی، المفردات، ص:۱۵۶۔

۲۱۸۔ ((فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهدين))، سنن ابن ماجہ، ج۱، کتاب الإیمان وفضائل الصحابۃ والعلم، باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین المہدین، حدیث:۴۲، ص:۱۵۔

۲۱۹۔ ((عن جابر بن سمرة قال انطلقت إلىٰ رسول ﷺ ومعى أبى فسمعته يقول لا يزال هذاالدين عزيز منيعا إلىٰ اثنى عشرة خليفة قال كلهم من قريش))،

صحیح مسلم، ج۳، کتاب الإمارۃ، باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش، حدیث:۱۸۲۱، ص:۱۴۵۲۔

۲۲۰۔ ﴿وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾،

سورۃ النور:۵۵۔

۲۲۱۔ ﴿فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا﴾،سورۃ النساء:۵۴۔

۲۲۲. ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا﴾،سورة المائده: ۲۰

۲۲۳. ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ﴾سورۃ ص:۲۶۔

۲۲۴. ﴿رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْم بَعْدِيْ ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾،

أيضاً:۳۵.

۲۲۵. ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾،

سورۃ آل عمران: ۲۶.

۲۲۶. ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ م بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ﴾،

سورۃ الأنبياء :۱۰۵.

۲۲۷. ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ سورۃ الحج : ۴۱.

۲۲۸. ((عن أبی هريرةؓ عن النبی ﷺ قال من أطاعنی فقد أطا ع اللّٰه ومن عصانی فقد عصی اللّٰه ومن يطع الأمير فقد أطاعنی ومن يعص الأمير فقد عصانی))،

صحيح مسلم، ج۳، كتاب الإمارة ،باب وجوب طاعة الأمراء فی غير معصية و تحريمها فی المعصية ،حديث: ۱۸۳۵، ص:۱۴۶۶.

۲۲۹. ((عن عمرؓ بن الخطاب قال قال رسول اللّٰه ﷺ إن أفضل عباد اللّٰه عند اللّٰه منزلةً يوم القيامة إمام عادل رفيق وإن شر الناس منزلة يوم القيامة إمام جائرٌ))،

البيهقی،شعب الإيمان ، ج۲ ،بيروت،دار الكتب ۱۴۱۰ھ،حديث: ۷۳۷۱،ص: ۱۶.

۲۳۰. ((ما من عبد يسترعيه اللّٰه رعية يموت يوم يموت وهو غاش لرعيته إلا حرم عليه الجنة))، صحيح مسلم ، ج۳، كتاب الإمارة ،باب فضيلة الإمام العادل وعقوبة الجائر والحث علی الرفق بالرعية ، حديث:۱۴۲، ص: ۱۴۵۹.

۲۳۱. ((قال عمرو بن مرة لمعاوية إنی سمعت رسول اللّٰه يقول ما من إمام يغلق بابه دون ذی الحاجة والخلة والمسكنة إلا أغلق اللّٰه أبواب السماء دون خلته و حاجته ومسكنته فجعل معاوية رجلاً علی حوائج الناس))، سنن ترمذی ، ج۳، كتاب الأحكام ،باب

إمام الرعية ،حديث: ۱۳۳۲ ، ص: ۲۱۹ .

۲۳۲. ((عن ابن عمر عن النبی ﷺ أنه قال علی المرء المسلم السمع والطاعة فیما أحب وکره إلا أن یؤمر بمعصیة فأن أُمر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة))، صحیح مسلم ، ج۳،کتاب الإمارة ،باب وجوب طاعة فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة، حدیث: ۱۸۳۹ ، ص: ۱۴۶۹ .

۲۳۳. سنن الترمذی ، ج۴،کتاب الفتن ،باب افضل الجهاد کلمة عدل عند سلطان جائر حدیث:۲۱۷۴،ص: ۴۷۱.

. سنن أبی داؤد ، ج۲،کتاب الملاحم ،باب الأمر والنهی ،حدیث:۴۳۴۴، ص:۵۲۷.

. سنن ابن ماجه ، ج۲، کتاب الملاحم ،باب الأمربالمعروف والنهی عن المنکر ، حدیث: ۴۰۱۱،ص: ۱۳۲۹ .

۲۳۴. ((خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم یوتی الملک من یشاء عن سیفینة))، علی بن حسام الدین المتقی الهندی ،کنز العمال ، ج۶ ، کتاب الإمارة ،حدیث: ۱۴۹۶۲ ، ص:۱۳۶ .

۲۳۵. إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۳، ص:۳۰۳، حدیث: ۱۵۳۶۹ .

۲۳۶. ((عن عائشة قالت قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه ادعی لی أبابکر أباک وأخاک حتی أکتبَ کتابا فإنی أن یتمن متمن ویقول أناأولی ویأبی الله والمؤمنون إلا أبا بکر)) صحیح مسلم ، ج۲، ص: ۲۷۳ .

۲۳۷. ((عن عائشةؓ قالت قبض رسولﷺولم یستخلف أحدا ولو کان مستخلفا لاستخلف أبابکر أوعمر))،إمام أحمد بن حنبل ،مسند ، ج۶، حدیث: ۲۴۳۹۱ ، ص: ۶۳.

۲۳۸. ((عن عبد الرحمن بن شماسة قال أتيت عائشة أسألها عن شيء فقالت ممن أنت؟ فقال رجلٌ من أهل مصر فقالت كيف كان صاحبكم لكم فى غزاتكم هذه؟ ما نقمنا منه شيئاً إن كان ليموت للرجل منا البصير فيعطيه البعير والعبدَ فيعطيه العبدَ ويحتاج إلىٰ النفقة فيعطيه النفقة فقالت أما أنه لا يمنعنى الذى فعل فى محمد بن أبى بكر أخى أن أخبرک ما سمعت من رسول اللّٰه ﷺ يقول فى بيتى هذه اللّٰهمَّ من ولى من أمر أمتى شيئاً فشق عليهم فاشقق عليه ومن ولى من أمر أمتى شيئاً فرفق بهم فارفق به))،صحيح مسلم، ج۳، كتاب الإمارة ،باب فضيلة الإمام العادل وعقوبة الجائر ، حديث: ۱۸۲۸ ، ص: ۱۴۵۸ . إمام أحمد بن حنبل ، مسند ، ج۶، حديث: ۲۴۲۶۲، ص: ۹۳، حديث:۲۴۳۳۸،ص:۶۲ ـ

۲۳۹. ابن حجر عسقلانى ، الإصابة ، ج۳،بيروت،دار الفكر ۱۳۹۸ھ،ص: ۴۷۲.

۲۴۰. حافظ أبوعمر يوسف بن عبد اللّٰه بن محمد بن عبد البر ،الاستيعاب على هامش الإصابة ، ج۳،بيروت ،دار الفكر ، ص:۳۴۸.

۲۴۱. ((عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰه ﷺ إذا أراد اللّٰه بالأمير خيراً جعل له وزير صدق إن نسى ذكره وإن ذكر أعانه وإذا أراد اللّٰه به غير ذلک جعل له وزير سوء إن نسى لم يذكره وإن ذكرلم يُعنه))،سنن أبى داؤد ، ج۲ ،كتاب الخراج والفئى و الإمارة باب فى اتخاذ الوزير ، حديث: ۲۹۳۲، ص: ۱۴۲.

۲۴۲. ((وعن عائشةؓ أن النبى ﷺ اتى بظبية فيها در فقسمها للحرة والأمة قالت عائشة كان أبیؓ يقسم للحر والعبد))، سنن أبى داؤد ، ج۲،كتاب الخراج، باب فى تقسيم الفئى ،حديث: ۲۹۵۲،ص: ۱۵۱.

۲۳۳. ((عن عائشةؓ أنها قالت إن ازواج النبی ﷺ حین توفی رسول اللّٰہ ﷺ أردن أن یعثن عثمان بن عفانؓ إلیٰ أبی بکر الصدیقؓ فیسألنه ثمنهن فی رسول اللّٰہ فقالت لهن عائشة ألیس قد قال رسول اللّٰہ ﷺ لا نورث ما ترکنا فهو صدقة))، سنن أبی داؤد ج۲، کتاب الخراج والفئی والإمارة ،باب فی وصایا رسول اللّٰہ من الأموال ، حدیث: ۲۹۷۶، ص: ۱۶۱.

۲۴۴. ((قلتُ ألا تتقین اللّٰہ ؟ ألم تسمعن رسول ﷺ یقول لانورث ما ترکناه فهو صدقة وإنما هذا المال لآل محمد لنائبتهم ولضیفهم فإذا مت فهو إلیٰ من ولی الأمرمن بعد))، أیضاً ،حدیث: ۲۹۷۷،ص: ۱۶۱.

۲۴۵. ((عن عروة بن الزبیر عن عائشة زوج النبی ﷺ قالت کانت المؤمنات إذا هاجرن إلیٰ رسول اللّٰہ یمتحن بقول اللّٰہ عزوجل ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ قالت عائشةؓ فمن أقر بهذا من المؤمنات فقد أقر بالمحنة وکان رسول اللّٰہ ﷺ إذا أقررن بذلک من قولهن قال لهن رسول اللّٰہ ﷺ (انطلقن فقد بایعتکن) ولا واللّٰہ ما مست ید رسول ﷺ یـــد امرأة قط غیر أنه یبایعهن بالکلام .قالت عائشةؓ واللّٰہ ما أخذ رسول اللّٰہ ﷺ علی النساء قط إلا بما أمره اللّٰہ تعالیٰ وما مست کف رسول ﷺ کف إمرأة قط وکان یقول لهن إذا أخذ علیهن (قد بایعتکن) کلاماً))، صحیح مسلم ،ج۳،کتاب الإمارة ،باب کیفیة بیعة النساء ، حدیث:۱۸۶۶، ص: ۱۴۸۹.

إمام أحمد بن حنبل ،مسند ،ج۶ ،حدیث: ۲۵۳۳۹، ص: ۱۶۳.

نتائج

اس مقالہ میں پیش کیے گئے دلائل وآراء کے نتیجے میں مندرجہ ذیل مسائل سامنے آئے ہیں۔

انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی خدائے علیم وحکیم نے اپنے جس بیش قیمت نعمت سے بہرہ ورفرما کر ملائکہ پر برتری اور تفوق عطا فرمایا وہ نعمت علم ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا''(۱)۔

گویا علم اور انسان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ علم ایک ایسی قندیل ہے جو گمراہی اور جہالت کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے انسان کو حقیقت کا نور عطا کرتی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے حصول علم کو اولین ضرورت قرار دیا اور ماں کی گود سے آغوش لحد تک علم کی جستجو کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ مزید فرمایا: ((حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے جہاں اسے ملے اسے حاصل کیا جائے))۔ عالم کے قلم کی روشنائی کا مرتبہ شہید آپ ﷺ نے شہید کے خون سے بلند تر کر دیا۔

محض جاننے کو علم کہتے ہیں جبکہ ٹھوس شرعی دلائل کی بنیاد پر جاننے کو فقہ کہتے ہیں۔ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی فقہی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اچھی زندگی گزارنے کے لئے عورتوں کے لئے دینی تعلیم کا حصول ناگزیر ہے کیونکہ دین سے بے گانگی کی بدولت بدعات وخرافات رواج پاتے ہیں اور صحیح تعلیم کی بدولت عقائد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ پنے فرائض اور واجبات کی ادائیگی کا شعور پیدا ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی اس اصول کا آئینہ ہے جو اسلام نے عورت کی زندگی کے لئے پیش کیا جسے اپنا ہر مسلمان عورت کا فرض ہے اور جس کے حصول کی کوشش ہی صراط مستقیم اور نجات کا راستہ ہے۔ آپ کو قیامت تک مسلمانوں کی ''خاتون اول'' کی حیثیت حاصل رہے گی۔

۱۔ ﴿اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾، سورۃ العلق: ۳ تا ۵۔

کمسنی کی شادی میں ایک راز یہ تھا کہ ان جیسی ذہین خاتون آپ کی شریک حیات بن کر آپ ﷺ سے فیض حاصل کرے پھر خود شمع ہدایت بن کر امت کو صحیح راستہ دکھائے۔ آپؓ نے حضور ﷺ کی صحبت سے جو کچھ دیکھا، سنا اور سیکھا وہ بعینہ ہم تک پہنچا دیا۔ آپؓ کی بدولت ہمیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ کیا ہے اور زندگی کے مختلف مسئلوں میں آپ ﷺ نے کیا حل بتایا ہے۔

سیرت عائشہؓ کے مطالعہ سے یقین ہو جاتا ہے کہ آپؓ سے رسول اللہ ﷺ کے غیر معمولی تعلق اور محبت کی وجہ یہی دینداری اور دین کا غیر معمولی علم تھا۔ خدا سے تعلق، عبادت، ریاضت، ذکر و فکر، سخاوت وفیاضی، دینی شعور اور آخرت پسندی کے علاوہ فہم دین، اجتہاد فکر، استنباط مسائل، حفظ وضبط واقعات، دانش ودرایت، اصابت رائے، دینی بصیرت اور حکمت احکام کو سمجھنے کی غیر معمولی صلاحیتوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپکو بھر پور نوازا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات اور آیات قرآنی کی جو تاویلیں اور توجیہیں اور یقین نواز حکمتیں آپؓ سے منقول ہیں وہ دینی علوم کے ذخیرے میں امت کا عظیم سرمایہ ہیں۔

اُم المؤمنین کی زندگی کے تمام نورانی شعبے یکجا کر دیئے گئے ہیں اس پاک ومقدس زندگی کا عکس لوح وقلب پر ایک نہ مٹنے والا نقش چھوڑتا چلا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کمالات میں سب کچھ پیغمبر اسلام کی نورانی تربیت اور آپ ﷺ کی نگاہ کیمیا کے اثر کا نتیجہ تھا۔ دوسرے لوگ پیغمبر کو صرف جلوت میں دیکھتے تھے یہ خلوت اور جلوت دونوں کی رازدان تھی۔

اس مقدس ہستی نے منبع رشد سے براہ راست سعادت حاصل کی اور پھر زہد واتقاء، دیانت وامانت، علم وعمل، صدق وعدالت، صبر واستقامت، استغنا وقناعت، جود وسخا، ایثار وفرط علم وتحمل، انکساری وتواضع، خوش خلقی اور خدمت خلق اور اخلاص فی الدین کے لئے اپنے نقوش صفحہ تاریخ پر ثبت کیے کہ ان کی تابانی سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے بیہودہ رسومات کا خاتمہ ہوا۔

۱۔ منہ بولے بھائی کی بیٹی سے شادی جائز قرار پائی۔

۲۔ شوال میں شادی نہ کرنے کی رسم بد کا خاتمہ ہوا۔

۳۔ عرب میں دلہا اپنی دلہن سے پہلی ملاقات محمل کے اندر کرتا تھا حضرت عائشہؓ کی شادی سے یہ رسم ختم ہوئی۔

۴۔ دلہن کے آگے آگ جلاتے تھے اس رسم کا خاتمہ ہوا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر ''الفقر فخری'' کا آئینہ تھا۔ کھانا پکنے کی نوبت کبھی کبھار آتی۔ اکثر چھوہارے اور پانی پر گزارہ ہوجاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے اور آج مغرب زدہ عورت اس راہ اعتدال سے کتنی دور جا پڑی ہے جو اسلام نے عورت کے لئے متعین کی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک فرمانبردار بیوی تھیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت ان کی اطاعت، فرمانبرداری اور خدمت گزاری ہے۔ نو برس کی ازدواجی زندگی میں آپؓ نے کبھی حضور ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی اور آنحضرت ﷺ کی خوشنودی کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھتی رہیں۔ اگر آپؓ کو ذرا بھی اس بات کا گمان ہوتا کہ حضور ﷺ کو آپ کا کوئی فعل یا بات ناگوار ہے تو اسے فوراً ترک کردیتیں۔ گھر میں اگرچہ خادمہ موجود تھی لیکن حضور ﷺ کا کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتیں۔ آٹا خود گوندھتیں اور پکاتی تھیں۔ بستر اپنے ہاتھ سے بچھاتیں۔ وضو کے لئے پانی خود لاکر رکھتیں۔ سر مبارک میں اپنے ہاتھ سے کنگھا کرتیں اور جسم مبارک پر عطر ملتیں۔ شوہر کی زندگی میں اطاعت کے علاوہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے احکام کی تعمیل کرتیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ((عورتوں کا جہاد حج ہے))(۱)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قریب قریب ہر سال حج فرماتی تھیں۔ شدید گرمی میں عرفہ کے دن روزہ رکھتی۔ کسی نے کہا توڑ دیں۔ فرمایا: آنحضرت ﷺ سے سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ تو روزہ کیسے توڑ سکتی ہوں۔

۱۔ صحیح بخاری، ج ۲، ابواب العمرۃ، باب حج النساء، حدیث: ۱۷۶۲، ص: ۶۵۸۔

سوت کا رشتہ عورت کے لئے صبر کا بڑا امتحان ہوتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک چھوڑ کر آٹھ آٹھ سوکنوں سے واسطہ پڑا لیکن حضورﷺ کے فیض صحبت نے آپ کو رشک سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ ان میں سے کسی سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ان بن نہیں ہوتی جو تلخی کی حد تک پہنچتی ۔ بلکہ اکثر خانگی معاملات میں وہ ایک دوسرے کو مشورے دیا کرتی تھیں۔

سوتیلی اولاد سے حسن سلوک سے پیش آتیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پانچ سال بڑی تھیں اور جب آپ اس کے گھر میں آتیں تو فاطمہ کنواری تھیں سال بھر کے اندر ان کی شادی ہوگی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سارے کام خود اپنے ہاتھوں سے کیے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں صرف ایک دیوار تھی اس میں دریچہ تھا جس میں ماں بیٹی ایک دوسرے سے گفتگو کیا کرتی تھیں۔

حضورﷺ کی بیماری میں حضرت عائشہؓ دعائیں پڑھ پڑھ کر دم کرتیں کہ ان کے شوہر کو آرام آجائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دیرینہ خواہش اپنی قبر کی جگہ دے کر پوری کردی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خون عثمان کے انتقام کا تہیہ کرلیا۔ بلاشبہ قوم کی راہنمائی کا بار گراں بہت کم عورتیں اٹھا سکتیں ہیں لیکن اگر کبھی ملت پر بُرا وقت آجائے اور حالات سے نپٹنے کے لئے کسی مرد کی قیادت میسر نہ ہو تو مسلمان عورت کا فرض ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیطرح اصلاح کا بیڑا اٹھا کر میدان میں نکل آئے۔ یہی وجہ ہے کہ اِمام اَبوحنیفہؒ اور اِمام مالکؒ اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کو اِمامت اور قضاۃ کے عہدوں پر مامور کیا جاسکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیطرف سے ان کا دل ہمیشہ صاف رہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ آپﷺ سب سے زیادہ کس کو چاہتے تھے آپؓ نے جواب دیا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ پھر سوال کیا اور مردوں میں؟ فرمایا ان کے شوہر کو جو بڑے نمازی اور روزہ دار تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لاولد تھیں۔ لیکن اس کا آپ کو کوئی رنج نہ تھا اور نہ آپؓ نے کبھی اپنی تقدیر سے گلہ کیا۔ پردے کی بے حد پابند تھیں۔ جب حجرے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سپرد خاک کیا گیا اس وقت سے وہاں بے پردہ نہیں جاتی تھیں۔

ایک بہت بڑی عالمہ اور فقیہہ تھیں جو شریعت کے اسرار اور اس کی حکمتوں سے واقف تھیں۔

حضرت زہریؒ فرماتے ہیں:

''اگر امت کے تمام عورتوں اور ازواج مطہرات کے علم کو جمع کیا جائے تو پھر بھی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے زیادہ ہے''(۱)۔

عطاء بن أبی رباحؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ صاحب علم

اور عوام میں سب سے اچھی رائے والی تھیں''(۲)۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ مرد و عورت آپؓ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو پہلے اسکا حل قرآن کریم میں ڈھونڈتیں پھر سنت رسول ﷺ میں۔ اگر دونوں میں نہ پاتیں تو اپنی رائے سے کام لیتیں۔

فقہی آراء کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔

۱۔ پتھر سے استنجاء کی اجازت ہے۔

۲۔ مسواک اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی چیز ہے اور سنت انبیاء ہے۔ وہ نماز جس کے لئے مسواک کی جائے۔ اس نماز کے مقابلہ میں جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔

۱۔ الطبرانی، المعجم الکبیر، ج ۲۳، حدیث: ۲۹۹، ص: ۱۸۳۔

۔ الحاکم، المستدرک، ج ۴، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب تسمیۃ أزواج، حدیث: ۶۷۳۴، ص: ۱۲۔

۲۔ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۳۸۴۔

۔ الحاکم، المستدرک، ج ۴، کتاب فضائل الصحابہ، باب تسمیۃ ازواج، حدیث: ۶۷۳۶، ص: ۱۲۔

۳۔ آنحضور ﷺ ایک مد☆ پانی سے وضو کرتے اور ایک صاع ☆ پانی سے غسل فرماتے تھے۔

۴۔ وضو میں مکمل پیروں کو دھونے کا وجوب ملتا ہے۔

۵۔ آنحضور ﷺ وضو کے بعد پانی سے داڑھی میں خلال کرتے تھے۔

۶۔ آنحضور ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

۷۔ بوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا آنحضور ﷺ بوسہ لینے کے بعد نماز پڑھنے چلے جاتے تھے۔

۸۔ بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔

۹۔ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ضروری نہیں۔

۱۰۔ جنبی کھانے اور سونے سے پہلے وضو کرے۔

۱۱۔ سجدہ کی حالت میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۱۲۔ نماز میں قے اور نکسیر نواقض وضو ہیں۔

۱۳۔ وضو کا پانی نہ ملنے پر تیمم کی اجازت ہے۔

۱۴۔ غسل کب واجب ہوتا ہے؟ اور غسل جنابت کا طریقہ کیا ہے۔

۱۵۔ میاں بیوی کے لیے ایک برتن میں غسل کرنا جائز ہے۔

۱۶۔ حالت جنابت میں سونا اور کھانا جائز ہے۔

۱۷۔ احتلام کے بعد عورت پر غسل کرنا واجب ہے۔

۱۸۔ منی کو دھو کر انہیں کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے اور خشک منی کو کھرچا جاسکتا ہے۔

۱۹۔ عورت کے لیے غسل جنابت میں بال کھولنے ضروری نہیں۔

۲۰۔ آنحضور ﷺ غسل جنابت کے بعد پاؤں دھویا کرتے تھے۔

۲۱۔ دو جماع کے بعد ایک غسل کافی ہے۔

۲۲۔ حائضہ کے ساتھ مباشرت کرنا جائز نہیں۔

۲۳۔ حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے۔

۲۴۔ حائضہ کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔

۲۵۔ حائضہ اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے۔اور کنگھا کر سکتی ہے۔

۲۶۔ حائضہ کی گود میں ٹیک لگا کر قرآن پاک پڑھا جا سکتا ہے۔

۲۷۔ حائضہ کوئی مسجد کی چیز پکڑا سکتی ہے۔

۲۸۔ غسل حیض کا طریقہ بتایا۔

۲۹۔ استحاضہ والی عورت نماز پڑھ سکتی ہے۔

۳۰۔ جس شخص نے فجر کی ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پائی اس نے فجر پالی۔

۳۱۔ فجر کی دو سنتوں میں ہلکی قراءت کرنی چاہیے۔

۳۲۔ اگر ضروری ہو تو فجر کی دو سنتوں کے بعد بات کی جا سکتی ہے۔

۳۳۔ آنحضورﷺ ظہر کی چار رکعتیں ترک نہیں کرتے تھے۔

۳۴۔ درمیانی نماز عصر ہے۔

۳۵۔ مغرب کے تین فرض مسجد میں پڑھ کر گھر آ جاتے اور دو سنتیں گھر میں پڑھتے جس سے سنتیں گھر میں پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔

۳۶۔ مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔فرماتی ہیں جس نے مغرب کے بعد نوافل کی بیس پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

۳۷۔ وتر کا وقت صبح صادق ہونے تک ہے۔

۳۸۔ وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ﴾، دوسری رکعت میں ﴿قل یآیھا الکفرون﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قل ھو اللہ اُحد﴾ پڑھتے تھے۔

۳۹۔ وتر کے بعد سونا جائز ہے۔

۴۰۔ تہجد شروع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تہجد کے لئے اٹھیں دس بار تکبیر کہیں، دس بار الحمد للہ کہیں، دس بار لا اِلٰہ اِلا اللہ اور دس بار استغفر اللہ کہیں پھر یہ دعا کریں۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور میری راہنمائی فرما۔ اور رزق عطا کر اور عافیت بخش اور قیامت کے دن تنگی سے پناہ مانگیں۔

یہ دعا بھی مانگ سکتے ہیں:

''اے اللہ! جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کے خالق، غیب اور شہادت کے عالم، جب بندے آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو تو ان کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اے اللہ حق کی جن باتوں میں اختلاف ہوگیا ہے تو ان میں مجھ کو راہ استقامت پر رکھ اور تو جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے''۔

۴۱۔ تہجد کی قراءت بلند اور آہستہ دونوں طرح کی جاسکتی ہے اور ایک آیت بار بار دہرائی بھی جاسکتی ہے۔

۴۲۔ اگر کسی وجہ سے تہجد کی نماز قضا ہو جائے تو دن کو پڑھی جاسکتی ہے۔

۴۳۔ تہجد کی نماز کا وقت نصف رات کے بعد شروع ہوتا ہے۔

۴۴۔ تہجد کی رکعات کی تعداد مختلف احوال میں مختلف ہے۔ مرض، تکان، عمر اور وقت کے لحاظ سے تعداد میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔

۴۵۔ جنازہ کے ساتھ جانا باعث ثواب ہے۔

۴۶۔ نماز جنازہ میں کثرت تعداد مغفرت کا سبب ہے۔

۴۷۔ چھوٹے بچوں پر بھی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

۴۸۔ اگر گنجائش ہو تو جمعہ کے لئے علیحدہ کپڑے بنوا کر رکھ لیے جائیں۔

۴۹۔ مسافر کو سفر میں دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔

۵۰۔ سورج گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا۔ نیز سورج گرہن کا کسی کی زندگی اور موت سے کوئی تعلق نہیں۔ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

۵۱۔ خوف کی حالت میں نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے؟ اور تا حال یہ نماز مشروع ہے۔

۵۲۔ حضور ﷺ نے چاشت کی نماز کی متعدد رکعات پڑھی ہیں تا کہ امت کو عمل کرنے میں آسانی اور سہولت ہو۔

۵۳۔ وضو کے دو رکعتوں (تحیۃ الوضو) کا پڑھنا مستحب ہے۔

۵۴۔ نابینا آدمی کی اذان جائز ہے۔

۵۵۔ عشاء کی نماز سے پہلے سونا نہیں چاہیے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں نہیں کرنی چاہیے۔

۵۶۔ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مخصوص جگہ رکھی جاسکتی ہے۔

۵۷۔ نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھنا چاہیے۔

۵۸۔ نماز میں سانپ یا بچھو کاٹے تو اس کو مارنا جائز ہے۔

۵۹۔ لمبی قمیص اور دوپٹے میں عورت کا نماز پڑھنا جائز ہے۔

۶۰۔ اگر جگہ تنگ ہو تو سوئے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

۶۱۔ سو کر اٹھ کر وتر پڑھے جاسکتے ہیں۔

۶۲۔ نماز پڑھکر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف رخ کیا جائے۔

۶۳۔ بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۶۴۔ سفر میں دو نماز صورۃً جمع کرنا جائز ہے۔ یعنی ظہر کو مؤخر کر کے اسے اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور عصر کو اول وقت میں پڑھا جائے۔

۶۵۔ اوڑھنی کے بغیر عورت کی نماز نہیں ہوتی۔

۶۶۔ عورتوں کے اندرونی کپڑوں میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

۶۷۔ بوقتِ ضرورت نماز میں چل کر دروازہ کھولا جا سکتا ہے۔

۶۸۔ کھانا اگر تیار ہو تو پہلے کھانا کھانا چاہیے پھر نماز پڑھنی چاہیے۔

۶۹۔ اگر نماز میں بے وضو ہو جائے تو اپنی ناک پکڑے اور چلا جائے۔ ناک پکڑنے کا مطلب یہی ہے کہ لوگ کو وہم ہو کہ ایسے شخص کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے۔ یہ تو یہ ہے گویا حیا کی تعلیم ہے۔

۷۰۔ دیوار کے پیچھے سے نماز پڑھانا جائز ہے۔

۷۱۔ حالت عذر میں سوار پر فرض پڑھے جا سکتے ہیں۔

۷۲۔ سہو کا سجدہ نقصان اور زیادتی دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

۷۳۔ تہجد کی نماز پڑھنے والا فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے لیٹ سکتا ہے۔

۷۴۔ عصر کی نماز جلدی پڑھنی چاہیے۔

۷۵۔ عشاء کی نماز میں تاخیر مستحب ہے۔

۷۶۔ نماز تراویح آنحضورﷺ نے تین دن باجماعت پڑھائی۔

۷۷۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۷۸۔ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

۷۹۔ بیل بوٹے والے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۸۰۔ چٹائی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۸۰۱۔ اگر کسی کو نیند آجائے تو وہ نماز سے پہلے سو جائے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھ لے۔

۸۲۔ صف بندی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ فعل ہے۔اور جو اس کا اہتمام کرتے ہیں اللہ عزوجل اور فرشتے ان پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

۸۳۔ بڑھاپے میں کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

۸۴۔ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں ہے ہر کسی کو اس کا حق دینا عبادت اور عمل بالسنّت ہے۔

۸۵۔ نماز فجر اندھیرے میں پڑھی جا سکتی ہے۔

۸۶۔ مغرب کی نماز جلدی پڑھنی چاہیے۔

۸۷۔ گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔

۸۸۔ مردے سے مراد کفار ہیں۔

۸۹۔ مرد کا کفن تین کپڑوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔

۹۰۔ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے۔

۹۱۔ روزہ جلدی افطار کرنا مستحب ہے۔

۹۲۔ حیض ونفاس والی عورتوں پر روزوں کی قضا فرض ہے۔

۹۳۔ روزے کی حالت میں مباشرت ممنوع ہے اور اگر یہ فعل سرزد ہو جائے تو کفارہ لازم آتا ہے۔

۹۴۔ سفر شرعی میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی رخصت ہے۔

۹۵۔ رمضان کے علاوہ آنحضور ﷺ نے کسی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھے۔

۹۶۔ عاشوراء کا روزہ پہلے فرض تھا۔ رمضان کے بعد یہ مستحب ٹھہرا۔

۹۷۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھے جاسکتے ہیں۔

۹۸۔ صوم وصال کی ممانعت ہے۔

۹۹۔ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں بیٹھ سکتے ہیں۔

۱۰۰۔ اگر رمضان کے اعتکاف کی نیت کریں پھر کسی وجہ سے اعتکاف نہ کرسکیں تو قضا ضروری ہے۔

۱۰۱۔ اعتکاف کی حالت میں بیوی اپنے خاوند کی کنگھی کرسکتی ہے اور سر دھلوا سکتی ہے۔

۱۰۲۔ چلتے چلتے معتکف بیماری کی عیادت کرسکتا ہے۔

۱۰۳۔ استحاضہ والی عورت اعتکاف کرسکتی ہے۔

۱۰۴۔ فرض روزوں کی قضا لازم ہے۔ جو پورا سال ادا کی جاسکتی ہے۔

۱۰۵۔ نفلی روزہ بلا عذر توڑا جاسکتا ہے اور پھر اس کی قضا لازم ہے۔

۱۰۶۔ عیدین کے دن روزہ رکھنے کی حرمت ہے۔

۱۰۷۔ روزہ دار اپنی اہلیہ کا بوسہ لے سکتا ہے۔

۱۰۸۔ حالت جنابت میں روزہ رکھا جاسکتا ہے۔

۱۰۹۔ یتیموں کے اموال سے زکوۃ نکالی جاسکتی ہے بشرطیکہ اگر مال تجارت میں لگا ہو۔

۱۱۰۔ زیورات پر زکوۃ ہے۔

۱۱۱۔ عورت اپنے شوہر کے مال میں سے صدقہ کرسکتی ہے۔

۱۱۲۔ میت کی طرف اس کے مال میں سے صدقہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۱۳۔ زکوۃ ادا نہ کرنے سے اس کا باقی مال تباہ ہو جاتا ہے۔

۱۱۴۔ صدقہ کرنا چاہیے اگر چہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۱۵۔ غریب آدمی صدقے کی کوئی چیز بطور ہدیہ دوسرے کو دے سکتا ہے۔

۱۱۶۔ طواف قدوم سنت ہے۔

۱۱۷۔ طواف افاضہ کے بعد حائضہ کو طواف وداع کی رخصت ہے۔ ایسی عورت پر کوئی فدیہ بھی نہیں ہے۔

۱۱۸۔ طواف افاضہ (طواف زیارت) حج کے فرائض میں سے ہے۔

۱۱۹۔ طواف وداع واجب ہے۔

۱۲۰۔ حائضہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ باقی حج کے سارے ارکان ادا کر سکتی ہے۔ کیونکہ بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے۔

۱۲۱۔ حیض و نفاس والی عورت احرام باندھ سکتی ہے۔

۱۲۲۔ حج اور عمرہ کرنے والے کے لئے صفا اور مروہ کی سعی کرنا ضروری ہے۔

۱۲۳۔ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا لہو و لعب کی باتیں نہیں بلکہ یہ ذکر اللہ کی گرم بازاری کے وسائل ہیں۔

۱۲۴۔ وقوف عرفہ سب کے لئے ضروری ہے۔

۱۲۵۔ بیمار آدمی اس شرط کے ساتھ احرام باندھ سکتا ہے کہ جہاں اسے بیماری کی وجہ سے کھولنا پڑے کھول دے گا۔

۱۲۶۔ معذور اور ضعیفوں کو رات کے آخری حصہ میں منٰی روانہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ آنحضور ﷺ نے حضرت سودہؓ کو اجازت دی تھی۔

۱۲۷۔ احرام باندھنے سے پہلے مہندی لگائی جا سکتی ہے۔

۱۲۸۔ احرام کی حالت میں بطور زینت سرمہ لگانی کی اجازت نہیں، بطور دوا لگا سکتے ہیں۔

۱۲۹۔ احرام کی حالت میں جسم کو کھجلایا جا سکتا ہے۔

۱۳۰۔ اگر کسی شخص کو حج میں قربانی میسر نہ ہو تو تمتع کے روزے رکھے یہ روزے ایام منٰی تک رکھ سکتا ہے۔

۱۳۱۔ بحالت احرام عورت اپنے منہ کو ڈھانپ سکتی ہے بشرطیکہ وہ چہرے کو مس نہ کرے۔

۱۳۲۔ بحالت احرام عورت زیور، کالا اور گلابی کپڑا اور موزے پہن سکتی ہے۔

۱۳۳۔ عورتوں کے لئے بہترین جہاد حج مبرور ہے۔

۱۳۴۔ عورتیں مردوں سے دور رہ کر طواف کریں۔

۱۳۵۔ کسم کے رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے۔

۱۳۶۔ معذور یا بیمار انسان سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے۔

۱۳۷۔ مکہ مکرمہ میں آنے اور جانے کے لئے علیحدہ علیحدہ راستے اختیار کیے جا سکتے ہیں۔

۱۳۸۔ مرد مجبوری کے تحت احرام کی حالت میں جانگیہ پہن سکتے ہیں۔

۱۳۹۔ وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو اس کا کوئی تدارک نہیں ہے۔

۱۴۰۔ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔

۱۴۱۔ بیت اللہ کی تعمیر قواعد ابراہیم علیہ السلام پر نہیں ہوئی۔

۱۴۲۔ شروع میں خانہ کعبہ کے دو دروازے تھے بعد میں ختم کر دیئے گئے۔

۱۴۳۔ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱۴۴۔ احرام کی حالت میں سانپ، بچھو، کاٹنے والا کتا، سفید کوا، چیل اور چوہا کو مارا جا سکتا ہے۔

۱۴۵۔ آنحضور ﷺ نے احرام کی حالت میں شکار کو نہیں کھایا۔

۱۴۶۔ احرام سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے۔

۱۴۷۔ قربانی کا جانور بھیجنے سے انسان محرم نہیں ہوتا۔

۱۴۸۔ خانہ کعبہ کا غلاف اترنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے اور اس رقم کو غریبوں اور مسافروں میں تقسیم کر دینا چاہیے۔

۱۴۹۔ عورتیں احرام کی حالت میں اپنے موزے نہ کاٹیں۔

۱۵۰۔ محرمہ عورتوں کو ایک انگلی بال کاٹنے چاہیے۔

۱۵۱۔ آنحضور ﷺ نے تین عمرے کیے وہ بھی ذی القعدہ میں، رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۱۵۲۔ طواف افاضہ (زیارت) سے پہلے مرد کے لئے عورت حلال نہیں ہوتی۔

۱۵۳۔ مدت معینہ تک ادھار کرنا جائز ہے۔

۱۵۴۔ عیب کی وجہ سے معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

۱۵۵۔ والدین کے نفقہ کا جواز ملتا ہے۔

۱۵۶۔ فالتو پانی نہ روکا جائے۔

۱۵۷۔ تصاویر والی چیزوں کی خرید وفروخت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے مکروہ ہے۔

۱۵۸۔ سلطان کو اپنی ضرورت کے لئے بیت المال سے اخراجات لینے کی اجازت ہے۔

۱۵۹۔ غلام یا باندی آزاد کرتے ہوئے ولاء کی شرط کی ممانعت ہے۔

۱۶۰۔ تحفہ لینا اور دینا دونوں جائز ہیں۔

۱۶۱۔ وسوسہ والی چیز مشتبہات میں شامل نہیں ہے۔

۱۶۲۔ یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔

۱۶۳۔ پھلوں کو پکنے سے پہلے بیچنا نہیں چاہیے۔

۱۶۴۔ جب سورۃ البقرۃ کی آخری آیات ربا کے بارے میں نازل ہوئیں تب خمر کی خرید وفروخت حرام کردی گئی۔

۱۶۵۔ اسلام میں دھوکہ دینے کی ممانعت ہے۔

۱۶۶۔ ضرورت پڑنے پر مشرکوں کو مزدور رکھنا جائز ہے۔

۱۶۷۔ شکایت یا فتویٰ پوچھنے پر کسی کی ناپسندیدہ عادت کا ذکر کیا جائے یہ حرام اور غیبت میں شامل نہیں ہے۔

۱۶۸۔ بیع ایجاب وقبول سے تام ہوتی ہے۔

۱۶۹۔ ضرورت پڑنے پر اہل کتاب کے پاس رہن رکھنا جائز ہے۔

۱۷۰۔ ضرورت پڑنے پر قرضہ لینا جائز ہے مگر نیت صاف ہونی چاہیے کہ وہ ادا کردے گا۔

۱۷۱۔ مقروض اگر فوت ہوجائے تو اس کا قرضہ بیت المال سے ادا کیا جائے۔

۱۷۲۔ قرض لیکر پہلا قرض ادا کرنا جائز ہے۔

۱۷۳۔ اگر قرض دار قرض ادا نہ کرسکے تو معاف کردینا چاہیے ورنہ مہلت دے دینی چاہیے کہ وہ ادا کرسکے۔

۱۷۴۔ بیع عینہ جائز نہیں ہے (اگر کوئی شخص ایک چیز کو معروف قیمت کے عوض مدت معینہ کے لئے ادھار پر فروخت کرے پھر اس شخص سے اس چیز کی قیمت فروخت سے کم پر خریدے تو یہ جائز نہیں ہے)۔

۱۷۵۔ قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طریقوں سے ہوتا تھا۔

۱۷۶۔ اسلام میں چھوٹی عمر کی لڑکیوں کے نکاح کا جواز ملتا ہے۔

۱۷۷۔ بکر (کنواری)، ثیب (شادی شدہ) سے نکاح کے وقت ان کی مرضی معلوم کرنا ضروری ہے۔

۱۷۸۔ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

۱۷۹۔ نکاح کے لئے کنواری عورت کاانتخاب پسندیدہ ہے۔

۱۸۰۔ اسلام میں مجرد (بے نکاح) رہنے کی اجازت نہیں ہے۔

۱۸۱۔ شوال میں رخصتی کا جواز ملتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں شوال کے مہینے میں نکاح اور رخصتی کو برا سمجھا جاتا تھا چنانچہ دور جاہلیت کے کام کی تردید کے لئے شوال میں نکاح اور رخصتی کرنا پسندیدہ امر ہے۔

۱۸۲۔ گناہ کے کام میں شوہر کی اطاعت لازم نہیں ہے۔

۱۸۳۔ اسلام میں غیلہ (آدمی اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرے جب کہ وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو) کی ممانعت نہیں۔

۱۸۴۔ اسلام میں مہر ضروری ہے۔

۱۸۵۔ رضاعت کے حکم میں مرد کی بھی تاثیر ہے۔

رضاعی چچا سے پردہ جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے پردہ مت کرو کیونکہ جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں''۔

۱۸۶۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو۔

۱۸۷۔ بالغ کو بھی دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

۱۸۸۔ طلاق کی حد دو مرتبہ ہے۔

۱۸۹۔ حلالہ کے لئے ہمبستری شرط ہے۔

۱۹۰۔ مطلقہ کی عدت تین قروء ہے۔

۱۹۱۔ نابالغ، مجنون اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۱۹۲۔ غصہ اگر جنون کی حد تک پہنچ جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۱۹۳۔ اگر عورت پہلی ملاقات میں طلاق کا مطالبہ کرے تو اسے طلاق دے کر رخصت کر دینا چاہیے۔

۱۹۴۔ بیوہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔

۱۹۵۔ ظہار (خاوند اپنی بیوی کو کہے تو میری ماں جیسی ہے) طلاق نہیں ہے۔ اگر خاوند ایسا کرے تو کفارہ ادا

کرے۔

۱۹۶۔ ایلاء (خاوند قسم کھائے کہ چار ماہ تک اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا) شرعی ایلاء کی مدت چار ماہ ہے۔ اگر چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن خود بخود واقع ہو جائے گی۔ اگر کوئی مہینے کی قسم کھائے تو شرعی ایلاء نہ ہوگا۔

۱۹۷۔ لونڈی کی طلاق کی حد دو مرتبہ ہے اور اس کی عدت دو حیض ہے۔

۱۹۸۔ لونڈی کو آزادی کے بعد اختیار ہے کہ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ رہے یا الگ ہو جائے۔

۱۹۹۔ تخییر طلاق نہیں ہے یعنی اگر خاوند اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے اور وہ اس کو استعمال نہ کرے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

۲۰۰۔ طلاق یافتہ عورت عدت اپنے شوہر کے گھر گزارے خاص حالات میں نکالنے کی بھی اجازت ہے اور خود نکلنے کی بھی۔

۲۰۱۔ مطلقہ کے نفقہ و سکنی کا جواز ہے۔

۲۰۲۔ صلہ رحمی کا حکم ملتا ہے اور قطع رحمی کی ممانعت ہے۔

۲۰۳۔ بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک جنت میں لے جانے کا باعث ہے۔

۲۰۴۔ بچوں سے پیار کرنا، نرمی اور رحمدلی کی دلیل ہے۔

۲۰۵۔ ہمسایوں سے حسن سلوک ایمان کی نشانی ہے۔

۲۰۶۔ شروع میں قضائے حاجت کے لئے عورتوں کو باہر جانے کی اجازت تھی۔

۲۰۷۔ آداب فطرت (جسم کی صفائی) سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

۲۰۸۔ اہل کتاب کو سلام کا جواب کسطرح دینا چاہیے۔ سلام کا جواب انہی الفاظ یا ان سے بہتر الفاظ میں دیا جائے۔

۲۰۹۔ اسلام میں گلے ملنا اور بوسہ لینا جائز ہے۔

۲۱۰۔ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے اگر شروع میں بھول جائے تو جب یاد آئے تو ''بسم اللہ أولہ وآخرہ'' پڑھ لینی چاہیے۔

۲۱۱۔ اناج کو جمع کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

۲۱۲۔ سرکہ بہترین سالن ہے۔یعنی اس میں بے شمار فوائد ہیں۔

۲۱۳۔ ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا جائز ہے۔

۲۱۴۔ سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت ہے۔

۲۱۵۔ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا ہے۔

۲۱۶۔ سونے کے وقت میں ہمیں کس طرح دعا کرنی چاہیے۔

۲۱۷۔ کنگھا کرتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے۔

۲۱۸۔ جھوٹے اوصاف ظاہر کرنے کی ممانعت ہے۔

۲۱۹۔ خواتین کے لئے باریک کپڑا مکروہ ہے۔

۲۲۰۔ مردوں کے لئے ریشم پہننا جائز نہیں ہے۔

۲۲۱۔ لباس ایسا پہننا چاہیے جس میں انکساری کا اظہار ہو اور پہننے سے آرام پہنچے۔

۲۲۲۔ مردوں کے لئے سیاہ رنگ پہننے کا جواز ملتا ہے۔

۲۲۳۔ مردوں کے لئے ٹوپی پہننا جائز ہے۔

۲۲۴۔ ایک مسلمان کا بستر کسطرح کا ہونا چاہیے۔

۲۲۵۔ اسلام میں مصنوعی بال لگوانے کی ممانعت ہے۔

۲۲۶۔ تصویر والے پردے لگانے کی ممانعت ہے۔

۲۲۷۔ بچے کی پیدائی کے وقت گھٹی دینا جائز ہے۔

۲۲۸۔ بیماری کے وقت علاج کرنا مستحب ہے۔بخار میں حریرہ کا استعمال سود مند ہے۔

۲۲۹۔ اگر نام کے معنی صحیح نہ ہوں تو بدلنے کی اجازت ہے۔

۲۳۰۔ آنحضور ﷺ کو سب سے پیارا عمل وہ تھا جو ہمیشہ کیا جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔

۲۳۱۔ اسلام میں مخنث کو عورتوں کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہے۔

۲۳۲۔ جادو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

۲۳۳۔ جادو کرنا حرام ہے۔

۲۳۴۔ اسلام میں کاہنوں کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہے۔

۲۳۵۔ مریض پر دم کرنا جائز ہے۔

۲۳۶۔ اچھے شعر پڑھنے جائز ہیں۔

۲۳۷۔ ذومعنیٰ الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

۲۳۸۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کی اچھی باتوں کا ذکر نا چاہیے۔

۲۳۹۔ دو دھاری سانپ کو مارنے کا جواز ہے کیونکہ وہ نقصان پہنچا تا ہے۔

۲۴۰۔ آندھی اور طوفان کے وقت کیا دعا مانگنی چاہیے کیونکہ آنحضورﷺ آندھی کے وقت پریشان ہو جاتے تھے۔

۲۴۱۔ اگر خوش نصیبی سے لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو کس طرح دعا کرنی چاہیے۔

۲۴۲۔ اگر دو کاموں میں اختیار ملے تو آسان راستہ اختیار کیا جائے۔

۲۴۳۔ قدرت کے باوجود دوسروں کو معاف کر دینا چاہیے۔

۲۴۴۔ ہر کام میں نرمی اختیار کرنی چاہیے۔

۲۴۵۔ درشت کلامی سے پرہیز کرنی چاہیے۔ آنحضورﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا۔

۲۴۶۔ دوسرے مومن کو برے ناموں سے نہیں پکارنا چاہیے۔

۲۴۷۔ اسلام لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل کو سب سے ناپسندیدہ شخص جھگڑالو ہے۔

۲۴۸۔ جھوٹ اور وعدہ خلافی سے بچنا چاہیے۔

۲۴۹۔ خلیفہ اپنا جانشین نامزد کر سکتا ہے اور اہل حل وعقد کے انتخاب پر بھی چھوڑ سکتا ہے۔

۲۵۰۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عادل حاکم کی فضیلت اور ظالم حاکم کی مذمت فرمائی ہے۔

۲۵۱۔ سچا وزیر اللہ تعالیٰ کی بھلائی کی نشانی ہے۔

۲۵۲۔ اموال فئے کی تقسیم میں سب برابر ہیں۔

۲۵۳۔ آنحضورﷺ کے خاص اموال فے تھے وہ آپ کی میراث نہ تھے۔

۲۵۴۔ عورتوں کے بیعت کرنے کا طریقہ بتایا کہ آنحضورﷺ نے کبھی کسی عورت کی ہتھیلی مس نہیں کی۔

المختصر ایک مسلمان عورت کے لئے سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں اس کی زندگی کے تمام

تغیرات، انقلابات اور مصائب، شادی، رخصتی، سسرال، شوہر، سوکن، لاولدی، بیوگی، غربت، خانہ داری، رشک غرض اس کے ہر موقع اور ہر حالت کے تقلید کے نمونے موجود ہیں۔ پھر علمی، عملی، اخلاقی غرض ہر قسم کے گوہر کریمانہ سے یہ پاک زندگی مالا مال ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا دنیا کی کون خاتون ہے جس نے مذہب، اخلاق اور تقدس کے ساتھ مذہبی، علمی، سیاسی، معاشرتی غرض گوناگوں فرائض انجام دیئے ہوں اور جس نے اپنی زندگی کے کارناموں سے خدا پرستی کے نمونوں سے اخلاق کی عملی مثالوں سے روحانیت کی پاک تعلیمات سے اور کسی دین وشریعت اور قانون کی تعلیم وتشریح سے دنیا کی نصف آبادی کے لئے کامل زندگی اور گراں بہا عملی نمونہ چھوڑا ہو۔

زمانے کے نامساعد حالات' معاشرے کے رذائل، سوسائٹی کے مصائب کسی مسیحا کی تلاش میں ہیں سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ان امراض کا علاج بدرجہ اتم موجود ہے۔

مسئلہ تحقیق کا جواب

موضوع تحقیق میں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت کو مختلف پہلوؤں سے متعارف کروایا گیا ہے اوران کے علمی مقام سے قارئین کو روشناس کرایا گیا ہے۔ واقعات سیرت میں پنہاں حکمتوں کو آشکارا کیا گیا ہے۔ اوران کی فقہی بصیرت کو عیاں کیا گیا ہے جس سے یہ بات روزروشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام تمام صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر ہے اورآپؓ تزکیہ اخلاق، ضروریات دین، کلام اللہ کا عرفان اوراسرارہائے شریعت کی آگاہی میں تمام صحابہؓ میں ممتاز مقام رکھتی ہیں۔

آج کل بے راہ وی اوردین سے دوری ہورہی ہے ایسے حالات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فقہی آراء کو عام کرنے کی پہلے سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ امت مسلمہ اس پرعمل پیراہوکر سعادت دارین سے مالا مال ہوجائے گی اوراللہ تعالیٰ کی رضاورحمت کی حقدارقرارپائی گی۔

المصادر والمراجع

- القرآن الکریم

۱۔ ابن أبی شیبۃ، أبوبکر عبداللہ بن محمد بن أبی شیبۃ، ''مصنف أبی شیبۃ''، الدار قطنی، مکتبہ الرشید، ریاض (س ن)۔

۲۔ ابن اثیر، مجدالدین محمد بن اثیر جذری، (علامہ)، ''نہایہ''، مطبوعہ مؤسسۃ اسماعیلیان (س ن)۔

۳۔ ----------------------الکامل فی التاریخ' بیروت' داراحیاء التراث العربی۔

۴۔ ابن حجر أحمد بن علی بن حجر أبوالفضل العسقلانی' الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ' دارالمعرفۃ بیروت۔

۵۔ ابن حزم، أبومحمد علی بن حزم اندلسی، ''جمھرۃ أنساب العرب''، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۳ھ۔

۶۔ ابن حزم، علی بن أحمد بن سعید، ''المحلی بالآثار''، دارالباز مکہ مکرمہ (س ن)۔

۷۔ ابن تیمیہ، شیخ أبوالعباس تقی الدین، ''مجموع الفتاوی''، مطبوعہ بأمر فہد بن عبدالعزیز آل سعود (س ن)۔

۸۔ ابن دقیق العید' احکام الأحکام' دارالفکر العلمیۃ بیروت لبنان۔

۹۔ ابن رشد، أبوالولید محمد بن أحمد بن رشد، (قاضی)، ''بدایۃ المجتھد''، دارالفکر، بیروت (س ن)۔

۱۰۔ ابن سعد، محمد بن سعد أبوعبداللہ البصری، ''الطبقات الکبری''، دار صادر، بیروت (س ن)۔

۱۱۔ ابن عابدین، شیخ محمد أمین، ''ردالمحتار علی درالمختار''، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ (س ن)۔

۱۲۔ ابن عابدین، علامہ سید محمد أمین، (علامہ)، ''ردالمحتار''، دارالکتب العربیۃ، مصر ۱۳۲۷ھ (س ن)۔

۱۳۔ ابن عبدالبر، ''الاستیعاب علی ہامش الإصابۃ''، دارالفکر، بیروت (س ن)۔

۱۴۔ ابن العماد، أبوالفلاح عبدالحی، ''شذرات الذہب فی أخبار من الذہب''، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت (س ن)۔

۱۵۔ ابن قتیبۃ، ''المعارف''، دارالمعارف فی مصر (س ن)۔

۱۶۔ ابن قدامۃ، موفق الدین أبوعبداللہ بن أحمد، (علامہ)، ''المغنی مع الشرح الکبیر''، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۴ھ۔

۱۷۔ -------''المغنی''، ادارۃ بحوث العلمیۃ والإفتاء الریاض (س ن)۔

۱۸۔ -------''المغنی فی فقہ الإمام احمد بن حنبل''، دارالفکر، بیروت ۱۴۰۵ھ

۱۹۔ -------''الکافی فی فقہ ابن حنبل''، مطبوعہ دارالفکر، بیروت (س ن)۔

۲۰۔ ابن القیم، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أبوبکر، ''اعلام الموقعین عن رب العالمین''، دارالجیل، بیروت (س ن)۔

۲۱۔ ــــــــــــــــــــــ، (علامہ)، ''زادالمعاد''، مطبع مصطفیٰ البابی، مصر ۱۳۶۱ھ

۲۲۔ ابن قیم، عبدالرحمٰن ''البیان فی حقائق القرآن''، دارالکتب العلیمہ بیروت، (س ن)۔

۲۳۔ ــــــــــــــــــــــ ''فتاوی امام المفتین ورسول رب العالمین''، (س۔ن)۔

۲۴۔ ابن کثیر، أبوالفدا اعماد الدین، ''تفسیر القرآن العظیم''، مطبوعہ ادارہ اندلس، بیروت ۱۳۸۵ھ۔

۲۵۔ ــــــــــــــــ، ''البدایۃ والنہایۃ''، مکتبۃ المعارف، بیروت (س ن)۔

۲۶۔ ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور الإ فریقی المصری، ''لسان العرب''، دارصادر بیروت (س ن)۔

۲۷۔ ابن نجیم، غلام زین الدین، البحر الرائق، مکتبہ حامدیہ، کوئٹہ (س ن)۔

۲۸۔ ابن ہمام عبدالواحد الشہیر بابن الہمام، ''فتح القدیر مع الکفایۃ''، المکتبۃ النوویۃ الرضویۃ، سکھر (س ن)۔

۲۹۔ ــــــــــــــــ، ''مصنف عبدالرزاق''، المکتب الإ سلامی، بیروت ۱۴۰۳۔

۳۰۔ ــــــــــــــــــــــ، ''فتح القدیر''، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر (بدون تاریخ)۔

۳۱۔ ابوالبرکات، سیدی أحمد دردیر مالکی، (علامہ)، ''الشرح الکبیر''، مطبوعہ دارالفکر، بیروت (س ن)۔

۳۲۔ أبوبکر الجصاص، ''احکام القرآن''، سہیل اکیڈمی، لاہور ۱۴۰۰ھ۔

۳۳۔ أبوالحسن علی بن أبی بکر، (علامہ)، ''الہدایۃ مع فتح القدیر''، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر۔

۳۴۔ أبوعبداللہ، أحمد بن حنبل (امام)، ''مسند الإمام أحمد بن حنبل''، مؤسسۃ قرطبۃ القاہرۃ (س ن)۔

۳۵۔ أبوعبداللہ محمد بن محمد، (علامہ)، ''المدخل''، دارالفکر بیروت (س ن)۔

۳۶۔ أبوعیسی، محمد بن عیسی، ''الجامع الصحیح سنن ترمذی''، دار احیاء التراث، بیروت (س ن)۔

۳۷۔ أبوغدوۃ، فقہ العبادات حنفی، دارالفکر بیروت۔

۳۸۔ ــــــــــــــــــــ مالکی، دارالفکر بیروت۔

۳۹۔ ــــــــــــــــــــ شافعی، دارالفکر بیروت۔

۴۰۔ ــــــــــــــــــــ حنبلی، دارالفکر بیروت۔

۴۱۔ أحمد بن عبداللہ بن صالح أبوالحسین، ''معرفۃ الثقات''، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ ۱۴۰۵ھ۔

۴۲۔ أحمد شرباجی، (ڈاکٹر)، استاذ جامعۃ الأزہر، ''یسئلونک فی الدین والحیاۃ''، دارالجیل، بیروت (س ن)۔

۴۳۔ الأصبحی مالک بن أنس أبوعبداللہ، ''مؤطا الإمام مالک''، دار إحیاء التراث العربی، مصر (س ن)۔

۴۴۔ اصفہانی، حسین بن محمد راغب، (علامہ) المفردات، مکتبہ مرتضویہ، طبع ثانی ۱۳۶۲ھ۔

۴۵۔ امجدی، محمد شریف الحق، (مولانا، مفتی)، ''نزہۃ القاری فی شرح البخاری''، فرید بک سٹال لاہور ۱۴۲۱ھ۔

۴۶۔ اندلس ابن صاعد ''انقلاب الأمم''، دار الملایین، بیروت، (س۔ن)۔

۴۷۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، أبوعبداللہ، ''الأدب المفرد''، دار البشائر الإسلامیۃ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۴۸۔ ـــــــــــــــــ، ''الجامع الصحیح المختصر''، دار ابن کثیر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء۔

۴۹۔ البغوی، أبومحمد الحسن بن مسعود، ''تفسیر البغوی المسمی معالم التنزیل''، ادارۃ تألیفات شرقیۃ ملتان ۱۹۸۳ء۔

۵۰۔ البھنساوی، سالم، ''مکان المرأۃ بین الإسلام والقوانین العالیۃ، دار القلم الکویت، (س ن)''۔

۵۱۔ البیضاوی، ناصر الدین أبی سعید محمد الشیر ازی ''تفسیر البیضاوی''، دار فراس، بیروت (س۔ن)۔

۵۲۔ البیہقی، أبوبکر أحمد بن الحسین أبوعلی، ''دلائل النبوۃ''، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۵۸ء۔

۵۳۔ ـــــــــــــــــ، ''سنن البیہقی الکبری''، مکتبہ دار الباز، مکہ المکرمۃ ۱۴۱۴ھ۔

۵۴۔ ـــــــــــــــــ، ''شعب الإیمان''، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۰ھ۔

۵۵۔ التبریزی، شیخ ولی الدین خطیب عمری، (علامہ)، ''اسماء الرجال''، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور (س ن)۔

۵۶۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، ''الشمائل المحمدیۃ''، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت (س ن)۔

۵۷۔ التمیمی، أحمد بن علی بن المثنی أبویعلی الموصلی، ''مسند أبی یعلی''، دار المأمون للتراث، دمشق ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

۵۸۔ التمیمی، محمد حبان بن أحمد أبوحاتم، ''الثقات''، دار الفکر (س ن)۔

۵۹۔ تنزیل الرحمٰن، (ڈاکٹر)، ''مجموعۃ قوانین الإسلام''، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ۱۹۷۳ء۔

۶۰۔ الجرجانی، السید الشریف علی بن محمد، ''کتاب التعریفات''، مطبعۃ مصطفیٰ حلبی مصر (س ن)۔

۶۱۔ الجزیری، عبدالرحمٰن الجزیری، ''الفقہ علی المذاہب الأربعۃ''، دار إحیاء التراث، بیروت ۱۹۶۹ء۔

۶۲۔ جمال الدین محمد بن بکر، (امام)، ''لسان العرب''، قم۔ ایران ۱۴۰۵ھ۔

۶۳۔ الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد، ''زاد المسیر فی علم التفسیر''، المکتب الإسلامی، بیروت ۱۴۰۴ھ۔

۶۴۔ الحاکم، أبوعبداللہ محمد بن عبداللہ (امام)، ''المستدرک علی الصحیحین''، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۱ھ۔

۶۵۔ الحسانی، أبی نعیم أحمد بن عبداللہ (علامہ)، ''حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء''، دار الکتب العربی، بیروت (س ن)۔

٦٦۔ حسن علی ،"المدخل للفقہ الإسلامی"، الکویت (س ن)۔

٦٧۔ الحقانی' عبدالحق' البیان فی علوم القرآن' تفسیر حقانی' دارالاشاعت، دہلی ۱۹۳۲ء۔

٦٨۔ حصکفی' علاؤالدین' (علامہ)" درمختار علی ہامش درالمختا"، دارالکتب العربیہ' مصر ۱۳۲۷ھ۔

٦٩۔ الحلبی، علی بن برہان الدین، "السیر الحلبیۃ"، مصر (س ن)۔

٧٠۔ الحموی، شیخ شہاب الدین أبوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ، "معجم البلدان"، مطبوعۃ دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۹۹ھ۔

٧١۔ الحنفی، عبداللہ بن یوسف أبو محمد، "نصب الرایۃ لأحادیث الہدایۃ"، دارالحدیث، مصر ۱۳۵۷ھ۔

٧٢۔ الحمیدی، عبداللہ بن الزبیر أبوبکر الحمیدی، "مسند الحمیدی"، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔ (س ن)۔

٧٣۔ الخطیب' محمد بن عبداللہ، "مشکاۃ المصابیح"، المکتب الإسلامی بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۵ھ۔

٧٤۔ الحلبی، علی بن برہان الدین، (علامہ)، "انسان العیون"، مصطفیٰ البابی، مصر ۱۳۸۴ھ۔

٧٥۔ الخطیب، أحمد بن علی بن ثابت أبوبکر الخطیب، "الکفایۃ"، فی علم الروایۃ، المکتبۃ العلمیۃ، المدینۃ المنورۃ (س ن)۔

٧٦۔ الحنظلی، اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن راہویہ، "مسند اسحاق بن راہویہ"، مکتبۃ الإیمان، المدینۃ المنورہ ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

٧٧۔ الخوارزمی، علامہ جلال الدین، (علامہ)، "کفایۃ مع فتح القدیر"، مکتبہ نوریہ رضویہ (س ن)۔

٧٨۔ الدارمی، عبداللہ بن محمد الدارمی، "سنن الدارمی"، دارالکتب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ۔

٧٩۔ الدحلان، أحمد بن زینی، "السیرۃ النبویۃ"، الدہلیۃ للنشر والتوزیع، بیروت ۱۹۸۳ء۔

٨٠۔ الدشتائی، أبوعبداللہ محمد بن خلف، "إکمال إکمال المعلم"، دارالکتب العلمیہ بیروت (س ن)۔

٨١۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، "سیر أعلام النبلاء"، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت (س ن)۔

٨٢۔ ۔۔۔۔۔۔، (علامہ)، "تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام"، دارالکتب العربی، بیروت ۱۹۸۷ء۔

٨٣۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔، "تجرید أسماء الصحابۃ"، بمبائی الہند ۱۳۰۹ھ۔

٨٤۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔، "تذکرۃ الحفاظ"، دار إحیاء التراث العلمی، بیروت (س ن)۔

٨٥۔ الرضوی، غلام رسول، (مولانا)، تفہیم البخاری، فیصل آباد۔

٨٦۔ الزبیدی، سید محمد بن محمد مرتضیٰ' (علامہ)، "اتحاف السادۃ المتقین"، مصر (س ن)۔

۸۷۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،''تاج العروس''،دارالفکر،بیروت(س ن)۔

۸۸۔ الزرقانی،علامہ محمد عبدالباقی،(علامہ)،''شرح المواہب الدینیہ''،دارالکتب العلمیۃ بیروت(س ن)۔

۸۹۔ السجستانی،سلیمان بن اشعث،أبوداؤد،''سنن أبی داؤد''،دارالفکر،بیروت(س ن)۔

۹۰۔ الشافعی،أبوعبداللہ محمد بن ادریس،''کتاب الأم''،دارالمعرفۃ،بیروت(س ن)۔

۹۱۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،''مسند شافعی''،دارالکتب العلمیۃ،بیروت(س ن)۔

۹۲۔ الرازی،فخر الدین محمد بن ضیاءالدین،(امام)،''تفسیر کبیر''،دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۹۳۔ الرازی،محمد بن أبی بکر بن عبدالقادر،''مختار الصحاح''،مکتبۃ لبنان،بیروت ۱۴۱۳ھ۔

۹۴۔ السجستانی،أبوبکر عبداللہ بن سلیمان بن الأشعث،''مسند عائشۃ''،مکتبۃ الأقصیٰ الکویت ۱۴۰۵ھ۔

۹۵۔ السخاوی،شمس الدین،عبدالرحمان،''فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث''،دارالکتب العلمیۃ،لبنان(س ن)۔

۹۶۔ السرخسی،محمد أحمد سرخسی،''المبسوط''،دارالمعرفۃ،بیروت(س ن)۔

۹۷۔ السیوطی،جلال الدین سیوطی،(علامہ)،''الأشباہ والنظائر حنفی''،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ،بیروت(س ن)۔

۹۸۔ ۔۔۔۔۔۔،''الجامع الصغیر''،مطبوعہ،دارالمعرفۃ،بیروت ۱۳۹۱ھ۔

۹۹۔ ۔۔۔۔۔۔،''الدرالمنثور''،مطبوعہ میمنہ،مصر ۱۳۱۴ھ۔

۱۰۰۔ ۔۔۔۔۔۔،''تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی''،مکتبۃ الریاض المدینۃ،الریاض(س ن)۔

۱۰۱۔ شاہ ولی اللہ،''حجۃ اللہ البالغۃ''،مصر(س ن)۔

۱۰۲۔ شرنبلالی، حسن بن عمار شرنبلالی،(علامہ)،''مراقی الفلاح''،مطبوعہ مصطفیٰ البابی،مصر ۱۳۵۶ھ۔

۱۰۳۔ الشوکانی،شیخ محمد بن علی شوکانی،''فتح القدیر''،مطبوعۃ دارالمعرفۃ،بیروت ۱۲۵۰ھ۔

۱۰۴۔ ۔۔۔۔۔۔،شیخ محمد بن علی،''نیل الأوطار''،مطبوعہ الکلیات الأزہریۃ،مصر ۱۳۹۸ھ۔

۱۰۵۔ ۔۔۔۔۔۔۔،''الأدلۃ الرضیۃ لمتن الدررالبہیۃ فی المسائل الفقہیۃ''،دارالندی، بیروت ۱۴۱۳ھ۔

۱۰۶۔ ۔۔۔۔۔۔۔،''نیل الأوطار من أحادیث سید الأخیار شرح منتقی الأخبار''،ادارہ طباعۃ المسیریہ(س ن)۔

۱۰۷۔ ۔۔۔۔۔۔۔،''الداری المضیئۃ شرح الدررالبہیۃ''،(س ن)۔

۱۰۸۔ ۔۔۔۔۔۔۔،''السیل الجرار المتدفق علی حدائق الأزہار''،دارالکتب العلمیۃ،بیروت ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۹۔ الشہرزوری،أبوعمر عثمان بن عبدالرحمٰن،''علوم الحدیث''،مکتبۃ الفارابی ۱۹۸۴ء۔

۱۱۰۔ الشیرازی،شیخ أبواسحاق شیرازی،''المہذب''،مطبوعہ دارالفکر،بیروت(س ن)۔

۱۱۱۔ الشیخ أبواسحاق، ''المہذب مع المجموع''، دارالفکر، بیروت (س ن)۔

۱۱۲۔ شیخ سلیمان بن عمر المعرف بالجمل، ''الفتوحات الإلٰہیۃ''، مطبوعۃ المطبعۃ البہیۃ، مصر ۱۳۰۳ھ۔

۱۱۳۔ حافظ ابن حجر العسقلانی، 'سبل السلام' دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

۱۱۴۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد بن أیوب أبوالقاسم، ''المعجم الکبیر''، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل (س ن)۔

۱۱۵۔ الطبرانی، أبوالقاسم سلیمان بن أحمد، ''المعجم الأوسط''، دارالحرمین، القاہرۃ ۱۴۱۵ھ (س ن)۔

۱۱۶۔ ـــــــــــــــ، ''الروض الدانی المعجم الصغیر''، المکتب الإسلامی دار عمار ۱۴۰۵ھ۔

۱۱۷۔ الطبری، أبوجعفر محمد بن جریر طبری، ''جامع البیان عن تاویل آی القرآن''، مطبوعہ شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی، مصر (س ن)۔

۱۱۸۔ الطحاوی، أبوجعفر أحد بن محمد (إمام)، ''مشکل الآثار''، حیدرآباد دکن (س ن)۔

۱۱۹۔ ـــــــــــ، ''شرح معانی الآثار''، ایچ ایم سعید، کراچی (س ن)۔۔

۱۲۰۔ الطحطاوی، سید أحمد، (علامہ سید)، حاشیۃ مراقی الفلاح''، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر ۱۳۵۶ھ۔

۱۲۱۔ الطوسی، أبوجعفر محمد بن الحسن، ''استبصار فیما اختلف من الأخبار''، دارالکتب الإسلامیہ تہران ایران۔ بیروت ۱۴۰۴ھ۔

۱۲۲۔ الطیالسی، سلیمان بن داؤد أبوداؤد، ''مسند أبی داؤد الطیالسی''، دارالمعرفۃ، بیروت (س ن)۔

۱۲۳۔ عبدالرحمٰن بن أبی بکر، ''تاریخ الخلفاء''، مصر (س ن)۔۔

۱۲۳۔ عبدالرؤوف، (علامہ)، شرح الشمائل علی ہامش جمع الرسائل، نورمحمد أصح المطالع، کراچی (س ن)۔

۱۲۴۔ ـــــــــــ، ''فیض القدیر شرح الجامع الصغیر''، دارالمعرفۃ بیروت (س ن)۔

۱۲۵۔ علی بن عمر أبوالحسن، ''سنن الدارقطنی''، دارالمعرفۃ، بیروت ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

۱۲۶۔ العسقلانی، ابن حجر أحمد بن علی، ''مسند عائشۃ''، دارالمعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ۔

۱۲۷۔ ـــــــــــــــ، ''تقریب التہذیب''، دارالرشید، سوریا (س ن)۔

۱۲۸۔ ـــــــــــــــ، ''تہذیب التہذیب''، دارالفکر، بیروت ۱۴۰۴ھ۔

۱۲۹۔ ـــــــــــــــ، ''فتح الباری شرح صحیح البخاری''، دارالمعرفۃ، بیروت ۱۳۷۹ھ۔

۱۳۰۔ ـــــــــــــــ، ''الإصابۃ فی تمیز الصحابۃ''، دارالجیل، بیروت ۱۴۱۲ھ۔

۱۳۱۔ علی بن سلطان محمد القاری، (ملا)، ''جمع الوسائل''، نورمحمد أصح المطالع کراچی (س ن)۔

۱۳۲۔ علی قاری، (ملا)، ''مرقات''، مکتبہ ملتان ۱۳۹۰ھ۔

۱۳۳۔ العینی، بدرالدین، (علامہ)، ''عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری''، بیروت، لبنان (س ن)۔

۱۳۴۔ القاری، علی بن سلطان محمد، (ملا)، جمع الوسائل، نور محمد اُصح المطابع، کراچی (س ن)۔

۱۳۵۔ القرطبی، محمد بن أحمد بن محمد ارشد، ''بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد''، المکتبہ التجاریہ الکبری، مصر (س ن)۔

۱۳۶۔ ـــــــــــــــ، ''تفسیر قرطبی''، دار الفکر، ط۱، ۱۴۲۰ھ۔

۱۳۷۔ القرضاوی، یوسف قرضاوی، ''فقہ السنۃ''، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۳۸۔ القرطبی، محمد بن أحمد بن أبی بکر بن فرح، ''الجامع لأحکام القرآن''، تفسیر القرطبی (س ن)۔

۱۳۹۔ القزوینی، محمد بن یزید أبوعبداللہ، ''سنن ابن ماجہ''، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۸ء۔

۱۴۰۔ کحالہ، عمر رضا ''اعلام النساء فی عالمی العرب والإسلام''، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۸۴ء۔

۱۴۱۔ الکاسانی، أبوبکر بن منصور، ''بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع''، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی (س ن)۔

۱۴۲۔ المتقی، علی بن حسام الدین، ''کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال''، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۸۹ء۔

۱۴۳۔ مجدالدین فیروز آباد فیروز آبادی، ''قاموس''، مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنو (س ن)۔

۱۴۴۔ المحلی، جلال الدین محمد بن أحمد، جلال الدین عبدالرحمٰن بن أبی السیوطی، ''تفسیر الجلالین''، دار الحدیث قاہرہ (س ن)۔

۱۴۵۔ محمد بن حبان، ''صحیح ابن حبان''، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۴۶۔ محمد بن الحسن، ''کتاب الفقہ علی أہل المدینۃ''، دار المعارف النعمانیۃ، لاہور ۱۹۸۱ء۔

۱۴۷۔ محمد بن محمد الغزالی، (إمام)، ''إحیاء علوم مع الاتحاف''، مطبعۃ میمنۃ مصر۔

۱۴۸۔ محمد بن یعقوب فیروز آبادی، ''القاموس المحیط''، دار إحیاء التراث، بیروت ۱۴۱۳ھ۔

۱۴۹۔ محمد حجاج، ''السنۃ قبل التدوین''، مکتبہ وہبیہ، مصر (س ن)۔

۱۵۰۔ محمد محی الدین عبدالحمید، ''وفاء الوفاء''، إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۸۴ء۔

۱۵۱۔ المرغینانی، برہان الدین علی بن أبی بکر، ''الہدایۃ''، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان (س ن)۔

۱۵۲۔ المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمٰن أبوالحجاج، ''تہذیب الکمال''، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۰ھ۔

۱۵۳۔ محب اللہ عبدالشکور العظیم آبادی البہاری الہندی، مسلم الثبوت، المطبع الأنصاری۔

۱۵۴۔ مسلم الحجاج، أبوالحسین القشیری النیسابوری، ''صحیح مسلم''، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۵۵۔ مصطفیٰ، ابراہیم، ''المعجم الوسیط''، مکتبہ اسلامیہ استنبول ترکی (س ن)۔

۱۵۶۔ مصطفیٰ أحمد زرقا، ''الفقہ الإسلامی''، دارالفکر بیروت لبنان۔

۱۵۷۔ المقریزی، احمد بن علی بن عبدالقادر العیدی'' تاریخ مقریزی''، عباس أحمد الباز، مکہ المکرمۃ ۱۹۹۸ء۔

۱۵۸۔ منصور علی ناصف، ''التاج الجامع للأصول''، مطبع البابی الحلبی، مصر (س ن)۔

۱۵۹۔ الموصلی، محمد بن الحسین أبوالفتح، ''اسماء من یعرف بکنیۃ''، الدار السلفیۃ، الہند ۱۴۱۰ھ۔

۱۶۰۔ المینائی، منہاج الدین، (مولانا)، ''اسلامی فقہ''، دار اشاعت ناظم آباد کراچی (س ن)۔

۱۶۱۔ النسائی، أحمد بن شعیب، أبوعبدالرحمٰن، ''سنن نسائی المجتبی من السنن''، مکتب المطبوعات، الإسلامیہ، حلب ۱۹۸۶ء۔

۱۶۲۔ النووی، أبوزکریا یحیی بن شرف، ''المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج''، دار إحیاء التراث العربی، بیروت (س ن)۔

۱۶۳۔ ــــــــــــــ، شرح المہذب مع الشروح، مطبوعہ دار الفکر، بیروت (س ن)۔

۱۶۴۔ ــــــــــــــ، ''تہذیب الأسماء واللغات''، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (س ن)۔

۱۶۵۔ ــــــــــــــ، ''المجموع شرح المہذب''، دار الفکر بیروت (س ن)۔

۱۶۶۔ النیسابوری، محمد بن اسحاق بن خزیمۃ أبوبکر السلمی النیسابوری، ''صحیح ابن خزیمۃ''، المکتب الإسلامی، بیروت (س ن)۔

۱۶۷۔ واحدی، علی بن أحمد، ''الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، دار الفکر بیروت''۔

۱۶۸۔ وحید الزمان، (علامہ)، ''صحیح مسلم شریف مع شرح النووی (مختصر)''، مشتاق بک کارنر (س ن)۔

۱۶۹۔ الہیثمی، نورالدین علی بن أبی بکر الہیثمی، ''کشف الأستار عن زوائد البزار''، مطبوعہ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۴ھ۔

۱۷۰۔ ــــــــــــــ، ''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد''، دار الفکر، بیروت (س ن)۔

۱۷۱۔ الیسوعی، لوئیس معلوف الیسوعی، ''المنجد''، المطبعۃ القاثو کیلہ بیروت ۱۹۲۷ء۔

۱۷۲۔ الیعقوبی، شیخ أحمد بن أبی یعقوب، ''تاریخ یعقوبی''، مرکز انتشارات علمی فرہنگی ایران ۱۳۶۲ھ۔

اردو کتب۔

۱۷۳۔ ابن جریر، (امام) ''تاریخ طبری''، مترجم سید محمد ابراہیم ندوی، نفیس اکیڈمی کراچی۔

۱۷۴۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن (۱۳۳۳ھ)، مقدمہ، (مترجم راغب رحمانی) نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۶ء۔

۱۷۵۔ ــــــــــــــــ ''تاریخ ابن خلدون'' بیروت لبنان.

۱۷۶۔ ابن سعد، أبوعبداللہ محمد بن سعد (علامہ)، ''طبقات ابن سعد''، مترجم علامہ عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی کراچی۔

۱۷۷۔ ــــــــــــ (علامہ)، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع چہارم ۱۹۸۷ء۔

۱۷۸۔ ابن کثیر، أبوالفداء، اسماعیل (امام)، تفسیر ابن کثیر، سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۲ھ۔

۱۷۹۔ ابن ماجہ، أبوعبداللہ محمد بن یزید، (امام، حافظ)، سنن ابن ماجہ، مترجم مولانا عبدالحکیم اختر، سندھ ساگر پرنٹرز لاہور، ط ۱، ۱۴۰۳ھ۔

۱۸۰۔ ــــــــ، ''سیرت النبی ﷺ''، مترجم مولوی قطب الدین أحمد، مکتبہ رحمانیہ لاہور

۱۸۱۔ أبوحنیفہ، درالمختار، مترجم مولانا خرم علی، مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی، ایچ ایم سعید ادب منزل پاکستان چوک ۱۳۹۹ھ کراچی.

۱۸۲۔ أبوعبید القاسم بن سلام، ''کتاب الأموال''، مترجم عبدالرحمٰن طاہر سورتی، اسلام آباد، تحقیقات اسلامی ۱۹۷۶ء، اسلام آباد ۱۹۷۶ء۔

۱۸۳۔ أبویوسف، ''کتاب الخراج''، ترجمہ اسلام کا نظام محاصل، محمد نجات اللہ صدیقی، کراچی، مکتبہ چراغ راہ

۱۸۴۔ أحمد رضا بریلوی، (امام) فتاوی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور ۱۴۱۴ھ.

۱۸۵۔ أحمد خلیل جمعہ، صحابیات طیبات، مترجم محمد أحمد غضنفر، نعمانی کتب خانہ، لاہور ۲۰۰۲ء۔

۱۸۶۔ أحمد، خورشید، ''نظام تعلیم''، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد ۱۹۹۳ء۔

۱۸۷۔ الیسوعی، لوئیس معلوف الیسوعی، ''المنجد''، مترجم، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

۱۸۸۔ اصلاحی، محمد یوسف، شمع حرم، البدر پبلیکیشنز، لاہور طبع اول ۱۹۹۸ء۔

۱۸۹۔ اصفہانی راغب، (امام) مفردات القرآن، مترجم، شیخ شمس الحق، لاہور (بدون تاریخ)۔

۱۹۰۔ امام أحمد رضا خان بریلوی، ''فتاوی رضویہ''، رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

۱۹۱۔ امجدی، محمد شریف الحق، (مولانا، مفتی)، ''نزھۃ القاری شرح البخاری''، فرید بک سٹال، لاہور۔

۱۹۲۔ امیر علی خان ''حیات صحابہ کا انسائیکلو پیڈیا''، اسلم عصمت پرنٹرز لاہور ۲۰۰۴ء۔

۱۹۳۔ امینی، محمد تقی، ''فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر''، قدیم کتب خانہ، آرام باغ، لاہور ۱۹۹۱ء۔

۱۹۴۔ ایم ایس ناز، ڈاکٹر انسائیکلو پیڈیا اصحاب النبی ﷺ زاہد علی شیخ پرنٹرز لاہور ۱۹۹۷ء۔

۱۹۵۔ بدر عالم، (مولانا)، ترجمان السنہ، ادارہ اسلامیات لاہور (بدون تاریخ)۔

۱۹۶۔ البلاذری، أحمد بن یحیٰ بن جابر الشہیر بالبلاذری، ''فتوح البلدان''، مترجم أبو الخیر مودودی کراچی، نفیس اکیڈمی کراچی۔

۱۹۷۔ البیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین، (امام) شعب الایمان اردو، مترجم مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل، دار اشاعت کراچی.

۱۹۸۔ پانی پتی، ثناء اللہ (قاضی) تفسیر مظہری، دار الاشاعت کراچی ۱۳۹۵ھ۔

۱۹۹۔ تنزیل الرحمٰن (ڈاکٹر) مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلام، اسلام آباد ۱۹۷۳ء.

۲۰۰۔ الترمذی، أبو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، جامع ترمذی شریف، مترجم مولانا ناظم الدین، مکتبہ العلم، لاہور۔

۲۰۱۔ ـــــــــــ، شمائل ترمذی مع اردو شرح فضائل نبوی مترجم مولانا محمد زکریا، مکتبہ رحمانیہ، لاہور.

۲۰۲۔ تھانوی، اشرف علی (مولانا)، تفسیر بیان القرآن، مترجم مولانا ثناء اللہ محمود، تاج کمپنی لاہور۔

۲۰۳۔ جرجی زیدان، تاریخی تمدن اسلام، مترجم محمد حلیم انصاری، شیخ شوکت علی اینڈ سنز تاجران کتب بند روڈ کراچی ۱۹۶۴ء.

۲۰۴۔ الجزری، عز الدین بن الأ ثیر أبی الحسن علی بن محمد، ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ''، مترجم مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی، المیز ان، لاہور۔

۲۰۵۔ الجزری، عز الدین بن الاثیر أبی الحسن علی بن محمد ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' مترجم مولانا محمد عبد الشکور فاروقی لکھنوی، المیز ان، لاہور ۲۰۰۶ء.

۲۰۶۔ الجزیری، عبد الرحمٰن، کتاب الفقہ، مترجم منظور احسن عباسی، (بدون ناشر) ۱۹۷۷ء۔

۲۰۷۔ ـــــــــ، ''الفقہ علی المذاہب الأربعۃ''، مترجم منظور أحسن عباسی، مکتبہ جدید پریس لاہور ۲۰۰۰ء

۲۰۸۔ جمعہ أحمد خلیل، (علامہ)، جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین، دار الا شاعت، کراچی ۱۹۹۹ء۔

۲۰۹۔ حالی، الطاف حسین (مولانا)، ''مسدس حالی''، منظور اعجاز پریس لاہور۔

۲۱۰۔ حسین، محمد عطیہ، ''فقہ النساء''، مترجم سید شبیر أحمد، میٹرو پرنٹرز لاہور۔

۲۱۱۔ حقانی، عبدالقیوم، (مولانا)، توضیح السنن، القاسم اکیڈمی، کراچی ۲۰۰۲ء۔

۲۱۲۔ الحی، دودو، (علامہ حافظ قاری)، ''حیات صدیقہ''، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی۔

۲۱۳۔ خان، غلام اللہ، (مولانا)، تفسیر جواہر القرآن، مکتبہ رشیدیہ، راولپنڈی (بدون تاریخ)۔

۲۱۴۔ خان، محمد قطب الدین، (علامہ)، مظاہر حق جدید، شرح مشکوٰۃ شریف، مولوی مسافر خانہ، کراچی۔

۲۱۵۔ الخطیب، حسن، (مولانا)، ''فقہ الإسلام''، مترجم سید رشید أحمد ارشد، نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۲ء۔

۲۱۶۔ ڈوی، جان، ''جان ڈوی کا فلسفہ تعلیم''، مترجم سید عین الدین بریلوی اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ' کراچی، طبع اول ۱۹۶۰ء۔

۲۱۷۔ الزمان، وحید، (علامہ)، لغات الحدیث، نعمانی کتب خانہ لاہور۔

۲۱۸۔ زیدان جرجی، ''تاریخ تمدن اسلام''، شیخ شوکت علی اینڈ سنز کراچی، اگست ۱۹۶۹ء۔

۲۱۹۔ السجستانی 'ابوداؤد سلیمان بن اشعث' فضل المعبود شرح اردو سنن أبي داؤد' مترجم' مولانا منظور أحمد' بک لینڈ لاہور.

۲۲۰۔ سعید احمد أنصاری، (مولانا)، سیر الصحابیات، شوکت بک ڈپو، اعظم گڑھ ۱۹۵۳ء۔

۲۲۱۔ ---------، سیر الصحابیات مع اسوہ صحابیات، مولوی مسافر خانہ کراچی (بدون تاریخ)۔

۲۲۲۔ سعیدی، غلام رسول، (علامہ)، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال لاہور۔۔

۲۲۳۔ سلیمان ندوی، (سید)، سیرت عائشہؓ، باب سلام پرنٹنگ پریس، کراچی ۱۹۸۰ء۔

۲۲۴۔ ---------، اسوہ صحابہ، کراچی۔

۲۲۵۔ ---------، اسوہ صحابیات، کراچی۔

۲۲۶۔ سلیمان، أبوداؤد، (إمام)، مسند أبي داؤد الطیالسی، ادارہ القرآن والعلوم الإسلامیہ، (بدون تاریخ)۔

۲۲۷۔ سید امیر علی' (علامہ)، ''فتاوی عالمگیری' ادارہ نشریات اسلام اردو بازار لاہور۔

۲۲۸۔ سید محمد حسین، ''مودودی کے تعلیمی نظریات''، نفیس اکیڈمی' لاہور پاکستان۔

۲۲۹۔ شاہ' محمد أنور، (علامہ)، انوار الباری، ادارہ تالیفات اشرفیہ، پاکستان (بدون تاریخ)۔

۲۳۰۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ''ازالۃ الخفاء''، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۶ھ۔

۲۳۱۔ ---------' (مترجم عبدالرحیم)، قومی کتب خانہ، لاہور ۱۹۸۳ء۔

۲۳۲۔ شبلی، نعمانی' (علامہ)، سیرت النبی ﷺ، سروسز کلب ۱۹۸۴ء۔

۲۳۳۔ شرفپوری، جمیل اُحمد، ''تذکرۃ حضرت اِمام اُبوحنیفہ''، پروگریسیو بکس، لاہور، طبع ۱۹۸۲ء۔

۲۳۴۔ شرف الدین اصلاحی، ''اسلام اور مستشرقین''، ماہنامہ اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۸۲۔

۲۳۵۔ شریف الحق، (مولانا)، ''نزہتہ القاری شرح صحیح بخاری''، فرید بک سٹال لاہور۔

۲۳۶۔ شہری، عاشق النبی بلند، (مولانا) 'امہات المؤمنین' عمر پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ء۔

۲۳۷۔ صبحی محمد صالح (داکر) 'فلسفہ شریعت' مترجم مولوی احمد احمد رضوی ۱۹۱۹ء مجلس ترقی ادب' لاہور.

۲۳۸۔ صدیقی' ساجد الرحمٰن' (ڈاکٹر) ''فقہ اسلامی کا تاسیسی پس منظر''، شریعہ اکیڈمی' بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد' دسمبر ۱۹۹۲ء۔

۲۳۹۔ صدیقی، محمد اُحمد، ''اقبال کے تعلیمی نظریات''، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ کراچی ۱۹۶۵ء۔

۲۴۰۔ الطبر ی، اُبی جعفر جریر، (علامہ)، تاریخ طبری اردو، بیروت۔

۲۴۱۔ ظفر محمد اُحمد، (حکیم)، امہات المؤمنین تخلیقات، لاہور ۲۰۰۰ء۔

۲۴۲۔ عاشق الٰہی، (مولانا)، تحفہ خواتین، مکتبہ دار العلوم، کراچی (بدون تاریخ)۔

۲۴۳۔ عالمگیر' اورنگری' فتاوی عالمگیر' مترجم سید اُحمد علی' قانونی کتب خانہ کچہری روڈ' لاہور ۱۹۷۹ء.

۲۴۴۔ عبدالرحمٰن رافق الباشا (ڈاکٹر)' حیات تابعین کے درخشان پہلو' مترجم محمود اُحمد غضنفر' ادارہ دعوۃ الحق لاہور.

۲۴۵۔ عبدالشکور فاروقی' (مولانا)' علم الفقہ (ازدو)' دار اشاعت کراچی ۲۰۰۳ء.

۲۴۶۔ عبدالشکور، (مولانا)، ''علم الفقہ''، دار الإشاعت کراچی۔

۲۴۷۔ عبدالعزیز شاہ، بستان المحد ثین، نور محمد کارخانہ، کراچی (بدون تاریخ)۔

۲۴۸۔ عثمانی، محمد تقی، (مولانا)، درس ترمذی، مکتبہ الرشید، کراچی (بدون تاریخ)۔

۲۴۹۔ ـــــــــ، تقریر ترمذی، میمن اسلامک پبلشرز، کراچی ۱۹۹۹ء۔

۲۵۰۔ عزیز الرحمٰن، (مفتی)، ''اِمام اعظم اُبوحنیفہ''، مکتبہ رحمانیہ لاہور ۱۹۷۹ء۔

۲۵۱۔ علی بن عمر اُبوالحسن دار قطنی، ''سنن دار قطنی''، مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔

۲۵۲۔ غازی، عرفان، ''مستشرقین اور سنت نبوی ﷺ''، سیارہ ڈائجسٹ، رسول نمبر ۲، شمارہ ۵۵، ۱۹۷۳ء۔

۲۵۳۔ غزالی، اُبوحامد محمد بن محمد بن محمد بن اُحمد (اِمام)، ''اِحیاء علوم الدین''، (مذاق العارفین مترجم محمد حسن) ناشران قرآن لمٹیڈ' لاہور۔

۲۵۴۔ ـــــــــــ ''اِحیاء علوم الدین''، مترجم محمد، ناشر قرآن لمٹیڈ، لاہور (بدون تاریخ)

۲۵۵۔ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال لاہور.

۲۵٦۔ الفری عمری، جلال الدین، (سید) عورت اسلامی معاشرے میں، اسلامی پبلی کیشنز لاہور ۱۹٦۲ء۔

۲۵۷۔ قادری، حقانی میاں، (ڈاکٹر)، ازواج مطہرات، دارالاشاعت لاہور ۱۹۹۸ء۔

۲۵۸۔ القاری، ملاعلی بن سلطان محمد، ''مرقات''، مکتبہ امدادیہ، ملتان ۱۳۰۹ھ۔

۲۵۹۔ قاسمی، مجاہدالاسلام، (مولانا)، جدید فقہی مباحث، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی (بدون تاریخ)

۲٦۰۔ قمر تسکین، اسلام کی نامور خواتین، مکتبہ القریش، لاہور ۱۹۸۵ء۔

۲٦۱۔ کاندہلوی، محمد ادریس، (رحمہ)، سیرت المصطفیٰ، مکتبہ عثمانیہ، لاہور ۱۹۸۵ء۔

۲٦۲۔ کاندہلوی، محمد یوسف، مولانا، حیاۃ الصحابہ، مترجم مولانا محمد احسان الحق علی اعجاز پرنٹرز لاہور.

۲٦۳۔ لدھیانوی، محمد یوسف، (رحمہ)، آپ کے مسائل اور ان کا حل، مکتبہ بینات، کراچی ۱۹۹۵ء۔

۲٦۴۔ الماوردی، بن محمد بن حبیب الماوردی (علامہ)، ''الاحکام السلطانیۃ''، ترجمہ مولانا سید محمد ابراہیم، ادارہ اسلامیات لاہور ۱۹۸۸ء۔

۲٦۵۔ محمد اسحاق بن یسار المطلبی المدنی، ''سیرت ابن ہشام''، مترجم مولانا امجد سیلسوی، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۲٦٦۔ محمد اسماعیل قریشی، (ایڈووکیٹ) ناموس اور قانون توہین رسالت، مطبوعہ الفیصل لاہور.

۲٦۷۔ محمد (امام)، الموطا امام محمد، مترجم خواجہ عبدالوحید، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

۲٦۸۔ محمد بن عبداللہ ولی الدین (امام الخطیب)، مشکواۃ شریف مترجم، مکتبہ رحمانیہ لاہور.

۲٦۹۔ محمد بن عبدالعزیز، فتاوی برائے خواتین، مترجم شیخ جاراللہ ضیاء، دارالسلام لاہور۔

۲۷۰۔ محمد جوناگڑھی، (مولانا)، اعلام الموقعین، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور (بدون تاریخ).

۲۷۱۔ محمد حنیف، (مولانا)، تحفۂ دلہن، بیت العلم، کراچی (بدون تاریخ).

۲۷۲۔ محمد زکریا، (علامہ) لفتہ السالک موطا امام مالک، ناشران قرآن لمٹیڈ لاہور. (بدون تاریخ).

۲۷۳۔ محمد شفیع، (مولانا، مفتی)، ''معارف القرآن''، سروسز کلب، راولپنڈی ۲۰۰۵ء۔

۲۷۴۔ محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، ادارہ فروغ لاہور (بدون تاریخ).

۲۷۵۔ محمد عبدالاحد، (مولانا)، سیرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، زاویہ پبلشرز، لاہور، ط: اول ۲۰۰۵ء۔

۲۷٦۔ محمد عبدالستار، رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور، طبع دوم، دسمبر ۲۰۰۰ء۔

۲۷۷۔ محمد مصری بک، ''تاریخ فقہ اسلامی''، مترجم حبیب احمد ہاشمی کراچی ۱۹۷۹ء۔

۲۷۸۔ محمد یاسین، ''تعلیم اور عناصر تعلیم''، غضنفر اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۵ء۔

۲۷۹۔ محمد یوسف تاولوی، (مولانا، مفتی)، اشراف الہدایہ شرح اردو ہدایہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۲۸۰۔ مقبول الرحمٰن' اشراق نوری ترجمہ اردو قدوری' مکتبہ رحمانیہ لاہور.

۲۸۱۔ ملک محمد دین' سیرۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' لاہور ۱۹۱۸ء.

۲۸۲۔ منصوری' محمد سلیمان سلیمانی' (قاضی) ' رحمت العالمین' شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور (بدون تاریخ).

۲۸۳۔ منظور احمد، (مولانا)، ''فضل المعبود شرح سنن أبی داؤد شریف''، المصباح لاہور۔

۲۸۴۔ مودودی' أبوالاعلیٰ' (مولانا' سید)' تفہیم الاحادیث' ادارہ معارف اسلامیہ' لاہور (بدون تاریخ).

۲۸۵۔ مودودی' أبوالاعلیٰ' (مولانا' سید)' تفہیم القرآن' سروسز بک' ۱۹۹۳ء.

۲۸۶۔ مودودی، أبوالأعلیٰ (سید)، ''تفہیم القرآن''، سروسز کلب ۱۹۹۱ء۔

۲۸۷۔ مودودی، أبوالأعلیٰ، (مولانا)، ''تفہیم القرآن''، سروسز بک کلب ۱۹۹۲ء۔

۲۸۸۔ مؤطا امام مالک مترجم، علامہ ذوالفقار علی، ضیاء القرآن، لاہور۔

۲۸۹۔ مینائی، منہاج الدین مینائی، ''اسلامی فقہ''، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور۔

۲۹۰۔ نظام الدین، (ملا)، ''فتاوی عالمگیری''، مطبوعہ مطبعہ کبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۲۹۱۔ نعمانی، شبلی، ''الفاروق''، ایم ثناء اللہ خانہ، لاہور۔

۲۹۲۔ ندوی، سید حبیب ندوی، ''اسلام اور مستشرقین''، معارف اعظم گڑھ، مئی، جون، جولائی ۱۹۸۵ء۔

۲۹۳۔ النسائی، أبوعبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی، (امام)، سنن نسائی، مترجم مولانا دوست محمد شاکر، مولانا حافظ

۲۹۴۔ نعمانی' محمد منظور' (مولانا)' معارف الحدیث' دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ' (بدون کراچی).

۲۹۵۔ نورالہدایہ' ترجمہ اردو شرح وقایہ' فقہ' فقہ حنفی' کراچی سعید کمپنی' (بدون تاریخ).

۲۹۶۔ النووی' محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف' ریاض الصالحین مترجم مولانا محمد صادق خلیل' نعمانی کتب خانہ لاہور.

۲۹۷۔ النووی، أبوزکریا یحیی بن شرف، ''شرح صحیح مسلم''، نور محمد أصح المطالع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

۲۹۸۔ نیاز فتحپوری' ''صحابیات''، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۷ء۔

۲۹۹۔ ---------- ''شرح مسلم''، مطبوعۃ محمد أصلح المطالع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

۳۰۰۔ وارث ہندی' (سر) ''علمی اردو لغت''، فضل بک سپر مارکیٹ اردو بازار کراچی' س ن۔

۳۰۱۔ وائٹ مسٹر ہیڈ، ''مقاصد تعلیم''، مترجم سید محمد تقی، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، کراچی۔

۳۰۲۔ وحید الزمان (علامہ) لغات الحدیث نعمانی کتب خانہ لاہور.

المصادر المتفرقة

۳۰۳۔ روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰ اپریل ۱۹۸۶ء۔

۳۰۴۔ روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰ ابریل ۱۹۸۶ء.

۳۰۵۔ اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز کراچی۔

۳۰۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۷۳ء۔

۳۰۷۔ ''رابعہ اردو لغت جامع''، رابعہ بک ہاؤس، لاہور۔

۳۰۸۔ فتاوی امجدیہ، مکتبہ رضویۃ، کراچی ۱۴۱۹ھ۔

۳۰۹۔ فتاوی ہندیہ، نورانی کتب خانہ پشاور۔

۳۱۰۔ فیروز اللغات اردو مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین، لاہور، فیروز سنز۔

۳۱۱۔ المنجد، مترجم عصمت ابو سلیم، مکتبہ دانیال لاہور۔

English Books and Websites:

312. Encyclopedia of Islam, London 1936, vol: III, p138.

313. Oxford Dictionary, Volume: II

314. Webster 1046 Biographical Dictionary third International Dictionary.

315. Dr. Jameel Jalibi, Quran, English - Urdu Dictionary.

316. Karen Armstrong, Muhammad A biography of Prophet, Harper san Francisco, 1992.

317. Nabia Abbott Aishah, the beloved of Mohammad, Alsaqi book, London, 1985.

318. John Davenport, An Apology for Mohammad and kuran,

Lahore, 1975.

319. Lane Pool, Stanley, Studies a Mosque, 1966.

320. William Moure the life of Mohammad, Vol: II.

321. Syed Abu Zafarazain, the Prophet of Islam, the ideal Husband, kazi publication 1st Ed.

322. Mas- Gulous- Life of Mohammad.

323. Anni be sant, the life and teaching of Mohammad , Madras,1932.

Web sites:

1.http://www..mereislam.info/2006/06 moreonYoung-massageof Aishah.html.

2.http://www.Muslims-answers.org/aishah.htm

3.http://www.haroonssaadiq.com/women/ayesha.htm

4.http://www.bismikaallahumma.org/po/emics/aishah.htm

5.http://www..answering-Christanianity.com/Aisha.htm

6.http://www..understanding-islam.org/related/text.asp type Question and did=375

7.http://www..understanding-islam.org/related/text.asp type discussion & did =307

8.http://www..understanding-islam.org/related/text.asp type discussion & did=311

9.http://www.understanding-islam.org/related/text.asp type discussion & did =398

10.http://www.understanding-islam.org/related/text.asp type discussion & did =293

11. http://www..understanding-islam.org/related/text.asp type discussion & did =91

12.http://www.understanding-islam.org/related/text.asp type discussion & did =89

13.http://www.laamnet/Articles/Ayeshaage.html

14. http://www..ilaamnet/Articles/Ayeshaage.html

15.http://www.answering.islam.org/silas/childbrides.htm

16.http://www.Muslimhope.com/aishanin.htm.

17http://www.faithfreedom.org/Articles/sina/ayesha

18.http://www.faithfreedom.org/Articles/sina/ayeshamorealeval.htm

19.http://www.faithfreedom.org/forum/viewtopic phpt=7901.

20.http://www.faithfreedom.org/forum/viewtopic.phpt=0

21. http://www.faithfreedom.org/forum/viewtopic.phpt=105103#105103

22. http://www.wikiislam.org/index php/Aisha's Age of Consummation.

23. http://www.wikiislam.org/index php/Consummatie.

24. http://www.answering.islam.org/shamoun/prepubescent3htm.

25. http://www.Montgomerywatt, Muhammad al-Medina,Oxford University,1956.

26. http://www.Montgomery watt, Muhammad Prophet and statesman,Oxford University press,1961.

27. http://www.islamic-awareness.org/pllemics/aishah.html.

28. http://www.campus-wahtch.org/article/5713.

فہرست عنوانات